سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2015

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2015

(جمعۃ المبارک 27، سوموار 30 منگل، 31-مارچ، بدھ، یکم اپریل 2015)

(یوم الجمع 6، یوم الاثنین 9، یوم الثلاثہ 10، یوم الاربعاء 11- جمادی الثانی 1436ھ)

سولہویں اسمبلی: تیرھواں اجلاس

جلد 13 (حصہ اوّل): شمارہ جات : 1 تا 4

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

تیرھواں اجلاس

جمعتہ المبارک،27۔مارچ2015

جلد 13: شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	------------	1
2۔	ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر اعلامیہ	------------	3
3۔	ایجنڈا	------------	5
4۔	ایوان کے عہدے دار	------------	7
5۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	------------	13
6۔	نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	------------	14
7۔	چیئرمینوں کا پینل	------------	15

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سوالات (محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری اور امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ)	
8۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------	15
9۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	57
10۔	غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------	75
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
11۔	مسودہ قانون (ترمیم) لاہور آرٹس کونسل 2015 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کلچر اینڈ یوتھ افیئرز کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	83
12۔	قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	84
	قرارداد	
13۔	گرجا گھر یوحنا آباد لاہور میں خودکش دھماکوں میں جاں بحق ہونے والوں کے لئے رنج وغم کا اظہار ------------	85
	تعزیت	
14۔	سانحہ یوحنا آباد لاہور میں شہید ہونے والے مسلمان شہداء کے لئے دعائے مغفرت ------------	87
	تحاریک استحقاق	
15۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی) ------------	90
	تحاریک التوائے کار	
16۔	لوہیانوالہ نہر (گوجرانوالہ) کے راجباہ کی شہری حدود میں کیمیکل ملا اور سیوریج کے گندے پانی کا شامل ہونا ------------	91
17۔	بیرون ملک سے سمگل شدہ ایل پی جی میں زہریلے کیمیکلز کا انکشاف (---جاری) ------------	92
18۔	چک جیون شاہ عارف والہ کی دو مساجد کے رقبہ کو نیا تھانہ بنانے کے لئے الاٹ کرنے پر عوام کا احتجاج (---جاری) ------------	93

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
19۔	تاندلیانوالہ میں ٹی ایم اے انتظامیہ کی ملی بھگت سے بغیر منظوری نقشہ عمارتوں کی تعمیر (۔۔۔جاری)	-----------	94
20۔	فیصل آباد میں سینکڑوں سرکاری سکولوں کے 465 کلاس رومز کو خطرناک قرار دیا جانا(۔۔۔جاری)	-----------	95
	پوائنٹ آف آرڈر		
21۔	لاہور میں کسانوں کے احتجاج کرنے پر پولیس کا زدوکوب کرنا	-----------	96
22۔	مال روڈ اسمبلی کے سامنے احتجاج کرنے والوں کی وجہ سے معزز ممبران اسمبلی کو دشواری کا سامنا	-----------	97
	سرکاری کارروائی		
	آرڈیننسز(جو پیش ہوئے)		
23۔	آرڈیننس (ترمیم)(روزگار و بحالی)معذور افراد پنجاب 2015	-----------	99
24۔	آرڈیننس (ترمیم)اوورسیز پاکستانیز کمیشن پنجاب 2015	-----------	100
	مسودہ قانون(جو متعارف ہوا)		
25۔	مسودہ قانون فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی لاہور 2015	-----------	100
	بحث		
26۔	قبل از بجٹ بحث	-----------	101
	سوموار، 30۔مارچ 2015		
	جلد 13: شمارہ 2		
27۔	ایجنڈا	-----------	113
28۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	-----------	115
29۔	نعت رسول مقبولﷺ	-----------	116
	سوالات (محکمہ لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ)		
30۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	-----------	118

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
31-	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	------------	144
	توجہ دلاؤ نوٹس		
32-	لاہور: دوران ڈکیتی مزاحمت پر پراپرٹی ڈیلر کے قتل سے متعلقہ تفصیلات	------------	172
	تحاریک استحقاق		
33-	نشان زدہ سوال نمبر2193 کا غلط جواب (۔۔۔جاری)	------------	173
	تحاریک التوائے کار		
34-	گورنمنٹ آفیسرز کوآپریٹو سوسائٹی لاہور میں کروڑوں روپے کی کرپشن کا انکشاف (۔۔۔جاری)	------------	175
35-	لاہور میں فضا سے آکسیجن چوری کرنے کا انکشاف (۔۔۔جاری)	------------	176
36-	ٹوبہ ٹیک سنگھ میں خلاف میرٹ و پالیسی ایجوکیٹرز کی بھرتی کا انکشاف (۔۔۔جاری)	------------	177
37-	حلقہ پی پی۔222 (ساہیوال) کے متعدد سکول سکیورٹی سہولیات سے محروم (۔۔۔جاری)	------------	179
	سرکاری کارروائی		
	بحث		
38-	قبل از بجٹ بحث (۔۔۔جاری)	------------	181
39-	کورم کی نشاندہی	------------	191
40-	قرارداد پیش کرنے کے لئے آرٹیکل (1)144 کے تحت اجازت کی تحریک	------------	192
	قرارداد		
41-	مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) سے وفاقی اور صوبائی قوانین کی درست اشاعت کا مطالبہ	------------	192
42-	قبل از بجٹ بحث (۔۔۔جاری)	------------	194

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	منگل،31۔مارچ2015	
	جلد 13:شمارہ 3	
43۔	ایجنڈا ------------	223
44۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	225
45۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	226
	سوالات (محکمہ جات آبکاری و محصولات اور کانکنی و معدنیات)	
46۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------	228
47۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	236
	پوائنٹ آف آرڈر	
48۔	ضلع پاکپتن میں درجہ چہارم کی اسامیوں کا تمام ضلعی نمائندوں کو برابر حصہ دینے کا مطالبہ ------------	251
49۔	فہرست سوالات ایک روز قبل معزز ممبران اسمبلی کو دینے کا مطالبہ ------------	253
50۔	اسمبلی کے سامنے مال روڈ پر آئے روز احتجاج پر حکومت سے نوٹس لینے کا مطالبہ ------------	255
51۔	معزز ممبران اپوزیشن کا صحافیوں سے اظہار یکجہتی کے لئے ٹوکن واک آوٹ کرنا اور حکومت سے صحافیوں کے جائز مطالبات کے حل کا مطالبہ ------------	256
	تحاریک التوائے کار	
52۔	پی آئی سی لاہور اور دیگر ہسپتالوں میں سہولتوں کا فقدان ------------	259
53۔	پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل اور محکمہ صحت پنجاب کے درمیان جنگ سے طلباء و طالبات اور والدین شدید ذہنی دباؤ کا شکار ------------	260
54۔	ضلعی پرائس کنٹرول کمیٹیوں کی جانب سے وزیراعظم اور وزیراعلیٰ کو بوگس رپورٹس پیش کئے جانے کا انکشاف ------------	261
55۔	بہاولنگر میں بندروں کے زہر آلود گوشت کی فروخت ------------	262
56۔	حالیہ بارشوں اور ژالہ باری سے حلقہ پی پی۔222 کے متعدد دیہات شدید متاثر ------------	263

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	پوائنٹ آف آرڈر	
57-	گنے کے کاشتکاروں کی شوگر ملز کے ذمہ رقم کی ادائیگی کے لئے مناسب اقدامات کا مطالبہ ------------	265
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	قراردادیں (مفاد عامہ سے متعلق)	
58-	آلودہ پانی سے پیدا ہونے والی بیماریوں کی ویکسین دینے کا مطالبہ ------------	266
	اعلان	
59-	قاعدہ (1)36 کے تحت اسمبلی کی اجازت کے بغیر مسلسل چالیس نشستوں سے غیر حاضر رہنے والے معزز ممبران کے بارے ایوان کو مطلع کرنا ------------	269
	بدھ، یکم اپریل 2015	
	جلد 13: شمارہ 4	
60-	ایجنڈا ------------	273
61-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	275
62-	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	276
	سوالات (محکمہ جات محنت وانسانی وسائل اور ترقی خواتین)	
63-	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------	277
64-	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	284
	پوائنٹ آف آرڈر	
65-	پاکپتن میں زمینداروں کے ٹیوب ویلوں کے ٹرانسفارمر چوری کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کا مطالبہ (---جاری) ------------	297
66-	ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تجاوزات کی بھرمار ------------	298

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
67-	مسودہ قانون پنجاب سوشل پروڈکشن اتھارٹی 2015 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا -----------	301
	تحاریک التوائے کار	
68-	پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کے زیر انتظام ہونے والے پنجم اور ہشتم کے سالانہ امتحانات میں متعدد اغلاط اور بد نظمی کا انکشاف -----------	302
69-	صوبہ میں بھکاریوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ -----------	303
70-	پنجاب کے گورنمنٹ کامرس کالجز کے کنٹریکٹ ملازمین کو تنخواہوں کی عدم ادائیگی -----------	305
71-	ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال گجرات کے ایم ایس کا سیاسی مداخلت پر تبادلہ -----------	306
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
72-	قبل از بجٹ بحث (---جاری) -----------	307
73-	انڈکس	

1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(58)/2015/1207. Dated: 24th March, 2015. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

In exercise of the powers conferred under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Rana Muhammad Iqbal Khan,** Governor of the Punjab, hereby summon Provincial Assembly of the Punjab to meet on Friday, 27 March 2015 at 2.00 pm in Provincial Assembly Chambers Lahore.

Dated Lahore, the 24th March 2015

RANA MUHAMMAD IQBAL KHAN
GOVERNOR OF THE PUNJAB"

3

ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(12)/2013/1177. Dated: 30th, January, 2015

Pursuant to the provisions of clause (3) of Article 53 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, Sardar Sher Ali Gorchani, Deputy Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, shall act as Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, with immediate effect, vice Rana Muhammad Iqbal Khan, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, who has assumed office of the Acting Governor.

RAI MUMTAZ HUSSAIN BABAR
Secretary

5

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ27۔مارچ2015

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری

اور امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

(اے) آرڈیننسز کا ایوان میں پیش کیا جانا

1۔ آرڈیننس (ترمیم)(روزگار وبحالی) معذور افراد پنجاب 2015

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم)(روزگار وبحالی) معذور افراد پنجاب 2015 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ آرڈیننس (ترمیم) اوورسیز پاکستانیز کمیشن پنجاب 2015

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) اوورسیز پاکستانیز کمیشن پنجاب 2015 ایوان میں پیش کریں گے۔

(بی) مسودہ قانون کا پیش کیا جانا

مسودہ قانون فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی لاہور 2015

ایک وزیر مسودہ قانون فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی لاہور 2015 ایوان میں پیش کریں گے۔

(سی) پری بجٹ بحث

قبل از بجٹ بحث

7

صوبائی اسمبلی پنجاب

1۔ ایوان کے عہدے دار

جناب سپیکر	:	رانا محمد اقبال خان
جناب قائم مقام سپیکر	:	سردار شیر علی گورچانی
وزیر اعلیٰ	:	میاں محمد شہباز شریف
قائد حزب اختلاف	:	میاں محمود الرشید

2۔ چیئرمینوں کا پینل

1۔	انجینئر قمر الاسلام راجہ، ایم پی اے	پی پی-5
2۔	میاں مرغوب احمد، ایم پی اے	پی پی -150
3۔	محترمہ راحیلہ خادم حسین، ایم پی اے	ڈبلیو-345
4۔	قاضی احمد سعید، ایم پی اے	پی پی-286

3۔ کابینہ

1۔	راجہ اشفاق سرور	:	وزیر محنت وانسانی وسائل
2۔	کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ	:	وزیر تحفظ ماحول، داخلہ *
3۔	جناب شیر علی خان	:	وزیر کان کنی ومعدنیات / توانائی *
4۔	جناب تنویر اسلم ملک	:	وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات وتعمیرات *

- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-10/2013 مورخہ 11۔ جون 2013 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (27۔مارچ 2015 تا 6۔اپریل 2015) تفویض کیا گیا۔

8

5۔	جناب محمد آصف ملک	:	وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری
6۔	محترمہ حمیدہ وحید الدین	:	وزیر ترقی خواتین
7۔	جناب بلال یٰسین	:	وزیر خوراک
8۔	میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن	:	وزیر خزانہ، آبکاری و محصولات * قانون و پارلیمانی امور *
9۔	رانا مشہود احمد خان	:	وزیر سکول ایجوکیشن، ہائر ایجوکیشن *، امور نوجواناں * کھیلیں *، آثار قدیمہ اور سیاحت *
10۔	میاں یاور زمان	:	وزیر آبپاشی
11۔	جناب عبدالوحید چودھری	:	وزیر جیل خانہ جات
12۔	ملک ندیم کامران	:	وزیر زکوٰۃ و عشر
13۔	میاں عطاء محمد خان مانیکا	:	وزیر اوقاف اور مذہبی امور
14۔	ڈاکٹر فرخ جاوید	:	وزیر زراعت
15۔	جناب آصف سعید منیس	:	وزیر خصوصی تعلیم
16۔	سید ہارون احمد سلطان بخاری	:	وزیر سماجی بہبود اور بیت المال
17۔	ملک محمد اقبال چنڑ	:	وزیر امداد باہمی
18۔	چودھری محمد شفیق	:	وزیر صنعت، تجارت اور سرمایہ کاری
19۔	محترمہ ذکیہ شاہنواز خان	:	وزیر بہبود آبادی
20۔	جناب خلیل طاہر سندھو	:	وزیر انسانی حقوق اور اقلیتی امور

• بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-II)10/2013 مورخہ 13۔اکتوبر 2014 میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو قانون و پارلیمانی امور کا اضافی چارج تفویض کیا گیا۔

9

4۔ پارلیمانی سیکرٹریز

1۔	چودھری سرفراز افضل	:	امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ و سیاحت
2۔	راجہ محمد اویس خان	:	زکوٰۃ و عشر
3۔	جناب نذر حسین	:	قانون و پارلیمانی امور
4۔	صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی	:	لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ
5۔	حاجی محمد الیاس انصاری	:	سماجی بہبود و بیت المال
6۔	جناب محمد ثقلین انور سپرا	:	اوقاف و مذہبی امور
7۔	محترمہ راشدہ یعقوب	:	ترقی خواتین
8۔	محترمہ نازیہ راحیل	:	ریونیو
9۔	جناب عمران خالد بٹ	:	صنعت، کامرس و تجارت
10۔	جناب محمد نواز چوہان	:	ٹرانسپورٹ
11۔	جناب اکمل سیف چٹھہ	:	تحفظ ماحول
12۔	چودھری محمد اسد اللہ	:	خوراک
13۔	نوابزادہ حیدر مہدی	:	مینجمنٹ اور پروفیشنل ڈویلپمنٹ
14۔	لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) شجاعت احمد خان	:	کالونیز، اشتمال املاک، پی ڈی ایم اے
15۔	خواجہ عمران نذیر	:	صحت
16۔	جناب رمضان صدیق بھٹی	:	لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ
17۔	چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ)	:	ایس اینڈ جی اے ڈی
18۔	جناب سجاد حیدر گجر	:	ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ

• بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبر PA:4-18/2013 مورخہ 12۔دسمبر 2013 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

10

19۔ رانا محمد ارشد	:	اطلاعات وثقافت
20۔ میاں محمد منیر	:	آبکاری ومحصولات
21۔ رانا اعجاز احمد نون	:	زراعت
22۔ محترمہ نغمہ مشتاق	:	بہبود آبادی
23۔ جناب احمد خان بلوچ	:	پبلک پراسیکیوشن
24۔ جناب عامر حیات ہراج	:	کان کنی ومعدنیات
25۔ رانا بابر حسین	:	خزانہ
26۔ میاں نوید علی	:	محنت وانسانی وسائل
27۔ جناب محمد نعیم اختر خان بھابھا	:	مواصلات وتعمیرات
28۔ جناب محمود قادر خان	:	چیف منسٹرا نسپکشن ٹیم
29۔ سردار عاطف حسین خان مزاری	:	خواندگی وغیر رسمی بنیادی تعلیم
30۔ ملک احمد کریم قسور لنگڑیال	:	منصوبہ بندی وترقیات
31۔ سردار عامر طلال گوپانگ	:	سپیشل ایجوکیشن
32۔ مہر اعجاز احمد اچلانہ	:	داخلہ
33۔ چودھری خالد محمود ججہ	:	آبپاشی
34۔ میاں فدا حسین	:	جنگلات، جنگلی حیات وماہی گیری
35۔ چودھری زاہد اکرم	:	کالونیز
36۔ محترمہ شاہین اشفاق	:	کوآپریٹو
37۔ محترمہ مہوش سلطانہ	:	ہائرایجوکیشن
38۔ محترمہ جوئس رُوفن جُولیس	:	سکولزایجوکیشن
39۔ جناب طارق مسیح گل	:	انسانی حقوق واقلیتی امور

• بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبرPA:4-18/5902 مورخہ 8۔دسمبر2014 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

11

5۔ ایڈووکیٹ جنرل

جناب نوید رسول مرزا

6۔ ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی	:	رائے ممتاز حسین بابر
ڈائریکٹر جنرل (پارلیمانی امور اینڈ ریسرچ)	:	جناب عنایت اللہ لک
سپیشل سیکرٹری	:	حافظ محمد شفیق عادل

13

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا تیرھواں اجلاس

جمعتہ المبارک،27۔مارچ2015

(یوم الجمع،6۔جمادی الثانی1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں شام4بج کر15منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد خالد عثمان علوی الازہری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُونُوا۟ خَيْرًا
مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّن نِّسَآءٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۖ
وَلَا تَلْمِزُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا۟ بِٱلْأَلْقَٰبِ ۖ بِئْسَ ٱلِٱسْمُ
ٱلْفُسُوقُ بَعْدَ ٱلْإِيمَٰنِ ۚ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ ﴿١١﴾

سورۃ الحُجرات آیت11

مومنو!کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں) ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں اور اپنے (مومن بھائی) کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا برا نام رکھو۔ایمان لانے کے بعد برا نام (رکھنا) گناہ ہے اور جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں(11)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

جب لیا نامِ نبی میں نے دعا سے پہلے
میری آواز وہاں پہنچی صبا سے پہلے
ہم نے بھی اُسی درِ اقدس پہ جمائی ہے نظر
جس جگہ منگتوں کو ملتا ہے صدا سے پہلے
بے وضُو عشق کے مذہب میں عبادت ہے حرام
خُوب رو لیتا ہوں آقا کی ثناء سے پہلے
دمِ آخر مجھے آقا کی زیارت ہو گی
ایک دِن آئیں گے سرکار قضاء سے پہلے

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سیکرٹری اسمبلی پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز ممبران پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے۔

1۔ انجینئر قمرالاسلام راجہ، ایم پی اے پی پی-5
2۔ میاں مرغوب احمد، ایم پی اے پی پی-150
3۔ محترمہ راحیلہ خادم حسین، ایم پی اے ڈبلیو-345
4۔ قاضی احمد سعید، ایم پی اے پی پی-286

شکریہ

سوالات

(محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری اور امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری اور امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال نمبر 1903 جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ) کا ہے--- موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2752 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں دودھ کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*2752: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں یومیہ دودھ کی کل کتنی پیداوار ہے؟

(ب) صوبہ پنجاب کے کون کون سے اضلاع دودھ کی پیداوار میں نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں؟

(ج) محکمہ ڈیری ڈویلپمنٹ صوبہ پنجاب میں دودھ کی یومیہ پیداوار کو بڑھانے کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھا رہا ہے نیز ان اقدامات سے آگاہی کے لئے کسانوں کو کیا کیا سہولیات فراہم کر رہا ہے؟

(د) صوبہ پنجاب دودھ کی یومیہ پیداوار میں دوسرے صوبوں کے حساب سے کس نمبر پر ہے؟

وزیر خوراک/امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) اکنامک سروے رپورٹ برائے سال 13-2012 کے مطابق صوبہ پنجاب میں یومیہ دودھ کی کل پیداوار 83017 ٹن ہے جبکہ حالیہ اکنامک سروے 14-2013 کے مطابق دودھ کی یومیہ پیداوار 86876 ٹن ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب میں مندرجہ ذیل اضلاع دودھ کی پیداوار میں نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔

نمبر شمار	اضلاع	نمبر شمار	اضلاع
1	قصور	10	گجرات
2	شیخوپورہ	11	منڈی بہاؤالدین
3	اوکاڑہ	12	حافظ آباد
4	پاکپتن	13	جھنگ
5	وہاڑی	14	ساہیوال
6	ٹوبہ ٹیک سنگھ	15	ملتان
7	فیصل آباد	16	خانیوال
8	بہاولنگر	17	چنیوٹ
9	گوجرانوالہ	18	----

(ج) محکمہ لائیوسٹاک صوبہ پنجاب میں دودھ کی یومیہ پیداوار بڑھانے کے لئے جو اقدامات اٹھا رہا ہے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

1- ساہیوال سانڈ بیلوں کے سیمن کے ذریعے ساہیوال گائے کی دودھ پیدا کرنے کی جنیاتی / وراثتی استعداد کو بڑھا کر دودھ کی یومیہ پیداوار کو بڑھانا۔

2۔ جانوروں کی خوراک پر تجربات کرنا اور ان کے نتائج ڈیری فارمز تک پہنچانا۔
3۔ دودھ کی پیداواری صلاحیت بڑھانے کے لئے انمول ونڈا کی فراہمی۔
4۔ نسل کشی کے لئے فارمز کو اعلیٰ نسل کے سانڈ بیل مہیا کرنا۔
5۔ صوبہ بھر میں قائم وٹرنری ہسپتالوں، ڈسپنسریوں اور تشخیصی لیبارٹریوں کے ذریعے دودھیل و دیگر جانوروں کی بیماریوں کی بروقت تشخیص، علاج اور متعدی بیماریوں کے خلاف حفاظتی ٹیکہ جات لگانے کے ساتھ ساتھ نئے فارمز کے قیام کے لئے کسانوں کو تکنیکی مشورہ جات دینا۔

ان اقدامات سے آگاہی کے لئے کسانوں کو درج ذیل سہولیات فراہم کی جاتی ہیں:۔
1۔ ریڈیو اور ٹیلیویژن کی نشریات کے ذریعے جانور پال حضرات کو مشورہ جات دینا۔
2۔ پرائیویٹ فارموں کے قیام کے لئے صوبہ بھر کے ویٹرنری ہسپتالوں میں تعینات ویٹرنری ڈاکٹرز سرکاری فارمز پر تعینات عملہ اور 16۔کو پر روڈ پر قائم ہیلپ لائن سٹیزن کال سنٹرز کے ذریعے کسانوں کو معلومات مہیا کرنا۔
3۔ فیلڈ ڈیز/ فارمرز ڈیز اور سکول فوکس پروگرام کے ذریعے محکمانہ اقدامات سے کسانوں کا آگاہ کرنا۔
4۔ محکمہ کے کیمونیکیشن اینڈ ایکسٹینشن ونگ کے ذریعے جانوروں کی بیماریوں حفاظتی ٹیکہ جات اور خوراک و رہائش سے متعلقہ امور پر مشتمل ماہانہ رسالہ ہمارے مویشی اور دیگر پمفلٹس کی اشاعت اور تقسیم۔

(د) صوبہ پنجاب دودھ کی یومیہ پیداوار میں دوسرے صوبوں کے حساب سے پہلے نمبر پر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ دودھ کی جو یومیہ کل مقدار بتائی گئی ہے، کیا اس میں پیکنگ والا دودھ بھی شامل ہے اور جو مقدار بتائی گئی ہے وہ خالص دودھ کی ہے یا ملاوٹ شدہ دودھ کی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! یہ خالص دودھ کی مقدار ہے۔ الحمد للہ وہاں پر خالص خوراک دی جاتی ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! جو ملاوٹ شدہ دودھ بازار میں فروخت ہوتا ہے اس کی مقدار کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میری بہن کا جو سوال دودھ کی پیداوار کے حوالے سے ہے۔ میں ایک بات ایوان میں ضرور بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ پاکستان کا شمار دنیا میں دودھ کی پیداوار میں اس وقت چوتھے نمبر پر ہوتا ہے جو بہت خوش آئند ہے۔ دودھ کی روزانہ کی پیداوار تو جواب میں محکمہ نے بتا دی ہے۔ یہاں سوال یہ کیا گیا کہ یہ مقدار پیک دودھ، کھلے دودھ یا ملاوٹ شدہ دودھ کی ہے۔ اس پر میں یہ بتاؤں گا کہ حکومت پنجاب اور میاں محمد شہباز شریف کے وژن کے مطابق اس وقت milk adulteration پر campaign جاری و ساری ہے اور روزانہ کی بنیاد پر ملاوٹ شدہ دودھ کو تلف کیا جاتا ہے۔ یہ مقدار خالص کھلے دودھ کی ہے۔ ہم نے تو پیداوار اپنے جانوروں کے حساب سے دیکھنا ہوتی ہے۔ اس کے بعد کوئی بندہ خدانخواستہ اس طرح کے مکروہ دھندے میں ملوث ہوتا ہے اور دودھ میں ملاوٹ کرتا ہے تو اس کے لئے گورنمنٹ اور محکمہ اپنا کام کرتا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی بتاؤں گا کہ یہ ongoing process ہے لیکن پچھلے دس پندرہ دن میں مہم کے دوران 25 ہزار لٹر ملاوٹ شدہ ناقص دودھ کو ہم تلف کر چکے ہیں۔ پچھلے سال میں تقریباً ایک لاکھ لٹر ملاوٹ شدہ ناقص دودھ کو تلف کیا گیا تھا۔ ہم نے مکمل طور پر focus کیا ہوا ہے لیکن خاص طور پر جب milk adulteration کی بات آتی ہے تو لاہور کو بہت زیادہ focus کرنا پڑتا ہے کیونکہ لاہور میں consumption بہت زیادہ ہے تو سات جگہوں سے entry/exit ہوتی ہے۔ ہم روزانہ کی بنیاد پر اسے monitor کر رہے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ عوام کو صاف ستھرا اور ملاوٹ سے پاک دودھ مہیا کر سکیں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! اگر انہوں نے خالص دودھ کی مقدار بتائی ہے تو پھر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ خالص دودھ میں اگر بیچنے والے ملاوٹ کرتے ہیں تو محکمہ ان کے خلاف کیا کارروائی کرتا ہے؟ کیونکہ پورے پنجاب میں اور خصوصاً لاہور میں جس طرح کا دودھ مل رہا ہے جو بے شمار بیماریوں کا سبب بن رہا ہے۔ وہ دودھ فائدہ کی بجائے نقصان کا باعث بن رہا ہے۔ میں اس بات کو ثابت بھی کر سکتی ہوں۔ آپ کسی بھی دکان سے دودھ کا نمونہ لے لیں وہاں انتہائی ناقص اور کیمیکل ملا دودھ ملتا ہے جو تقریباً ہر دکان پر ملتا ہے۔ محکمہ اس سلسلہ میں کیا اقدامات کر رہا ہے اور کیا یہ محکمہ کی ذمہ داری نہیں ہے کہ عوام کو خالص دودھ ملے؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا سوال متعلقہ تو نہیں ہے لیکن پھر بھی منسٹر صاحب سے جواب لیتے ہیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اپنی بہن کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں اس سے بالکل اتفاق نہیں کرتا کہ ہر دکان پر ملاوٹ شدہ اور کیمیکل ملا دودھ ملتا ہے۔ ملاوٹ موجود ہے اس میں کیمیکل یا اس طرح کی چیزیں انتہائی کم ہیں لیکن میں آپ کو search base information دے رہا ہوں کہ پانی ملا دودھ تھا۔ اس کے حوالے سے بھی میں نے بتایا ہے کہ پورے جوش و خروش سے مہم جاری و ساری ہے اور 25ہزار لٹر ملاوٹ شدہ دودھ کو دس دن میں تلف کرنا بہت بڑی مقدار ہے۔ یہاں لاہور کی بات کی گئی تو میں خود بطور وزیر بھی سات جگہوں کا visit کرتا ہوں اور وہاں محکمہ کے لوگ موجود ہوتے ہیں۔ اب ایسی بات نہیں ہے کیونکہ محکمہ نے ان چیزوں کو درست کرنے کے لئے focus کیا ہوا ہے تو بہت ساری چیزیں ٹھیک بھی ہوئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے محترم بھائی نے بتایا ہے کہ 25ہزار لٹر دودھ discard کیا ہے۔ انہوں نے اس دودھ کو کیوں discard کیا ہے، اگر اس دودھ کے لیبارٹری ٹیسٹ کئے گئے ہیں تو ان میں سے کیا کیا چیزیں ملی ہیں؟ اگر میں یہ کہوں کہ گوالوں کا آئے دن دودھ as for the sake of efficiency کہ ہم چیک کر رہے ہیں۔ کیا یہ حقیقت ہے؟ ان چیزوں کا یہ جواب دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو campaign چل رہی ہے it is nothing میں یہ عرض کرتا ہوں کہ لوگ دودھ میں بڑے toxic chemicals ڈالتے ہیں۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ دودھ کے کنٹینرز میں toxic materials ڈالے جاتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا منسٹر صاحب specifically بتائیں کہ اس لیبارٹری کی یہ رپورٹ ہے یا یہ رپورٹیں ہیں جن کی بنیاد پر ہم نے اس دودھ کو destroy کیا ہے اور اس میں سے یہ یہ چیزیں نکلی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: سندھو صاحب! آپ سوال پڑھ لیتے تو زیادہ بہتر تھا۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے محترم بھائی نے خود کہا ہے کہ ہم نے دودھ destroy کیا ہے اگر کیا ہے تو کس base پر کیا ہے؟ یہ ذرا explain کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ بتادیں۔

وزیر خوراک/امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یسین): جناب سپیکر! میں نہایت ادب سے گزارش کروں گا کہ اس campaign کی پورا ڈیپارٹمنٹ monitoring کرتا ہے اور میرے روزگار کا سلسلہ بھی دودھ کی buying and selling سے ہے اور تقریباً چالیس سال سے ہم یہ کام کر رہے ہیں لہذا مجھے تھوڑا سا اندازہ ہے۔ میں نے ابھی floor پر کہا ہے کہ کیمیکل کی adulteration اس میں point something نکلی ہے اور میں پھر repeat کر رہا ہوں اس میں پانی کی adulteration نکلی ہے۔ ابھی تو موسم بھی change نہیں ہوا جب جون جولائی میں high temperature ہوتا ہے اس وقت پانی کی adulteration کی جاتی ہے۔ ابھی جو لوگ adulteration کر رہے ہیں اس سے ہمارا ڈیپارٹمنٹ یہی result نکالتا ہے کہ یہ عادی مجرم ہیں اور ان کو سخت سے سخت سزا ملنی چاہئے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! منسٹر صاحب میرے سوال کا جواب نہیں دے رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! ان کی بات تو سن لیں۔

وزیر خوراک/امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یسین): جناب سپیکر! میں عرض کر چکا ہوں جب دودھ کو discard کیا ہے تو اس میں adulteration موجود تھی اور انہوں نے پوچھا ہے کہ کون سی لیبارٹری سے ٹیسٹ کروایا ہے۔ لاہور میں جتنی بھی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اور ڈیپارٹمنٹ کی laboratories ہیں ان میں یہ check ہوتا ہے اور فوری طور پر ہم کو پتا چل جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اس میں کس چیز کی adulteration تھی؟

وزیر خوراک/امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یسین): جناب سپیکر! میں چوتھی مرتبہ کہہ رہا ہوں اس میں most of adulteration پانی کی تھی۔ جس طرح میری بہن نے ابھی بات کی تھی کہ اس میں کیمیکل کی adulteration تھی۔ میں یہ research based بات کر رہا ہوں کہ ہمیں جو پتا چلتا ہے اس کے مطابق کیمیکل کی adulteration بہت کم ہوتی ہے اس کی percentage بہت کم ہے اس کی ہم zero tolerance کے ساتھ فوری طور پر sealing کر دیتے ہیں اور کوئی بھی ان کی چیز مثال کے طور پر اس کی vehicle کی اگر mobilization ہو رہی ہو یا کسی

دکان پر ہو رہی ہو جو کہ بہت کم ہے تو اس کی straight away sealing ہوتی ہے۔یہ پانی کی adulteration تھی جس کو ہم نے کنٹرول کر لیا ہے۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس وقت کہہ چکا تھا۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! چودھری صاحب سینئر ممبر ہیں ان کو موقع دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! آپ نے تو موقع نہیں دیا میں ان کو موقع دے رہا ہوں۔جی، چودھری صاحب!

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! میں منسٹر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ جو جز (ج) میں انہوں نے تفصیل بیان فرمائی ہے۔اس میں نمبر 1 پر وہ فرماتے ہیں کہ ساہیوال سانڈ بیلوں کے سیمن کے ذریعے ساہیوال گائے کی دودھ پیدا کرنے کی جنیاتی / وراثتی استعداد کو بڑھا کر دودھ کی یومیہ پیداوار کو بڑھانا۔یہ انہوں نے اپنا پروگرام بتایا ہے چونکہ میں خود کسان ہوں مجھے یہ سمجھ نہیں آیا اس کی ذرا تفصیل منسٹر صاحب بیان فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک/امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! یہ ذرا دوبارہ سوال کر دیں۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! اس سوال کا جز (ج) ملاحظہ فرمائیں اس میں آپ نے لکھا ہے کہ محکمہ لائیو سٹاک صوبہ پنجاب دودھ کی یومیہ پیداوار بڑھانے کے لئے جو اقدامات اٹھا رہا ہے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

1۔ ساہیوال سانڈ بیلوں کے سیمن کے ذریعے ساہیوال گائے کی دودھ پیدا کرنے کی جنیاتی /وراثتی استعداد کو بڑھا کر دودھ کی یومیہ پیداوار کو بڑھانا۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آیا اس کی ذرا وضاحت منسٹر صاحب بیان فرمادیں۔

وزیر خوراک/امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ(جناب بلال یٰسین):جناب سپیکر!میں چودھری کو سمجھانے کی کوشش کرتاہوں کہ لائیو سٹاک کے فارم میں جو breed ہے وہ خاص قسم کے علاقوں میں پائی جاتی ہے ان میں یہ capacity ہوتی ہے کہ وہ زیادہ دودھ دیتی ہیں ان کی افزائش کو بڑھانے کے لئے وہاں پر اقدامات کئے جاتے ہیں یہ long term policy ہے یہ نہیں کہ آج ہم سوچیں گے اور آج ہی دودھ کی پیداوار بڑھ جائے گی کیونکہ ہم اگر پنجاب کی بات کریں تو پنجاب پورے پاکستان میں number one milk producing province ہے،یہاں پر لائیو سٹاک فارمرز کی بہت بڑی تعداد ہے۔جو دور دراز دیہی علاقوں سے آتے ہیں ان کو پتاہے کہ ہر گھر میں یہ کام ہو رہا ہوتا ہے اور لائیو سٹاک ڈیپارٹمنٹ کا یہ کام ہے کہ وہ نسل،وہ جانور جو کہ خاص علاقوں میں پائے جاتے ہیں جو کہ زیادہ دودھ دیتے ہیں اس کی زیادہ سے زیادہ افزائش کی جائے اس کے لئے ہم ہر طرح سے facilitate کرتے ہیں اس کی awareness campaign سے لے کر practically ان کی افزائش تک کے لئے ہم کام کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:شکریہ۔منسٹر صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر:راناصاحب!تشریف رکھیں۔پہلے ہی پانچ ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان:جناب سپیکر!جہاں آپ نے دو سوال extend کئے ہیں وہاں میرے لئے بھی ایک اور کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:چلیں،آپ بھی کر لیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان:جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کے جز(الف)میں یہ جواب دیا گیا ہے کہ اکنامک سروے رپورٹ برائے 13-2012 کے مطابق صوبہ پنجاب میں یومیہ پیداوار اتنی ہے جبکہ حالیہ پیداوار کے مطابق دودھ کی یومیہ پیداوار 86ہزار8سو76ٹن ہے۔ابھی قائد محترم کے حکم پر پنجاب میں لائیو سٹاک نے ایک survey campaign کیا ہے۔انہوں نے لائیو سٹاک کا ایک پورا data اکٹھا کیا ہے تو کیا انہوں نے جو سروے رپورٹ ایوان میں پیش کی ہے یہ اُس database پر کی ہے اور کتنے جانور اس وقت صوبہ پنجاب میں دودھ دے رہے ہیں جس سے انہوں نے یہ اخذ کیا ہے کہ اتنے ٹن پیداوار ہو گئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! یہ 13-2012 کی سروے رپورٹ ہے۔ آپ نے پڑھا نہیں ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! یہ 14-2013 کی سروے رپورٹ ہے۔ یہ 2014 میں سروے ہوا ہے اور اب تو 2015 چل رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، sorry یہ 14-2013 ہی کی رپورٹ ہے۔

وزیر خوراک/امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یسٰین): جناب سپیکر! ڈیپارٹمنٹ نے جو دو figures لکھ کر دیئے ہیں اس پر تو یہ متفق ہیں ان کی مہربانی ہے۔ میں یہ بتا سکتا ہوں کہ اس وقت پنجاب میں جن جانوروں کی رجسٹریشن ہوئی ہے وہ تقریباً سات، سوا سات کروڑ کے قریب ہیں جن کو ہم نیٹ پر لے کر آئے ہیں۔ اب مجھے یہ پتا نہیں ہے کہ ان میں سے کتنے جانور ہیں۔ میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ یہ animal seasonal ہیں کہ پاکستان میں بہت تھوڑی breed ہے جن کی پورا سال milking ہوتی ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ ان میں gap آتا ہے تو یہ بتانا میرے لئے شاید اس وقت ممکن نہیں ہو گا کہ کتنے جانوروں کی milking کی figure محکمے نے دی ہے۔ مگر میں یہ بتا سکتا ہوں کہ 7 کروڑ 10 لاکھ کے قریب جو جانور ہمارے نیٹ میں ہیں وہ پورے پنجاب میں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اگلا سوال بھی محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2631 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور چڑیا گھر میں لگائے گئے کیمرے و دیگر تفصیلات

*2631: **محترمہ نگہت شیخ:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور کے چڑیا گھر میں سکیورٹی نظام کی بہتری کے لئے کل کتنے کیمرے لگائے گئے نیز یہ کیمرے کس کمپنی سے خریدے گئے؟

(ب) لاہور کے چڑیا گھر میں سکیورٹی نظام کی بہتری کے لئے خریدے گئے کیمروں کے لئے کن کن مقامی اخبارات میں اشتہار دیا گیا تھا نیز کس کمپنی نے یہ آفر قبول کی؟

(ج) لاہور کے چڑیا گھر میں کل کتنی مالیت کے کیمرے لگائے گئے نیز ان کیمروں میں کتنے کام کر رہے ہیں اور کتنے ناکارہ ہو چکے ہیں، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) لاہور چڑیا گھر میں سکیورٹی کے لئے کل 32 کیمرے لگائے گئے ہیں یہ کیمرے و دیگر آلات میسرز وائٹل انٹرنیشنل لاہور سے خریدے گئے۔

(ب) کیمروں کی فراہمی اور تنصیب کے لئے روزنامہ "جناح" لاہور مورخہ 2011-04-30 اور روزنامہ "جنگ" مورخہ 2011-05-11 میں اشتہار شائع ہوا۔ میسرز وائٹل انٹرنیشنل نے یہ پیشکش قبول کی۔

(ج) لاہور چڑیا گھر میں۔/40,95,000 روپے مالیت کے کیمرے لگائے گئے تمام کیمرے درست حالت میں کام کر رہے ہیں اور تا حال کوئی کیمرہ ناکارہ نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! اس میں میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو کیمرے خریدے گئے ہیں، پیپرا رولز کے مطابق کسی بھی چیز کی purchasing کے لئے کم از کم کتنے اخبارات میں اشتہار دینا ضروری ہوتا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ روزنامہ "جناح" اور "جنگ" میں دیا گیا ہے اور کم از کم دو اخبارات میں اشتہار دینا ضروری ہوتا ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! یہ تو میں نے بھی پڑھ لیا تھا میرا سوال یہ ہے کہ پیپرا رولز کے مطابق کم از کم کتنے اخبارات میں اشتہار دینا ضروری ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! انہوں نے بتا تو دیا ہے کہ کم از کم دو اخبارات میں اشتہار دینا ضروری ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! یہ تو انہوں نے دو اخبارات میں اشتہار دیا ہے میں پوچھ رہی ہوں کہ پیپرا رولز کے مطابق کتنے اخبارات میں اشتہار دینا ضروری ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!کم از کم دو اخبارات میں اشتہار دینا ضروری ہے اور دو اخبارات میں ہی دیا گیا ہے۔

محترمہ نگہت شیخ:جناب سپیکر!میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں کتنے bidders نے شرکت کی ہے اور یہ جو کمپنی کا نام دیا گیا ہے کیا اس کا lowest rate تھا یا quality base پر اس کمپنی کو کنٹریکٹ دیا گیا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!تقریباً تین کمپنیوں نے اس میں حصہ لیا تھا اور سب سے lower bidder یہی Vital International Lahore والے تھے لہذا ان کو یہ ٹینڈر دیا گیا ہے اور انہوں نے یہ کیمرے لگائے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:اگلا سوال نمبر 2973 محترمہ سعدیہ سہیل رانا کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ:جناب سپیکر!.On his behalf

جناب قائم مقام سپیکر:جی،سوال نمبر بولیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ:جناب سپیکر!سوال نمبر 3353 ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے ڈاکٹر سید وسیم اختر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بہاولپور:سوہانرہ پارک کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*3353:ڈاکٹر سید وسیم اختر:کیا وزیر جنگلات،جنگلی حیات و ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

بہاولپور میں لال سوہانرا نیشنل پارک کے لئے کتنا رقبہ ابتدا میں مختص کیا گیا تھا اس وقت اس کا کتنا رقبہ ہے نیز یہ بھی بتائیں کہ پچھلے دس سال میں محکمہ نے یہاں کون کون سی قسم کے کتنے درخت لگائے،اس میں سے کتنے درخت پروان چڑھے اور کتنے ضائع ہو گئے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

لال سوہانرا نیشنل پارک بہاولپور کو مختص ہونے والے رقبہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

سال	رقبہ		
	ایکڑ	کنال	رقبہ
1972	77480	-	-
1984	50000	-	-
2000	35087	7	7
ٹوٹل	162567	7	7

گزشتہ دس سال میں لگائے جانے والے درختاں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

سال	لگائے گئے درختوں کی تعداد	قسم درختاں	تعداد درختاں جو پروان چڑھے	ضائع ہونے والے درختاں کی تعداد
2004-05	278058	کیکر، سفیدہ	180737	42000 لال سوہانرا نیشنل پارک کا رقبہ ٹبہ جات اور دب پر مشتمل ہے۔ Soil خراب ہونے کی وجہ سے باقی 138737 پودوں کی صحیح بڑھت نہ ہوئی ہے تاہم پودوں کی شرح کامیابی 60 فیصد سے زائد ہے جو کہ درست شرح کامیابی ہے۔
2005-06	-	-	-	
2006-07	80586	کیکر، سفیدہ	56410	18206 لال سوہانرا نیشنل پارک کا رقبہ ٹبہ جات اور دب پر مشتمل ہے۔ Soil خراب ہونے کی وجہ سے باقی 10000 پودوں کی صحیح بڑھت نہ ہوئی ہے تاہم پودوں کی شرح کامیابی 70 فیصد سے زائد ہے جو کہ درست شرح کامیابی ہے۔
2007-08	-	-	-	
2008-09	72600	کیکر، سفیدہ	68970	1630 موقع پر کرائی گئی شجرکاری کی شرح کامیابی 90 فیصد ہے جو کہ درست شرح کامیابی ہے اور کوئی پودا ضائع نہ ہوا ہے نیز باقی پوداجات کی بڑھت رقبہ خراب ہونے کی وجہ سے بہتر نہ ہوئی ہے۔
2009-10	90750	کیکر	86212	3530
2010-11	121242	کیکر، سفیدہ	115180	4062۔do۔
2011-12	175692	کیکر، سفیدہ	166907	6785۔do۔
2012-13	-	-	-	-
2013-14	158268	شیشم، کیکر، سفیدہ	150355	5913۔do۔
ٹوٹل	977196		824771	82126

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! سوال میں پوچھا گیا ہے کہ پچھلے دس سال کے دوران کس کس قسم کے درخت لال سوہانرا نیشنل پارک میں لگائے گئے اور پروان چڑھے ہیں؟ اس کے جواب میں 09-2008 تک تو انہوں نے تفصیل فراہم کی ہے۔ 10-2009 سے لے کر 14-2013 تک

کیا وجوہات تھیں جن کی وجہ سے درخت پروان نہیں چڑھ سکے اور کتنے فیصد پودے لگائے گئے، وزیر موصوف2009-10 سے لے کر2013-14 تک کی تفصیل بیان فرمادیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! جواب میں سال 2013-14 تک مکمل تفصیل موجود ہے۔ اس میں 85 فیصد درختوں کی grow ہوئی اور وہ بہترین حالت میں ہیں۔ اس جواب میں تقریباً ہر figure دے دی گئی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ 2009-10 سے لے کر 2013-14 تک کی تفصیل ذرا پڑھ دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ جواب پڑھ دیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ سال وار تفصیل بتادیں کیونکہ اس میں موجود نہیں ہے۔ اس میں صرف تعداد لکھی ہوئی ہے لیکن وجوہات نہیں لکھی ہوئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا درخت ضائع ہونے کی وجوہات پوچھ رہے ہیں؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! انہوں نے 2008-09 کا بتایا ہے کہ شجر کاری کی کامیابی 90 فیصد درست ہے لیکن باقی سالوں میں یہ نہیں لکھا ہوا کہ کتنے فیصد درخت درست پائے گئے ہیں یا موجود ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وہ بتارہے ہیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! اس میں مکمل figure موجود ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! مجھے figure بتادیں کیونکہ میں پڑھنے سے قاصر ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ ٹوٹل بتادیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! 8 لاکھ 24 ہزار 771 درخت وہاں پر اس وقت موجود ہیں جو بہترین حالت میں ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس سے پہلے سال وار تفصیل دی گئی ہے لیکن سال 2009-10, 2010-11, 2011-12, 2012-13 اور 2013-14 کی نہیں بتائی گئی۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! اس کی پوری تفصیل دی گئی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ ہر سال کی تھوڑی تھوڑی تفصیل بتادیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! اس میں detail لکھی ہوئی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! کہاں لکھی ہوئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: ٹوٹل 9 لاکھ 77 ہزار 196 درخت لگائے گئے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جواب میں جو تفصیل دی ہوئی ہے وہ 2008-09 تک کی ہے جس میں درختوں کی detail دی ہوئی ہے جبکہ 2009-10 سے آگے تک اس طرح کی کوئی detail نہیں ہے جس حوالے سے میں کہہ رہا تھا کہ منسٹر صاحب بتادیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! کیا 2009-10 کی تفصیل پوچھ رہے ہیں یا ساری پوچھ رہے ہیں؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جس طرح منسٹر صاحب نے 2008-09 کی تفصیل میں بتایا ہے کہ 1630 موقع پر کرائی گئی شجرکاری کی شرح کامیابی 90 فیصد ہے جو کہ درست شرح کامیابی ہے۔ اسی طرح یہ بھی بتادیں کہ 2009-10, 2010-11, 2011-12, 2012-13 اور 2013-14 میں کیا شرح ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! ویسے تفصیل بتادی ہے لیکن میرے بھائی پوچھنا چاہ رہے ہیں تو میں بتادیتا ہوں کہ 2004-05 میں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! سال 2009-10 کی آپ کے پاس کوئی detail ہے جس طرح آپ نے باقی سالوں کی بتائی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! یہاں پر سال 2009-10 کی detail موجود ہے۔ 2009-10 میں 90 فیصد کامیابی کی شرح ہے بلکہ کیکر اور سفیدہ کے جو درخت لگائے گئے ہیں ان کی تعداد بھی لکھی ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بقیہ جو درخت خراب ہوئے ہیں وہ کس وجہ سے خراب ہوئے ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! مختلف بیماریاں جو درختوں اور پودوں کو لگتی ہیں ان کی وجہ سے یہ خراب ہوئے ہیں لیکن الحمد للہ 85 فیصد اس میں کامیابی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: overall 85 فیصد کامیابی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ہمیں خوشی ہوئی ہے کہ 85 فیصد کامیابی ہے لیکن جو 15 فیصد کامیابی نہیں ہے جس طرح اس سے پہلے بتایا گیا کہ 90 فیصد درست شرح ہے اور 10 فیصد کی وجوہات دی ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ بتائیں کہ وہ کیوں خراب ہوئے ہیں؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! 15 فیصد خراب ہونے کی جو وجوہات ہیں میں صرف وہ جاننا چاہ رہا ہوں۔ سال 2009 سے لے کر 2014 تک کی تھوڑی سی تفصیل منسٹر صاحب بیان کر دیں۔ اوپر لسٹ میں جو تفصیل ہے وہی بیان کر دیں، وہی فقرہ پڑھ دیں اور اگر وہ کہتے ہیں تو میں ہی پڑھ دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ منسٹر صاحب ہی جواب دیتے ہیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! میں بار بار آپ سے گزارش کر رہا ہوں کہ رقبہ خراب ہونے کی وجہ سے یہ درخت خراب ہوئے ہیں اور اس کے علاوہ مختلف قسم کی جو بیماریاں لگتی ہیں ان کی وجہ سے بھی خراب ہوئے ہیں لیکن الحمد للہ اس میں 85 فیصد کامیاب ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال نمبر 2981 محترمہ سعدیہ سہیل رانا کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 3354 جناب شوکت علی لالیکا صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! سوال نمبر 3172 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع راجن پور: لائیو سٹاک کے تجرباتی فارم فاضل پور کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*3172: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لائیو سٹاک تجرباتی فارم فاضل پور ضلع راجن پور کا کل رقبہ کتنا ہے، اس وقت فارم کے پاس کتنا رقبہ ہے اور بقایا رقبہ کس کے پاس ہے اس کا نام بتائیں؟

(ب) اس فارم کی انتظامیہ کے پاس جو رقبہ ہے وہ اس کا کیا استعمال کر رہی ہے؟

(ج) اس فارم میں کتنے اور کون کون سے جانور ہیں؟

(د) اس فارم کا سال 12۔2011، 13۔2012 اور 14۔2013 کا کل بجٹ مد وار بتائیں؟

(ہ) اس فارم کے ملازمین کی تعداد، عہدہ اور گریڈ وار بتائیں؟

(و) اس فارم کی پچھلے تین سالوں کے دوران کب اور کس کس نے انسپکشن کی ہے، ہر دفعہ کیا کیا خامیاں پائی گئیں اور ان پر کیا ایکشن لیا گیا؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) لائیو سٹاک تجرباتی فارم فاضل پور ضلع راجن پور کا کل رقبہ 3435 ایکڑ ہے اور اس میں سے خود کاشت رقبہ 685 ایکڑ ہے جبکہ پٹہ داروں کے پاس کل رقبہ 1103 ایکڑ ہے۔ بورڈ آف ریونیو نے مختلف سکیموں کے لئے فارم کا 345 ایکڑ 6 کنال اور 16 مرلے رقبہ استعمال کیا ہے۔ اس کے علاوہ 476 ایکڑ 6 کنال رقبہ پر 79 ناجائز قابضین ہیں۔

(ب) فارم انتظامیہ کے پاس جو رقبہ ہے وہ جانوروں کے چارہ جات اور دیگر فصلات کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔

(ج) اس فارم پر 726 جانور رکھے گئے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

گائے	581
بیتل بکری	145

(د) اس فارم کا سال 12۔2011، 13۔2012 اور 14۔2013 کا کل بجٹ مندرجہ ذیل ہے:

سال	سٹیبلشمنٹ (ملین روپے)	کنٹی جینسی (ملین روپے)	کل بجٹ (ملین روپے)
2011-12	24.178	11.353	35.531
2012-13	23.713	16.285	39.998
2013-14	23.418	16.305	39.723

(ہ) اس فارم پر ملازمین کی کل تعداد 140 ہے۔ جن کے عہدہ اور گریڈ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

عہدہ	گریڈ	تعداد	عہدہ	گریڈ	تعداد
آفیسر انچارج	19	1	وہیکل ڈرائیور	4	1
مینجر	18	1	ٹریکٹر ڈرائیور	5	7
لائیوسٹاک آفیسر	18	1	ٹیوب ویل آپریٹر	2	8
کراپ ہسبنڈری آفیسر	17	1	ڈیری جمعدار	2	1
ویٹرنری آفیسر	17	2	کیٹل اٹینڈنٹ	1	14
لائیوسٹاک سپروائزر	11	1	بل اٹینڈنٹ	1	2
اسسٹنٹ	14	1	کارٹ مین	1	4
اکاؤنٹنٹ	10	1	پلو مین	1	33
سینئر کلرک	9	2	چوکیدار	1	3
سٹورکیپر	8	1	سائس	1	1
جونیئر کلرک	7	3	شیفرڈ	1	13
ملک سیل مین	7	1	فاڈر کٹر	1	6
ملک ریکارڈ	7	1	فاڈر چیفر	1	4
ویٹرنری کمپاؤنڈر	9	1	سٹور اٹینڈنٹ	1	1
ویٹرنری اسسٹنٹ	9	4	بلوبوائے	1	1
سٹاک سپروائزر	9	1	سویپر	1	2
فیلڈ اسسٹنٹ	6	3	فارم گارڈ	1	6
مکینک	5	1	نائب قاصد	1	3
بلیک سمتھ	5	1			
الیکٹریشن	5	1			
کارپینٹر	5	1	ٹوٹل		140

(و) پچھلے تین سال کے دوران اعلیٰ حکام یعنی ڈائریکٹر لائیوسٹاک فارمز پنجاب لاہور نے چار دفعہ اور لائیوسٹاک اکانومسٹ نے سات دفعہ انسپکشن کی اور فارم انتظامیہ کو دودھ کی پیداوار بڑھانے، شرح اموات میں کمی، جانوروں کے چارہ کی کمی دور کرنے اور رقم پٹہ کو پٹہ داروں سے وصول کرنے کے احکامات جاری کئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا پہلا ضمنی سوال جز (الف) سے متعلق ہے۔ میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے یہ جاننا چاہوں گی کہ 1103 ایکڑ رقبہ جو پٹہ داروں کے پاس ہے اس کے اوپر سالانہ کتنی آمدنی محکمہ کو آتی ہے؟

(اذانِ عصر)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ! آپ سوال ذرا repeat کر دیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں جاننا چاہتی تھی کہ 1103 ایکڑ رقبہ جو پٹہ داروں کے پاس ہے اس سے سالانہ کتنی رقم حکومت کو پٹے کی شکل میں وصول ہوتی ہے یعنی حکومت کے پاس اس کی کیا سالانہ آمدن آتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک/امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میری بہن نے جو سوال کیا ہے کہ 1100 ایکڑ کے قریب جگہ جو مختلف پٹے داروں کو lease پر دی ہوئی ہے اس سے کیا آمدنی وصول ہوتی ہے تو وہ vary کرتا ہے کیونکہ اس کی ہم uniformity collection نہیں کرتے۔ فارم میں جو اچھی جگہ ہوتی ہے جہاں پر پانی قریب پہنچ سکتا ہے اس کی کچھ اور amount ہوتی ہے اور جو tail پر جگہ ہوتی ہے اس کی amount کچھ اور ہوتی ہے۔ ڈیپارٹمنٹ نے مجھے اس پر جو figure دی ہے وہ میں ضرور ایوان کو بتا دیتا ہوں کہ ابھی تک جو annually receive کی گئی ہے وہ 2.536 ملین ہے جبکہ 11.7 ملین pending بھی ہے۔ میں نے آپ کو بتایا ہے کہ یہ leasing policy 1970 سے چل رہی ہے اور لائیو سٹاک ڈیپارٹمنٹ 1970 early میں establish ہوا جبکہ یہ پٹے دار 1970 سے پہلے کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ زمین کی value تو ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے بڑھی ہے لیکن پہلے ایسے ہی ہوتا تھا کہ گورنمنٹ اگر لائیو سٹاک کا کوئی فارم بنا رہی ہے تو جتنا مرضی کوئی گھوڑا دوڑالے تو اس کی وافر جگہ ہوتی تھی۔ چونکہ اب اس کی بہت زیادہ value بڑھ گئی ہے تو اس حوالے سے گورنمنٹ کے پاس اس کی policies ہیں۔ اگر مجھ سے پوچھا جائے گا تو میں بتا دوں گا کہ کیا policies ہیں جو ہم introduce کروائیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ظاہر ہے کہ ہر زمین کا ایک مارکیٹ ریٹ ہوتا ہے۔ میں نے specific جس تجرباتی فارم کی بات کی ہے اس کی جو قیمت حکومت وصول کر رہی ہے کیا وہ مارکیٹ ریٹ کے مطابق ہے، یہ میرا سوال تھا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک/امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! انہوں نے پہلے سوال کچھ اور پوچھا تھا لیکن یہ ان کا دوسرا سوال ہے مگر میں bound ہوں کہ ان کو جواب بتاؤں۔ میں نے کہا ہے کہ مارکیٹ ریٹ fluctuate ہوتا ہے۔ وہاں پر جو لوگ lease پر بیٹھے ہوئے ہیں وہ 1970 سے پہلے کے بیٹھے ہوئے ہیں اور ڈیپارٹمنٹ نے ان کو inherit کیا ہے۔ وہ لوگ پہلے سے بیٹھے ہوئے ہیں جبکہ ڈیپارٹمنٹ اس کے بعد establish ہوا ہے۔ ہم اس پالیسی کو revise کرنے کی کوشش ضرور کریں گے جیسے میں نے پہلے کہا ہے کہ گورنمنٹ کے پاس اس سے ہٹ کر کچھ policies موجود ہیں جن کو ہم انشاء اللہ جلد ہی introduce کروانے جا رہے ہیں بہر حال ابھی ان سے جو پیسے لئے جا رہے ہیں وہ آج کی مارکیٹ ریٹ کے مطابق نہیں ہیں کیونکہ آج جو مارکیٹ ریٹ ہے وہ vary کرتا ہے کہ جہاں پر یہ فارم ہے اور جہاں پر وہ lease holder بیٹھا ہوا ہے، شاید وہاں پر آج بھی اتنا مارکیٹ ریٹ نہ ہو۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جز (الف) سے متعلق میرا ضمنی سوال ہے کہ مجھے جواب میں 3435 ایکڑ رقبہ کے فارم کی تفصیل دی گئی ہے اگر میں اس کو جمع بھی کر لوں تو میرے پاس جواب 2610 ایکڑ رقبہ آ رہا ہے جس کو حکومت نے 3435 ایکڑ بیان فرمایا ہے تو اس کا فرق تقریباً 800 ایکڑ رقبہ نکل رہا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! یہ فارم ہاؤس میرے حلقہ میں ہی ہے جہاں پر بلڈنگز بھی بنی ہوئی ہیں اور جانوروں کو ٹھہرانے کی جگہ بھی occupy ہے اور میں ہی اس کا جواب آپ کو دے دیتا ہوں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں نے سوال کیا ہے تو انہیں جواب دینا چاہئے تھا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جواب میں ہی فرق نکال لیں ناں۔ آپ یہاں پر simple جمع اور تفریق کر لیں اور میں اس کی تفصیل میں نہیں جاتی۔ مجھے جواب دیا گیا ہے کہ 3435 ایکڑ رقبہ زیر کاشت ہے اور اس کی تفصیل نیچے دی گئی ہے لیکن جب میں نے اس تفصیل کو plus کیا تو وہ 2610 آ رہا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: کل رقبے کی بات کی گئی ہے تو ضلع راجن پور کا کل رقبہ 3435 ایکڑ ہے۔ یہاں پر کاشت کا ذکر نہیں ہے، اس میں بلڈنگز بھی ہیں۔۔۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جب مجھے کل رقبے کا جواب دیا جا رہا ہے تو جواب میں جو mention کیا گیا ہے کہ فلاں فلاں رقبہ کی یہ، یہ، یہ تفصیل ہے۔ آپ آگے جواب میں پڑھ لیں کہ 345 ایکڑ 6 کنال 16 مرلے استعمال کیا ہے تو باقی 800 ایکڑ رقبہ کہاں ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! باقی 800 ایکڑ رقبہ کہاں ہے، فارم کا رقبہ 235 ایکڑ ہے اور جو زیر کاشت ہے وہ 2610 ہے تو باقی 800 ایکڑ رقبہ کدھر ہے؟

وزیر خوراک/امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! کل رقبہ 3435 ایکڑ ہے جو کہ موجود ہے اور اس کی انہوں نے جو ڈویژن کی ہے تو اس میں اگر figure work میں فرق آ رہا ہے تو یہ ذمہ داری ہے اور میں انہیں exact figure بتا دوں گا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! 800 ایکڑ رقبے کی تفصیل اگر محکمہ کے پاس نہیں ہے تو یہ قابل غور بات ہے اور جیسے میں نے پہلا سوال کیا تھا اور اسی طرح یہ سوال بھی آ جاتا ہے کہ یہ حکومت پاکستان کی ملکیت ہے یا حکومت پنجاب کی ملکیت ہے؟ جب حکومت کی ملکیت ہے تو حکومت پنجاب کو خود ہی نہیں پتا کہ یہ جو 800 ایکڑ زمین ہے اس پر کس کا قبضہ ہے اگر ناجائز قابضین ہیں تو بھی حکومت کو پتا ہونا چاہئے کہ ان سے ہم نے قبضہ کیسے واگزار کروانا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک/امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! یہ تو محکمہ نے تحریری اعتراف کیا اور میں بھی تھوڑا سا پڑھ دیتا ہوں۔ یہ لکھا ہوا ہے کہ اس کے علاوہ بھی بہت ساری جگہوں پر ناجائز قابضین ہیں۔ یہ ڈیپارٹمنٹ خود اعتراف کر رہا ہے جیسے پورے پاکستان کے مختلف ڈیپارٹمنٹس کو لوگ جیسے مال مفت سمجھتے ہیں اس طرح اس ڈیپارٹمنٹ میں بھی ایسا ہے مگر ایسی بات نہیں ہے۔ میں نے جو figure لکھ کر آپ کے پاس یہاں بھیجے ہیں کہ 3435 ایکڑ رقبہ پورا نہیں ہے تو ایسی

بات نہیں ہے بلکہ میں نے انہیں بتایا ہے کہ figure میں اوپر نیچے ضرور ہو گیا ہو گا۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اس کے علاوہ اس فارم پر کچن گارڈننگ کی ایک سکیم بھی لاؤنچ ہوئی ہے، یہاں اس فارم کی زمین پر ہاؤسنگ سکیم بنی ہے اور یہ آپ کا علاقہ ہے جسے آپ خود سمجھتے ہیں۔ میں نے یہاں پر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: دانش سکول بھی ادھر ہی بنا ہوا ہے۔

وزیر خوراک/امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یسین): جناب سپیکر! دانش سکول بھی اسی جگہ پر بنا ہوا ہے اور بھی بہت سے infrastructure road projects بنا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ 3435 ایکڑ رقبہ ادھر ادھر ہوا ہے بلکہ میں نے یہ کہا ہے کہ اس سوال میں ڈویژن میں اگر کوئی فرق آیا ہے تو یہ ہماری ذمہ داری ہے اور میں اس چیز کو تسلیم کر رہا ہوں لیکن اس کا مطلب قطعی یہ نہیں ہے کہ ڈیپارٹمنٹ کی جگہ کسی اور کو دے دی ہے۔ ہم تو یہاں تک تسلیم کر رہے ہیں کہ ناجائز قابضین جو غیر قانونی possession holders ہیں وہ وہاں پر موجود ہیں اور ہم اس کا بھی اعتراف کر رہے ہیں تو اس میں ڈیپارٹمنٹ کوئی چیز چھپا نہیں رہا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا آخری ضمنی سوال بھی جز (الف) سے متعلقہ ہے کہ 685 ایکڑ رقبہ فارم کی انتظامیہ کے زیر استعمال ہے جو تفصیل دی گئی ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ زیر کاشت 685 ایکڑ رقبہ ہے تو باقی رقبے پر انتظامیہ کاشت کاری کیوں نہیں کرتی، صرف 685 ایکڑ کے اوپر کاشت کاری کر رہی ہے اور باقی کو ویسے ہی چھوڑا ہوا ہے تو اس کی کوئی خاص وجہ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک/امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یسین): جناب سپیکر! میں اپنی بہن کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ اتنا آسان نہیں ہے، ہمارا تو دل چاہتا ہے کہ اگر 3435 ایکڑ رقبہ ہے تو وہ سارے کا سارا کاشت ہو اور پورے رقبے پر فصلیں کاشت ہوں مگر اس طرح ممکن نہیں ہے۔ یہ میرے اور میری بہن سے بہتر آپ سمجھ سکتے ہیں کہ وہ ٹیلے ہیں اور بارانی علاقہ ہے جہاں پر پانی نہیں ہے اور وہ بالکل جنگل نما علاقہ ہے تو وہاں پر جتنا ممکن ہوتا ہے اتنا رقبہ ہی کاشت کاری کے لئے استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔ میں نے عرض کیا تھا کہ اگر مجھ سے ایوان میں حکومت کی پالیسی کے بارے اور سوال سے متعلقہ ہو پوچھا جائے گا تو میں ضرور عرض کروں گا کہ ہمارے پاس کیا پالیسی ہے جو remaining

part ہے کہ یہ جو685ایکڑ رقبہ زیر کاشت ہے اور اس کے علاوہ رقبے کے لئے حکومت کیا سوچ رہی ہے، ہمارے پاسplan ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! On his behalf

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر3363 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے جناب احمد شاہ کھگہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پاکپتن: ذخیرہ ڈل وریام سے متعلقہ تفصیلات

*3363: **جناب احمد شاہ کھگہ:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع پاکپتن، ذخیرہ ڈل وریام کا کل رقبہ کتنا ہے اور یہ جنگل کب لگایا گیا تھا؟

(ب) اس جنگل کی اب صورتحال کیا ہے۔آیا اس میں پرانے درخت فروخت کر کے نئے درخت لگائے گئے ہیں، اگر نہیں تو کیا حکومت نئے پودے لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) پاکپتن میں کوئی تفریحی مقام نہ ہے کیا حکومت اس جنگل کو میں چڑیا گھر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) ذخیرہ ڈل وریام کا کل رقبہ 1575 ایکڑ ہے اور یہ جنگل مالی سال30۔1929 سے لے کر مالی سال39۔1938 کے دوران لگایا گیا تھا۔

(ب) 14۔اگست 2001 کو ضلعی حکومت کے قیام کے بعد ذخیرہ ڈل وریام ضلعی حکومت پاکپتن شریف کو ٹرانسفر ہوا۔ ضلعی حکومت کی طرف سے فراہم کردہ وسائل کے مطابق ذخیرہ کی حالت تسلی بخش ہے اور ضلعی محکمہ جنگلات سے ذخیرہ کی بہتری کے لئے کوشاں ہے۔مالی سال39۔1938 کے بعد پلانٹیشن کے پرانے درخت محکمہ کے طریق کار کے مطابق متعدد بار کاٹے اور فروخت کئے گئے ہیں جبکہ نئے درخت لگائے گئے ہیں اور اب بھی جنگل میں

شیشم کے پرانے خشک وسبزاور نئے درخت جیسا کہ توت، سمبل وسفیدہ کے بھی پرانے و نئے درخت موجود ہیں گزشتہ پانچ سال کے دوران پرانے درخت فروخت نہ کئے گئے ہیں البتہ کم کثافت والے رقبہ جات پر گزشتہ پانچ سال کے دوران 210 ایکڑ رقبہ پر شیشم کے نئے پودے لگائے گئے ہیں اور امسال بھی نور پور ڈسٹری جو کہ ششماہی نہر ہے میں 15۔اپریل کے بعد پانی کی آمد کے ساتھ 30 ایکڑ رقبہ پر شیشم کے نئے پودے لگانے کا منصوبہ ہے تاکہ اس ذخیرہ کو گھنے جنگل میں تبدیل کیا جاسکے۔

(ج) یہ درست ہے کہ پاکپتن میں کوئی تفریحی مقام نہ ہے لیکن ذخیرہ ڈل وریام میں چڑیا گھر بنانے کا کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے اگر گورنمنٹ وسائل فراہم کرے تو تخمینہ برائے چڑیا گھر مرتب کیا جاسکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) میں پوچھا گیا تھا کہ اس جنگل کی اب کیا صورتحال ہے تو بتایا گیا ہے کہ یہ 2001 میں ضلعی حکومت کو ٹرانسفر ہوا لیکن اس کی جو صورتحال وہ بتا رہے ہیں کہ 39-1938 میں پودے اور درخت لگائے گئے تھے تو 77 سال بعد اس کی موجودہ صورتحال نہیں بتا رہے بلکہ انہوں نے کم کثافت والے رقبہ جات کا بتایا ہے تو اس کی definition کیا ہے اور 1938 کے بعد جو درخت اور جنگل کاٹا گیا لیکن لگایا نہیں گیا تو اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! جو بھی درخت کاٹے گئے ہیں اور جو رقبہ وہاں پر باقی ہے اس پر درخت لگائے گئے ہیں جن کی تفصیل موجود ہے۔ پچھلے پانچ سالوں میں 210 ایکڑ رقبہ پر شیشم کے نئے پودے لگائے گئے ہیں اور ابھی بھی اس وقت وہاں 30 ایکڑ پر شجر کاری ہو رہی ہے۔ جتنا پانی وہاں پر درکار ہوتا ہے اس حوالے سے وہاں پر شجر کاری ہوتی ہے اور الحمد للہ ہمارا یہ بڑا زبردست جنگل ہے جو کہ آباد ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ کم کثافت والے تو یہ کیا ہوتے ہیں اور باقی 210 ایکڑ اور 30 ایکڑ کا تو انہوں نے ذکر کر دیا لیکن کل 1575 ایکڑ رقبہ ہے کیونکہ میرے حلقے کے ساتھ adjacent ہے اور ہمارا ساتھ ساتھ حلقہ ہے تو 1575 ایکڑ رقبے کو یہ discuss کر رہے ہیں

210اور 30ایکڑ یعنی 240ایکڑ، تو باقی کا کیا حال ہے اور کم کثافت سے ان کی کیا مراد ہے اور باقی جنگل میں کیا پوری کثافت ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! یہ 50فیصد رقبے پر کم کثافت ہے اور 210ایکڑ اور 30ایکڑ رقبے پر شجرکاری شروع ہے جبکہ اگلے پانچ سالوں میں آہستہ آہستہ تمام رقبہ انشاء اللہ fill کریں گے۔ 575ایکڑ کے حوالے سے پوچھ رہے ہیں تو انشاء اللہ 575ایکڑ رقبے پر ہی شجرکاری ہو گی۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ 1575ایکڑ ہے 575نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ 1575ایکڑ رقبہ ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! میں انہیں یہی بتا رہا ہوں کہ اس وقت یہ ضلعی حکومت کے پاس ہے اور جس طرح اس کا بجٹ آتا ہے تو اسی طریقے سے وہاں پر شجرکاری ہو رہی ہے۔ میں یہی بتا رہا ہوں کہ 30ایکڑ پر اس وقت شجرکاری ہو رہی ہے اور ہم آنے والے وقت میں انشاء اللہ تعالیٰ اس پر بجٹ رکھ کر سارے رقبے پر شجرکاری کریں گے اور یہ آباد ہو گا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ابھی مہربانی کیجئے گا اور آپ دیکھیں کہ 1930میں 1575ایکڑ رقبہ پر یہ جنگل لگا، ان کے اپنے جواب میں ہے اور آج 80سے 90سال ہو گئے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ 210ایکڑ اور 30ایکڑ یعنی 240ایکڑ رقبہ پر ابھی تک شجرکاری کی ہے تو یہ کرنے کیا جا رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ بتا رہے ہیں کہ انشاء اللہ آنے والے دنوں میں ہم 1575ایکڑ رقبے پر کاشت۔۔۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ اسی سال میں 1575ایکڑ رقبے کو پورا کر دیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! یہ 1575ایکڑ رقبہ اسی سال میں پورا ہو جائے گا۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! یہ آنے والے next years میں ہو گا اور ان کے علم میں یہ بات ہے کیونکہ یہ وہاں کے رہائشی ہیں تو وہاں پر پانی کی بھی

ضرورت ہے اور بجٹ کی بھی ضرورت ہے اور جب اگلے سال میں بجٹ رکھا جائے گا تو انشاء اللہ اس رقبے کو آباد کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! وہ عزم کر رہے ہیں کہ وہ انشاء اللہ تعالیٰ لگا دیں گے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! چلیں جی، ہم عزم پر تو زندہ ہیں اور انہوں نے عزم کا کہا ہے۔ اس سوال کے جز (ج) میں انہوں نے admit کیا ہے کہ پاک پتن میں کوئی تفریحی مقام نہ ہے چونکہ انہوں نے کہا ہے کہ چڑیا گھر وہاں پر بنایا جا سکتا ہے تو کیا یہ اس سال میں propose کریں گے کہ وہاں پر چڑیا گھر بنا دیا جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! ہم اس حوالے سے feasibility report بنوا رہے ہیں اور ضلعی حکومت کے پاس اس کے فنڈز بھی ہیں اور ہم چاہ رہے ہیں کہ آنے والے مالی سال میں اس پر بجٹ رکھا جائے اور چڑیا گھر بنایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وہ کوشش کر رہے ہیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! specific بتا دیں اگر یہ چاہت کر رہے ہیں تو کب تک ان کی چاہت پوری ہو جائے گی؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کوشش کر رہے ہیں شکریہ۔ جی، اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے، سوال نمبر بولیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! سوال نمبر 3173 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع بھکر: لائیو سٹاک تجرباتی فارم کلور کوٹ کے بارے میں تفصیلات

*3173: **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لائیو سٹاک تجرباتی فارم کلور کوٹ تحصیل کلور کوٹ ضلع بھکر کا کل رقبہ کتنا ہے اور یہ رقبہ کس کس مقصد کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے؟

(ب) اس فارم پر کون کون سے جانور رکھے ہوئے ہیں، اس فارم پر اس وقت کتنے جانور ہیں؟

(ج) اس فارم سے سال 2010، 2011، 2012 اور 2013 میں کتنی دفعہ جانور کی نیلامی ہوئی ہے اور ہر دفعہ کتنے اور کون کون سے جانور فروخت کئے گئے ہیں؟

(د) رقبہ اور جانور کس کس کی نگرانی میں فروخت کئے گئے ہیں؟

(ہ) اس فارم کا سال 11-2010، 12-2011 اور 13-2012 کا سالانہ بجٹ مدوار کتنا تھا؟

(و) اس فارم پر تعینات ملازمین کی تعداد، عہدہ اور گریڈ وار بتائیں؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) لائیو سٹاک تجرباتی فارم کلور کوٹ کا کل رقبہ 3649 ایکڑ ایک کنال اور 10 مرلے پر مشتمل ہے جس میں سے 1490 ایکڑ 3 کنال اور 13 مرلے خود کاشت ہے۔ 89 ایکڑ رقبہ پر عمارتیں اور سڑکیں ہیں۔ بقیہ 2069 ایکڑ 5 کنال اور 17 مرلے پٹہ داران کے پاس ہے۔ خود کاشت رقبہ پر جانوروں کے لئے چارہ جات کاشت کئے جاتے ہیں۔

(ب) فارم پر ساہیوال کی گائیں اور تھلی نسل کی بھیڑیں رکھی گئی ہیں اس وقت فارم پر 594 گائیں اور 603 بھیڑیں ہیں۔

(ج) جانوروں کی نیلامی کی تفصیل درج ذیل ہے:

سال	ساہیوال گائیں	تھلی بھیڑیں
2010-11	38	121
2011-12	-	-
2012-13	39	62
کل میزان	77	183

(د) رقبہ فروخت کرنے کا اختیار محکمہ کے پاس ہے اور نہ ہی کوئی رقبہ فروخت کیا گیا ہے۔ درج بالا جانور فارم انچارج کی نگرانی میں متعلقہ کمیٹی جس میں محکمہ کا نمائندہ اور ڈسٹرکٹ لائیو سٹاک آفیسر بھکر شامل تھے ان کی نگرانی میں جانور فروخت کئے گئے۔

(ہ) مدوار بجٹ کی تفصیل درج ذیل ہے:

سال	تنخواہیں	دیگر اخراجات	کل رقم
2010-11	2,24,85,000	1,43,69,000	3,85,13,000
2011-12	2,72,87,000	1,90,99,000	4,77,42,000
2012-13	3,11,41,500	2,08,24,500	5,31,78,000

(و) اس فارم پر تعینات ملازمین کی تعداد، عہدہ اور گریڈ وار تفصیل(Annex-A)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا پہلا ضمنی سوال جز (الف) سے ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ 2059ایکڑ5کنال 17مرلے پٹہ داران کے پاس زمین ہے، میں منسٹر صاحب سے یہ جاننا چاہوں گی کہ ٹوٹل رقبہ کا دو حصے سے زیادہ بنتا ہے جو اُن کو پٹے پر دی ہوئی ہے اس کے کیا مقاصد ہیں؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! جو پہلے سوال تھا یہ بالکل اُس سے relevantہے میں اُس میں بڑی تفصیل سے بتا چکا ہوں یہ جو ہمارے لائیو سٹاک کے فارم بنتے ہیں یہ جن ادوار میں بنے ہیں اُس وقت جتنا بھی ایریا coveredکیا جائے وہ کم ہوتا تھا یہ اُسی وقت کئے گئے اور پچھلا جو فارم تھا اُس کی زمین تقریباً3500ایکڑ کے قریب تھی یہ اُس سے بھی 200ایکڑ بڑا فارم ہے تو اس میں جو ہم نے جگہ lease outکی ہوتی ہے یہ اُسی وقت کے جو پٹہ داران ہیں اُسی وقت سے ہمارے ساتھ چل رہے ہیں میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب بات ہوتی ہے ڈویلپمنٹ کی یا ان چیزوں کو improveکرنے کی تو یہ ساری کی ساری چیزیں source سے related ہوتی ہیں تو گورنمنٹ نے یہ پالیسی بنائی ہے کہ وہ ان کے ساتھ بات کر کے فارم کا ایسا ایریا جو آباد نہیں ہے یا جہاں پر آپ کوئی ڈویلپمنٹ نہیں کر سکے یا کوئی فصل کاشت نہیں کر سکے، ہمارے پراجیکٹ پائپ لائن میں ہیں جس میں ہم چاہتے ہیں کہ جو کوئی foreign investorآئے تو اُن کو پانچ پانچ سو ایکڑ یا پانچ پانچ ہزار ایکڑ جگہ ہم ان لوگوں کو دیں اور وہ وہاں پر اگر اپنی improvementکرنے کے لئے خواہ وہ پانی پر اپنی investmentکریں یا کوئی فارم بنانے کی شکل میں investmentکریں یا اپنی چراگاہ یا شکار گاہ کو بنانے کے لئے investmentکریں ہمارے پاس اس طرح کی planningموجود ہے کہ ہم اس چیز سے نکل کر آگے بڑھیں کیونکہ گورنمنٹ کی limited capacityہے تو ہم دوسرے ممالک کے لوگوں کو offerکر رہے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! انتہائی افسوس کے ساتھ میں یہ بات یہاں کرنا چاہوں گی میں کرنا نہیں چاہتی تھی کیونکہ میرا خیال تھا کہ میرا سوال جمع کروانے کا مقصد یہ تھا کہ پنجاب جو ہے وہ اگر دیکھا جائے تو سب سے بڑا صوبہ ہے زراعت کے حوالے سے اور اگر پاکستان کے حساب سے دیکھیں تو یہ صوبہ

پاکستان کی اکانومی میں زراعت کے ذریعے contribute کرتا ہے اور مجھے انتہائی افسوس ہے اس چیز کا کہ اس سب سے بڑے صوبہ میں تیس سال سے ایک جماعت کی حکمرانی ہے اور منسٹر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ ضمنی سوال کریں یہ کیا بات کر رہی ہیں؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! relevant question ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! یہ کہاں سے relevant question ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے کہا مجھ سے پالیسی statement لے لیں میں پالیسی بیان کروں گا۔ ہم اُس پالیسی کا اچار ڈالیں جو تیس سال سے آپ کی حکومت چل رہی ہے ایک صوبہ کے اندر اور وہاں آپ بے بس اور لاچار ہیں۔ آپ دوسرے ملکوں سے تعاون مانگ رہے ہیں آپ خود کچھ بھی نہیں کرتے، آپ نے لوگوں کو lease پر زمین دے دی، صوبے کی زمین کو لاوارث کر دیا، ہم اُن لوگوں کو ہٹا نہیں سکتے جنہوں نے ناجائز قبضہ کیا ہے، حکومت بے بس ہے تو ہم آپ کی policy statement کو کیا کریں اس میں صوبے کے لوگوں کا کیا قصور ہے؟ ان لوگوں کو lease پر دیں جن کا حق ہے lease کو عام کریں، پبلک کریں اس کا حکومت کو مکمل اختیار ہے حکومت جو چاہے کر سکتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ اپنے لوگوں کو کیوں نہیں دیتے باہر کے لوگوں کیوں بلا رہے ہیں؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں اپنی بہن سے کہوں گا کہ وہ اتنا افسوس نہ کریں کوئی ایسی افسوسناک بات نہیں ہے ہم تو دعاؤں کے ساتھ یہ ٹائم لے کر آرہے ہیں اگر انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ انہوں نے سوال کیوں جمع کروایا تھا تو میری بھی ذمہ داری ہے کہ میں بتاؤں کہ یہ جو اس طرح کے لائیو سٹاک کے فارم ہیں یہ فارم کسی صورت بھی earning کے لئے establish نہیں ہوتے۔ ان کا ایک main purpose یہ ہے کہ جو اعلیٰ قسم کے افزائش کے جانور ہیں اُن کی نسل کشی کے لئے فارم استعمال ہوتے ہیں یہاں سے کسی صورت میں بھی آپ نے earning نہیں لینا ہوتی۔

جناب سپیکر! دوسرا اگر ہم باہر سے لوگوں کو لے کر آرہے ہیں تو اُس میں ہمارا main purpose یہ ہے کہ لائیو سٹاک کو بڑھاوا ملے، وہ یہاں پر آکر investment کریں۔ investment in a shape کہ وہ پانی وہاں پر لے کر آئیں وہاں پر اس طرح کا ماحول بنے کہ جانور زیادہ سے زیادہ

افزائش کر سکیں۔ وہاں پر چراگاہیں establish ہو سکیں اور گورنمنٹ کے پاس جب اپنے sources نہیں ہوتے تو اپنے دوست ممالک کو investment کے لئے invite کرتے ہیں تو ہم اُن کو دے کیا رہے ہیں ؟ ہم تو اُن سے investment مانگ رہے ہیں ابھی یہ ساری چیزیں تو ہوئی نہیں اور کون سی گورنمنٹ اس طرح نہیں کرتی ؟ یہاں پر ہمیں سوال جواب میں رہنا چاہئے کہ یہاں پر ہم نے politics کرنی ہے یہ تو سیدھے سیدھے سوال ہیں کہ ایک فارم ہے اُس پر میں نے آپ کو بتایا ہے کون سی اس میں غلط بات بتائی ہے کہ ناجائز قابضین موجود ہیں۔ پاکستان کا کوئی ایک ڈیپارٹمنٹ بتائیں جہاں پر ناجائز قابضین موجود نہیں ہیں ؟ یہ تو ہوتا ہے۔ ہمارے معاشرے کا ایک حصہ ہے ہم اس کو پوری کوشش کے ساتھ خالی کروا رہے ہیں، انہیں پیچھے دھکیل رہے ہیں اور ان کو back foot کر رہے ہیں۔ یہ کوئی ایک ڈیپارٹمنٹ کا نام تو لیں جہاں پر گورنمنٹ کی پراپرٹی پر مال مفت سمجھ کر لوگ قبضہ نہیں کرتے، دور دراز کے علاقوں میں جب جنگل کی شکل ہو اور لوگ کون ہیں لوگ ہم میں سے ہی ہیں معاشرے میں ہر جگہ پر negative لوگ تو موجود ہوتے ہیں تو اس میں کون سی بری بات ہے، کون سی ایسی افسوس والی بات ڈیپارٹمنٹ نے بتا دی ہے جس پر میری بہن کو اتنا افسوس ہو رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس کا مطلب ہے کہ ہم مال مفت دل بے رحم سمجھ کر اعلان کر دیتے ہیں کہ جو جو experimental livestock farms ہیں سب پر سارے لوگ قابض ہو جائیں اور لوگ آرام سے موجیں کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب نے بتایا ہے کہ وہ قبضہ بھی چھڑوا رہے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! گورنمنٹ کس کام کے لئے ہوتی ہے گورنمنٹ کے پاس جو پاور ہوتی ہے وہ عام آدمی کے پاس نہیں ہوتی۔ بات یہاں تک تو ٹھیک کہ experimental livestock farms اُسی حد تک رہیں اور جو منسٹر صاحب نے آگے detailed بات کی ہے میرے حساب سے یہ نامناسب بات ہے یہ بات منسٹر صاحب کو نہیں کرنی چاہئے تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے ضمنی سوال کرنا چاہوں گا کہ منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ہم نے دوست ممالک کو investment کے لئے invite کیا ہے تو کیا ابھی پالیسی ہے یا کسی کو ایسا فارم دے دیا گیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! اس میں ایک چیز جو میں نے یہاں پر کہی ہے یہاں پر ایوان میں سچ شیئر کرنا کون سی برائی ہے میں تو یہ چیز کہہ رہا ہوں کہ یہاں پر اس طرح کا کلچر موجود ہے کہ گورنمنٹ کی پراپرٹی کو لوگ مال مفت دل بے رحم سمجھ کر قبضہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ہم ان لوگوں کو discourage کر رہے ہیں اور ان کو اُٹھا کر پھینک رہے ہیں۔ ریکارڈ نکالیں اس میں، میں نے کون سی غلط بات کی ہے جس پر میرے دوست کو اعتراض ہے میں نے اس طرح کی کوئی بات نہیں کی۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! بات سنیں انہوں نے کہا ہے کہ ابھی تک کسی دوست ممالک کو یہ فارم allot کر دیئے گئے ہیں یا ابھی پالیسی ہے اس کا جواب دے دیں۔

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! اس میں کسی کو فارمز allot نہیں کئے گئے، میں نے گزارش کی ہے یہ اتنا وسیع رقبہ ہے کہ اس میں ہمارے پاس یہ ایک idea ہے کہ اگر ہم پانچ پانچ ہزار ایکڑ کی جو جگہ ہیں اُس کو establish کرنے کے لئے اُس کی ڈویلپمنٹ کرنے کے لئے اگر کسی کو یہاں پر invite کریں تو اُس میں کوئی حرج نہیں ہے ہم اس طرح کا سوچ رہے ہیں ابھی تک کسی کو فارم الاٹ نہیں کیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ابھی پالیسی بنا رہے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میرے علم میں آیا ہے کہ خضر آباد لائیو سٹاک فارم کو انہوں نے ایک management company کے حوالے کیا تو کیا منسٹر صاحب بتا سکتے ہیں اسی مقصد کے لئے دیا گیا ہے جو یہ بیان کر رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں عرض کر چکا ہوں کہ ابھی تک کسی کمپنی یا کسی ملک کو ہم نے فارم نہیں دیا ہماری پالیسی کا حصہ ہے اس کی recommendation ہوں گی اُس کے بعد۔۔۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میرے علم میں تو یہی ہے لائیو سٹاک خضر آباد فارم سرگودھا میں ہے وہ دے دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چیمہ صاحب! منسٹر صاحب کے پاس اس کی details موجود نہیں ہیں یہ اس سوال سے related نہیں ہے۔آپ تشریف رکھیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب ایوان میں کہہ رہے ہیں نہیں دیا گیا اگر میں ثابت کر دوں کہ فارم دے دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، انہوں نے دوسرے ملک کا کہا ہے کہ کسی دوسرے ملک کو نہیں دیا گیا

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں یہی جواب مانگ رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! یہ اس سوال سے متعلق نہیں ہے مہربانی تشریف رکھیں۔ اگلا سوال جناب محمد انیس قریشی صاحب کا ہے، سوال نمبر بولیں۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! سوال نمبر 3503 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چھانگا مانگا: جنگل کی خوبصورتی زائل، درخت کاٹ کر چٹیل میدان کی تفصیلات

*3503: جناب محمد انیس قریشی: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چھانگا مانگا پنجاب کا سب سے بڑا جنگل ہے، اس وقت یہ جنگل چٹیل میدان بن چکا ہے، اس کی ساری خوبصورتی زائل ہو چکی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گزشتہ حکومت کے دور میں بڑی بے رحمی سے چھوٹے بڑے تمام درخت کاٹ کر فروخت کر دیئے گئے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت افسران مذکوران ڈی ایف او اور رینج فارسٹ آفیسر کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) چھانگا مانگا جنگل 12510 ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہے۔ نقصان جنگل کے بارے میں عرض ہے کہ جنگل چھانگا مانگا کا CMIT کی رپورٹ کے مطابق 1407 ایکڑ رقبہ فیل تھا۔ جس میں ذمہ دار 57 ملوث ملازمین/افسران کے خلاف تادیبی کارروائی بحوالہ حکومت پنجاب محکمہ جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری کے آرڈر آف انکوائری نمبر SO(E-I)4-82/2012 مورخہ 01۔04۔13 کے تحت کارروائی کی جارہی ہے۔ مزید برآں محکمہ نے اسے rehabilitate کرنے کا پانچ سالہ پروگرام بنایا ہے۔

(ب) سال 09۔2008 سے 13۔2012 تک لکڑی/درختوں کی قانونی طور پر فروختگی سے محکمہ کو جو آمدن ہوئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

سال	آمدنی
2008-09	53517503/-روپے
2009-10	47064167/-روپے
2010-11	28196407/-روپے
2011-12	23890438/-روپے
2012-13	8933742/-روپے

ٹوٹل: 161602257/- روپے رقم خزانہ سرکار میں جمع کروائی درخت/لکڑی چوری میں ملوث پائے جانے والے ملازمین کے مطابق جو کارروائی عمل میں لائی گئی ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

سال	ریکوری	نوکری سے برخاستگی
2008-09	1986644/-	--
2009-10	15211040/-	13
2010-11	48987620/-	2
2011-12	15177651/-	2
2012-13	27016288/-	33

(ج) نقصان جنگل کے الزام میں 57 ملازمین کے خلاف تادیبی کارروائی بحوالہ حکومت پنجاب محکمہ جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری کے آرڈر آف انکوائری نمبر-SO(E-I)4 82/2012 مورخہ 01۔04۔2013 کے تحت کارروائی کی جارہی ہے جن میں تمام

ذمہ داران افسران و ملازمین شامل ہیں۔ اس کے علاوہ دو نائب مہتمم جنگلات (SDFO) کو نوکری سے برخاست کیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! میرا منسٹر جنگلات سے یہ سوال ہے کہ چھانگا مانگا کے جنگل میں انہوں نے چھوٹے بڑے تمام پیڑ کٹوا دیئے ہیں کیونکہ اگر پیڑوں کو جڑوں سے نہ اُکھاڑا جاتا تو آج ہرا بھرا جنگل دو سال کے اندر اندر اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکتا تھا لیکن تمام پیڑ جڑوں سے اُکھاڑ کر سارے جنگل کو ویران کر دیا گیا، کیا منسٹر صاحب اس پر comments کریں گے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! پالیسی کے مطابق وہاں سے درخت کاٹا جاتا ہے جس درخت کی عمر پوری ہو جاتی ہے اور وہ درخت سوکھ جاتا ہے تو اُس کی کٹائی کر کے اُس کی نیلامی کی جاتی ہے تو ابھی الحمد للہ حکومت پنجاب نے چھانگا مانگا میں پانچ سال کے لئے درخت کاٹنے پر پابندی لگا دی ہے اور ہم اس پر پوری توجہ پر دے رہے ہیں کہ دوبارہ ہم چھانگا مانگا کو آباد کریں اور وہاں پر اس طرح ہریالی ہو جس طرح کہ سابقہ دور میں تھی۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے disagree کرتا ہوں لال سوہانرا بہاولپور کا جنگل آپ دیکھیں وہاں ایک ایک درخت کو پکڑنے کے لئے تین تین آدمی جپھا ڈالیں تو تب بھی پورا نہیں آتا وہاں ایسی ضرورت پیش نہیں آئی ان کے ہاں ایسی ضرورت کیسے پیش آگئی کہ انہوں نے ہرے بھرے چھوٹے پیڑ بھی کٹوا دیئے اور بڑے پیڑ بھی جڑوں سے کٹوا دیئے اس لئے اُس جنگل کو اب ہرا بھرا کرنے کے لئے دس سال تک بھی لگے رہیں گے تو اُس کو پورا نہیں کر سکیں گے کیونکہ اس وقت چھانگا مانگا کے جنگل میں انہوں نے سفیدے کے چند پیڑ لگائے ہیں اس کے علاوہ دور دور تک چٹیل میدان پڑا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! صوبے میں ہرے درخت کاٹنے پر ویسے بھی پابندی ہے تو جو درخت اپنی عمر پوری کر چکا ہوتا ہے اسی کو کاٹا جاتا ہے اور وہی درخت کاٹے گئے ہیں۔ ہم نے اسی وجہ سے اگلے پانچ سال تک کے لئے پابندی لگائی ہے کہ چھانگا مانگا سے کوئی درخت نہیں کاٹا جائے گا۔ ہم اس کے لئے کثیر بجٹ رکھ رہے ہیں تاکہ اس کو دوبارہ آباد کر سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ چھوٹے درخت بھی کاٹے گئے ہیں، کیا کاٹے گئے ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! اس میں کوئی چھوٹا درخت نہیں کاٹا گیا بلکہ جو درخت اپنی عمر پوری کر چکا تھا اسے ہی کاٹا گیا ہے۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے اگلا سوال یہ ہے کہ اس وقت چھانگا مانگا کے جنگل میں بے شمار گاؤں آباد ہیں اور وہاں پر مویشیوں کے لئے ایسی چراگاہیں بنی ہوئی ہیں جیسے وہ سرکاری جگہ پر ہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ وہاں جتنے بھی گاؤں آباد ہیں وہ محکمہ جنگلات والوں کی مرضی سے آباد ہیں اور وہ انہی کے رشتہ دار ہیں اس لئے ان کو کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! میں اپنے فاضل دوست سے گزارش کروں گا کہ وہاں پر اس وقت چراگاہ پر مکمل پابندی لگا دی گئی ہے۔ وہاں پر جو پرانے قابضین بیٹھے ہیں ان کے پاس 1625 جانور ہیں اور ان کو بھی ان کے shed میں چارہ دیا جا رہا ہے اس وقت چرائی پر مکمل پابندی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم مکمل توجہ دے رہے ہیں اور آنے والے وقت میں یہ دیکھیں گے کہ ہم چھانگا مانگا کو مکمل آباد کریں گے اور ایک خوبصورت جنگل بنائیں گے۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے اپنے سوال کے جواب میں یہ لکھا ہے کہ چیف منسٹر انسپکشن ٹیم نے اس میں کوئی انکوائری کی ہے۔ وہ رپورٹ منسٹر صاحب ایوان میں put کریں وہ کہاں ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: کون سی رپورٹ؟

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! چیف منسٹر انسپکشن ٹیم نے ایک انکوائری کی ہے اس میں کسی کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا گیا صرف آمدن، نشستن، گفتن، برخواستن ہوا ہے اور وہ رپورٹ دبا دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! یہ رپورٹ دبائی نہیں گئی بلکہ یہ انکوائری مظفر محمود صاحب ممبر بورڈ آف ریونیو نے کی ہے۔ یہ انکوائری مکمل ہو کر چیف منسٹر صاحب کے پاس پہنچ چکی ہے کچھ دنوں کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس پر احکامات جاری کریں گے۔ اس پر فیصلہ ہو گا، ہمیں مطمئن کریں گے اور جنہوں نے کرپشن کی تھی ان کے خلاف کارروائی ہو گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! چھانگا مانگا جنگل کا رقبہ 12 ہزار ایکڑ ہے۔ اگر بہت ہی کم پیسے لگائے جائیں تو میرے حلقے میں پٹہ ریٹ 40 ہزار روپے فی ایکڑ ہے اور اس حساب سے سالانہ 48 کروڑ روپے بنتا ہے۔ منسٹر صاحب بتائیں کہ جس طریقے سے اس کی آمدنی دکھائی جا رہی ہے کیا یہ درست ہے؟ میں ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ میرے حلقے میں قیمت 40 ہزار روپے فی ایکڑ ہے میں خود الحمد للہ زمیندار ہوں اور چھانگا مانگا میری زمین کے ساتھ لگتا ہے۔ کہیں پر بھی قیمت 40 ہزار روپے فی ایکڑ سے کم نہیں ہے۔ ان کی آمدنی دیکھ لیں وہاں پر 12 ہزار ایکڑ رقبہ ہے اس حساب سے سیدھا سیدھا سالانہ 48 کروڑ روپے بنتا ہے۔ اگر 48 کروڑ نہ آئے تو 30 کروڑ روپے آجائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! وہ recovery کا کہہ رہے ہیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! ہم نے recovery کے figures دیئے ہیں۔ جس طرح شیخ صاحب کہہ رہے ہیں یقیناً وہ صحیح کہہ رہے ہوں گے لیکن ہم گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق جو درخت اپنی عمر پوری کر چکے ہوتے ہیں اسے کاٹتے ہیں اور اُسی سے آمدن ہوتی ہے۔ ہم نے یہاں پر آمدنی کی پوری detail دے دی ہے جو تقریباً 16 کروڑ 16 لاکھ روپے بنتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کیا یہ مجھے 12 ہزار ایکڑ رقبہ 25 کروڑ روپے میں ٹھیکے پر دیتے ہیں میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ کتنا بڑا فرق ہے؟ یہ سات سال میں 16 کروڑ روپے لے رہے ہیں اور میں ان کو ایک سال میں 25 کروڑ روپے دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! جس دن auction ہو پھر آپ اس میں حصہ لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! auction ہوتا ہی نہیں، یہی تو بات ہے کہ auction نہیں ہوتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! وہاں پر الحمد للہ auction ہوتا ہے اور پالیسی کے مطابق وہاں پر auction ہوتا ہے۔ جو ہم نے figures دیئے ہیں وہ بالکل صحیح ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! جب next auction ہو تو آپ اپنے سٹاف آفیسر کے ذمہ لگائیں کہ وہ شیخ صاحب کو فون کرکے بتائے تاکہ شیخ صاحب اس میں حصہ لے سکیں اس طرح ڈیپارٹمنٹ کو فائدہ ہو جائے گا۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! یہ تو شیخ صاحب کا اپنا حلقہ ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ نہیں ہے بلکہ منسٹر صاحب لکڑی کی آمدنی بتا رہے ہیں اور میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہاں پر بے شمار رقبہ ایسا ہے جہاں پر بالکل جنگل ہے۔ میرے بھائی قریشی صاحب بالکل صحیح کہہ رہے ہیں وہاں پر صرف ان جانوروں کا سارا کنٹرول ہے جن کا نام لینے سے وضو خراب ہو جاتا ہے۔ باقی رہ گئی دوسری بات تو وہ میں نے ذمہ داری سے on the floor of the House عرض کی ہے کہ میں 25 کروڑ روپے میں یہ جنگل لینے کو تیار ہوں۔ میں پوری گارنٹی دوں گا اور پیسے بھی ایڈوانس دوں گا، یہ آئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ شیخ صاحب کو onboard لیجئے گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب! ویسے اس پر کافی بات ہو گئی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا سوال نہایت اہم اور بڑا relevant ہے۔ منسٹر صاحب نے تو یہ فرما دیا کہ پانچ سال کے لئے وزیراعلیٰ صاحب نے پابندی لگا دی ہے کہ نئے سبز درخت نہیں کاٹے جائیں گے۔ میرا سوال یہ ہے کہ وزیراعلیٰ صاحب نے تو اب پابندی لگائی ہے لیکن سابقہ ادوار میں صرف چھانگا مانگا ہی نہیں بلکہ پنجاب کے تمام جنگلات صاف ہو چکے ہیں وہ کس کی اجازت سے کاٹے گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: ان کی عمر پوری ہو گئی تھی اس لئے کاٹے گئے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! عمر پوری نہیں ہوئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ منسٹر صاحب نے جواب دیا تھا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ غلط جواب دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اگر یہ غلط جواب ہو تو اس پر آپ تحریک استحقاق لے کر آئیں۔

حاجی خالد سعید: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، خالد سعید صاحب!

حاجی خالد سعید: جناب سپیکر! جو بات قابل غور ہے وہ میں ایوان کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ جو 09-2008 میں آمدن ہوئی وہ 5 کروڑ 35 لاکھ 17 ہزار روپے تھی اور 13-2012 میں یہ آمدنی 89 لاکھ 33 ہزار 742 روپے ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جس وقت پاکستان بنا تھا اس وقت 14.somthing جنگلات تھے اب سروے رپورٹ کے مطابق 2.something سے بھی کم ہو گئے۔ جہاں جنگلات کے متعلق ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم بڑی improvement کر رہے ہیں تو درخت تو ہم لگاتے ہیں لیکن ان کے تحفظات کیا ہوتے ہیں، ان کی حفاظت کیا ہوتی ہے---

جناب قائم مقام سپیکر: آپ سوال کریں، بات کیا کرنا چاہ رہے ہیں؟

حاجی خالد سعید: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو facts and figures دیئے گئے ہیں یہ پنجاب کے جنگلات کی تباہی اور بربادی ہو رہی ہے کیونکہ آمدنی کم ہو رہی ہے۔ اگر ساڑھے چار کروڑ روپے سالانہ آمدنی جنگلات سے کم ہو رہی ہو تو یہ ہمارے لئے قابل غور اور قابل فکر بات ہے۔ ہم ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ---

جناب قائم مقام سپیکر: جناب! آپ سوال کر لیں مجھے آگے بھی چلنا ہے آپ کا سوال کیا ہے؟ منسٹر صاحب ساری بات سن رہے ہیں مجھے اندازہ ہے آپ جو بات کہنا چاہ رہے ہیں کہ یہ آمدنی کم ہوئی ہے۔

حاجی خالد سعید: جناب سپیکر! یہ آمدنی کم ہو رہی ہے۔ اس کے ساتھ جو درختوں کی کٹائی کے بارے میں بات ہوئی ہے تو انرجی میں کمی آنے کی وجہ سے وہ درخت بھی کاٹے جا رہے ہیں جن کی عمریں تھوڑی ہیں اور بات کی جاتی ہے کہ جن درختوں کی مدت پوری ہو گئی ہے صرف وہ کاٹے جاتے ہیں---

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب تین دفعہ اس بات کو repeat کر چکے ہیں۔ منسٹر صاحب! بتائیں یہ درخت کیوں کاٹے گئے ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! درخت تب کاٹا جاتا ہے جب درخت کی عمر پوری ہو جاتی ہے اس کے علاوہ کسی کے پاس درخت کاٹنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ انہیں درختوں کو نیلام کر کے محکمے کا سارا سسٹم چلاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

حاجی خالد سعید: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔آپ تشریف رکھیں۔اب اگلا سوال take up کرتے ہیں۔

حاجی خالد سعید: جناب سپیکر! میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ ہر روز 40 سے 45 ٹرالیاں کچے درخت کاٹے جا رہے ہیں۔ میرے کہنا کا مقصد یہ ہے کہ اس وقت قانون پر عمل کیا جائے اور درختوں کی کٹائی کو روکنے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں بالکل آپ ٹھیک کہتے ہیں۔محکمے کو اس بارے سوچنا چاہئے اور ان کو اپنی پالیسی میں تھوڑی سی تبدیلی کرنی ہو گی۔اگلا سوال جناب امجد علی جاوید صاحب کا ہے۔سوال نمبر بولیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 4007 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ: ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریوں میں تعینات ڈاکٹرز و عملہ سے متعلقہ تفصیلات

*4007: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی-86 ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کتنے ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریاں ہیں، ان میں کتنے ویٹرنری ڈاکٹر ہیں اور عملہ کی تعداد کیا ہے۔تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) حلقہ پی پی-86 ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ویٹرنری ہسپتالوں میں خالی اسامیوں کی تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) حلقہ پی پی-86 ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ویٹرنری ہسپتالوں کے لئے سال 12-2011 سال 13-2012 میں جانوروں کے لئے ادویات کے لئے کتنے فنڈز فراہم کئے گئے؟

(د) ان ہسپتالوں میں سال 13-2012 کے دوران کتنے جانور علاج کے لئے لائے گئے؟

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ(جناب بلال یٰسین):

(الف) حلقہ پی پی۔86 ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں پانچ ویٹرنری ہسپتال اور ایک ویٹرنری ڈسپنسری ہے۔ان اداروں میں کل سات ویٹرنری ڈاکٹر ہیں۔اس کے علاوہ بارہ ویٹرنری اسسٹنٹس، 04اے آئی ٹیکنیشن اور 13افراد درجہ چہارم کی اسامیوں پر اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

(ب) حلقہ پی پی۔86 ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ویٹرنری ہسپتالوں میں کوئی بھی اسامی خالی نہ ہے۔

(ج) ٹوبہ ٹیک سنگھ ایک ضلع ہے اور حکومت مخصوص حلقوں کی بجائے پورے ضلع کے لئے فنڈ فراہم کرتی ہے سال12۔2011اور13۔2012 میں جانوروں کی ادویات کے لئے درج ذیل فنڈز فراہم کئے لیکن ضلعی گورنمنٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ نے یہ فنڈ جاری نہ کئے جس کی وجہ سے سال12۔2011اور13۔2012کے کئے کسی قسم کی ادویات نہیں خریدی جا سکیں۔ فنڈز کی تفصیل درج ذیل ہے:

12-2011	50,00,000روپے
13-2012	41,50,000روپے

(د) ان اداروں میں سال13۔2012 کے دوران27,625 جانور علاج معالجہ کے لئے لائے گئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز(الف) میں یہ بتایا گیا ہے کہ حلقہ پی پی۔86ٹوبہ ٹیک سنگھ میں پانچ ویٹرنری ہسپتال اور ایک ویٹرنری ڈسپنسری ہے تو میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ویٹرنری ہسپتال کہاں کہاں واقع ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر موصوف!

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ(جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! کیا یہ جواب possible ہے کہ میں ان کو گلی اور مکان نمبر بتاتا پھروں؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ محلے کا نہیں ہے، ظاہر ہے کہ ایک ہسپتال کہیں بنا ہے اس پر محکمے کی کروڑوں روپے لاگت آئی ہو گی، ہر ایک پر ماہانہ کوئی دس بیس لاکھ روپے خرچ ہو رہے ہوں گے اور اس کا کوئی ایڈریس ہوگا۔ یہ کوئی لاہور کی گلیاں نہیں ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب امجد علی جاوید صاحب! اس میں fresh question دیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اس حلقے میں جو ہسپتال بتائے گئے ہیں میں انہی کا پوچھ رہا ہوں اور میں کہیں باہر سے نہیں پوچھ رہا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ کے پاس detail ہے کہ یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں ان کو written detail لے کر دے دوں گا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس پر fresh question آ جائے۔ اگر یہ fresh question نہیں بھی دیتے تو میں ان کو written detail بھی دے دوں گا کہ یہ کہاں کہاں پر واقع ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اگلا ضمنی سوال کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ ویٹرنری ہسپتالوں میں جانوروں کے لئے کیا کیا سہولیات فراہم کی جاتی ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! ان ویٹرنری ہسپتالوں میں جانوروں کے لئے کیا کیا سہولیات فراہم کی جاتی ہیں؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! ویٹرنری ہسپتال اور ویٹرنری ڈسپنسری دو الگ الگ چیزیں ہیں جس طرح ہیومن ڈسپنسری اور ہیومن ہسپتال ہے بالکل اسی طرح ڈسپنسری میں ان کو simply vaccination دی جاتی ہے اور اگر ان میں کوئی disease ہے تو ان کی نسل کشی کے بارے میں ان کو detail دی جاتی ہیں لیکن ہسپتال میں treatment بھی کی جاتی ہے مگر ابھی جو ہم نے پالیسی میں ٹرن لیا ہے وہ یہ ہے کیونکہ انسان تو کسی بھی وہیکل پر بیٹھ کر ہسپتال تک جا سکتا ہے لیکن جانوروں کا ویٹرنری ہسپتال تک جانا مشکل ہوتا ہے، اس میں کوئی bed نہیں لگے ہوتے وہ تو just ایک open place ہوتی ہے اور وہاں پر ہی examine کیا جاتا ہے۔ میاں محمد شہباز شریف نے اس وقت اس پر focus کیا ہے اور ہمیں اس کے لئے فنڈز مل رہے ہیں۔ ہم پانچ ہزار کے قریب موٹر سائیکل خرید رہے ہیں اور تقریباً 381 ویٹرنری ڈاکٹروں کو پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی کروایا ہے اور ان کے پاس موبائل ڈسپنسری اور موبائل ویٹرنری ہسپتالوں کی facilities ہوں گی کیونکہ جب جانور کی proper vaccination ہو جائے تو ضروری

نہیں ہے کہ ہم جانور کے بیمار ہونے کا انتظار کریں اور اس کے بیمار ہونے سے پہلے اس کا علاج کیوں نہ کیا جائے تو ہم نے اس کے لئے vaccination کی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ یہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ہے کہ پورے پنجاب میں جانوروں کی 100 فیصد کے قریب vaccination ہوئی ہے جو کہ میں نے آپ کو بھی figures بتائے تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ کے ڈیپارٹمنٹ کو اس کا credit جاتا ہے کیونکہ میرے مشاہدے میں بھی یہ بات آئی ہے اور راجن پور جیسے دور دراز علاقوں میں بھی یہ vaccination کا عمل بڑی speed سے جارہا ہے۔ آپ کا ڈیپارٹمنٹ بہت اچھا کام کر رہا ہے اور میں اس کو appreciate کرتا ہوں۔

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ اس میں سیکرٹری لائیو سٹاک اور ڈیپارٹمنٹ کے ایمپلائز کی بڑی محنت ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے جو تقریر فرمائی ہے یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔ بہر حال میں اس سے آگے بڑھتا ہوں کہ جو جانور علاج کے لئے لائے جاتے ہیں تو انہیں کیا وہاں ادویات کی سہولیات بھی دی جاتی ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کس قسم کی سہولیات؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جو جانور علاج کے لئے لائے جاتے ہیں تو کیا محکمہ ان کو ادویات فراہم کرتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! محکمہ ان کو ادویات فراہم کرتا ہے؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! بالکل میں نے عرض کیا ہے کہ اگر آپ ڈسپنسری جائیں گے تو اس کو درجہ بدرجہ کم facilities ملیں گی اور اگر آپ ہسپتال میں جائیں گے تو جانوروں کو یقیناً vaccination کے ساتھ کوئی medicine require ہوگی تو وہ بھی ملے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب امجد علی جاوید صاحب یہ آپ کا آخری ضمنی سوال ہو گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز (ج) میں محکمہ یہ بتاتا ہے کہ 12-2011 میں ادویات کے لئے 50 لاکھ روپے رکھے گئے اور 13-2012 میں 41 لاکھ 50 ہزار روپے رکھے گئے اور یہ ادویات خریدی نہیں گئیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو یہ ادویات دیتے ہیں کیا یہ داتا دربار سے آتی ہیں کیونکہ منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ادویات دے رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جناب امجد علی جاوید صاحب! آپ کیسی بات کرتے ہیں اور یہ بات کوئی کرنے والی ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جب یہ ادویات خریدی نہیں گئیں تو یہ ادویات کہاں سے دی جا رہی ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میری گزارش ہو گی کہ ایوان کے کوئی آداب ہوتے ہیں اور یہ مناسب نہیں کہ وہ taunt کریں۔ اگر taunt کرنا ہے تو میں بھی اس کا جواب taunt میں دے سکتا ہوں۔ یہ تو کوئی بات نہیں ہے کہ ادویات کہاں سے آ رہی ہیں؟ یہ مناسب چیز نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، آپ اس پر جواب دیں۔

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں نے اس میں گزارش کی ہے کہ بہت ساری medicine ایسی ہیں جو ڈیپارٹمنٹ خود اپنے طور پر اس کی تیاری کرتا ہے۔ Medicine means vaccinations۔ بہت ساری ایسی ہیں جو ڈیپارٹمنٹ نے اپنے طور پر تیار کی ہیں اور centrally ان چیزوں کو دیکھا جاتا ہے مگر ہر ڈسٹرکٹ میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا اپنا کوٹا ہوتا ہے، ان کو فنڈز allocate ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ central department کے پاس central حیثیت میں بھی vaccination تیار ہوتی ہے۔ یہاں پر اس کیس میں ایسا ہی ہوا ہو گا اور لائیو سٹاک ڈیپارٹمنٹ نے وہاں پر اپنے طور پر vaccination shift کی ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے اور بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے جائیں۔

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ڈسکہ: گونیند کے / ٹھکر کے تک سڑک پر شجر کاری کا مسئلہ

*1903: جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

تحصیل ڈسکہ گونیند کے سے غالب کے / ٹھکر کے تک محکمہ جنگلات سڑک کے دونوں اطراف سایہ دار درخت لگوا سکتے ہیں اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

اس سڑک کے کنارے درختاں کا انتظام ضلعی حکومت محکمہ جنگلات کے پاس ہے ضلعی آفیسر محکمہ جنگلات نے آگاہ کیا ہے کہ اس سڑک پر صرف دو ایونیو میل پر پودے لگائے جا سکتے ہیں۔ ضلعی حکومت اس سڑک پر اگلے سال دوران فروری اور مارچ میں تقریباً ایک ہزار پودہ جات لگانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

پنجاب ایگریکلچر اینڈ میٹ کمپنی کی طرف سے رجسٹرڈ کئے گئے فارموں کی تفصیلات

*2973: محترمہ سعدیہ سہیل رانا: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب ایگریکلچر اینڈ میٹ کمپنی نے اب تک جانوروں کے کتنے فارم رجسٹرڈ کئے ہیں، ان کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) لائیو سٹاک فارم رجسٹرڈ کرانے کا طریقہ کیا ہے؟

(ج) کیا پنجاب ایگریکلچر اینڈ میٹ کمپنی جانوروں کا مفت علاج بھی کرتی ہے؟

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) پنجاب ایگریکلچر اینڈ میٹ کمپنی نے اب تک جانوروں کے 3025 فارمز رجسٹرڈ کئے ہیں۔ جن کی سکیم وار تفصیل (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب ایگریکلچر اینڈ میٹ کمپنی قومی اخباروں میں اشتہار کے ذریعے جانور پال کسانوں کو پروگرام کے بارے میں آگاہ کرتی ہے۔ بعد ازاں کٹا بچاؤ سکیم میں کم از کم 10 جانور اور زیادہ سے زیادہ 100 جانور جبکہ فربہ پروگرام میں کم از کم 10 جانور اور زیادہ سے زیادہ 200 جانور رکھنے اور جانوروں کے لئے مناسب جگہ کا انتظام ہونے پر فارم رجسٹرڈ کرتی ہے۔

(ج) پیمکو جانوروں کو مفت ٹیگنگ، ویکسینیشن اور جانور پال کسانوں کو مفت فنی راہنمائی و مالی معاونت کرتی ہے۔

لاہور: پنجاب لائیو سٹاک ڈیری اینڈ ڈویلپمنٹ بورڈ میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2981: محترمہ سعدیہ سہیل رانا: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ بورڈ کے لاہور میں ملازمین کی تعداد کتنی ہے، اس بورڈ کے چیئرمین کا نام کیا ہے؟

(ب) پنجاب لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ بورڈ کس مقصد کے لئے قائم کیا گیا ہے اور اس کے کون کون سے منصوبے اس وقت شروع ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس بورڈ کے زیر اہتمام سرگودھا خضر آباد کا لائیو سٹاک فارم کام کر رہا ہے نیز اس فارم پر گزشتہ پانچ سال میں کیا ترقیاتی کام ہوئے ہیں؟

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) پنجاب لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ بورڈ کے لاہور میں ملازمین کی تعداد اکیس ہے بورڈ کے پہلے چیئرمین وزیر اعلیٰ پنجاب تھے جبکہ موجودہ چیئرمین سید یاور علی ہیں۔

(ب) پنجاب لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ بورڈ جانوروں کی نسل کو بہتر کرنے لئے کسانوں میں جانوروں کے لئے آگاہی اور پاکستان میں سائیلج متعارف کروانے کے لئے قائم کیا گیا۔ اس وقت بورڈ کے تحت درج ذیل چار منصوبوں پر کام ہو رہا ہے۔

1۔ مصنوعی نسل کشی
2۔ بیلڈ سائیلج کی تیاری اور کسانوں میں سائیلج کے بارے میں آگاہی مہم
3۔ سیمن پروڈکشن یونٹ
4۔ خضر آباد فارم کی ڈیویلپمنٹ

(ج) یہ درست ہے کہ پنجاب لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ بورڈ کے زیر انتظام خضر آباد سرگودھا کا لائیوسٹاک فارم کام کر رہا ہے اس بورڈ کے پاس خضر آباد فارم کا کنٹرول فروری2012 سے ہے۔ جولائی2008 سے جنوری2012 تک مذکورہ فارم پر کوئی ترقیاتی سکیم حکومت کی طرف سے زیر عمل نہ تھی تاہم فروری2012 کے بعد اس فارم پر جدید مشینوں سے آراستہ ایک سیمن پروڈکشن یونٹ زیر تعمیر ہے۔ جس کی بلڈنگ کا تقریباً 70 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور یہ ترقیاتی منصوبہ بہت جلد پایۂ تکمیل تک پہنچ جائے گا۔

ضلع بہاولنگر: محکمہ جنگلات کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*3354: جناب شوکت علی لالیکا: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ضلع بہاولنگر میں محکمہ جنگلات کا کتنا رقبہ ہے اور کتنے رقبہ پر جنگلات لگایا گیا ہے اور اس پر جنگل کی پوزیشن کیا ہے اور اس کے لگانے پر کل اخراجات کتنے آئے ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

ضلع بہاولنگر میں دودھلاں جنگل ایک قدرتی جنگل ہے جس کا رقبہ 10714 ایکڑ ہے اس کے علاوہ رانا بھاناں 12300 ایکڑ رقبہ ہے جو کہ چولستان /desert ایریا ہے۔

نام جنگل	کل رقبہ	جتنے رقبہ پر پلانٹنگ ہے	خالی
دودھلاں	10714ایکڑ	6845ایکڑ	3869ایکڑ
رانا بھاناں	12300ایکڑ	----	چولستانDesert Areaاس رقبہ میں کوئی درخت نہ ہے۔

اس کے علاوہ ضلع بہاولنگر میں1304 میل انہار اور342 میل سٹرکات پر جنگلات مشتمل ہیں جو کہ شیشم، کیکر، سفیدہ، بیری اور نیم وغیرہ پر مشتمل ہے۔

- دودھلاں جنگل میں6845ایکڑ رقبہ پر جنڈ بیری، کیکری وغیرہ کے درخت موجود ہیں چونکہ یہ قدرتی جنگل ہے اور نہری پانی نہ ہے اس جنگل کا انحصار بارشوں پر ہے۔
- رانا بھاناں چولستان صحرائی ایریا ہے اس میں کوئی درخت نہ ہے صرف چند جھاڑیاں ہیں۔
- 1304 میل انہار کے کناروں پر جنگلات موجود ہے جس میں خشک گرے پڑے درختوں کی نیلامی کی جاتی ہے۔
- 342 میل سٹرکات پر جنگلات مشتمل ہے جس میں خشک گرے پڑے درختوں کی نیلامی کی جاتی ہے۔
- چونکہ دودھلاں ایک قدرتی جنگل ہے جس میں نہری پانی نہ ہے جنگل کا انحصار بارشوں پر ہے بارشوں کے دنوں میں جب دریائے گھاگرہ کا پانی سیلاب کی صورت میں جنگل میں داخل ہوتا ہے تو پانی کم ہونے پر اس میں بیج کا چھٹہ دے دیا جاتا ہے اس طرح اس جنگل میں6845ایکڑ پر درخت موجود ہیں باقی رقبہ خالی پڑا ہے۔
- ضلع بہاولنگر میں انہار / سٹرکات پر10۔2009تا13۔2012تک جو شجر کاری کروائی گئی ہے ان پر خرچہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔
- سال10۔2009 میں ضلع بہاولنگر میں انہار پر 530 ایونیو میل پر شجر کاری کروائی گئی ہے جس پر 9798000/۔روپے خرچ آئے۔
- سال11۔2010میں شجر کاری کے لئے کوئی بجٹ الاٹ نہ ہوا تھا۔
- سال12۔2011 میں200ایونیو میل مختلف انہار پر شجر کاری کروائی گئی جس پر۔/7734000روپے خرچ ہوئے۔اور اس کی دیکھ بھال پر۔/4800000روپے خرچ ہوئے۔
- سال13۔2012میں انہار پر128ایونیو میل شجر کاری کروائی گئی جس پر۔/3200000روپے خرچ آئے نیز اس کے علاوہ سٹرکات پر50ایونیو میل شجر کاری کروائی گئی جس پر۔/3586000روپے خرچ آئے۔ جو شجر کاری کروائی گئی ہے وہ کامیاب ہے پودوں کی حفاظت اور نگہداشت و دیکھ بھال کے علاوہ چرائی سے بچانے کے لئے اقدامات کئے گئے ہیں۔
- سال14۔2013میں انہار پر شجر کاری کے لئے۔/1651000روپے کا بجٹ الاٹ ہوا جس سے انہار پر شجر کاری کروائی جارہی ہے۔

ریسرچ سنٹر / ٹریننگ سنٹر پیتھالوجی لیب سے متعلقہ تفصیلات

*3905: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ ماہی پروری کے زیر اہتمام کتنے Research Centre, Training Centre,Pathology Labکام کر رہے ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ٹریننگ سنٹرز میں کن کن لوگوں کو ٹریننگ دی جاتی ہے اور اس ٹریننگ کی نوعیت اور دورانیہ کیا ہوتا ہے؟

(ج) ریسرچ سنٹر کب سے کام کر رہے ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ مچھلی کی کچھ اقسام ناپید ہو چکی ہیں اور وہ خاتمے کے بالکل قریب ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ رہو مچھلی کا رنگ گولڈن ہوتا ہے لیکن مارکیٹ میں اکثر سیاہ کالے رنگ کی رہو مچھلی فروخت ہوتی ہے،اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ دریاؤں، نہروں،آبی ذخیرہ اور جھیلوں کی مچھلی میں کمی واقع ہوئی ہے،وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):

(الف) محکمہ ماہی پروری صوبہ پنجاب کے زیر انتظام ریسرچ اور ٹریننگ کے لئے ایک ہی ادارہ فشریز ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کے نام سے کام کر رہا ہے جو کہ مناواں لاہور میں واقع ہے اس کے علاوہ شمالی اور جنوبی پنجاب دو ٹریننگ سب سنٹرز راولپنڈی اور بہاولپور میں کام کر رہے ہیں۔

مچھلیوں کی بیماریوں کی تشخیص اور علاج کے لئے محکمہ ماہی پروری کے زیر اہتمام ایک لیب فشریز ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ مناواں لاہور جبکہ اس کے علاوہ چھ عدد مزید لیبارٹریز فش سیڈ ہیچری چھناواں ضلع گوجرانوالہ ، فش سیڈ ہیچری راولپنڈی فش سیڈ ہیچری میاں چنوں، فش سیڈ ہیچری فیصل آباد، فش ہیچری بہاولپور اور فش سیڈ نرسری یونٹ مظفر گڑھ کام کر رہی ہیں۔

(ب) فشریز ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ میں سرکاری افسران واہلکاران کے علاوہ فش فارمرز / خواتین کو بھی ٹریننگ دی جاتی ہے علاوہ ازیں دوسرے صوبوں سے آنے والے سرکاری اہلکاران بھی ٹریننگ حاصل کرتے ہیں مختلف ٹریننگ کورسز کا دورانیہ مختلف ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام کورس	دورانیہ
فش فارمرزاوراہلکاران کے لئے ریفریشر کورسز	سہ روزہ اور ہفت روزہ
خواتین کے لئے تربیتی کورس(زیباشی مچھلیوں کی افزائش)	سہ روزہ
پری پروموشن کورسز(محکمہ کے اہلکاران کے لئے)	ڈیڑھ ماہ سے 6ماہ
پری سروس کورس(محکمہ کے اہلکاران کے لئے)	ایک سے دوماہ

(ج) فشریز ریسرچ سنٹر 1968 میں چھناواں ضلع گوجرانوالہ میں قائم کیا گیا جو 1983 میں لاہور منتقل ہو گیا بعد میں فشریز ریسرچ سنٹر اور ٹریننگ سنٹر دونوں کو یکجا کر کے 1986 میں فشریز ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کا نام دے دیا گیا جو کہ مناواں لاہور میں کام کر رہا ہے۔

(د) شمالی پنجاب کے علاقہ کی مہاشیر مچھلی ناپیدگی کے خطرے سے دوچار ہونے کی وجہ سے انٹرنیشنل یونین فار کنزرویشن آف نیچر(IUCN)کی ریڈ لسٹ میں شامل تھی جس کی مصنوعی نسل کشی میں کامیابی حاصل کی گئی اور اس کے لئے ضلع اٹک میں گھڑیالہ کے مقام پر الگ فش ہیچری قائم کی گئی جس میں ہر سال وافر مقدار میں بچہ مچھلی پیدا کر کے دریاؤں میں چھوڑا جا رہا ہے اس کے علاوہ چشمہ بیراج پر بائیوڈائیورسٹی ہیچری قائم کی گئی جہاں پر وہ مچھلیاں جو کہ ماضی میں چشمہ جھیل میں کثیر تعداد میں پائی جاتی تھیں اور ان میں سے بیشتر اقسام ناپیدگی کے خطرے سے دوچار تھیں ان کا پونگ مصنوعی نسل کشی سے حاصل کرنے کے بعد اس جھیل میں چھوڑا جا رہا ہے تاکہ ان کی نسل کو معدوم ہونے سے بچایا جا سکے۔

(ہ) عام طور پر اس مچھلی کا رنگ پشت پر سرخی مائل بھورا اور اطراف میں روپہلا ہوتا ہے اور ہر چانے پر ایک سرخ رنگ کا نشان ہوتا ہے۔تاہم مچھلی کی رنگت کا انحصار پانی کے رنگ و خواص پر بھی منحصر ہے۔

(و) محکمہ ماہی پروری کی جانب سے قابل کاشت مچھلیوں کی اقسام کی مصنوعی نسل کشی کر کے ان کا بچہ مچھلی ہر سال دریاؤں ،نہروں ،آبی ذخیروں اور جھیلوں میں چھوڑا جاتا ہے جس سے خشک سالی اور آبی آلودگی سے ہونے والی ممکنہ کمی کو پورا کیا جاتا ہے۔

ضلع گوجرانوالہ:ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریز سے متعلقہ تفصیلات

*4013:چودھری اشرف علی انصاری:کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع گوجرانوالہ کے کسی بھی ویٹرنری ہسپتال/ڈسپنسری میں شام یا رات کے اوقات میں ایمرجنسی کی سہولت نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع گوجرانوالہ کے کسی بھی ویٹرنری ہسپتال/ڈسپنسری میں بیمار جانور داخل کرنے کی سہولت نہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع گوجرانوالہ کے کسی بھی ویٹرنری ہسپتال/ڈسپنسری میں کوئی چوکیدار نہ ہے؟

(د)حکومت مذکورہ مسائل کب تک حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک/امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ(جناب بلال یسٰین):

(الف) ضلع گوجرانوالہ کے تمام ویٹرنری ہسپتالوں، ڈسپنسریوں میں ایمرجنسی علاج معالجہ کی سہولت 24 گھنٹے موجود ہے۔

(ب) جی ہاں!

(ج) جی ہاں!

(د)

1۔ ہر ہسپتال میں ویٹرنری آفیسر، ویٹرنری اسسٹنٹ اور اے آئی ٹیکنیشن کا موبائل فون نمبر بورڈ پر درج ہے جس پر لائیوسٹاک فارمرزان سے ایمرجنسی میں رابطہ کر سکتے ہیں۔اسی طرح محکمہ کی ویب سائٹ اور ہیلپ لائن/سٹیزن کال سنٹر سے بھی رابطہ کر کے مطلوبہ سہولت لی جا سکتی ہے۔

2۔ محکمہ لائیوسٹاک پنجاب کی طرف سے ماڈل ہسپتال بنانے کی تجویز زیر غور ہے۔جیسے ہی یہ تجویز عمل میں آئے گی تو مطلوبہ سہولت بھی عوام الناس کو فراہم کر دی جائے گی۔

3۔ حکومت پنجاب کی طرف سے سکیل نمبر 01تا15 کی اسامیوں کی بھرتی پر پابندی ہے جیسے ہی حکومت پابندی اٹھائے گی قانون کے مطابق بھرتی کا عمل مکمل کر لیا جائے گا۔

ضلع لیہ: محکمہ جنگلات میں لکڑی چوری سے متعلقہ تفصیلات

*3997: سردار شہاب الدین خان: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لیہ میں سال 2007تا2010 محکمہ جنگلات میں لکڑی چوری کے کتنے مقدمات درج ہوئے؟

(ب) ان مقدمات میں محکمہ کے کون کون سے ملازمین ملوث پائے گئے اور ان کے خلاف کارروائی کی تفصیلات سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) ضلع لیہ میں سال 10-2007 میں درج مقدمات کی تفصیل درج ذیل ہے:

سال	تعداد مقدمات	مالیت
2007-08	27	2197310
2008-09	51	3558260
2009-10	52	5013780
کل مقدمات	130	1,07,69,350/-

(ب) محکمہ جنگلات لیہ نے لکڑی چوری میں ملوث اہلکاران کے خلاف درج ذیل کارروائی عمل میں لائی ہے۔ 17 ملازمین کو ملازمت سے برخاست کیا گیا ہے۔ جن میں 04 فاریسٹر، 13 فاریسٹ گارڈ شامل ہیں اس کے علاوہ 212 ملازمین کو مبلغ -/12,48,14,585 روپے کی ریکوری ڈالی گئی ہے جس میں سے اب تک -/8,28,938 روپے کی ریکوری وصول کی جا چکی ہے۔

گجرات: لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ کے ویٹرنری ہسپتالوں سے متعلقہ تفصیلات

*4431: میاں طارق محمود: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں محکمہ لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ کے ہسپتالوں کی تعداد کتنی ہے اور یہ کہاں کہاں چل رہے ہیں؟

(ب) ان ہسپتالوں میں کون کون سی سہولیات فراہم کی گئی ہیں؟

(ج) ان ہسپتالوں میں جانوروں کی سرجری کرنے کی سہولت میسر ہے تو کس ہسپتال میں؟

(د) اس ضلع کے کس کس ہسپتال میں کون کون سی مسنگ فسلیٹیز ہیں؟

(ہ) کیا حکومت اس ضلع کے تمام ہسپتالوں کی مسنگ فسلیٹیز پوری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک/امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع گجرات میں محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کے ہسپتالوں کی تعداد 17 ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔	سول ویٹرنری ہسپتال لالہ موسیٰ	2۔	سول ویٹرنری ہسپتال گجرات
3۔	سول ویٹرنری ہسپتال جلال پور جٹاں	4۔	سول ویٹرنری ہسپتال ڈنگہ
5۔	سول ویٹرنری ہسپتال کوٹلہ	6۔	سول ویٹرنری ہسپتال کنجاہ
7۔	سول ویٹرنری ہسپتال دولت نگر	8۔	سول ویٹرنری ہسپتال عالم گڑھ
9۔	سول ویٹرنری ہسپتال جوڑہ کرنانہ	10۔	سول ویٹرنری ہسپتال کھاریاں
11۔	سول ویٹرنری ہسپتال سرائے عالمگیر	12۔	سول ویٹرنری ہسپتال شادیوال
13۔	سول ویٹرنری ہسپتال اجنالہ	14۔	سول ویٹرنری ہسپتال منگوال
15۔	سول ویٹرنری ہسپتال ٹانڈہ	16۔	سول ویٹرنری ہسپتال کڑیانوالہ
17۔	سول ویٹرنری ہسپتال منگلیہ	۔	

(ب) ان ہسپتالوں میں جانوروں کے علاج معالجہ حفاظتی ٹیکہ جات، مصنوعی نسل کشی اور مویشی پال حضرات کو جانوروں سے متعلق مفت مشورہ کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔

(ج) تمام مذکورہ ہسپتالوں میں آپریشن تھیٹر کی عدم دستیابی کی وجہ سے بڑے آپریشن کرنا ناممکن ہے تاہم چھوٹے آپریشن کرنے کی سہولت موجود ہے۔

(د) مذکورہ ہسپتال میں مسنگ فسلیٹیز کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

1۔ سول ویٹرنری ہسپتال لالہ موسیٰ کی عمارت نہ ہے اور محکمہ لائیو سٹاک کا عملہ ٹاؤن کمیٹی کی عمارت میں کام کر رہا ہے۔

2۔ سول ویٹرنری ہسپتال جلال پور جٹاں کی عمارت نہ ہے اور محکمہ لائیو سٹاک کا عملہ محکمہ زراعت کے دفتر میں کام کر رہا ہے۔

3۔ سول ویٹرنری ہسپتال ڈنگہ کی عمارت کی حالت انتہائی خستہ حال ہے اور دوبارہ تعمیر کی ضرورت ہے۔

4۔ سول ویٹرنری ٹانڈہ کی عمارت کی حالت انتہائی خستہ حال ہے اور دوبارہ تعمیر کی ضرورت ہے۔

5۔ سول ویٹرنری منگوال میں بجلی کا کنکشن موجود نہ ہے اور صحن میں مٹی کی بھروائی کی ضرورت ہے۔

6۔ سول ویٹرنری ہسپتال کڑیانوالہ میں مٹی کی بھروائی کی ضرورت ہے۔

7۔ سول ویٹرنری ہسپتال سرائے عالمگیر کی چاردیواری اور واش روم موجود نہ ہے۔

8۔ سول ویٹرنری ہسپتال اجنالہ کی چاردیواری موجود نہ ہے۔

(ہ) سول ویٹرنری ہسپتال ڈنگہ کی عمارت کی دوبارہ تعمیر کا PC-I وزیر اعلیٰ پنجاب کی خصوصی ہدایت پر حکومت پنجاب کو بھیج دیا گیا ہے اس کے علاوہ جن ہسپتالوں کی مسنگ فسلیٹیز ہیں ان ہسپتالوں کی مرمت کے لئے ضلعی حکومت گجرات کو گزارش کی گئی ہے اور جیسے ہی فنڈز منظور ہوں گے مذکورہ ہسپتالوں کی مسنگ فسلیٹیز پوری کر دی جائیں گی۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ میں محکمہ جنگلات کے پارکس سے متعلقہ تفصیلات

*4136: جناب امجد علی جاوید: کیاوزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں محکمہ جنگلات کے کتنے پارک ہیں؟

(ب) ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جھنگ روڈ پر واقع پارک کا کل رقبہ کتنا ہے اور اس پر کل کتنی لاگت آئی ہے؟

(ج) اس پارک کی دیکھ بھال پر مامور ملازمین کی تعداد کتنی ہے، کیا یہ تعداد اتنے بڑے پارک کی دیکھ بھال کے لئے کافی ہے؟

(د) کیا یہ ملازمین محکمہ کے مستقل ملازم ہیں یا عارضی بنیاد پر بھرتی کئے گئے ہیں؟

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں محکمہ جنگلات کے تین پارک ہیں کمالیہ فاریسٹ پارک، ٹوبہ ٹیک سنگھ فاریسٹ پارک، گوجرہ فاریسٹ پارک

(ب) ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جھنگ روڈ پر واقع پارک کا کل رقبہ 55ایکڑ ہے اور اس کی تکمیل پر 22.56ملین لاگت آئی ہے۔

(ج) اس پارک کی دیکھ بھال پر مامور ملازمین کی تعداد ایک بلاک آفیسر، ایک فاریسٹ گارڈ اور ایک ٹیوب ویل آپریٹر ہے۔ باقی تقریباً12تا15آدمی روزانہ مزدوری کی بنیاد پر کام کرتے ہیں اور یہ تعداد کافی ہے۔

(د) تین ملازم مستقل ہیں اور باقی تقریباً12تا15آدمی مزدوری کی بنیاد پر کام کرتے ہیں۔

صوبہ بھر میں جانوروں کی کمی کو پورا کرنے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات سے متعلقہ تفصیلات

*5216: محترمہ خدیجہ عمر: کیاوزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ بھر میں جانوروں کی شدید کمی کی وجہ سے ہر بڑے شہر میں اور خصوصاً چھوٹے شہروں میں عموماً گوشت بہت مہنگا اور بیمار اور لاغر جانوروں کا مہیا کیا جارہا ہے؟

(ب) حکومت صوبہ میں جانوروں کی کمی پورا کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، تفصیل بتائی جائے؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) معزز ممبر اسمبلی نے جانوروں کی کمی کے بارے میں درست نشاندہی فرمائی ہے۔ وزیر اعلیٰ کے وژن اور عوام کے فلاح و خدمت کے حکم کے حوالے سے محکمہ لائیوسٹاک نے وسیع پیمانے پر پنجاب کے تمام اضلاع میں مفت جانوروں کی ویکسین، خون کے نمونے اور جانوروں کی نمبر شماری کے کام اکھٹے کئے جارہے ہیں۔ اب تک کے اعداد و شمار کے مطابق جانوروں کی تعداد میں نمایاں کمی دیکھی گئی ہے۔ بیمار، لاغر اور مضر صحت گوشت کی فروخت میں ملوث عناصر کے خلاف کارروائی کا آغاز 17۔اکتوبر 2014 سے جاری ہے۔ اب تک صوبائی دارالحکومت لاہور کے ملحقہ آٹھ اضلاع میں سے ایسے 995 بے ضمیر افراد کے خلاف 1003 مقدمات درج کرواکر پولیس کے حوالے کیا جاچکا ہے۔

محکمہ لائیوسٹاک کے مستقل بنیادوں پر اس جرم کا خاتمہ کے لئے ڈویژنل ڈائریکٹرز، ڈسٹرکٹ لائیوسٹاک افسران اور ضلعی حکومتوں کی مدد سے بھرپور مہم چلانے کی حکمت اختیار کی ہے۔

(ب) صوبہ میں جانوروں کی کمی ہورہی ہے عوام کی بڑھتی ہوئی ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے محکمہ لائیوسٹاک نے درج ذیل منصوبے شروع کئے ہیں:

- محکمہ کے لائیوسٹاک فارمز معمول کے مطابق بہتر اوصاف کے حامل گائے، بھینس، بھیڑ، بکری کے نر جانور پرائیویٹ سیکٹر کی حوصلہ افزائی کے لئے خواہش مند مویشی پال حضرات کو جانوروں کی نسل کشی کے لئے گورنمنٹ کے مقرر شدہ نرخوں پر فروخت کرتے ہیں۔
- حالیہ منصوبوں میں ایک منصوبہ صوبہ کے سارے اضلاع میں غریب (بیوہ) خواتین کی معاشی مدد کے لئے ان کو 18000 گائے / بھینسیں اور 36000 بھیڑ / بکری کی فراہمی کے متعلق ہے۔ اس منصوبہ کے علاوہ ایک اور منصوبہ چارہ کو محفوظ کرنے اور مویشی پال حضرات کو اس کی ترغیب و فراہمی سے متعلق ہے جس کی وجہ سے موسم کی شدت کے دنوں میں چارہ کی کمی کو دور کیا جاسکے گا۔

- مویشی پال حضرات کو جانوروں کی مختلف بیماریوں کے خلاف مفت حفاظتی ٹیکہ جات، کرم کش ادویات، علاج معالجہ اور اعلیٰ نسل کے سانڈ کے مادہ تولید سے بار آوری کی سہولیات مہیا کی جارہی ہیں۔
- جانوروں کی بیماریوں کی تشخیص و غذائیات سے متعلق لیبارٹری کی سہولیات بلا معاوضہ فراہم کی جارہی ہیں۔
- فارمرز اور کسانوں کو سکول فوکس پروگرام / فارم ڈے کے ذریعے دودھ اور گوشت کی پیداوار میں اضافے کے لئے معلومات مہیا کی جارہی ہیں۔ تمام اضلاع میں گاؤں کی سطح پر بیماریوں کی میپنگ کا کام کیا جارہا ہے۔
- پنجاب کے تمام اضلاع میں گاؤں کی سطح پر جانوروں کے ویکسینیشن کارڈ کا اجراء کیا جارہا ہے۔
- فارمرز اور کسانوں کی سہولیات کے لئے 0800-9211 ٹال فری نمبر عمل میں لایا گیا ہے۔
- گاؤں کی سطح پر جانور پال حضرات کی رجسٹریشن کی جارہی ہے اور ہر گاؤں میں سے موبائل ویٹرنری سروس کے ذریعے جانور پال کسانوں کی دہلیز پر سے برائے تجزیہ و بیماری کی تشخیص کے لئے نمونہ جات لئے جارہے ہیں۔
- پنجاب میں گاؤں کی سطح پر تمام معزز امام مساجد اور لمبردار حضرات کو عوام میں جانوروں کے بارے میں تعلیمات خطبہ کے دوران اجاگر کرنے اور گھر گھر ویکسینیشن میں تعاون کا شکریہ ادا کرنے کے لئے خط لکھے گئے ہیں۔
- ایک اور ترقیاتی پراجیکٹ کے تحت محکمہ اپنے تمام ٹیکنیکل عملے کو آسان اقساط پر تقریباً 4500 کے قریب موٹر سائیکل فراہم کرے گا جس کے ذریعے مویشی پال حضرات کو ہر قسم کی سہولیات ان کی دہلیز پر یقینی بنائی جائیں گی۔
- محکمہ صوبے میں جانوروں کی پیداواری استطاعت کو بڑھانے کے لئے غیر ملکی اعلیٰ نسل کا مادہِ تولید درآمد کر رہا ہے جس کے ذریعے مقامی نان ڈسکرپٹ گائیوں کو تولید کرا کر بہتر پیداواری نسل حاصل کی جائے گی۔
- تمام معزز ممبران اسمبلی سے راہنمائی اور آراء حاصل کرنے اور ان کے علاقے میں لائیو سٹاک ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے کئے جارہے اقدامات کے بارے میں اگاہی کے لئے خط لکھے گئے ہیں۔

شیخوپورہ: محکمہ جنگلات کے دفاتر سے متعلقہ تفصیلات

*4309: محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صفدر آباد ضلع شیخوپورہ میں محکمہ جنگلات کا کل رقبہ کتنا کہاں کہاں ہے؟

(ب) صفدرآباد میں محکمہ جنگلات کے دفاتر کہاں کہاں ہیں اور مذکورہ محکمہ کے زیر انتظام کون کون سی نرسری ہے اور ان نرسریوں میں کون سے پوداجات موجود ہوتے ہیں۔ پچھلے پانچ سال کے دوران صفدرآباد میں کون کون سے درخت شجرکاری میں لگائے گئے؟

(ج) محکمہ کی طرف سے پرائیویٹ افراد / کسانوں کو پودے فراہم کرنے کا طریق کار کیا ہے اور ان کا معاوضہ کتنا ہے۔ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) کیا پچھلے پانچ سالوں میں محکمہ نے پرائیویٹ افراد / کسانوں کو صفدرآباد میں پودے فراہم کئے تو کتنے اور کون کون سے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) صفدرآباد میں محکمہ جنگلات کا کوئی رقبہ نہ ہے، البتہ نہروں اور سڑکات کے کناروں پر شجرکاری / دیکھ بھال محکمہ کرتا ہے اور ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام نہر	بُرجی
1۔	شاہ کوٹ راجباہ	0 to 125
2۔	کھرڑیانوالہ راجباہ	0 to 123
3۔	راکھ برانچ	0 to Tail
4۔	مڑہ راجباہ	0 to Tail
5۔	میاں علی برانچ	70 to 100

اس کے علاوہ شیخوپورہ فیصل آباد روڈ 75تا93 کلو میٹر بھی شامل ہے۔

(ب) صفدرآباد میں محکمہ جنگلات کا ایک ہی دفتر ہے جو کہ احمد پور رینج (صفدرآباد) دھوپ سڑی موڑ نزد سی این جی پمپ پر واقع ہے۔ محکمہ جنگلات کے زیر انتظام احمد پور (صفدرآباد) میں ایک عدد نرسری ہے جس کی تفصیل درج ہے:

نام نرسری	تعداد پوداجات	از قسم پوداجات
احمد پور (صفدرآباد) نزد پی ایس او پمپ	50,000	سفیدہ، کیکر، بکائن، سکھ چین

اور جو پودے پچھلے پانچ سالوں میں شجرکاری کی مہم میں لگائے گئے اُن کے نام درج ذیل ہیں۔ کیکر، سفیدہ، بکائن اور سکھ چین وغیرہ

(ج) کسانوں کو محکمہ کی طرف سے رعائتی نرخوں پر پوداجات فراہم کئے جاتے ہیں جو 3 روپے فی پودا وصول کئے جاتے ہیں۔

(د) پچھلے پانچ سالوں میں محکمہ نے پرائیوٹ /کسانوں کو30100عدد پودا جات اور 3500 قلمات فراہم کی گئی ہیں جن کی اقسام کیکر، شیشم، بکین، سفیدہ، سکھ چین وغیرہ شامل ہیں۔

گوجرانوالہ میں شجر کاری کرنے سے متعلقہ تفصیلات

*4429: چودھری اشرف علی انصاری: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع گوجرانوالہ میں نہروں، راجباہوں (مائنر)اور سیم نالوں کے کناروں پر شجر کاری کی وسیع گنجائش موجود ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو ان جگھوں پر کب تک شجر کاری کر دی جائے گی نیز اب تک شجر کاری نہ کرنے کی وجوہات سے معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) جی ہاں! ضلع گوجرانوالہ میں مندرجہ ذیل انہار پر شجر کاری کے باوجود اب بھی کافی گنجائش موجود ہے۔

1۔ نوشہرہ ڈسٹری برجی نمبرL&R/25-88 (60 AVM)
2۔ یو سی سی کنال برجی نمبرL/121-134(15 AVM)
3۔ یو سی برجی نمبرR71-83(4AVM)
4۔ دندیاں ڈسٹی برجی نمبرL&R/30-68 (25AVM)
5۔ شیخوپورہ ڈسٹی برجی نمبرL&R/10-60 (25AVM)
6۔ نورپور ڈسٹی برجی نمبرL&R/85-110 (15AVM)
7۔ نورپور ڈسٹی برجی نمبرL&R/64-85 (15AVM)
8۔ ارگن مائنر برجی نمبرL&R/0-25 (20AVM)

(ب) موجودہ سال کے دوران بھی مندرجہ ذیل انہار پر شجر کاری کی جائے گی جو کہ گورنمنٹ سے فنڈز کی ترسیل پر منحصر ہے۔ شجر کاری نہ کرنے کی سب سے اہم وجہ مطلوبہ فنڈز کی عدم دستیابی ہوتی ہے۔اگر مطلوبہ فنڈز فراہم کر دیئے جائیں تو کوئی نہر بھی شجر کاری سے محروم نہ رہے گی۔

1۔ منگو کی مائنر برجی نمبر L&R/0-tail (40 AVM)
2۔ کھٹیالی مائنر برجی نمبر L&R/0-58 (20 AVM)
3۔ ہرپو کی مائنر برجی نمبر L&R/0-45 (20 AVM)
4۔ کامونکی ڈسٹی برجی نمبر L&R/50-150 (50 AVM)
5۔ سادھو کی ڈسٹی برجی نمبر L&R/30-100 (40 AVM)

صوبہ بھر میں درختوں کی نمبر شماری سے متعلقہ تفصیلات

*4877: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 2006 میں پنجاب بھر میں انہار و سڑکات کے درختاں کی نمبر شماری کرائی گئی تھی اور ایک درخت کی نمبر شماری پر -/8 روپے خرچہ آیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس نمبر شماری پر 3.5 کروڑ روپے کا بجٹ صرف ملتان سرکل میں خرچ کیا گیا ہے، کیا اس میں بغیر نمبر شماری کے درختاں فالتو چھوڑے گئے، جن کو نئے ریکارڈ میں شامل نہ کیا گیا ہے جو درختاں ریکارڈ کے بغیر چھوڑے گئے، اب ان کو ختم کیا جارہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ درختوں کا ریکارڈ چار جگہ ہوتا ہے۔ کیا واقع ہی ان درختوں کا پرانا ریکارڈ ضائع کر دیا گیا ہے اور اگر یہ ریکارڈ ضائع کیا گیا تو کس کے حکم سے ہوا؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) ملتان سرکل میں انہار و سڑکات کی نمبر شماری پر درج ذیل اخراجات ہوئے اور کوئی بھی درخت بغیر نمبر شماری کے نہ چھوڑا گیا اور دوران چیکنگ وقتاً فوقتاً اگر ریکارڈ میں کوئی خامی نظر آتی ہے تو اُسے فوراً بعد از پڑتال دور کر دیا جاتا ہے۔

ملتان فاریسٹ ڈویژن	-/23,24,849 روپے
چیچہ وطنی فاریسٹ ڈویژن	-/11,92,249 روپے
ساہیوال فاریسٹ ڈویژن	-/21,10,278 روپے
میزان:	-/56,27,376 روپے

(ج) یہ کہ درختوں کا ریکارڈ 6 جگہ پر ہوتا ہے جس میں دفتر ناظم اعلیٰ جنگلات، دفتر ناظم جنگلات، دفتر مہتمم جنگلات، دفتر نائب مہتمم جنگلات / امین جنگلات، بلاک آفیسر اور فاریسٹ گارڈ شامل ہیں۔ درختوں کا پرانا ریکارڈ ضائع نہ کیا گیا ہے بلکہ اُسی طرح محفوظ ہے۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں لکڑی چوری کے مقدمات سے متعلقہ تفصیلات

*4912: لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سال 2010 سے اب تک لکڑی چوری کے کتنے مقدمات درج ہوئے، کتنے افراد نامزد کئے گئے اور کتنے گرفتار ہوئے نیز ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے جنگلات میں لکڑی چوری ایک معمول بن چکا ہے اور محکمہ لکڑی چوری روکنے میں ناکام ہو چکا ہے؟

(ج) محکمہ لکڑی چوری روکنے کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھا رہا ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ (فیصل آباد فاریسٹ ڈویژن) میں سال 2010 سے لے کر اب تک 10884 درختاں کے 1491 فاریسٹ کیسز اندراج ہوئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

کل فاریسٹ کیسز	تعداد درختاں	تعداد ملزمان	تعداد کمپاؤنڈ کیسز	تعداد درختاں	پراسیکیوٹ کیسز	تعداد درختاں
1491	10884	3682	217	529	251	2306

تعداد کیسز برخلاف ملازمین	تعداد درختاں	FIRتعداد	فاریسٹ کیسز	تعداد درختاں
669	5413	105	354	2636

(ب) ماضی قریب تک یہ سلسلہ جاری تھا لیکن اب کافی حد تک قابو کر لیا گیا ہے اور جو ملازمین یا ٹمبر مافیا کے لوگ ناجائز کٹائی میں ملوث تھے ان کے خلاف محکمانہ اور تعزیرات پاکستان کے تحت کارروائی عمل میں لائی گئی اور بھاری جرمانے، ریکوری ڈالی گئیں اور پرچہ پولیس بھی درج کروائے گئے اور اس کے ساتھ ساتھ بُری شہرت رکھنے والے اور اس لکڑی چوری میں ملوث ملازمین نوکری سے برخاست کر دیئے گئے ہیں۔

(ج) جنگلات کی لکڑی کی چوری روکنے کے لئے ٹمبر مافیا کے خلاف محکمہ جنگلات کے ایکٹ کے تحت ملزمان کے خلاف ڈیمج رپورٹ جاری کر کے عوضانہ و جرمانہ وصول کیا جاتا ہے۔ جو ملزمان جرمانہ و عوضانہ نہ ادا کریں تو ان کے خلاف کیسز عدالتوں میں پراسیکیوٹ کئے جاتے ہیں اور ان کے علاوہ پرچہ پولیس بھی درج کروایا جاتا ہے۔ اگر کوئی محکمے کا عملہ ملوث پایا جائے تو اس کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے اور نوکری سے برخاست کر دیا جاتا ہے۔

محکمہ جنگلات میں کنٹریکٹ ملازمین سے متعلقہ تفصیلات

*4913: لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 12-2011 میں محکمہ جنگلات میں وائلڈ لائف واچر اور فوجی واچر کی کنٹریکٹ کی بنیاد پر بھرتی کی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے مذکورہ واچر کو permanent کرنے کا اعلان کیا تھا اگر ہاں تو ابھی تک مذکورہ اعلان پر عملدرآمد کیوں نہیں کیا گیا؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ وائلڈ لائف واچر اور فوجی واچر کو permanent کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) وزیر اعلیٰ پنجاب کے اعلان کی روشنی میں چھٹی نمبری DG(W&P)ESTT/2014 7837 مورخہ 24-03-2014 جملہ سٹاف مع واچران سابق فوجی واچران کی کنٹریکٹ ملازمت ریگولرائزیشن کے لئے متعلقہ مجاز اتھارٹی کو سفارشات ارسال کی گئی تھی۔

(ج) حکومت نے وائلڈ لائف واچر کو مطلوبہ سروس قوانین کے تحت مستقل کر دیا ہے جبکہ سابق فوجی واچران کے لئے نئے سروس رولز کی منظوری درکار ہے جس کے باعث تاحال مستقل نہیں کیا جا سکا۔ تاہم ترمیمی سروس رولز کی منظوری کے لئے کارروائی کی جا رہی ہے۔

فیصل آباد میں فش فارم سے متعلقہ تفصیلات

*5559: میاں طاہر: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ ماہی پروری کا کتنا عملہ ہے؟

(ب) کیا اس ضلع میں کوئی فش فارم یا ہیچری ہے؟

(ج) کیا اس ضلع میں محکمہ کے فش فارم میں پونگ تیار کیا جاتا ہے؟

(د) اس ضلع میں محکمہ نے سال 14-2013 اور 15-2014 کے دوران کتنا فنڈز خرچ کیا اور کس کس مد میں یا ترقیاتی منصوبہ پر خرچ کیا ہے، تفصیلات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ ماہی پروری کے دو دفاتر ہیں جن میں عملہ کی کل تعداد 64 ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ فش سیڈ ہیچری فیصل آباد

کل عملہ کی تعداد 45 ہے جن میں 4 افسران ہیں اور 41 ملازمین ہیں۔

2۔ ڈپٹی ڈائریکٹر فیصل آباد

کل عملہ کی تعداد 19 ہے جن میں ایک افسر اور 18 ملازمین ہیں۔

(ب) ضلع فیصل آباد میں محکمہ ماہی پروری پنجاب کی ایک سرکاری فش ہیچری ہے جو کہ ستیانہ روڈ پر واقع ہے۔ ضلع میں پرائیویٹ فش فارموں کی تعداد 113 ہے جن کا کل رقبہ 482 ایکڑ ہے۔

(ج) جی ہاں! فش ہیچری ستیانہ روڈ فیصل آباد میں قابل کاشت مچھلیوں کی اقسام کا سالانہ 71.00 لاکھ بچہ / پونگ پیدا کیا جاتا ہے۔

(د) ضلع فیصل آباد میں محکمہ ماہی پروری کے دونوں دفاتر میں سال 14-2013 اور 15-2014 کے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ فش سیڈ ہیچری فیصل آباد پر اخراجات کی تفصیل:

غیر ترقیاتی اخراجات

نمبر شمار	غیر ترقیاتی اخراجات	سال 14-2013	سال 15-2014 (دسمبر 2014 تک)
1	تنخواہ عملہ	1,50,92,829/-	92,20,134/-
2	متفرق	18,26,973/-	10,36,707/-
	کل	1,69,19,802/-	1,02,56,841/-

II۔ دفتر ڈپٹی ڈائریکٹر فشریز، فیصل آباد پر اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	غیر ترقیاتی منصوبہ جات پر اخراجات	سال 14-2013	سال 15-2014
1	تنخواہ عملہ	59,11,507/-	39,31,177/-
2	مرمت	20,860/-	47,689/-
3	متفرق	1,99,882/-	4,44,452/-
	کل	6132249/-	44,23,318/-

(2) ترقیاتی منصوبہ جات پر اخراجات کی تفصیل:

سال 14-2013	سال 15-2014
3,70,775/-	3,11,30,000/- روپے

غیر نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

صوبہ بھر کے ہر ضلع میں چڑیا گھر بنانے سے متعلقہ تفصیلات

232: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں کل کتنے چڑیا گھر ہیں؟

(ب) چڑیا گھر کے قیام کے لئے کم از کم کتنا رقبہ درکار ہوتا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) پنجاب میں کل تین چڑیا گھر ہیں۔

1۔ لاہور چڑیا گھر، لاہور

2۔ بہاولپور چڑیا گھر، بہاولپور

3۔ ڈیرہ غازی خان چڑیا گھر، ڈیرہ غازی خان

(ب) چڑیا گھر کے قیام کے لئے کم از کم رقبہ کی حد مقرر نہ ہے۔

بہاولنگر۔ پی پی۔281 میں ویٹرنری ہسپتال سے متعلقہ تفصیلات

382: جناب احسان الحق باجوہ: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔281 بہاولنگر میں ویٹرنری ہسپتال کی کتنی تعداد ہے، ان میں کتنے ویٹرنری ڈاکٹر اور دیگر عملہ ہے تفصیل بتائی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ویٹرنری ہسپتال میں موجود تعداد ڈاکٹرز اور دیگر عملہ آبادی کے اعتبار سے ناکافی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ اس حلقہ میں موجود ویٹرنری ہسپتالوں میں ڈاکٹروں اور عملہ کی تعداد پوری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ(جناب بلال یٰسین):

(الف) حلقہ پی پی۔281 ضلع بہاولنگر میں کل تین ویٹرنری ہسپتال اور اُنتیس ڈسپنسریاں ہیں ان میں سات ویٹرنری ڈاکٹر میں جبکہ دیگر عملہ کی تعداد83 ہے، تفصیل (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں! ناکافی ہے۔

(ج) محکمہ لائیو سٹاک نے بذریعہ لیٹر نمبری 1214-1164 مورخہ 2015-01-27 کے تحت سکیل نمبر1تا15 کی اسامیوں پر تقرری کی اجازت دے دی ہے اور بھرتی کا عمل زیر تکمیل ہے۔ ویٹرنری ڈاکٹرز کی بھرتی بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی جاتی ہے جیسے ہی بھرتی کا عمل مکمل ہوگا ویٹرنری ڈاکٹر خالی سیٹوں پر تعینات کر دیئے جائیں گے۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں محکمہ جنگلات کے رقبہ سے متعلقہ تفصیلات

253: لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں محکمہ جنگلات کا کتنا رقبہ ہے، کتنے رقبے پر جنگلات لگائے گئے ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) کیا ان جنگلات پر محکمہ کے اخراجات بھی آتے ہیں اگر ہاں تو سال12-2011 اور 13-2012 کے اخراجات سے آگاہ کیا جائے نیز ان جنگلات سے محکمہ کو سالانہ کتنی آمدن ہوتی ہے سال وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا محکمہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ماحولیاتی آلودگی کے خاتمہ کے سلسلہ میں مزید جنگلات کو بڑھانے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں صوبائی گورنمنٹ کے تحت محکمہ جگلات کا11581 ایکڑ رقبہ ہے اور اس میں3500 ایکڑ پر جنگلات موجود ہے اور یہ تحصیل کمالیہ، پیر محل اور ٹوبہ ٹیک سنگھ میں واقع ہے۔ اس میں کمالیہ پلانٹیشن 10866 ایکڑ اور بھاگٹ ریزروائر715 ایکڑ سرکاری رقبہ ہے اس میں مختلف قسم کی فصل / درختاں موجود ہیں۔

(ب) جی ہاں! ان پر اخراجات بھی آتے ہیں اور آمدنی بھی ہوتی ہے اس کی تفصیل اس طرح سے ہے:

سال	خرچہ	آمدن
2011-12	-/46,89,000 روپے	-/89,42,066 روپے
2012-13	-/1,33,72,189 روپے	-/73,78,570 روپے

(ج) جی ہاں! حکومت سال 15-2014 میں 1589.70 ایکڑ رقبہ پر شجرکاری کا ارادہ رکھتی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

سال	ترقیاتی رقبہ	غیر ترقیاتی رقبہ	کل رقبہ
2014-15	1406 ایکڑ	183.70 ایکڑ	1589.70 ایکڑ

لائیو سٹاک کے مویشی فارم سے متعلقہ تفصیلات

410: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ لائیو سٹاک کے زیر انتظام اس وقت کن کن اضلاع میں کل کتنے مویشی فارمز قائم ہیں، ان کے نام کیا ہیں، تفصیل بتائی جائے؟

(ب) ان مویشی فارمز سے پنجاب کی عوام کو کیا فوائد حاصل ہو رہے ہیں اور حکومت کو ان سے کتنی آمدن ہو رہی ہے، اب تک کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) ان مویشی فارمز کے قیام کے مقاصد کیا ہیں، کیا مطلوبہ نتائج حاصل ہو رہے ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) محکمہ لائیو سٹاک کے زیر انتظام چلنے والے مویشی فارمز کے نام اور یہ جن اضلاع میں واقع ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

1 لائیو سٹاک تجرباتی فارم فاضل پور ضلع راجن پور
2 لائیو سٹاک تجرباتی فارم رکھ غلاماں ضلع بھکر
3 لائیو سٹاک تجرباتی فارم خضر آباد، ضلع سرگودھا
4 لائیو سٹاک تجرباتی فارم خوشاب ضلع خوشاب
5 لائیو سٹاک تجرباتی فارم کلور کوٹ ضلع بھکر
6 لائیو سٹاک تجرباتی فارم جگائیت پیر ضلع بہاولپور
7 لائیو سٹاک تجرباتی فارم شیر گڑھ ضلع اوکاڑہ
8 لائیو سٹاک تجرباتی فارم بھونیکی ضلع قصور

9 لائیوسٹاک تجرباتی فارم چک کٹورہ ضلع بہاولپور
10 لائیوسٹاک تجرباتی فارم ہارون آباد ضلع بہاولنگر
11 لائیوسٹاک تجرباتی فارم جہانگیر آباد ضلع خانیوال
12 لائیوسٹاک تجرباتی فارم خیری مورت ضلع اٹک
13 لائیوسٹاک تجرباتی فارم اللہ داد جھانیاں ضلع خانیوال
14 لائیوسٹاک تجرباتی فارم TDA/205 ضلع بھکر
15 لائیوسٹاک تجرباتی فارم بہادر نگر ضلع اوکاڑہ
16 لائیوسٹاک تجرباتی فارم قادر آباد ضلع ساہیوال
17 لائیوسٹاک تجرباتی فارم انگورہ کوٹ رکھ خیرے والا ضلع لیہ
18 لائیوسٹاک تجرباتی فارم رکھ ماہنی ضلع بھکر

(ب) مویشی فارمز سے پنجاب کی عوام کو درج ذیل فائدے حاصل ہو رہے ہیں:

گورنمنٹ کے لائیو سٹاک فارمز کا بنیادی مقصد آمدنی نہ ہے بلکہ صوبہ کے علاقائی جانوروں کی نسلوں کو محفوظ اور بہتر بنانا مطلوب ہے۔ فارم کی زمین بنیادی طور پر جانوروں کے چارہ جات کی پیداوار کے لئے استعمال ہوتی ہے تاہم اضافی زمین سے نقد آور فصلوں کے ذریعے آمدن بھی حاصل کی جاتی ہے۔

1. نسل کشی کے لئے اعلیٰ نسل کے نر جانور (گائے، بھینس، بکرے، چھترے اور اونٹ) ارزاں نرخوں پر دیئے جاتے ہیں۔
2. تعلیمی اور تحقیقاتی اداروں کو تحقیق کے لئے سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔
3. دودھیل جانوروں سے حاصل شدہ دودھ سالانہ نیلام عام کے ذریعے فروخت کیا جاتا ہے۔
4. کسانوں کو مویشی فارمز کے قیام کے بارے میں تکنیکی معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔
5. جانوروں سے بہتر پیداوار حاصل کرنے کے لئے محکمہ لائیو سٹاک فارمز کو انتہائی ارزاں نرخوں پر متوازن خوراک / ونڈہ مہیا کرتا ہے۔
6. عوام الناس، طالب علموں اور ٹیکنیکل سٹاف کو جانوروں کی بہتر دیکھ بھال کے لئے ٹریننگ دی جاتی ہے۔

ان مویشی فارمز سے حاصل ہونے والی آمدن کی تفصیل درج ذیل ہے:

سال	آمدن (ملین روپے)
2011-12	376.588
2012-13	430.540
2013-14	459.751
2014-15	198.678

(01-07-14 To 31-01-15)

(ج) مویشی فارمز کے قیام کے مقاصد درج ذیل ہیں اور مکمل طور پر مطلوبہ نتائج حاصل کرنے کے لئے تمام فارمز کی بہتری اور مقاصد کی طرف درست سمت میں چلانے کے لئے اقدامات ہنگامی بنیادوں پر کئے جارہے ہیں۔

1. جانوروں کی علاقائی نسلوں کو محفوظ کرنا۔
2. اعلیٰ اوصاف کے حامل نر اور مادہ جانور پیدا کرنا اور نسل کشی کے لئے لائیو سٹاک فارمز کے جانوروں کی نسل کی بہتری کے لئے مہیا کرنا۔
3. پروجنی ٹیسٹنگ پروگرام
4. جانوروں اور سبز چارہ کی بہتر پیداوار اور اس کو محفوظ کرنے کے لئے جدید طریقے اپنانا۔
5. حیوانات کی ادویات وغیرہ پر تحقیق کرنا۔
6. صوبہ بھر کے مختلف تعلیمی اور تحقیقاتی اداروں کو تحقیق کے لئے سہولیات مہیا کرنا۔
7. جانوروں کو مختلف بیماریوں سے محفوظ رکھنے کے لئے جدید سائنسی خطوط پر مختلف اقدامات کرنا۔
8. جانوروں کے دودھ، گوشت اور اون کو بڑھانے کے لئے تجربات کرنا۔
9. مختلف نسلوں کے پیداواری اوصاف کا تقابلی جائزہ لینا۔
10. ریکارڈ کی بنیاد پر اعلیٰ قسم کے سانڈ پیدا کرنا۔

مری میں ریسٹ ہاؤسز سے متعلقہ تفصیلات

306: محترمہ مدیحہ رانا: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ جنگلات حکومت پنجاب کے زیر انتظام مری میں کتنے ریسٹ ہاؤسز ہیں ہر ایک ریسٹ ہاؤس کے کتنے کتنے کمرے ہیں اور ان میں کیا کیا سہولیات ہیں؟

(ب) ان ریسٹ ہاؤسز کے ماہانہ یوٹیلٹی بلوں کی مد میں کتنے اخراجات ہوتے ہیں؟

(ج) ان ریسٹ ہاؤسز کی بکنگ کا کیا طریق کار ہے اور ان کا یومیہ کتنا کرایہ ہے اور ان سے پچھلے تین سالوں میں کتنی آمدن ہوئی ہے؟

(د) پچھلے دو سالوں میں ریسٹ ہاؤسز کتنے لوگوں کے ناموں پر بک ہوئے اور ان میں سے کتنے لوگوں سے رقم وصول کی اور کتنے لوگ فری رہائش پذیر رہے، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) محکمہ جنگلات مری کے زیر انتظام ریسٹ ہاؤسز کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	تعداد کمرہ جات
1	گھوڑا گلی ریسٹ ہاؤس/انیکسی	05 کمرہ جات
2	پتریاٹہ ریسٹ ہاؤس	03 کمرہ جات
3	بن ریسٹ ہاؤس	02 کمرہ جات

ان ریسٹ ہاؤسز میں پانی، بجلی اور کچن کی سہولیات موجود ہیں۔

(ب) ان ریسٹ ہاؤسز کا پچھلے تین سال کا ماہانہ بجلی کے بل کا اوسط خرچہ درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	سالانہ بل بجلی	اوسط ماہانہ بل بجلی
1	گھوڑا گلی	137860/-	11488/-
2	پتریاٹہ	159987/-	13330/-
3	بن	10740/-	895/-

(ج)

(I) مروجہ قوانین کے مطابق یہ ریسٹ ہاؤسز پہلی ترجیح کے طور پر دورہ پر آئے ہوئے سرکاری/فاریسٹ افسران کو رہائش فراہم کرنے کے لئے ہیں اگر سرکاری استعمال کے لئے ریسٹ ہاؤسز کی ضرورت نہ ہو تو مجاز اتھارٹی کی اجازت سے پبلک کو بھی ان ریسٹ ہاؤسز میں رہائشی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔

(II) ریسٹ ہاؤسز کے یومیہ کرایہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

محکمہ جنگلات کے افسران	دیگر سرکاری محکمہ جات کے افسران	پرائیویٹ افراد
Rs: 200/- فی دن	Rs: 400/- فی دن	Rs: 800/- فی دن

مورخہ 2014-05-20 سے گورنمنٹ نے مری کے تمام ریسٹ ہاؤسز کا کرایہ تمام افسران اور پرائیویٹ لوگوں کے لئے -/2000 روپے فی دن مقرر کر دیا ہے۔

(III) پچھلے تین سال کی ریسٹ ہاؤسز سے حاصل شدہ آمدن کی تفصیل درج ذیل ہے:

گھوڑا گلی	پتریاٹہ	بن
206600/- روپے	64800/- روپے	11800/- روپے

(د) پچھلے دو سالوں کے دوران مری کے ریسٹ ہاؤسز میں جن لوگوں کو بکنگ ہوئی اور رہائش اختیار کی ان تمام سے مروجہ شرح سے کرایہ وصول کیا گیا اور سرکاری خزانہ میں جمع کروا دیا گیا۔ گزشتہ دو سالوں میں ریسٹ ہاؤسز میں رہائش پذیر افراد کی تفصیل اور وصول کئے گئے کرایہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے نیز کوئی بھی آدمی ریسٹ ہاؤسز میں فری رہائش پذیر نہ ہوا ہے۔

اٹک: پرندوں اور جانوروں میں رانی کھیت اور منہ کھر
کی امراض کی روک تھام کی تفصیلات

456: جناب محمد شاویز خان: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ پرندوں اور جانوروں میں رانی کھیت اور منہ کھر کی بیماری پر قابو پانے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہا ہے؟

(ب) کیا محکمہ جانور پالنے والے حضرات کو مفت ادویات بھی فراہم کرتا ہے اور یہ ادویات لینے کا طریق کار کیا ہے؟

(ج) کیا محکمہ کا عملہ بیمار جانوروں کو موقع پر جا کر علاج بھی کرتا ہے اور کیا اس علاج کا معاوضہ بھی وصول کیا جاتا ہے؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) محکمہ لائیو سٹاک کی طرف سے ضلع اٹک کے تمام شفاخانہ حیوانات میں بروز منگل پرندوں کو رانی کھیت کی ویکسین کی جاتی ہے اور جانوروں کو منہ کھر کی ویکسین سال میں دو مرتبہ کی جاتی ہے۔

(ب) محکمہ لائیو سٹاک کی طرف سے ضلع اٹک کے تمام شفاخانہ حیوانات میں جانور پالنے والے حضرات کے بیمار جانوروں کا مفت علاج کیا جاتا ہے اور ہسپتال سے ہی ادویات مہیا کی جاتی ہیں۔

(ج) جی ہاں! ہنگامی صورت میں مویشی پال حضرات کو محکمہ لائیو سٹاک کی طرف سے ان کے گھر پر بھی علاج معالجہ کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔

ضلع ساہیوال محکمہ جنگلات میں خالی اسامیاں اور لکڑی چوری کی تفصیلات

330: جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ساہیوال میں محکمہ جنگلات کی کتنی اسامیاں خالی ہیں اور یہ کب تک پر کر دی جائیں گی؟

(ب) سال14۔2013 میں لکڑی چوری کے کتنے مقدمات درج کروائے گئے اور جرمانے کی کتنی رقم وصول کی گئی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):

(الف) ضلع ساہیوال میں دو فاریسٹ ڈویژن، ساہیوال اور چیچہ وطنی اور تین اضلاع ساہیوال، پاکپتن اور وہاڑی شامل ہیں۔ ساہیوال اور چیچہ وطنی فاریسٹ ڈویژن میں خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام اسامی	تعداد خالی اسامی
1	ایس ڈی ایف او	02عدد
2	رینج فاریسٹ آفیسر	01عدد
3	بلاک آفیسر	02عدد
4	فاریسٹ گارڈ	31عدد
5	سٹینو گرافر	02عدد
6	نائب قاصد	02عدد
7	چوکیدار	01عدد
8	پارک سپر وائزر	01عدد

نئی بھرتی پر گورنمنٹ کی طرف سے پابندی ہے لہذا مذکورہ بالا اسامیوں پر گورنمنٹ کی طرف سے اجازت ملنے پر مجوزہ بھرتی پالیسی کے مطابق اسامیوں کو پر کیا جائے گا۔

(ب) سال14۔2013 میں ضلع ساہیوال (ساہیوال اور چیچہ وطنی فاریسٹ ڈویژن)میں 19 مقدمات مالیتی۔/2056850روپے کے درج کروائے گئے اور155ڈیمج رپورٹ ہائے جاری کی گئیں اور ملزمان سے۔/1495590روپے جرمانہ وصول کیا گیا۔

ضلع بہاولنگر: محکمہ جنگلات کے رقبہ سے متعلقہ تفصیلات

383:جناب احسان الحق باجوہ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع بہاولنگر میں جنگلات کتنے رقبہ پر مشتمل ہے اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں۔ تفصیل بتائی جائے؟

(ب) ان جنگلات سے یکم جنوری2012 تا ستمبر2014 کتنی لکڑی فروخت کی گئی اور کتنی چوری کی گئی، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):

(الف) دودھلاں جنگل10714ایکڑ پر مشتمل ہے۔اس کے علاوہ رانا بھاناں12300ایکڑ رقبہ ہے جو کہ چولستان desert ایریا ہے اس کے علاوہ 1304 میل انہار اور 342 میل سڑکات پر جنگلات ہیں۔

(ب) بہاولنگر فاریسٹ ڈویژن میں جنوری2012تا ستمبر2014تک 13320درختاں مالیتی مبلغ -/199888565روپے میں فروخت کئے گئےاور8005چوری شدہ درختاں مالیتی مبلغ -/4,38,91,910روپے وصول کئے گئے اور1193درختاں مالیتی مبلغ -/65,09,610 کی کارروائی بذریعہ ایف آئی آر کی گئی اور5066 درختاں مالیتی مبلغ -/2,88,52,250کو پراسیکیوٹ کئے گئے اس کے علاوہ639درختاں مالیتی مبلغ -/33,43,340کی کارروائی ملازمین کے خلاف کی جارہی ہے۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ میری گل مجلس قائمہ برائے کلچر اینڈ یوتھ افیئرز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) لاہور آرٹس کونسل 2015کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کلچر اینڈ یوتھ افیئرز کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

محترمہ میری گل: جناب سپیکر!

The Lahore Art Council (Amendment) Bill 2015. (Bill No. 9 of 2015)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کلچر اینڈ یوتھ افیئرز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔اب وزیر قانون میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن، سردار شہاب الدین خان، خواجہ محمد نظام المحمود، چودھری عامر سلطان چیمہ، محترمہ مدیحہ رانا، جناب شہزاد منشی، ڈاکٹر سید وسیم اختر اور سردار وقاص حسن موکل ایم پی اے سانحہ یوحنا آباد کے حوالے سے مذمتی قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تحریک پیش کریں۔

قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997کے قاعدہ 234کے تحت قاعدہ115اور دیگر متعلقہ قوانین کو معطل کر کے 15- مارچ 2015 کو سانحہ یوحنا آباد کے حوالے سے مذمتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234کے تحت قاعدہ115اور دیگر متعلقہ قوانین کو معطل کر کے 15- مارچ 2015 کو سانحہ یوحنا آباد کے حوالے سے مذمتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997کے قاعدہ 234کے تحت قاعدہ115اور دیگر متعلقہ قوانین کو معطل کر کے 15- مارچ 2015 کو سانحہ یوحنا آباد کے حوالے سے مذمتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون! آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

گرجاگھر یوحناآباد لاہور میں خودکش دھماکوں میں جاں بحق ہونے والوں کے لئے رنج وغم کا اظہار

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان اتوار 15۔مارچ 2015 کو یوحناآباد لاہور میں واقع گرجا گھر پر ہونے والے خودکش دھماکوں کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے اور اس سانحہ میں خواتین اور بچوں سمیت متعدد افراد کے ہلاک وزخمی ہونے پر اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے اور ان کے لواحقین سے اظہار تعزیت اور ہمدردی کرتا ہے۔ یہ ایوان پولیس کے جوانوں اور ان سکیورٹی گارڈز کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہے جنہوں نے اپنی جان کا نذرانہ دے کر بڑے جانی نقصان سے بچالیا۔ اس ایوان کی رائے ہے کہ ملک دشمن عناصر دہشت گردی کی ان وارداتوں سے مذہبی ہم آہنگی کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں جس میں وہ کبھی کامیاب نہیں ہوں گے۔ یہ ایوان اس عزم کا اظہار کرتا ہے کہ ان واقعات میں ملوث افراد اور گروہ کی نشاندہی کر کے انہیں نشان عبرت بنایا جائے گا اور اس حوالے سے کی جانے والی ہر حکومتی کوشش کی مکمل حمایت وتائید کی جائے گی۔ یہ ایوان اس سانحہ کے بعد ہونے والے احتجاج کے دوران دو نوجوانوں حافظ محمد نعیم اور بابر نعمان کو تشدد کے بعد زندہ جلائے جانے کے واقعہ کی بھی شدید مذمت کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ ان دونوں نوجوانوں کی ہلاکت کے ذمہ داران کو قانون کے کٹہرے میں لاکر قرارواقعی سزادی جائے۔ یہ ایوان ان دونوں شہداء کے درجات کی بلندی کے لئے دعاگو ہے اور ان کے اہل خانہ سے اظہار تعزیت کرتا ہے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان اتوار 15-مارچ2015 کو یوحنا آباد لاہور میں واقع گرجا گھر پر ہونے والے خود کش دھماکوں کی پُر زور الفاظ میں مذمت کرتا ہے اور اس سانحہ میں خواتین اور بچوں سمیت متعدد افراد کے ہلاک و زخمی ہونے پر اپنے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور ان کے لواحقین سے اظہار تعزیت اور ہمدردی کرتا ہے۔ یہ ایوان پولیس کے جوانوں اور ان سکیورٹی گارڈز کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہے جنہوں نے اپنی جان کا نذرانہ دے کر بڑے جانی نقصان سے بچا لیا۔ اس ایوان کی رائے ہے کہ ملک دشمن عناصر دہشت گردی کی ان وارداتوں سے مذہبی ہم آہنگی کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں جس میں وہ کبھی کامیاب نہیں ہوں گے۔ یہ ایوان اس عزم کا اظہار کرتا ہے کہ ان واقعات میں ملوث افراد اور گروہ کی نشاندہی کر کے انہیں نشان عبرت بنایا جائے گا اور اس حوالے سے کی جانے والی ہر حکومتی کوشش کی مکمل حمایت و تائید کی جائے گی۔ یہ ایوان اس سانحہ کے بعد ہونے والے احتجاج کے دوران دو نوجوانوں حافظ محمد نعیم اور بابر نعمان کو تشدد کے بعد زندہ جلائے جانے کے واقعہ کی بھی شدید مذمت کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ ان دونوں نوجوانوں کی ہلاکت کے ذمہ داران کو قانون کے کٹہرے میں لا کر قرار واقعی سزا دی جائے۔ یہ ایوان ان دونوں شہداء کے درجات کی بلندی کے لئے دعا گو ہے اور ان کے اہل خانہ سے اظہار تعزیت کرتا ہے۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان اتوار 15مارچ2015 کو یوحنا آباد لاہور میں واقع گرجا گھر پر ہونے والے خود کش دھماکوں کی پُر زور الفاظ میں مذمت کرتا ہے اور اس سانحہ میں خواتین اور بچوں سمیت متعدد افراد کے ہلاک و زخمی ہونے پر اپنے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور ان کے لواحقین سے اظہار تعزیت اور ہمدردی کرتا ہے۔ یہ ایوان پولیس کے جوانوں اور ان سکیورٹی گارڈز کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہے جنہوں نے اپنی جان کا نذرانہ دے کر بڑے جانی نقصان سے بچا لیا۔ اس ایوان کی رائے ہے کہ ملک دشمن عناصر دہشت گردی کی ان وارداتوں سے

مذہبی ہم آہنگی کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں جس میں وہ کبھی کامیاب نہیں ہوں گے۔ یہ ایوان اس عزم کا اظہار کرتا ہے کہ ان واقعات میں ملوث افراد اور گروہ کی نشاندہی کر کے انہیں نشان عبرت بنایا جائے گا اور اس حوالے سے کی جانے والی ہر حکومتی کوشش کی مکمل حمایت وتائید کی جائے گی۔ یہ ایوان اس سانحہ کے بعد ہونے والے احتجاج کے دوران دو نوجوانوں حافظ محمد نعیم اور بابر نعمان کو تشدد کے بعد زندہ جلائے جانے کے واقعہ کی بھی شدید مذمت کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ ان دونوں نوجوانوں کی ہلاکت کے ذمہ داران کو قانون کے کٹہرے میں لاکر قرار واقعی سزا دی جائے۔ یہ ایوان ان دونوں شہداء کے درجات کی بلندی کے لئے دعا گو ہے اور ان کے اہلخانہ سے اظہار تعزیت کرتا ہے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

تعزیت

سانحہ یوحناآباد لاہور میں شہید ہونے والے مسلمان شہداء کے لئے دعائے مغفرت

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! میری یہ درخواست ہے کہ سانحہ یوحناآباد کے لئے دعا کروائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: دعا کروائی جائے یا ایک منٹ کے لئے خاموشی اختیار کی جائے؟

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! دعا کروائی جائے بلکہ میں خود دعا کرواؤں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، دعا کی جائے۔

(اس مرحلہ پر سانحہ یوحناآباد کے مسلمان شہداء کے لئے دعا مغفرت کی گئی)

جناب قائم مقام سپیکر: غوری صاحب! اب آپ دعا کروائیں۔

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! میں اپنے عقیدے کے مطابق یہ دعا کرتا ہوں۔ اے آسمانی باپ! تو جو تھا اور جو آنے والا ہے۔ شکر کرتا ہوں اس وقت کے لئے جو تو نے ہماری زندگی میں اضافے کا موجب کیا ہے۔ یہ تیرا پیار اور محبت ہے کہ تو نے آج تک ہمیں زندوں کی زمین پر رکھا اور خاص طور پر اس وقت کے لئے۔ اے خداوند دعا کرتا ہوں سانحہ یوحنا آباد کے واقعہ کے لئے، جو وہاں پر ہمارے بہن بھائی، بچے، عورتیں شہید ہوئیں۔ اے خداوند میں ان کے خاندانوں کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اے خداوند تو انہیں صبر جمیل عطا فرما۔ اے خداوند تو انہیں ایوب جیسا صبر دے، اے خداوند تو انہیں وہ تسلی وہ تشفی عطا فرما جو تیری طرف سے صادر ہوتی ہے۔ اے خداوند یہ بہت بڑا سانحہ جس سے ہماری قوم کا بہت بڑا نقصان ہوا۔ اے خداوند میں ان دہشت گردوں کے لئے بھی دعا کرتا ہوں جو خدواند اس قسم کی گھناؤنی حرکتیں کرتے ہیں، جو انسان کہلوانے کے قابل ہی نہیں ہیں، ان میں انسانیت ہی نہیں ہے۔ اے خداوند تو ان کے ذہنوں کو بدل، ان کے رویوں کو change کر تاکہ وہ اس قسم کی حرکتیں نہ کریں۔ میں دعا کرتا ہوں اپنے ملک پاکستان کے لئے، اے خداوند اس ملک میں امن، صلح، سلامتی قائم کر اور اس ایوان کے لئے بھی دعا کرتا ہوں کہ ان کو بڑی برکتوں سے مالا مال کر۔ اس دعا کو سن اور قبول کر تیرے پیارے بیٹے اپنے خداوند یسوع مسیح کے نام سے مانگتا ہوں۔ آمین۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب شہزاد منشی صاحب!

جناب شہزاد منشی: شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آج پورا ملک دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے، اس دہشت گردی میں نہ صرف مساجد، مندر، گردوارے، امام بارگاہیں اور چرچ بھی محفوظ نہیں ہیں۔ ہم سب اس دہشت گردی کے زمرے میں ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ پورا پاکستان اس دہشت گردی کے ناسور کو ختم کرنے کے لئے افواج پاکستان اور حکومت پاکستان کے ساتھ کھڑا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سانحہ یوحنا آباد بہت بڑا سانحہ ہے جس میں نہ صرف مسیحی بلکہ ہمارے مسلمان بھائیوں نے بھی شہادتیں حاصل کی ہیں اور آج اس ایوان میں جہاں پر ہمارے دو بھائیوں کو، جن کو وہاں پر شر پسند عناصر نے، ملکی امن کو تباہ کرنے کے لئے، آپس میں محبت اور ہم آہنگی کا جو سلسلہ ہے اس کو توڑنے کے لئے جو گھناؤنا جرم کیا، اس واقعہ میں ہمارے دو بھائیوں کو تشدد کے بعد زندہ جلا دیا گیا۔ ان کو شہداء بھی کہا گیا، لیکن چرچز میں جو لوگ اس دہشت گردی کی وجہ سے مارے گئے ان کو ہلاک کہا گیا۔ میں اس ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ مسیح اور مسلم بھائی جو دہشت گردی کا نشانہ بنے ان کو شہداء کہنا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کسی نے ہلاک نہیں کہا۔

جناب شہزاد منشی: جب قرارداد پڑھی گئی ہے تو اس میں ہلاک کا word ہے kindly آپ اس کو دیکھ لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! وزیر قانون اور ہمارے تمام معزز ممبران اسمبلی بھی اس وقت تشریف فرما ہیں، میں آپ کی وساطت سے سب سے درخواست کروں گا کہ جن لوگوں نے ان دو بچوں کو درندوں کی طرح مارا، ان شرپسند عناصر کو ان کے اس گھناؤنے جرم کی وجہ سے قرار داقعی سزا ضرور ملنی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! یوحنا آباد میں جہاں پر یہ واقعہ ہوا، ہم نے بطور حکومتی نمائندے کے اپنا جامع کردار ادا کیا۔ وہ لوگ جو اس احتجاج میں شامل تھے، ان کو disperse کرنے کے لئے حکومت کے ساتھ اپنا کردار ادا کیا لیکن اب پولیس اہل کار یا دوسری ایجنسیوں کے لوگ وہاں سے لوگوں کو پکڑ کر جا رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ گناہ گاروں کو ضرور پکڑنا چاہئے ان کو سزا بھی ملنی چاہئے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی عرض کروں گا کہ اس وقت یوحنا آباد تقریباً خالی ہو چکا ہے، وہاں سے لوگ نقل مکانی کر چکے ہیں۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہاں سے بہت سے بے گناہوں کو بھی پکڑا جا چکا ہے اور ان بے گناہوں کو جو گناہ گار نہیں ہیں، جن کی فوٹیجز بھی نہیں ہیں ان لوگوں کو درندوں کی طرح مارا جا رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا پیغام پہنچ گیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! یہ بہت ضروری بات ہے، اس پر توجہ دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے آپ کی بات سن لی ہے۔

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! ایک بہت ضروری بات جو میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے حکومت کے ساتھ تعاون کیا ہے ہم نے وہاں پر اپنا منہ بھی دکھانا ہے۔ یہ ہماری کمیونٹی کا معاملہ ہے اور بہت ضروری ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! میں صرف دو منٹ لوں گا۔ ہم اس وقت حکومت کا حصہ ہیں، ہم نے حکومت کے ساتھ تعاون کر کے اس ماحول کو بہتر بنانے کے لئے اپنا کردار ادا کیا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ وہ لوگ جو بے گناہ ہیں، ان لوگوں کے ساتھ جو ناانصافی ہو رہی ہے ان کو انصاف دلانا بھی ہمارا فرض ہے کیونکہ ہم عوام کے نمائندے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے وزیر قانون سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان بے گناہ لوگوں کا کیا قصور ہے، کیا وہ یہاں کے باسی نہیں ہیں، کیا وہ پاکستانی نہیں ہیں پھر ان کے ساتھ ظلم و ستم کیوں ہو رہا ہے؟ مہربانی فرما کر ان بے گناہوں کے خلاف ظلم بند کروائیں، ان کو اس وقت چھتر مارے جا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون و پارلیمانی امور!

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! ان کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: غوری صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جس واقعہ پر ہمارے معزز ممبر بات کر رہے تھے یہ ایک انتہائی افسوسناک واقعہ تھا، اس کے بعد جو حالات ہوئے، ہمارے تمام دوستوں، ممبران اسمبلی جن کا کرسچئن کمیونٹی سے تعلق تھا، حالات کو کنٹرول کرنے میں اور عوام کو pacify کرنے میں اپنا کردار ادا کیا۔ معزز ممبر جو بات کر رہے ہیں میں ان کو clearly کرنا چاہوں گا کہ کسی بھی ایسے شخص کو گرفتار نہیں کیا جا رہا جو فوٹیج میں نہیں آیا۔ فوٹیج بہت clear ہیں، میڈیا پر بھی آئی ہوئی ہیں، اس میں جو لوگ ان نوجوانوں کو زندہ جلاتے ہوئے نظر آ رہے ہیں ان لوگوں کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے مگر میں پھر بھی ان کی اطلاع کے لئے عرض کر دیتا ہوں کہ اسی سلسلے میں آج شام سات بجے فیڈرل منسٹر کامران مائیکل صاحب کی سربراہی میں اقلیتوں کے وفد سے ہماری ایک میٹنگ ہے ہم وہاں پر اس چیز کو further thrash out کر لیں گے۔ اگر اس طرح کی کوئی بھی complaint ہوئی تو ہم اسے آج شام 7:00 بجے resolve کر لیں گے۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اب تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ گوندل صاحب! جناب امجد علی جاوید صاحب کی تحریک استحقاق کا جواب آنا تھا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!اس سلسلے میں عرض ہے کہ میری اطلاع کے مطابق معزز محرک کی ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ کوئی میٹنگ ہوئی ہے اور میرے خیال میں ان کی تسلی ہو گئی ہے۔اگر کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے تو پھر اس کا جواب دے دیں گے۔

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!میری کسی کے ساتھ کوئی میٹنگ نہیں ہوئی، مجھے تو کوئی جواب ہی نہیں دیا گیا اور نہ ہی کوئی ایسی بات ہے۔یہ بڑا serious issue ہے اتنے دنوں سے بار بار یہ بات چلی جا رہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!پھر اس تحریک استحقاق کو next week تک کے لئے pending کر دیں میں اس کا مفصل جواب منگوا لیتا ہوں۔

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!اس تحریک استحقاق کو کتنا pending کرتے جائیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر:اس تحریک استحقاق کو next week کے لئے pending کر دیتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جی، ٹھیک ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر:اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

جناب محمد وحید گل:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر:جناب!تشریف رکھیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 14/897 محترمہ ناہید نعیم صاحبہ کی ہے۔یہ پڑھی جا چکی تھی اس تحریک التوائے کار کا جواب آنا تھا؟

لوہیانوالہ نہر(گوجرانوالہ)کے راجباہ کی شہری حدود میں کیمیکل ملا اور سیوریج کے گندے پانی کا شامل ہونا

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ اس مسئلہ کی بابت درخواست جناب رکن الدین ولد محمد دین بوساطت ڈائریکٹر ہیومن رائٹس سائل سپریم کورٹ آف پاکستان دفتر مورخہ 17-02-2012 موصول ہوئی تھی۔ رپورٹ یہ ہے کہ لوہیانوالہ نہر گوجرانوالہ سے نکلنے والی

راجباہ قلعہ میاں سنگھ مائنر جس میں عرصہ تقریباً پچیس سال قبل نہری پانی بہتا تھا۔ یہ راجباہ شہر کے مختلف علاقہ جات مثلاً سمن آباد، چونگی، دھلے، عالم چوک، شیراکوٹ و دیگر گاؤں سے گزرتا ہوا ماہیا گاؤں پر ختم ہو جاتا ہے۔ عرصہ تقریباً پچیس سال قبل مذکورہ راجباہ سے نہری پانی بند ہونے کی وجہ سے واسا گوجرانوالہ و دیگر تمام آبادی جات کا سیوریج کا پانی اس راجباہ میں ڈالا جا رہا ہے۔ نہری پانی بند ہونے کے باعث اس راجباہ پر موجود کسان اپنی زمینوں کو اس سیوریج کے پانی سے سیراب کرتے ہیں۔ محکمہ تحفظ ماحول نے واسا گوجرانوالہ کے خلاف پنجاب ماحولیاتی ایکٹ کے تحت کارروائی عمل میں لائی ہے اور تحفظ ماحول ایکٹ 1997 کے سیکشن 16 کے تحت ماحولیاتی حکم نامہ مورخہ 17-03-2012 جاری کر دیا ہے جس پر عملدرآمد کرانے کے لئے سختی سے کوشش کی جا رہی ہے۔ ان تمام احکامات پر عمل نہ کرنے پر مذکورہ محکمہ جات کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کی جا رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے لہٰذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 44/15 محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ کی ہے۔ گوندل صاحب! اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے؟

بیرون ملک سے سمگل شدہ ایل پی جی میں زہریلے کیمیکلز کا انکشاف

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک کا جواب آ گیا ہے۔ یہ تحریک التوائے کار ایل پی جی کیمیکل کی درآمد سے متعلقہ ہے جو کہ کوئٹہ بلوچستان سے پاکستان کی حدود میں داخل ہوتی ہے۔ اس کے مکمل معاملات فیڈرل گورنمنٹ سے متعلقہ ہیں۔ ان کی یہ تحریک موصول ہونے کے بعد حکومت پنجاب نے اس حوالے سے مورخہ 16-02-2015 کو بحوالہ نمبر 4&5/2015 چٹھی فیڈرل گورنمنٹ کو لکھ دی ہے کہ یہ ایک بات ہے جو تحریک التوائے کار کے ذریعے پنجاب اسمبلی کے علم میں لائی گئی ہے آپ اس کے مطابق اس کا تدارک کریں۔ پوری تحریک التوائے کار میں پنجاب کی کسی حدود میں گیس داخل ہونے کا ذکر نہیں ہے۔ دونوں points پر فیڈرل گورنمنٹ کو تحریر کر دیا ہے اور پنجاب کے اندر جہاں کہیں اس قسم کی زہریلی گیس فروخت ہونے کی اطلاع ملے گی تو پنجاب حکومت اس کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کرے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر:اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 53/15 جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کی ہے اس تحریک التوائے کار کا جواب آنا تھا؟

چک جیون شاہ عارف والا کی دو مساجد کے رقبہ کو نیا تھانہ بنانے کے لئے الاٹ کرنے پر عوام کا احتجاج

(---جاری)

پارلیمانی سیکر ٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!اس ضمن میں عرض ہے کہ بمطابق رپورٹ وریکارڈ خسرہ 1/29 اور 30 بر رقبہ تعدادی 32 کنال واقع رقبہ موضع جیون شاہ تحصیل عارف والا ملکیتی صوبائی حکومت مجوزہ امام مسجد ہے۔ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر پاکپتن نے بذریعہ لیٹر نمبر 13601 مورخہ 2014-06-10 تحریر کیا کہ رقبہ ہذا تھانہ رنگ شاہ کے لئے الاٹ کیا جائے جس پر اسسٹنٹ کمشنر عارف والا نے بمطابق ریکارڈ رپورٹ بھجوائی جس پر اسے تحریر کیا گیا کہ رقبہ ہذا مجوزہ امام مسجد ہے اس لئے موضع کوٹ موہڑ سنگھ میں موجود تھانے کے لئے چار کنال رقبہ کے ملحقہ مزید رقبہ ملکیت حاصل کرنے کے لئے کارروائی کریں تاہم رقبہ مجوزہ امام مسجد، تھانے کے لئے مخصوص یا ٹرانسفر نہ کیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 69/15 چودھری عامر سلطان چیمہ اور سردار وقاص حسن مؤکل صاحب کی ہے۔

پارلیمانی سیکر ٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!ابھی یہ تحریک التوائے کار نہیں پڑھی گئی۔

جناب قائم مقام سپیکر:گوندل صاحب!یہ تحریک التوائے کار 6-مارچ کو پڑھی گئی تھی۔

تاندلیانوالہ میں ٹی ایم اے انتظامیہ کی ملی بھگت سے بغیر منظوری نقشہ عمارتوں کی تعمیر

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اس سلسلے میں عرض ہے کہ تاندلیانوالہ میں غیر قانونی تعمیرات و غیر قانونی ہاؤسنگ کالونیز کے متعلق ذکر کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ تاندلیانوالہ میں جن علاقہ جات کا ذکر کیا گیا ہے ان میں جو عمارات تعمیر ہو رہی ہیں انہیں ٹی ایم اے سے حسب ضابطہ بلڈنگ پلان باقاعدہ منظور کروانے کا سختی سے کہا گیا ہے اور وہ بلڈنگ تعمیر ہوتی ہے جس کا پلان منظور ہوتا ہے۔ جہاں تک غیر قانونی کالونیوں کا تعلق ہے تین کالونیاں منظور شدہ ہیں جبکہ دیگر کالونیوں کے متعلق محکمہ مال میں red entry کروائی جا چکی ہے اور ان کو ٹی ایم اے کی طرف سے نوٹس ہائے جاری کئے گئے ہیں اور باقاعدہ عوامی آگاہی کے لئے مشتہری منادی بذریعہ اخبار اشتہار بھی کرادیئے گئے ہیں دیگر محکمہ جات کو بھی جو چٹھیاں بھیجی گئی ہیں ان کا تمام ریکارڈ موجود ہے۔اس کے علاوہ کوئی بھی نقشہ کی منظوری کے بغیر تعمیر کی اجازت نہیں دی جا رہی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ گوندل صاحب! میاں نصیر صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 161 کا جواب آگیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کے لئے Tuesday کا ٹائم دے دیں۔ سوموار کو مع ریکارڈ تمام متعلقہ اہلکاران کو طلب کیا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 71/15 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے یہ 15-03-06 کو پڑھی جا چکی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے پاس بہت زیادہ کام ہے آپ انہیں ایک دو اسسٹنٹ ہی دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، وہ خود تگڑے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جب جواب نہیں آتا تو آپ اگلے ہفتے کے لئے اجازت دے دیتے ہیں اور آپ چھ چھ مہینے مہربانی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چلیں اگلے ہفتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جواب موجود ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تو موجود ہے لیکن پہلے حنا پرویز بٹ صاحبہ کی تحریک التوائے کار تھی آپ کو بھی پتا ہے کہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ یہ صوبائی حکومت کا مسئلہ نہیں ہے۔ اگر وہ بیٹھی ہوتیں تو یہ ضرور کہتیں اور آپ کو بھی پتا ہے کہ بارڈر پولیس اسی لئے بنائی گئی ہے کہ ایران سے سمگلنگ روکی جائے لیکن وہ بیٹھی نہیں تھیں اور میں بول نہیں سکتا تھا۔ اسی طرح جواب آتے رہے تو یقین کریں اسمبلی کا حال یہی رہے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! تشریف رکھیں۔ جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! افغانستان بارڈر پنجاب سے نہیں بلکہ بلوچستان سے متعلقہ ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پنجاب میں بارڈر پولیس فورس بنائی ہے اور میں یہ ثابت کرتا ہوں کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! افغانستان کا بارڈر پنجاب سے کہاں لگتا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جہاں بلوچستان سے پنجاب کا بارڈر لگتا ہے وہاں پر ہوم ڈیپارٹمنٹ پنجاب کے تحت بارڈر پولیس بنائی گئی ہے اور specially سمگلنگ روکنے کے لئے بنائی گئی ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ ایران سے کیمیکل import نہیں بلکہ سمگل ہو رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، گوندل صاحب!

فیصل آباد میں سینکڑوں سرکاری سکولوں کے 465 کلاس رومز کو خطرناک قرار دیا جانا

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 71/15 کے ضمن میں عرض ہے کہ یہ درست نہ ہے کہ فیصل آباد کے 167 سکولوں کے 465 کلاس رومز کو خطرناک قرار دیا گیا ہے بلکہ مذکورہ سکولوں کی لسٹیں ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگ فیصل آباد کو ارسال کی گئی ہیں تاکہ ان سکولوں کو ذاتی طور پر سروے کرنے کے بعد اپنی ٹیکنیکل رپورٹ مع تخمینہ جات حکومت پنجاب کے ڈیپارٹمنٹ محکمہ ایجوکیشن کو ارسال کریں اور اس کی روشنی میں حکومت سے فنڈز کی فراہمی کے لئے درخواست کی جائے مزید یہ کہ تمام ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسرز اور متعلقہ

ادارہ جات کے سربراہان کو ہدایات جاری کر دی ہیں کہ وہ اپنے سکولز میں خطرناک کمرہ جات کو کسی قسم کے درس وتدریس کے لئے استعمال نہ کریں۔ جیسے ہی ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگ فیصل آباد کی طرف سے ان سکولوں کی ٹیکنیکل انسپکشن رپورٹ مع تخمینہ جات موصول ہو گی تو اس کے مطابق کمرہ جات کی مرمت اور تعمیر کے لئے حسب ضابطہ کام شروع کر دیا جائے گا اور جتنے بھی dangerous کمرہ جات ہیں ان کو گرا دیا جائے گا اور جو قابل مرمت ہوں گے ان کی مرمت کروائی جائے گی۔ جہاں تک سکولوں کی نامکمل چار دیواری کا تعلق ہے اس ضمن میں عرض ہے کہ فیصل آباد کے اے کیٹیگری کے 96 سکول ایسے ہیں جن کی چار دیواری جزوی طور پر نامکمل ہے اور ان کی تعمیر کے لئے 30.580 ملین روپے کے فنڈز موصول ہو گئے ہیں اور ان میں سے 39 سکولوں میں چار دیواری کا کام جاری ہے باقی 57 سکولوں میں چار دیواری کی تعمیر کے لئے 291.596 ملین روپے کے فنڈز درکار ہیں جن کے لئے بھی حسب ضابطہ تحرک کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ مرحلہ وار ان سکولوں کی چار دیواری بھی مکمل کر دی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ اگر اجازت دیں تو میں ایک عرض کرنی چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چیمہ صاحب! چِٹ تو خرم جہانگیر وٹو صاحب کی طرف سے آئی تھی لیکن بات آپ کرنا چاہ رہے ہیں۔ جی، فرمائیں!

لاہور میں کسانوں کے احتجاج کرنے پر پولیس کا زدوکوب کرنا

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ہمارے کسانوں کے ساتھ یہاں لاہور میں ظلم ہوا ہے۔ اس ایوان کے اسّی فیصد معزز ممبران دیہی background سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر کسان کو اپنی اجناس کی بروقت قیمت نہ ملے تو وہ مسائل کا شکار ہوتا ہے۔ کسانوں کو گنّے کی بروقت قیمت نہیں ملی۔ اسی طرح چاول اور آلو کی فصل کا بھی بُرا حال ہے۔ اس پر جب کسانوں نے احتجاج کیا تو پولیس نے انہیں زدوکوب کیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب ان کی صُلح ہو گئی ہے۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ اچھی بات ہے کہ صُلح ہو گئی ہے مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ حکومت اس مقدس ایوان میں بتائے کہ کسانوں سے کیا بات چیت ہوئی، کیا معاملات finalize ہوئے اور کسانوں کے مسائل حل کرنے کے حوالے سے حکومت نے کیا اقدامات اُٹھائے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون اس کا جواب دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہمارے کسانوں کے مسائل کے حوالے سے وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک کمیٹی تشکیل دی تھی جس نے کسانوں کے نمائندوں سے مذاکرات کئے اور کافی حد تک معاملات settle ہو گئے ہیں۔ آپ اس کی تفصیل چاہتے ہیں تو وہ میں پرسوں ایوان میں پیش کر دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس کی تفصیل پیر والے دن ایوان میں پیش کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جی، بہتر ہے۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

مال روڈ اسمبلی کے سامنے احتجاج کرنے والوں کی وجہ سے
معزز ممبران اسمبلی کو دشواری کا سامنا

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ بڑے اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ آئے روز اسمبلی کے سامنے احتجاج کا سلسلہ جاری ہے جس سے نہ صرف معزز ممبران اسمبلی کو آنے میں دُشواری ہوتی ہے بلکہ خُدا نخواستہ کسی وقت بھی کوئی بڑا حادثہ ہو سکتا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ حکومت کو یہ احکامات جاری کئے جائیں کہ احتجاج کرنے والوں کے لئے کوئی جگہ مخصوص کی جائے۔ احتجاج کی وجہ سے مال روڈ بلاک ہو جاتا ہے اور اس سے پورا شہر متاثر ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وحید گل صاحب! احتجاج کرنے والے لوگ آپ کی بات مانتے ہیں لہذا آپ انہیں ان کی من پسند کسی اور جگہ پر لے کر چلے جایا کریں۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ اس کے لئے کوئی جگہ مخصوص کر دی جائے اس طرح پھر اسمبلی کے سامنے احتجاج کرنے والوں کے خلاف کوئی کارروائی کی جا سکے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کو یہ بتانا چاہوں گا کہ alreadyمال روڈ پر احتجاج کرنے، جلسہ، جلوس اور ریلی نکالنے پر پابندی ہے۔ اگر کسی بھی فرد یا سیاسی جماعت نے یہاں پر کوئی ایسی activity کرنی ہوتی ہے تو اس کے لئے اسے اجازت لینی پڑتی ہے۔ یہاں مال روڈ یا اسمبلی کے سامنے جو بھی احتجاج ہو رہے ہیں وہ غیر قانونی ہیں۔ ان کے خلاف مقدمات بھی درج ہوتے ہیں، ڈی سی او اور پولیس ان کے خلاف کارروائی بھی کر سکتی ہے۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! میری یہ تجویز ہے کہ ان کے لئے کوئی جگہ مخصوص کر دی جائے اور ہر احتجاج پھر وہیں پر ہو۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس حوالے سے already کچھ جگہیں identify ہیں اور ڈی سی او نے ان کا باقاعدہ notification کیا ہوا ہے چونکہ ڈی سی او نے کسی بھی جلسے، جلوس اور احتجاج کی اجازت دینی ہوتی ہے تو انہوں نے لاہور میں اس کے لئے تین یا چار جگہیں identify کی ہوئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، خرم جہانگیر وٹو صاحب!

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! چونکہ پہلے ایک بات ہو چکی ہے I don't want to repeat it. لیکن اس چیز کو دیکھنا چاہئے کہ یہاں پر بیٹھے ہوئے ستّر فیصد معزز ممبران دیہی علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ حکومت کسانوں اور کاشتکاروں کی بات کیوں نہیں سُن رہی، انہیں اپنے مطالبات کے لئے کیوں سڑکوں پر آنا پڑا اور یہ نوبت کیوں آئی ہے؟ پہلے ایک کسان اتحاد جلسہ کرتا اور رکاوٹیں پیدا کرتا ہے۔ ان کے ساتھ مذاکرات ہوتے ہیں اور وزیر اعلیٰ کے ساتھ ان کی اخبار میں تصویر لگی ہوئی ہے۔ ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ان کے ساتھ کیا معاملات طے ہوئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: خرم جہانگیر وٹو صاحب! وزیر قانون نے پیر والے دن تک وقت مانگا ہے اور پیر کو وہ اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں گے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں یہ بھی جاننا چاہوں گا کہ جو دوسرا کسان اتحاد ہے ان کے کیا مسائل ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون پیر والے دن ساری تفصیل بتائیں گے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میری عرض تو سُن لیں۔ پورے پنجاب کے کلرکوں نے حکومت سے مطالبات کئے ہیں اور وہ وزیر اعلیٰ ہاؤس کے سامنے دھرنا دے کر بیٹھے ہوئے ہیں لیکن ان کی کوئی شنوائی کرنے والا نہیں ہے۔ اسی طرح بے چارے نابینا لوگ تیسری مرتبہ احتجاج کر رہے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ حکومت اتنی non-serious کیوں ہے؟ آپ بار بار ہدایت کرتے ہیں لیکن کوئی منسٹر ایوان میں نہیں آتا۔ آپ دیکھ لیں کہ اس وقت سارے benches خالی پڑے ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحب پیر والے دن اس کی تفصیل ایوان میں بتائیں گے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! کسانوں کے مسئلے پر ہم احتجاجاً ایوان سے walkout کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ پیر والے دن منسٹر صاحب کو جواب دینے دیں اگر مطمئن نہ ہوں تو پھر walkout کیجئے گا۔

(اس مرحلہ پر میاں خرم جہانگیر وٹو اور چودھری عامر سلطان چیمہ
احتجاجاً ایوان سے walkout کر گئے)

سرکاری کارروائی

آرڈیننسز

(جو پیش ہوئے)

آرڈیننس (ترمیم) (روزگار و بحالی) معذور افراد پنجاب 2015

MR ACTING SPEAKER: Minister for Law may lay the Punjab Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Ordinance 2015.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I lay the Punjab Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Ordinance 2015.

MR ACTING SPEAKER: The Punjab Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Ordinance 2015 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Social Welfare & Bait-ul-Maal with the direction to submit its report within two months.

آرڈیننس (ترمیم) اوورسیز پاکستانیز کمیشن پنجاب 2015

MR ACTING SPEAKER: Minister for Law may lay the Punjab Overseas Pakistanis Commission (Amendment) Ordinance, 2015.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I lay the Punjab Overseas Pakistanis Commission (Amendment) Ordinance 2015.

MR ACTING SPEAKER: The Punjab Overseas Pakistanis Commission (Amendment) Ordinance 2015 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Services & General Administration with the direction to submit its report within two months.

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

مسودہ قانون فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی لاہور 2015

MR ACTING SPEAKER: Minister Law may introduce the Fatima Jinnah Medical University Lahore Bill 2015.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I introduce the Fatima Jinnah Medical University Lahore Bill 2015.

MR ACTING SPEAKER: The Fatima Jinnah Medical University Lahore Bill 2015 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Health with the direction to submit its report within two months.

بحث

قبل از بجٹ بحث

جناب قائم مقام سپیکر: آج کے اجلاس کا اگلا آئٹم Pre-Budget Discussion ہے۔ بحث کا آغاز وزیر خزانہ کی تقریر سے ہوگا اور جو معزز ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام سیکرٹری اسمبلی کو بھجوادیں۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر اور معزز ممبران اسمبلی! مجھے اس بات پر فخر ہے کہ موجودہ حکومت ہمیشہ اپنی عوام دوست پالیسیوں میں آپ کی مثبت تجاویز کو ملحوظ خاطر رکھتی ہے اور اسی سلسلے میں اگلے مالی سال 16-2015 کی تیاری سے پہلے آپ سب کی تجاویز اور راہنمائی کے لئے Pre-Budget Discussion کا آج سے آغاز کیا جا رہا ہے جو کہ چار دن تک جاری رہے گا۔

جناب سپیکر! بجٹ یقیناً ایک ایسی دستاویز ہے جو حکومتی پالیسیوں اور ممبران کی آراء کو عملی جامہ پہنانے میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے لہذا آپ کی آراء ہمارے لئے بیش قیمت اثاثہ ثابت ہوں گی جس سے نہ صرف پالیسی سازی کا مرحلہ سہل ہوگا بلکہ حکومت کی استعداد کار بھی بہترین ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! یہ بات بہت اہم ہے کہ بجٹ مرتب کرتے وقت ہم اپنے صوبے اور ملک کی مجموعی اقتصادی صورتحال، پسماندگی، مہنگائی، سماجی و ترقیاتی ضروریات اور بالخصوص security کو مدنظر رکھیں تاکہ دستیاب وسائل کو بہتر طریقے سے بروئے کار لایا جا سکے۔ صوبے اور ملک کی یہی مجموعی صورتحال حکومت کی ترجیحات کا تعین کرتی ہے۔ جیسا کہ معزز ممبران کے علم میں ہے کہ دہشت گردی اور توانائی کے بحران کی وجہ سے حکومتی اخراجات میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور مزید برآں اس مالی سال میں سیلاب کی تباہ کاریوں کے نتیجے میں حکومت کو 20۔ارب روپے کا اضافی بوجھ برداشت کرنا پڑا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت کو اپنے اخراجات پورے کرنے کے لئے شدید دباؤ کا سامنا ہے۔ ان

حالات میں یہ بات ضروری ہے کہ جب تک ہم اپنے وسائل میں خاطر خواہ اضافہ نہیں کرتے تو ہم اپنی ترجیحات اور منصوبہ جات پر عمل پیرا نہیں ہو سکتے۔اگر ہم اپنی ترقیاتی ترجیحات کو عملی جامہ پہنانا چاہتے ہیں تو یہ امر انتہائی ضروری ہے کہ ہم اپنے موجودہ محاصل میں خاطر خواہ اضافہ کریں جو یا تو نئے ٹیکسوں کے اجراء کی صورت میں ہو سکتا ہے یا موجودہ نظام میں بہتری لا کر ہو سکتا ہے لہذا معزز ممبران سے درخواست ہے کہ وہ صوبائی محاصل میں اضافے کے لئے مثبت تجاویز سے بھی ہمیں مستفید فرمائیں۔

جناب سپیکر! ہماری پوری کوشش ہے کہ اگلے چار ماہ میں بجٹ تخمینہ جات میں دیئے گئے محاصل کا نہ صرف target حاصل کر سکیں بلکہ اپنے اخراجات میں ممکنہ حد تک بچت اور کفایت شعاری کے ذریعے وسائل کو زیادہ سے زیادہ ترقیاتی کاموں کی طرف مختص کر سکیں۔اس سلسلہ میں چند کوششوں کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ دفاتر میں اخراجات میں ممکنہ حد تک کمی کے لئے 15-2014 کے بجٹ میں 15 فیصد کٹوتی کی گئی۔

2۔ مالی نظم و نسق کو بہتر بنانے کے لئے Austerity Committee کا قیام عمل میں لایا گیا جس کے تحت غیر ترقیاتی اخراجات کی باقاعدہ نظر ثانی کی جا رہی ہے۔

3۔ ضرب عضب کے نتیجہ میں امن وامان کی صورت حال کو مزید بہتر کرنے کے لئے پولیس اور امن وامان کے اداروں کے لئے خطیر رقوم مختص کی گئی ہیں۔انشاء اللہ عوام اور مسلح افواج کے شانہ بشانہ امن وامان کو موجودہ حکومت مزید بہتر بنائے گی جس سے معیشت، توانائی، بہترین روزگار، quality education اور صاف پانی کی فراہمی میں مدد ملے گی۔

جناب سپیکر! موجودہ حکومت نے معاشی ترقی کی رفتار میں درپیش مسائل اور مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے موجودہ مالی سال کا بجٹ پیش کرتے ہوئے آئندہ چار سالوں کے لئے ترقیاتی پروگرام کی حکمت عملی کو از سرِ نو تشکیل دیا تھا جس کا مقصد پنجاب کے معاشی اور سماجی لحاظ سے مستحکم اور بہتر امن وامان والا مثالی صوبہ بنانا ہے جہاں ہر شہری کو بنیادی سہولیات جس میں تعلیم اور صحت کے ساتھ ساتھ روزگار کے بہترین مواقع میسر ہوں گے۔

جناب سپیکر! حکومت پنجاب کی ایک جامع معاشی حکمت عملی کے تحت 2018 تک معاشی ترقی کی رفتار کو 8 فیصد تک بڑھایا جائے گا۔ پرائیویٹ سرمایہ کاری کو دگنا کرنے کے علاوہ 20 لاکھ نوجوانوں کو فنی تربیت فراہم کی جائے گی تاکہ وہ ملکی ترقی میں اپنا کردار ادا کر سکیں اور سالانہ 10 لاکھ افراد کے لئے معیاری روزگار کے مواقع پیدا کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر! مالی سال 16-2015 کا ترقیاتی پروگرام بھی پنجاب حکومت کی درج بالا معاشی حکمت عملی اور معزز ممبران کی مثبت تجاویز کے تحت ہی ترتیب دیا جائے گا۔ اس مقصد کے لئے محکمہ منصوبہ بندی اور ترقیات کی جانب سے تمام صوبہ محکمہ جات کو guidelines جاری کر دی گئی ہیں لہذا معزز ممبران سے گزارش ہے کہ وہ ترقیاتی سکیموں کی نشاندہی کرتے وقت broke strategy کے مقاصد کو ملحوظ خاطر رکھیں۔

جناب سپیکر! ہم اُمید کرتے ہیں کہ معزز ممبران اسمبلی کی طرف سے pre-budget session میں ایسی مثبت اور قابل عمل تجاویز پیش کی جائیں گی جن میں نہ صرف ان کے انتخابی حلقہ جات میں ترقیاتی منصوبوں اور ترجیحات بلکہ صوبے کی مجموعی اقتصادی اور سماجی صورتحال میں بہتری، وسائل میں اضافہ، مخصوص پروگرام اور منصوبوں کا اجراء، مالیاتی نظم و نسق، غیر ترقیاتی اخراجات میں کمی اور وسائل کے بہتر استعمال کے متعلق بھی راہنمائی شامل ہو۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ممبران اسمبلی کی طرف سے اس pre-budget session میں دی گئی تجاویز ہمارے لئے راہنما اصول کی حیثیت رکھیں گی اور حکومت پوری سنجیدگی کے ساتھ ان تجاویز پر نہ صرف غور کرے گی بلکہ ان تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کی حتی المقدور کوشش کرے گی۔ معزز ممبران سے میری درخواست ہے کہ وہ اپنے حق نمائندگی کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس اجلاس میں بھرپور شرکت کریں گے اور عوام کو بہترین service delivery کی فراہمی میں ہمارا ساتھ دیں گے۔

جناب سپیکر! میں آپ کا اور تمام معزز ممبران کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس pre-budget session کا آغاز کرتے ہوئے آپ سب کو اس میں بھرپور شرکت کی دعوت دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر خزانہ نے pre-budget session پر بحث کا آغاز کر دیا ہے۔ جناب محمد وحید گل صاحب! آپ کے پاس پانچ منٹ کا ٹائم ہے تو آپ اپنی تجاویز دیں۔

جناب محمد وحید گل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! وزیر خزانہ نے اپنی سابقہ کارکردگی بتاتے ہوئے بتایا کہ ہمارا صوبہ آنے والے دنوں میں کس طرح سے ترقی کر سکتا ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ پہلے محاصل کی بات کی گئی تو سرکاری ہسپتالوں میں بہت غریب مریض بھی آتے ہیں اور بہت صاحب حیثیت لوگ بھی آتے ہیں تو میری یہ تجویز ہو گی کہ ایمرجنسی کے اندر 100 روپیہ فیس اس شرط کے ساتھ رکھ دی جائے کہ on duty DMS غریب مریضوں کو وہ فیس معاف کر سکے۔ اس سے

ہسپتالوں کو لاکھوں روپیہ آمدن ہو سکتی ہے اور دُور دراز علاقوں سے ہزاروں روپیہ خرچ کر کے آنے والے غریب مریضوں کو کئی دفعہ bed نہیں ملتا وہ واپس چلا جاتا ہے تو اس طرح سے لاکھوں مریضوں کو اس کا خاطر خواہ فائدہ ہو سکتا ہے بلکہ ہسپتال کو بھی اس آمدن سے فائدہ ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! 1985 میں مسلم لیگ (ن) نے کچی آبادیوں میں لوگوں کو مالکانہ حقوق دینے کا اعلان کیا تھا لیکن بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بیوروکریسی کے سُرخ فیتے کے باعث اُن کو آج تک مالکانہ حقوق نہیں مل سکے جس سے دو نقصان ہوئے ایک تو یہ ایک قوم کہ وہ بے چارے ابھی تک اپنے گھروں کے مالک نہیں بن سکے اور دوسرا ان کو مالکانہ حقوق ملنے سے حکومت کو جو کروڑوں، اربوں روپیہ ریونیو حاصل ہونا تھا اُس سے حکومت پنجاب محروم رہی۔ اگر اُن لوگوں کو مالکانہ حقوق مل جائیں اور اُن کی رجسٹریاں ہو جائیں تو جب کوئی رجسٹری ٹرانسفر ہو گی تو اس سے خاطر خواہ پیسے حکومت کے خزانہ میں آ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح سے لاہور اور صوبہ پنجاب کے باقی علاقے بھی ungrowth ہو رہے ہیں کہ ایک بندہ اُٹھتا ہے وہ اپنی ایک مربع زمین بیچ کر حکومت کو مصیبت میں ڈال دیتا ہے کہ وہاں پر سیوریج کا نظام اور نہ پانی کا نظام۔ حکومت کو اس چیز کے اوپر فوری طور پر پابندی لگانی چاہئے اور کوئی بھی سوسائٹی حکومت کی منظوری کے ساتھ بننی چاہئے۔

جناب سپیکر! پنجاب کے کئی ایسے ہسپتال اور ادارے جو سالہا سال سے مکمل ہو چکے ہیں یا مکمل ہونے کے قریب ہیں لیکن نامعلوم وجوہات کی بناء پر اُن کو چالو نہیں کیا جا رہا۔ میں یہاں خاص طور پر میاں میر ہسپتال کا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ہسپتال پچھلے کئی سالوں سے مکمل ہو چکا ہے لیکن اُس ہسپتال کو ابھی تک operational نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر! اسی طرح سے کچی آبادیوں میں پینے کے صاف پانی اور صحت کا مسئلہ ہے وہاں پر انہیں صاف پانی کی سکیمیں دی جائیں اور صحت کے لئے ڈسپنسریاں قائم کی جائیں۔ میں یہاں پر ایک نہایت اہم تجویز دینا چاہتا ہوں کہ رنگ روڈ کے اوپر محمود بوٹی انٹرچینج کے پاس دریائے راوی کے اوپر سے پُل بنا کر اُسے کالا شاہ کاکو سے ملا دیا جائے تو اس سے لاہور اور پورے پنجاب کے لوگوں کے لئے راولپنڈی اور گوجرانوالہ کا سفر کم از کم ایک گھنٹہ کم ہو جائے گا جس سے لوگوں کے پٹرول اور وقت کی بچت کی وجہ سے کروڑوں روپے کا فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر! غریبوں کے لئے آشیانہ سکیم بنائی گئی لیکن غریبوں کے لئے ایسی سکیمیں بنائی جائیں جہاں پر خالی پلاٹ دیئے جائیں۔ میں یہاں پر ایک اور تجویز دینا چاہوں گا کہ نئی بننے والی سکیموں میں 20 فیصد پلاٹ غریبوں کے لئے مختص کر دیئے جائیں تاکہ کسی غریب شخص کو بڑی روڈ پر یا بڑی روڈ والے غریب شخص کو رائیونڈ روڈ پر نہ جانا پڑے اور ہر غریب آدمی کو اُس کے گھر کے قریب سکیم میں پلاٹ میسر ہو سکے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب فیضان خالد ورک!

جناب فیضان خالد ورک: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ کہ آپ نے آج موقع فراہم کیا۔

جناب سپیکر! میں اپنے حلقہ کی نمائندگی کرتے ہوئے چند ایک چیزوں پر روشنی ڈالنا چاہوں گا۔ منسٹر صاحب اگر مہربانی کریں تو points note بھی کر لیں۔ میں نے اسی ایوان کے اندر پہلے بھی ایک چیز discuss کی تھی کہ جنڈیالہ شیر خان کی پسماندگی میرے خیال میں شیخوپورہ کے لئے مثال بن چکی ہے۔ میرا حلقہ پچھلے پندرہ سال سے نظر انداز ہو رہا تھا۔ اس کی نشاندہی یہ ہے کہ آج جنڈیالہ شیر خان کا drainage نہیں چلتا اس کی وجہ سے قبرستان کے اندر بھی پانی کھڑا ہے۔ میں نے پچھلے دنوں اپنے ذاتی ذرائع سے کرین منگوا کر پانی نکالنے کا بندوبست کیا۔ میں نے پچھلی دفعہ بھی سکیم دی تھی کہ جنڈیالہ شیر خان کو کچھ نہ کچھ بہتر کرنے کی کوشش کی جائے اور اس میں کچھ تو ہو کہ ہم یہ کہہ سکیں کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے نمائندے کے طور پر اپنی پارٹی کی presentation کی ہے اور اپنے حلقہ اور عوام کی نمائندگی کی جس سے انہیں کچھ deliver ہوا۔ اس کے علاوہ میرے حلقہ میں جبراں منڈی ہے اس کی پسماندگی بھی اپنی مثال خود ہے۔ میں اپنی یونین کونسل کا بھی کہوں گا کہ وہاں پچھلے پندرہ سال میں کوئی کام نہیں ہوا۔ میں نے اب ٹی ایم اے سے کچھ فنڈز لے کر تھوڑا بہت کام کرانے کی کوشش کی ہے لیکن اس میں کچھ نہیں ہو سکا۔ یونین کونسل مرادے کلاں، جنڈیالہ شیر خان اور جبراں منڈی کے متعلق میں کہتا ہوں کہ اگر ان پر تھوڑی سی شفقت کر دی جائے تو میرے خیال میں شاید کوئی بہتری آ جائے۔ میں نے اب بھی اپنے DCO کو یہ سکیمیں دی ہیں اور یہ ضرور آئیں گی باقی آگے ان کی مرضی ہے کہ یہ کریں یا نہ کریں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ایک انڈسٹریل ایریا ہے جو لاہور روڈ سے شروع ہو کر شرقپور روڈ تک جاتا ہے۔ اس کے اندر گندے پانی کا جو سیم نالہ چلتا ہے اس کی seepage کی یہ حالت ہے کہ اس

کے قریب قریب جتنے گاؤں، جتنی آبادیاں اور جتنے ٹاؤن ہیں ان میں نیچے پانی seepage کر چکا ہے اور وہاں کا پانی انتہائی زہریلا ہو چکا ہے۔ میں نے وہاں کے گاؤں اور دو تین ٹاؤنز میں میڈیکل کیمپ لگوائے اور لوگوں کے ٹیسٹ کرائے جس میں 65 فیصد سے زائد لوگوں میں ہیپاٹائٹس کے جراثیم پائے گئے کہ کسی کو ہیپاٹائٹس ہو چکا ہے یا کسی کو ہونے والا ہے اور کسی کی first stage ہے۔ میں ان علاقوں کے نام لوں گا کہ ان میں منصور آباد ٹاؤن، بدو مرادے ٹاؤن، گرین ٹاؤن اور خان کالونی شامل ہیں جہاں میڈیکل کیمپ لگوائے گئے۔ میرے خیال میں پورے پاکستان میں شاید یہ ratio کہیں نہ ہو۔ وہ سیم نالہ لاہور روڈ سے شرقپور روڈ تک جاتا ہے۔ میں چاہوں گا کہ اس سیم نالے کو جو انڈسٹریل ایریا کو لگتا ہے اس کو کسی طرح سے پختہ کر دیا جائے۔ میں نے اس کی سکیم ڈی سی او صاحب کو دی ہے۔ وہ آ جائے گی اس پر ضرور شفقت کیجئے گا۔ اس کے بننے سے 65 کے قریب انڈسٹریز کے لوگ بھی oblige ہو جائیں گے اور باقی گردونواح کے لوگوں پر بھی نیکی ہو گی کہ گندے پانی کی seepage بند ہو جائے گی اور نیچے پانی صاف ہونا شروع ہو جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ بھی میں نے ایک سکیم ڈی سی او صاحب کو دی ہے کہ ہرن مینار شیخوپورہ انٹرچینج سے روڈ نکلتی ہے جو براستہ مرزا ورکاں تحصیل نوشہرہ کو جاتی ہے۔ اگر ہم اس خستہ حال روڈ کو repair کر دیں بلکہ میں کہوں گا کہ نئے سرے سے بنا دیں تو بہتر ہے۔ میرے خیال میں اس روڈ پر دس کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے گاڑی چلتی ہے اکثر لوگ کہتے ہیں کہ وہاں پر جرائم بڑے ہوتے ہیں تو گاڑی چلتی ہی نہیں تو پھر جرائم تو ہونے ہی ہیں اس سے لوٹنے والوں کی تو موج لگی ہوئی ہے۔ اگر اس روڈ کو بہتر کر دیا جائے تو میرا ذاتی خیال نہیں بلکہ تمام لوگوں کی یہ رائے ہے کہ تحصیل نوشہرہ سے آنے والے لوگوں کو موٹروے انٹرچینج پر پہنچنے میں انتہائی آسانی ہو گی۔ میں نے تین چار بنیادی چیزیں point out کی ہیں جن میں جنڈیالہ شیر خان، جبراں منڈی، یونین کونسل مرادے کلاں جس میں میری اپنی بھی رہائش ہے، ایک سیم نالہ لاہور روڈ تا شرقپور روڈ جو انڈسٹریل ایریا کے اندر آتا ہے اور ایک ہرن مینار انٹرچینج سے نوشہرہ روڈ جو براستہ مرزا ورکاں جاتی ہے اس سڑک کو میں چاہوں گا کہ ان پر شفقت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں ایک اور چیز note کرانا چاہوں گا کہ میرے حلقہ کی تقریباً چھ روڈز ہیں۔ پچھلی دفعہ شیخوپورہ تا گوجرانوالہ روڈ بجٹ میں رکھا گیا تھا، میں نے پڑھا تھا ADP میں بھی آیا تھا پتا نہیں اب وہ کدھر چلا گیا۔ مجھے اس کی سمجھ نہیں کہ وہ کہاں چلا گیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جناب فیضان خالد ورک صاحب! آپ اپنی تجاویز منسٹر صاحب کو دے دیں۔ الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں بدھ کو بات کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ رانا منور غوث صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج پری بجٹ بحث کے لئے مجھے وقت ملا ہے۔ میں سب سے پہلے پنجاب میں زراعت کا شعبہ جو ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے اس پر کچھ اظہار خیال کرنا چاہتا ہوں۔ ہماری حکومت اور ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف پنجاب میں اور پورے ملک پاکستان میں سبز انقلاب لانا چاہتے ہیں۔ ان کی دیرینہ پالیسیوں کی وجہ سے اب تک پنجاب اور پاکستان کی زراعت ترقی کی بہت سی منازل طے کر چکی ہے جس میں گرین ٹریکٹر سکیم، laser leveler اور دوسرے آلات ہیں جو زمینداروں کو فراہم کئے گئے ہیں جن کی بنیاد پر آج زمیندار خوشحال ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ پختہ کھالا جات بن رہے ہیں اور مائنرز کی لائننگ ہو رہی ہے جس سے ہمارا نہری پانی محفوظ ہو رہا ہے اور ایسی جگہوں پر پہنچ رہا ہے جہاں پہلے پانی نہیں پہنچتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ پانی کی چوری کو روکا گیا ہے، اس کے لئے قوانین بنائے گئے اور پالیسی وضع کی گئی ہے۔ اس کے لئے قانون نافذ کرنے والے اداروں کو خصوصی احکامات جاری کئے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ابھی کچھ ایسی چیزیں ہیں جن پر توجہ دینے کی مزید ضرورت ہے جس سے ہمارا شعبہ زراعت مزید ترقی کرے گا اور بہتری کی طرف جائے گا۔ میری آپ کے توسط سے وزیر خزانہ کو یہ تجویز ہے کہ آپ نے گرین ٹریکٹر سکیم متعارف کرائی جس سے بہت سے لوگوں کو فائدہ پہنچا لیکن ابھی بہت سے چھوٹے کسان گرین ٹریکٹر سکیم سے محروم ہیں۔ اس پالیسی کو تھوڑا سا relax کر کے زیادہ ٹریکٹر فراہم کرنے کے لئے حکومت پنجاب عملی منصوبہ بنائے۔ Laser leveler زیادہ دیئے جائیں۔ اس کے علاوہ کھالہ جات کے پختہ ہونے کا معاملہ ہے جس کے بارے میں پچھلی کئی میٹنگز میں اور کئی دفعہ پوائنٹ آف آرڈرز پر یہاں بتایا کہ کچھ کھالا جات کو 30 فیصد پختہ کیا گیا ہے، کچھ کو 50 فیصد کیا گیا ہے اور باقی کھال کچے رہ گئے ہیں۔ مجھے اس بارے میں سمجھ نہیں آئی جبکہ میرا اسمبلی میں یہ دوسرا tenure ہے۔ اس سے پہلے بھی بہت سے لوگ بار بار پوائنٹ آف آرڈرز پر اور قراردادوں کے ذریعے حکومت وقت کو بتاتے رہے ہیں کہ اس پالیسی کو relax کیا جائے یا اس میں ترمیم کی جائے لیکن آج تک اس پالیسی کو تبدیل کرنے کے لئے ہمارا محکمہ

زراعت ٹس سے مس نہیں ہوا۔ میری وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہے کہ آئندہ مالی سال کے سالانہ بجٹ کو پیش کرنے سے پہلے اس پر ایک میٹنگ رکھی جائے۔ اگر حکومت پنجاب میٹنگ نہیں رکھنا چاہتی تو میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ سٹینڈنگ کمیٹی برائے زراعت کو میری request refer کریں۔ میں اس کا محرک ہوں مجھے اس میں بلایا جائے اور ممبران جو زمیندار طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں ان کو اس میں بلایا جائے۔ اس میٹنگ میں منسٹر، سیکرٹری اور اس محکمہ کے دیگر اعلیٰ افسران کو بلایا جائے تاکہ اس پالیسی میں ترمیم کی جائے۔

جناب سپیکر! اس وقت ہمارے صوبہ کی سڑکوں کا حال بہت خراب ہے کیونکہ جس طرح سے وزیر خزانہ نے بتایا ہے کہ اس سال کے بجٹ میں ہمیں سیلاب کی وجہ سے 20۔ارب روپے کا اضافی بوجھ برداشت کرنا پڑا ہے۔ سیلاب موسم گرما میں آیا، مون سون کی بارشیں آئیں اور اب سردیوں میں بھی مون سون کی بارشیں آئی ہیں تو اس کی وجہ سے ہماری سڑکوں کی حالت ناگفتہ بہ ہو گئی ہیں۔ ہماری سڑکوں کے دو parallel system چل رہے ہیں۔ ایک سی اینڈ ڈبلیو کا provincial highway system چل رہا ہے اور دوسرا ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا system چل رہا ہے یہ دونوں system سڑکوں کی look after نہیں کرتے ہیں، جس سڑک کو identify کیا جاتا ہے ایک کہتا ہے کہ یہ provincial highway کی سڑک ہے۔ دوسرا کہتا ہے کہ یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی سڑک ہے۔ کئی کئی مہینے واویلا کرنے کے بعد identify ہوتا ہے کہ یہ تو provincial government کی سڑک ہے انہوں نے اس میں careless کی ہے کیونکہ ان کے پاس فنڈز نہیں ہیں۔ میری آپ کے وساطت سے وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ آئندہ بجٹ میں یہ صوبائی اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا concept ختم کیا جائے۔ جس طرح سے قائد محترم ایک سپیشل پالیسی دے رہے ہیں کہ اس سال جتنی بھی سڑکیں ہیں ان کو مرمت کیا جائے گا۔ پنجاب کی تمام roads جو گورنمنٹ بناتی ہے ان کے لئے ہر سال rehabilitation کے funds allocation ہونے چاہئیں۔ میرے حلقے میں ہینڈی کرافٹس کا بہت اچھا کام ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ وہاں سے قائد میاں محمد نواز شریف نے این اے۔68 سے الیکشن لڑا ہے۔ اس وقت سلاں والہ کا ہینڈی کرافٹ پوری دنیا میں جاتا ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے سلاں والہ کے ہینڈی کرافٹس نے پوری دنیا میں پاکستان کا نام روشن کیا ہے جس کے لئے انٹرنیشنل ایکسپو سنٹر کی ضرورت ہے۔ اس کی feasibility report مکمل ہو چکی ہے، اس کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لیا جا چکا ہے، اس کے لئے رقبہ acquire کیا جا چکا

ہے اور اس کے لئے تمام جو requirements ہوتی ہیں وہ پوری ہو چکی ہیں۔ میری وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ اس کو انٹرنیشنل ہینڈی کرافٹ سنٹر بنانے کے لئے منظوری کو final کریں اور آئندہ بجٹ میں شامل کریں۔

(اذان مغرب)

جناب قائم مقام سپیکر: راناصاحب! بس ایک منٹ میں wind up کر دیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! ہسپتالوں میں ادویات کی فراہمی کو یقینی بنایا گیا ہے لیکن جو BHU,s کی حالت ہے اس کو ہم آج تک ٹھیک نہیں کر سکے۔ ان کی حالت زار کو بہتر کرنے لئے اس کی بلڈنگ کے structure کو بہتر کرنا پڑے گا، وہاں پر ادویات فراہم کرنی پڑیں گی اور خاص طور پر BHU,s میں ڈاکٹرز نہیں جاتے اور جس ڈاکٹر کی وہاں پر appointment ہوتی ہے وہ دو تین مہینے میں resign کر کے کہیں اور نوکری پر چلا جاتا ہے لہذا اس کے لئے ہمیں اقدامات کرنے ہوں گے۔ کالجز بنانے ہوں گے ایک لاکھ کی آبادی کا premises دیکھ لیں وہاں پر کالج بنانے چاہئیں۔ میں ایک اہم بات عرض کرنا چاہتا ہوں اگر وزیر خزانہ صاحب متوجہ ہوں اس وقت ہر روز کلیریکل سٹاف "ایپکا" کی صورت میں اور کبھی کسی صورت میں ہر روز strikes پر ہیں، کبھی وہ مال روڈ پر نکلے ہوتے ہیں اور کبھی وہ ڈویژنل ہیڈ کوارٹر کمشنر کے دفتر کے سامنے ہوتے ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ چھ ماہ جب تک بجٹ پاس نہیں ہو گا اور گورنمنٹ ان کی تنخواہیں نہیں بڑھائے گی اس وقت تک وہ روزانہ جلسے جلوس کرتے رہیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: راناصاحب! آپ اپنی تجاویز منسٹر صاحب کو دے دیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! میری اس میں تجویز یہ ہے کہ وزیر خزانہ ایڈوانس ان کو بتادیں کوئی آشیر باد دے دیں کیونکہ لوگوں کا کام suffer ہو رہا ہے اور لوگ دور دراز علاقوں سے اپنے کام کے لئے جاتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: راناصاحب! بہت شکریہ۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 30۔مارچ 2015 دوپہر 2:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2015

سوموار،30-مارچ2015

(یوم الاثنین،9-جمادی الثانی1436ھ)

سولھویں اسمبلی: تیرھواں اجلاس

جلد13: شمارہ 2

113

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ30-مارچ2015

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبولﷺ

سوالات

(محکمہ جات لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اوراُن کے جوابات

توجہ دلاؤنوٹس

سرکاری کارروائی

(اے) آئین کے آرٹیکل144 کے تحت قرارداد

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ آئین کے آرٹیکل144 کی ضمن(1) کے تحت قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

ایک وزیر ایک وزیردرج ذیل تحریک پیش کریں گے:

"صوبائی اسمبلی پنجاب اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل144 کے تحت اس امر کا اظہار کرتی ہے کہ مجلس شوریٰ(پارلیمنٹ)وفاقی اور صوبائی قوانین کی درست اشاعت سے متعلق معاملات کو بذریعہ قانون منضبط کرے۔"

(بی) بحث

پری بجٹ بحث

(---جاری)

115

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا تیرھواں اجلاس

سوموار،30-مارچ2015

(یوم الاثنین،9- جمادی الثانی1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر3بجے زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری رمضان قادر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ
حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا
فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ
هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾

سورة التّوبَة آیات 128تا129

(لوگو) تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں تمہاری تکلیف ان کو گراں معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے بہت خواہش مند ہیں اور مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے (اور) مہربان ہیں(128) پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں (اور نہ مانیں) تو کہہ دو کہ اللہ مجھے کفایت کرتا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی پر میرا بھروسہ ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے(129)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبولﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

نسیما جانبِ بطحا گزر کن
ز احوالم محمد را خبر کن

صبا طیبہ سے جب تیرا گزر ہو
بیاں یہ حال شاہِ دین پر ہو
توئی سلطانِ عالم یا محمد
ز روئے لطف سوئے من نظر کن
تم ہی شاہِ جہاں ہو میرے آقا
میری جانب کرم کی اِک نظر ہو
ببر ایں جانِ مشتاقم بہ آں جا
فدائے روضہ خیرالبشر کن
بڑی چاہت ہے کہ یہ میری ہستی
فدائے روضہ خیرالبشر ہو

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اوران کے جوابات دیئے جائیں گے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سردار صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امورنوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت(چودھری سرفراز افضل): جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔Visitor gallery میں موبائل فون سنا جارہا ہے اورویڈیو بنائی جارہی ہےkindly اس کو بند کرایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ موبائل فون بند کریں۔جی، سردار صاحب!

سردار شہاب الدین خان: شکریہ۔جناب سپیکر!آپ سمجھتے ہیں کہ میں شاید کورم کی نشاندہی کر رہا ہوں لیکن نہیں کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، میں ایسا کچھ نہیں سمجھ رہا۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!ایسی صورتحال ہماری طرف بھی ہے۔جب ایوان کا کورم تو کیا بلکہ اس کی ایک تہائی بھی نہ ہو تو اس کو آپ کیا کہیں گے ؟میں کہتا ہوں کہ یہ ایوان پنجاب کا ایوانِ بالا ہے جہاں اگر حاضری کی یہ صورتحال ہو کہ دو معزز منسٹر بیٹھے ہوں اور پیچھے کوئی بھی نہ ہو تو یہ بہت افسوس کی بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب!پچھلے اجلاس میں بات ہوئی تھی میرے خیال میں اس دن آپ بھی نہیں آئے تھے۔میں کسی کو یہاں پر زبردستی نہیں لا سکتا۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!آپ اس پر ruling دے سکتے ہیں۔میں آرٹیکل پڑھ دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگرFriday کو آپ غیر حاضر تھے تو بتائیں کہ میں آپ کو اس حوالے سے کچھ کہہ سکتا ہوں؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اس میں آپ rulingضرور دے سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، اس کو ابھی دیکھتے ہیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اس پر آپ rulingدے سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میں دیکھتا ہوں۔

سوالات

(محکمہ لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ پہلا سوال نمبر307جناب ظہیر الدین خان علیزئی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر308بھی جناب ظہیر الدین خان علیزئی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر309بھی جناب ظہیر الدین خان علیزئی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر313بھی جناب ظہیر الدین خان علیزئی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر1215محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال میاں محمود الرشید صاحب کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر1309ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے میاں محمود الرشید کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

(بروز منگل 10-فروری 2015کے ایجنڈا سے زیر التواء سوال)

لاہور: پی پی-151پختہ کی گئی سڑکوں، گلیوں کی تفصیلات

*1309: میاں محمود الرشید: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) دسمبر 2008 تا فروری 2013 پی پی-151 لاہور میں کتنی سڑکیں اور گلیاں پختہ کی گئیں، ان کے نام، تخمینہ لاگت، مدت تکمیل، تاریخ آغاز اور ٹھیکیداروں کی تفصیل فراہم کی جائے، ان میں سے کتنے منصوبے مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے زیر تکمیل ہیں نیز یہ منصوبے محکمہ کے کن کن افسران واہلکاران کی زیر نگرانی ہوئے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان میں سے اکثر سڑکیں اور گلیاں ناقص مٹیریل کی وجہ سے اپنی مقررہ مدت سے پہلے ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں؟

(ج) کیا حکومت ان ناقص منصوبہ جات کی تحقیقات کے لئے کوئی انکوائری کمیٹی بنانے اور ذمہ دار ٹھیکیدار اور محکمہ کے افسران واہلکاران کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر کانکنی ومعدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) دسمبر 2008 تا فروری 2013 لاہور میں جتنی سڑکیں اور گلیاں پختہ کی گئیں ان کے نام، تاریخ آغاز، تخمینہ ومدت تکمیل اور ٹھیکیداروں کے نام، ان میں سے جتنے بھی منصوبے مکمل ہو چکے ہیں اور جتنے زیر تکمیل ہیں تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درست نہیں ہے کیونکہ مندرجہ بالا منصوبہ جات کی تمام سڑکیں اور گلیاں میسرز نیسپاک پرائیویٹ لمیٹڈ کی زیر نگرانی تکنیکی سطح پر مکمل ہوئی ہیں لہذا تا حال درست حالت میں ہیں۔

(ج) جواب جز (ب) کے مطابق ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز (ب) میں سوال تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ ان میں سے اکثر سڑکیں اور گلیاں ناقص مٹیریل کی وجہ سے اپنی مقررہ مدت سے پہلے ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہیں"؟ جواب یہ ہے کہ "درست نہیں ہے کیونکہ مندرجہ بالا منصوبہ جات کی تمام سڑکیں اور گلیاں میسرز نیسپاک پرائیویٹ لمیٹڈ کی زیر نگرانی تکنیکی سطح پر مکمل ہوئی ہیں لہذا تا حال درست حالت میں ہیں۔" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں جو parent department ہے جس نے یہ کام کیا ہے، اس کی بجائے اس کی نگرانی نیسپاک نے کیوں کی ہے، اس کی کوئی خاص وجہ ہے؟ میرے سوال کا یہ ایک حصہ ہے اور دوسرا اگر اس کی کوئی خاص وجہ ہے تو کیا یہ blessing جس کی وجہ سے اس کی نگرانی سے سڑکیں نہیں ٹوٹیں پھوٹیں، یہ پنجاب کے دوسرے شہروں تک بھی منتقل ہو سکتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! ان کا جو پہلا ضمنی سوال ہے کہ why نیسپاک تو یہ consultancy کئی پراجیکٹس کی نیسپاک کو دی گئی ہے جس کی وجہ نیسپاک اس کو vet کرتی ہے اور اسی کو over look بھی کرتی ہے کیونکہ وہ ہمارے پاکستان کا بہت premier ادارہ ہے اور دنیا کے بہت سارے ممالک میں وہ perform کر رہا ہے۔ جہاں تک ان کا یہ سوال ہے کہ نیسپاک کو باقی منصوبہ جات کے اندر بھی engage کیا جائے گا تو یہ ضلعی حکومتوں پر منحصر ہے کہ وہ کس consultant کو ہائر کرتی ہیں کیونکہ ایک process کے ذریعے ہی consultant ہائر کیا جاتا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ نیسپاک کو consultancy کی مد میں کتنے فیصد ادا کیا جاتا ہے اور کیا وہ ڈیپارٹمنٹ کی incompetency ہے کہ اس پر اداروں کا اعتماد نہیں ہے اور وہ consultancy دوسری کسی فرم کو زیادہ پیسے دے کر ہائر کرتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! یہ vary کرتا ہے from project to project اور incompetency کی بات نہیں ہے۔ Third party validation کئی پراجیکٹس میں کرائی جاتی ہے اور دنیا میں مروجہ طریق کار ہے جبکہ پاکستان کے اندر بھی اور خاص طور پر پنجاب میں بہت سارے پراجیکٹس، specially جو بڑے پراجیکٹس ہوتے ہیں، ان میں consultancy ہائر کی جاتی ہے اور ضروری نہیں ہے کہ ہر پراجیکٹ کے لئے consultancy ہائر کی جائے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرے سوال کا یہ جواب نہیں ہے کیونکہ میں نے یہ پوچھا تھا کہ اس پراجیکٹ پر کتنے فیصد consultancy charges ادا کئے ہیں، اس کی مالیت کتنی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: امجد صاحب! اس سوال میں تو یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ concerned ہے اور اسی کا حصہ ہے۔

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! انہوں نے اس کی cost معلوم کی ہے تو exactly میرے پاس یہ figures موجود نہیں ہیں کہ کتنے فیصد

ان کو دیا جاتا ہے لیکن that part of the project اور جب ٹینڈر کیا جاتا ہے تو اس میں وہ build in ہوتا ہے جو بھی third party validation کرائی جاتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 350 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں تجاوزات کے خاتمہ کے لئے سپیشل سکواڈ تشکیل دینے کے لئے اقدامات

*350: **محترمہ عائشہ جاوید:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں تجاوزات کو ختم کرنے کے لئے ایک سپیشل سکواڈ تشکیل دیا گیا تھا جس کی مؤثر کارروائی سے لاہور بھر کی تمام شاہرات سے تجاوزات کا خاتمہ ہو گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب دوبارہ لاہور میں تجاوزات کے بڑھنے کی وجہ سے لوگوں کی زندگی اجیرن بن گئی ہے؟

(ج) کیا حکومت عوام کی سہولت کے لئے مستقل بنیاد پر یہ سپیشل سکواڈ تشکیل دینے اور اس کی ہیلپ لائن جاری کرنے کا پروگرام رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) یہ درست ہے کہ لاہور میں تجاوزات کو ختم کرنے کے لئے ہر ٹاؤن نے سپیشل سکواڈ تشکیل دیئے تھے اور اب بھی ٹاؤن ہائے کا عملہ تہہ بازاری دو شفٹوں میں کام کر رہا ہے۔

(ب) ٹاؤن ہائے تجاوزات کو دور کرنے کے لئے عملہ تہہ بازاری کو دو شفٹوں میں تقسیم کر کے تجاوزات کے خاتمہ کے لئے دن رات بھرپور کوشش کر رہے ہیں تاکہ شہری سکھ کا سانس لے سکیں۔

(ج) حکومت پنجاب اس سلسلہ میں بھرپور کوشش کر رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ عائشہ جاوید: میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہوں گی کہ تجاوزات کے متعلق یہ سوال ہے تو یہ defineکریں گے کہ تجاوزات کو کیا سمجھتے ہیں اور تجاوزات میں کیا چیز شامل ہوتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! تجاوزات کی definition تو آسان الفاظ میں یہی ہے کہ جو چیز بھی unauthorized ہو گی، جو کسی سرکاری زمین کے اوپر اگر کوئی نقشہ ٹاؤن سے پاس کئے بغیر یا متعلقہ ضلعی حکومت جو بھی ہے، لوکل گورنمنٹ سے پاس کئے بغیر اگر کوئی نقشہ ہے اور نقشے کے بغیر اگر کوئی تعمیر کی جاتی ہے یا بائی لاز کو violate کر کے کوئی چیز اگر تعمیر کی جائے یا کوئی تجاوز کیا جائے تو اس کے اندر آتا ہے اور یہی آسان الفاظ میں میرے خیال میں اس کی definition ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں اسی سے ضمنی سوال کرنا چاہوں گی کہ سوال کے جز (الف) میں پوچھا گیا تھا کہ تجاوزات کو ختم کرنے کے لئے جو سکواڈ بنایا گیا ہے تو انہوں نے جواب دیا ہے کہ "یہ درست ہے کہ تجاوزات کو ختم کرنے کے لئے انہوں نے سپیشل سکواڈ تشکیل دیا تھا" تو کیا یہ سپیشل سکواڈ صرف ریڑھیاں اور باقی اس طرح کی ناجائز چیزوں کے لئے ہے یا لوگوں نے جو constructions کی ہوئی ہیں کیونکہ میرے علم میں ہے کہ لوگوں نے جو constructions آگے جا کر ناجائز کی ہیں وہ ابھی بھی کئی جگہوں پر موجود ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! لوکل گورنمنٹ ایکٹ کے اندر یہ provided ہے کہ in every Local Council یہ سکواڈ موجود ہو گا، یہ کوئی specially صرف اس ٹاؤن کے اندر یہ سکواڈ نہیں بنایا گیا۔ تجاوزات ہٹانے کے لئے ہر تحصیل اور ہر لوکل کونسل کے اندر یہ موجود ہوتا ہے جو کہ day to day basis پر اس کو review کرتا ہے۔ اگر کہیں پر انہیں شکایت ہو یا وہ خود کسی تجاوزات کا مشاہدہ کریں تو وہ ہٹاتے ہیں اور یہ ongoing process ہوتا ہے، یہ ایک دن کا process نہیں ہے۔ جس طرح تجاوزات بنتی ہیں انہیں ساتھ ساتھ ہٹایا بھی جاتا ہے، ان کے خلاف قانونی کارروائی بھی کی جاتی ہے اور اس کے خلاف عدالتوں کے اندر مقدمات pending بھی ہیں اور نئے cases بھی بنائے جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! جگہ کی نشاندہی کریں تاکہ وہ اسے دیکھیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! متعلقہ منسٹر یا پارلیمانی سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کے موجود ہیں، یہ ایوان کو کس طرح چلایا جا رہا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! یہ منسٹر صاحب موجود ہیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اچھا، مجھے نہیں پتا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! یہی تو بات ہے ناں۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! اس میں ہیلپ لائن کا ذکر کیا گیا ہے اور میرا سوال بھی یہ تھا کہ کب تک ہیلپ لائن قائم کریں گے اگر اس کا کوئی ٹھوس جواب ہے تو دے دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! میں نے جس طرح گزارش کی کہ ہر ٹاؤن کے اندر یہ سکواڈ موجود ہوتا ہے اور ہر ٹاؤن کے ایڈمنسٹریٹر کو اگر شکایت کی جائے گی تو وہ augustly سکواڈ حرکت میں آئے گا اور تجاوزات کو ہٹائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ ہیلپ لائن کب تک قائم ہو جائے گی؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! ہیلپ لائن as such anti encroachment کے لئے ہے کیونکہ ہر لوکل گورنمنٹ کونسل میں علیحدہ علیحدہ پھر ہیلپ لائنز بنانی پڑیں گی it can't be universal helpline جو ایک جگہ پر ہے آپ لاہور کی شکایت شاید اٹک میں تو نہیں دے سکیں گے so it has to be dedicated just to that Local Government ہر لوکل گورنمنٹ کی اپنی jurisdictions ہیں تو اسی کے اندر رہتے ہوئے وہ کام کرتے ہیں اور ایڈمنسٹریٹر جو بھی ہو گا وہ ذمہ دار ہے اور اگر اسے شکایت کی جائے تو وہ اپنے سکواڈ کو بھیج کر تجاوزات کو ہٹائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال نمبر433 جناب ظہیر الدین خان علیزئی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر536 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: بابا گراؤنڈ میں اتوار بازار کے انعقاد کی تفصیلات

*536: **محترمہ عائشہ جاوید:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بابا گراؤنڈ نزد سول سیکرٹریٹ لاہور میں اتوار بازار لگتا رہا ہے کب سے کب تک یہ بازار لگتا رہا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب بابا گراؤنڈ میں اتوار بازار نہیں لگایا جارہا ہے یہ کس اتھارٹی کے حکم سے بند ہوا اس کا نام اور عہدہ سے آگاہ کریں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس گراؤنڈ میں اتوار بازار لگانے کے لئے کمشنر لاہور نے بھی احکامات جاری کئے ہیں لیکن اس کے باوجود اتوار بازار نہیں لگانے دیا جارہا ہے ایسا کس اتھارٹی کی وجہ سے ہو رہا ہے؟

وزیر کانکنی ومعدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) ٹاؤن انتظامیہ داتا گنج بخش ٹاؤن لاہور نے کبھی بھی بابا گراؤنڈ کو بطور اتوار بازار استعمال نہ کیا ہے۔

(ب) یہ بات حقائق پر مبنی ہے کہ اتوار بازار کبھی بھی بابا گراؤنڈ میں نہ لگایا گیا ہے مزید برآں یہ بازار سابقا کونسل کی جگہ پر لگایا جاتا تھا مگر اب وہاں پر گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج اسلام پورہ کی عمارت تعمیر ہو رہی ہے۔

(ج) بابا گراؤنڈ میں اتوار بازار لگانے کے لئے کسی قسم کے احکامات کمشنر صاحب لاہور ڈویژن سے موصول نہ ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ بابا گراؤنڈ کے پاس ایک اتوار بازار لگتا ہے تو وہ اتوار بازار آج بھی لگ رہا ہے۔ بابا گراؤنڈ کے اندر نہیں لگ رہا لیکن بابا گراؤنڈ کے باہر لگ رہا ہے اور اس اتوار بازار لگنے سے ٹریفک بہت زیادہ disturb ہوتی ہے اور اگر کوئی ایمرجنسی میں وہاں سے اپنی گاڑی میں یا ایمبولینس گزرنا چاہے تو اسے بہت دقت ہوتی ہے کیونکہ بہت چھوٹی اور تنگ سڑک ہے تو اس کے متعلق یہ مزید کچھ کرنا چاہیں گے کیونکہ نشاندہی تو میں نے کر دی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! ان کا سوال بابا گراؤنڈ کے متعلق تھا اور اس میں انہوں نے specifically پوچھا ہے کہ بابا گراؤنڈ نزد سول سیکرٹریٹ لاہور میں اتوار بازار لگتا ہے، کب سے کب تک یہ بازار لگتا رہا، اس بابا گراؤنڈ میں کبھی بھی اتوار بازار نہیں لگا اور انہوں نے اب خود ہی کہا ہے کہ اتوار بازار باہر ہی لگتا ہے۔ بابا گراؤنڈ کے اندر کبھی بھی اتوار بازار لگا ہے نہ اب لگتا ہے۔ اس سے باہر جو اتوار بازار لگتا تھا وہ بھی اب نہیں لگتا اور اسے ختم کر دیا گیا ہے اس لئے بابا گراؤنڈ میں کبھی بھی اتوار بازار نہیں لگتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین کا ہے، سوال نمبر بولیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! سوال نمبر 634 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: باغبانپورہ سے سکھ نہر اوور ہیڈ برج بنانے کی تفصیلات

*634: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) باغبانپورہ جی ٹی روڈ سے لے کر سکھ نہر سٹاپ تک اکثر ٹریفک جام رہتی ہے؟

(ب) کیا حکومت باغبانپورہ سے سکھ نہر تک انڈر پاس یا اوور ہیڈ برج بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) بمطابق رپورٹ ٹریفک آفیسر مغلپورہ سرکل لاہور جی ٹی روڈ سے سکھ نہر تک روڈ کنسٹرکشن کا کام جاری ہے جس کی وجہ سے ٹریفک کی روانی تھوڑی سی متاثر ہوئی ہے لیکن جی ٹی روڈ سے سکھ نہر تک ٹریفک وارڈنز کو تعینات کیا گیا ہے جو ہمہ وقت ٹریفک کی روانی کو یقینی بنائے ہوئے ہیں اس کے ساتھ ساتھ پٹرولنگ افسران بھی تعینات کئے گئے ہیں جو غلط پارکنگ یا ٹریفک کے بہاؤ میں رکاوٹ پیدا کرنے والی گاڑیوں وغیرہ کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لاتے ہیں۔

(ب) اوور ہیڈ برج یا انڈر پاس کا کوئی منصوبہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے زیر غور نہ ہے تاہم باغبانپورہ چوک کو TEPA کشادہ کر رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا معزز منسٹر صاحب سے ضمنی سوال ہے میں نے سوال کیا تھا کہ باغبانپورہ جی ٹی روڈ سے لے کر سکھ نہر سٹاپ تک اکثر ٹریفک جام رہتی ہے تو ڈیپارٹمنٹ نے اس کا جواب construction پر ڈال کر ختم کر دیا ہے جبکہ انہوں نے جواب 2013 کا لکھا ہوا ہے اس کے مطابق ہے لیکن اب 2015 ہے باغبانپورہ سے آپ شروع ہو جائیں تو ابھی تک وہاں پر ٹریفک بند رہتی ہے specially دوپہر کے وقت، شام کے وقت، رات کے وقت اور وہاں کوئی وارڈن تعینات نہیں ہوتا یہ دو سال پہلے کا جواب آیا ہوا ہے آج بھی میں بتا رہی ہوں کہ اس پر کوئی کام نہیں ہوا اور construction وہاں پر کوئی بہانہ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! یہ صحیح فرما رہی ہیں کہ یہ جواب 2013 کا ہے جب یہ جواب دیا گیا تھا اُس وقت یہ construction ہو رہی تھی اب وہ construction مکمل کر دی گئی ہے اور TEPA نے باغبانپورہ کا جو چوک ہے اُس کو reconstruct کیا ہے اور اُس سے ٹریفک کافی ease ہو گئی ہے اور ان کا جو کہنا ہے کہ ابھی بھی رات کو بہت زیادہ ٹریفک ہوتی ہے، میرا تو خیال ہے کہ rush hours میں ٹریفک زیادہ ہوتی ہے رات کو تو اتنی ٹریفک نہیں ہوتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے شام کے وقت کا کہا ہے۔

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! میں شام کے وقت کا ہی کہہ رہا ہوں کہ rush hours دوپہر کو جب چھٹی کے وقت ہوتا ہے اُس وقت ہر جگہ رش زیادہ ہوتا ہے اُس کے علاوہ پچھلے سالوں کی نسبت اب وہاں پر ٹریفک بہت زیادہ ease کر دی گئی ہے اور TEPA اس پر مسلسل کام کر رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! پہلے تو میں منسٹر صاحب کی تھوڑی سی اصلاح کر دوں کہ باغبانپورہ چوک کو reconstruct نہیں کیا گیا شالامار چوک کو کیا گیا ہے باغبانپورہ اور شالامار کے درمیان کافی فاصلہ ہے میں تو بات ہی باغبانپورہ کی کر رہی ہوں میں وہاں کی رہائشی ہوں۔ ایسا کریں منسٹر صاحب شام کو وہاں کا دورہ رکھ لیں اور دیکھیں شام کو وہاں کون سے سکول کی چھٹی ہوتی ہے جو اتنا رش ہوتا ہے میں شام سے لے کر رات گئے تک کی بات کر رہی ہوں وہاں پر باغبانپورہ چوک کو reconstruct نہیں کیا گیا۔

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! باغبانپورہ چوک کو TEPA نے redesign کیا تھا اور یہ ابھی recently نہیں ہوا میں 2013 کی بات کر رہا ہوں یہ 14-2013 میں اس پر کام ہوا تھا اور اُس کو کافی کشادہ کیا گیا تھا اُس کے باوجود جس طرح انہوں نے لکھا کہ وہاں پر overhead bridge یا underpass کی ضرورت ہے تو اُس کے لئے خطیر رقم چاہئے۔ وہ کسی stage پر اگر TEPA advise کرے گی کہ اس کے بغیر ٹریفک ease نہیں ہو سکتی تو پھر شاید اس کو take up کر لیا جائے اور میں یہ باغبانپورہ چوک کا ہی ذکر کر رہا ہوں انہوں نے جس شالامار چوک کا ذکر کیا ہے میں اُس کا ذکر نہیں کر رہا اُس کے اندر TEPA نے کام کیا ہے اور اُس پر پچھلے سالوں کی نسبت ٹریفک کافی ease ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آخری ضمنی سوال۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں تو ground reality کی بات کر رہی ہوں منسٹر صاحب وہ جواب پڑھ کر بتا رہے ہیں جو محکمہ نے ان کو دیا ہے۔ میں تو یہ بتا رہی ہوں کہ بجائے اس کے کہ آپ

وہاں ٹریفک والوں کو یہ ensure کریں کہ آپ وہاں وارڈن کو تعینات کریں بجائے اس کے کہ آپ ڈیپارٹمنٹ کو defend کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! اس معاملہ کو دیکھیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! انشاءاللہ مزید ان کی راہنمائی ہم لیں گے اور اُس کو بہتر کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک کا ہے، سوال نمبر بولیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر سوال نمبر 1135 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: مین شاد باغ روڈ لاہور کے درمیان گرین بیلٹ یا ڈیوائڈر بنانے کا معاملہ

*1135: **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مین شاد باغ روڈ لاہور کو عبور کرنا بہت مشکل ہے؟

(ب) سڑک کے درمیان گرین بیلٹ یا ڈیوائڈر تعمیر کیا جائے تاکہ وہاں کے لوگوں کو سڑک عبور کرنے میں آسانی ہو؟

(ج) حکومت کب تک مذکورہ مین سڑک کے درمیان گرین بیلٹ یا ڈیوائڈر تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) درست ہے۔

(ب) ٹی ایم اے شالامار لاہور کی مالی حالت نہایت کمزور ہے گورنمنٹ اگر اس سلسلہ میں گرانٹ مہیا کر دے تو ٹی ایم اے گرین بیلٹ یا ڈیوائڈر تعمیر کروا دے گی۔

(ج) جواب جز (ب) کے مطابق ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز (ب) سے ہے جس میں محکمہ نے کہا کہ ہمارے پاس گرانٹ نہیں ہے اور اس وجہ سے اس سڑک کی حالت کو ہم بہتر نہیں کر سکتے تو میں ضمنی سوال یہ کرنا چاہوں گی کہ یہ سوال 2013 میں جمع کروایا گیا تھا جس کا جواب 2015 میں آرہا ہے اور 2013 سے لے کر 2015 اگر دیکھا جائے تو اس سوال کو جولائی میں دو سال ہو جائیں گے تقریباً دو سال میں سے کچھ عرصہ کم ہے دو سال کے اندر محکمہ کے پاس فنڈز کی کمی جو ہے وہ کیوں نہیں پوری ہوئی اور لوکل گورنمنٹ کے فنڈز کہاں جا رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! پہلے تو میں ان کی بات کی توثیق کر دوں کہ اس کا جواب 23۔جنوری 2014 کو اسمبلی کو موصول ہوا۔ یہ بالکل اس کا جواب 2015 میں نہیں آیا ڈیپارٹمنٹ نے اس کا جواب دے دیا تھا جہاں تک فنڈز کا تعلق ہے تو اس میں clearly لکھا ہے کہ ٹی ایم اے شالامار ٹاؤن کے پاس اتنے فنڈز نہیں ہیں اس میں سڑک کی مرمت کی بات نہیں کی گئی اس میں انہوں نے تجویز دی تھی کہ اس میں ڈیوائڈر لگا دیا جائے یا اس کے اندر گرین بیلٹ بنا دی جائے وہ ڈیوائڈر اور گرین بیلٹ بنانے کے لئے فی الحال ٹی ایم اے کے پاس اتنے فنڈز available نہیں ہیں تو انہوں نے یہ نہیں بنایا، جب بھی اُن کے پاس فنڈز available ہوں گے تو اس پراجیکٹ کو بھی take up کر لیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں اس پر منسٹر صاحب سے request ہی کر سکتی ہوں ظاہر ہے اُن کا محکمہ ہے انہوں نے اس کو اپنے طریقے سے چلانا ہے اور محکمہ کا بھی اپنا ایک style اور انداز ہم دیکھ رہے ہیں اس اسمبلی میں ہے کہ محکمہ کسی چیز کا بھی جواب کبھی درست نہیں دیتا اور مسائل جوں کے توں پڑے ہوئے ہیں۔ یہ ایک عوامی مسئلہ ہے میرے سے پہلے جو فاضل ممبر نے ایک سوال کیا تھا شالامار والا میرا خیال ہے کہ یہ same situation ہے اندرون شہر کی اور جہاں تک ٹریفک کے flow کو بہتر بنانا ہے یا جو عوامی مسائل ہیں وہاں movement کے ٹریفک کے problem کو حل کرنے کے لئے اگر کسی قسم کی facility دینی ہے تو کیا صرف وہ facilities لاہور کی بڑی سڑکوں کے لئے ہیں وہاں پر facilitate کرنے کے لئے تو آپ کے پاس فنڈز بھی آجاتے ہیں

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترم منسٹر noteفرمائیں!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! اندرون شہر کے جو عوامی مسائل ہیں اُن کو حل کرنے کے لئے جو کمشنر ہے یا جو محکمے ہیں اُن کے پاس کسی قسم کی کوئی سہولت نہیں ہے۔ سڑکیں ہیں تو اُن کا بُرا حال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ! ٹھیک ہے وہ آپ کی بات کا جواب دے رہے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! صرف رات کی بارش میں آج پورا لاہور اس وقت پانی میں ڈوبا ہوا ہے تو ایسی situation میں اگر ہمارے اس طرح کے سوال سے عوام کو ریلیف نہیں دینا تو پھر میرا خیال ہے ہم یہاں ایوان میں جو سوال کرتے ہیں اُس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! میں اس ضمن میں اتنی ہی گزارش کروں گا کہ انہوں نے درست جواب کی جو بات کی ہے کہ محکمے درست جواب نہیں دیتے اس سوال کے جواب میں کوئی بھی غلط جواب نہیں دیا گیا جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ان کی ایک تجویز کو ٹی ایم اے نے take up نہیں کیا وہ ایک الگ مسئلہ ہے۔ محکمہ نے بالکل درست جواب دیا ہے اور I stand by this answer that has been given on the floor of the House یہ ان کو نہیں کہنا چاہئے کہ ہم جواب غلط دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترم منسٹر! اس معاملے کو دیکھیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! انہوں نے تجویز دی ہے اور جو انہوں نے کہا ہے کہ ٹریفک ease کرنے کے لئے اندرون شہر کو نہیں دیکھا جاتا یہ صرف بڑی سڑکوں تک ہی محدود ہے، یہ اس طرح نہیں ہے۔ لاہور کے اندر جتنی ٹریفک کی روانی کے لئے کام کیا گیا شاید ہی کہیں پر کیا گیا ہے اور پچھلے چند سالوں کے مقابلے میں بھی ٹریفک کا flow بہت بہتر ہے اور انشاء اللہ اس کو مزید بہتر کرنے کے لئے ان کی تجاویز کو بھی ہم incorporate کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! میرے خیال میں اس پر بہت بات ہو گئی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں چاہتی ہوں کہ مسئلہ حل ہو اور جو میں نے بات کی ہے لاہور کی مخصوص سڑکوں پر جس جگہ میں رہتی ہوں اُس جگہ کوئی ایسا ٹریفک کا مسئلہ نہیں ہے لیکن میں گواہی کے ساتھ کہتی ہوں کہ ٹھوکر نیاز بیگ چوک کو ٹی ایم اے نے سات بار توڑا ہے۔ توڑا ہے بنایا ہے، توڑا ہے بنایا ہے۔ ٹریفک کا flow بہتر کرنے کے لئے جہاں حکومت کی اپنی مرضی ہوتی ہے، جہاں سربراہان نے خود گزرنا ہوتا ہے اس سڑک کو بہتر بنا کر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اس کو note کریں۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے، سوال نمبر بولیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! سوال نمبر 1174 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: ڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1174: **محترمہ راحیلہ خادم حسین**: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-144 اور پی پی-145 لاہور میں کتنی ڈسپنسریاں مقامی حکومت کے تحت چل رہی ہیں، ان کی تعداد بتائی جائے؟

(ب) مذکورہ ڈسپنسریوں میں علاج کے لئے مریضوں کو کون سی سہولتیں دی جاتی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ڈسپنسریوں میں ملازمین اور افسران کی تعداد بہت کم ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ڈاکٹرز اور ملازمین کی تعداد کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) پی پی-144 اور پی پی-145 لاہور میں اس وقت 9 ڈسپنسریاں مقامی حکومت کے تحت چل رہی ہیں۔

(ب) مذکورہ ڈسپنسریوں میں حفاظتی ٹیکہ جات بیرونی مریضوں کے علاج معالجے کی سہولت موجود ہے اور بچوں کی پیدائش اور ماں و بچہ کے متعلقہ معلومات و علاج کی سہولیات دستیاب ہیں۔

(ج) ڈاکٹر و عملہ کی تعداد منظور شدہ اسامیوں کے مطابق پوری ہے۔

(د) تمام اسامیوں پر بھرتی تقریباً مکمل ہے اور مزید عملہ کی ضرورت نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب کو زیادہ مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتی ہوں بس ان کو اطلاع کر دیتی ہوں کہ جو ڈیپارٹمنٹ نے جواب دیا ہے کہ تمام ڈسپنسریاں بڑی functional ہیں تو پی پی-144 کی آدھی ڈسپنسریاں تو functional ہی نہیں ہیں۔ ذرا مہربانی کریں اور ان ڈسپنسریوں کو چلانے کا بندوبست کریں۔

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! چونکہ محترمہ اس اسمبلی کی قابل احترام ممبر ہیں اور انہوں نے on the floor of the House کہا ہے کہ ڈسپنسریاں functional نہیں ہیں تو ان کو چیک کر لیا جائے گا۔ میں ان سے request کروں گا کہ specifically نشاندہی کریں کہ کون سی ڈسپنسری nonfunctional ہے، وہاں پر عملہ نہیں ہے اس کا seriously notice لیا جائے گا اور انشاء اللہ اس کو functional کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! منسٹر صاحب کو نشاندہی کروا دیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اگر اجازت دیں تو میں پوائنٹ آف آرڈر لینا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! تشریف رکھیں Question Hour کے بعد وقت دوں گا منسٹر صاحب موجود رہیں گے کہیں نہیں جائیں گے۔ اگلا سوال نمبر 1276 میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1343 جناب جاوید اختر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1468 بھی جناب جاوید اختر صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1547 محترمہ لبنیٰ ریحان صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1550 بھی محترمہ لبنیٰ ریحان صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1577 جناب ظہیر الدین خان علیزئی کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1604 ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔

اگلا سوال نمبر1626 بھی ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر1726 جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ) کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر1727 بھی جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ) کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر1890 محترمہ حنا پرویز بٹ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر1894 بھی محترمہ حنا پرویز بٹ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ فوزیہ ایوب قریشی صاحبہ کا ہے۔

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: جناب سپیکر! سوال نمبر1911 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بہاولپور شہر میں واٹر فلٹریشن پلانٹس لگانے کی تفصیلات

*1911: **محترمہ فوزیہ ایوب قریشی:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بہاولپور شہر میں کل کتنے واٹر فلٹریشن پلانٹس لگائے گئے ہیں؟

(ب) ان پلانٹس پر کل کتنے اخراجات ہوئے ہیں؟

(ج) ان پلانٹس میں سے اس وقت کتنے چالو حالت میں ہیں اور کتنے کب سے خراب پڑے ہوئے ہیں ان کو کب تک مرمت کر دیا جائے گا؟

(د) ان واٹر فلٹریشن سے شہر کی کتنی آبادی کو پانی فراہم کیا جا رہا ہے؟

(ہ) بہاولپور شہر کے جن علاقہ جات میں واٹر پلانٹس نہیں لگائے گئے ان میں کب تک واٹر فلٹریشن پلانٹ لگا دیئے جائیں گے؟

(و) پچھلے پانچ سالوں کے دوران بہاولپور شہر کے کن کن مقامات پر واٹر فلٹریشن پلانٹس لگائے گئے، ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن بہاولپور سٹی کی حدود میں چار واٹر فلٹریشن پلانٹ لگائے گئے ہیں۔

(ب) ان پلانٹس پر تقریباً 70 لاکھ روپے اخراجات آئے ہیں۔

(ج) چاروں پلانٹس درست حالت میں کام کر رہے ہیں کوئی بھی پلانٹ خراب نہ ہے۔

(د) ان پلانٹس سے تمام ملحقہ آبادیاں صاف پانی حاصل کر رہی ہیں۔

(ہ) بہاولپور شہر کے جن علاقہ جات میں واٹر فلٹریشن پلانٹس نہیں لگائے گئے وہاں گورنمنٹ کی پالیسی اور فنڈز دستیاب ہونے پر واٹر فلٹریشن پلانٹس نصب کرائے جا سکیں گے۔

(و) پچھلے پانچ سالوں میں ٹی ایم اے سٹی کی جانب سے چار عدد واٹر فلٹریشن پلانٹس لگوائے گئے مقامات کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ واٹر فلٹریشن پلانٹ اسلامی کالونی

2۔ واٹر فلٹریشن پلانٹ سیٹلائٹ ٹاؤن

3۔ واٹر فلٹریشن پلانٹ ماڈل ٹاؤن سی

4۔ واٹر فلٹریشن پلانٹ ماڈل بازار نزد دفتر ٹی ایم اے سٹی بہاولپور

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: جناب سپیکر! سوال کے جز (ہ) میں پوچھا گیا ہے کہ بہاولپور شہر کے جن علاقہ جات میں واٹر پلانٹس نہیں لگائے گئے ان میں کب تک واٹر فلٹریشن پلانٹ لگا دیئے جائیں گے؟ اس کے علاوہ میں یہ بھی پوچھنا چاہوں گی کہ پچھلے پانچ سالوں کے دوران بہاولپور شہر کے کن کن مقامات پر واٹر فلٹریشن پلانٹس لگائے گئے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! کب تک واٹر فلٹریشن پلانٹس لگا دیئے جائیں گے؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! ابھی نئی پالیسی آرہی ہے وزیر اعلیٰ پنجاب نے صاف پانی پراجیکٹ کا incentive لیا ہے کہ پورے پنجاب میں پینے کا صاف پانی مہیا کیا جائے گا اس کے تحت ہر ضلع کے اندر تحصیل سطح اور یونین کونسل کی سطح پر ہم انشاء اللہ صاف پانی مہیا کرنے کے لئے ایک جامع پروگرام لا رہے ہیں۔ اگلے پانچ سالوں میں تمام یونین کونسلوں میں پینے کا صاف پانی مہیا کر دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال نمبر 1914 جناب محمد عارف عباسی صاحب کا ہے اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1916 جناب احسن ریاض

فتیانہ صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال مہر خالد محمود سرگانہ صاحب کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، امجد علی صاحب ان کے behalf پر ہیں سوال کا نمبر بولیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 1959 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے مہر خالد محمود سرگانہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: یو سی۔45 اور 46 کو ڈینگی کے خاتمہ کے لئے دیئے گئے فنڈز و دیگر تفصیلات

*1959: **مہر خالد محمود سرگانہ:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یو سی۔45 اور 46 لاہور کو ڈینگی کے خاتمہ کے لئے سپرے کی مد میں 14-2013 میں کتنے کتنے فنڈز فراہم کئے گئے اور کن کن علاقوں میں ڈینگی سپرے کیا گیا؟

(ب) مذکورہ یو سیز کو سٹریٹ لائٹس کی مد میں پچھلے پانچ سالوں کے دوران کتنے کتنے فنڈز فراہم کئے گئے اور کتنے استعمال ہوئے سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران کن علاقوں میں کتنی کتنی ٹیوب لائٹس فراہم کی گئیں اور بجلی کے بلز پر کتنی رقم کی ادائیگی کی گئی، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ یو سیز میں سٹریٹ لائٹس کی فراہمی نہیں کی جا رہی لیکن ریکارڈ میں اندراج کیا جا رہا ہے؟

(ہ) کیا ان یو سیز کا پچھلے پانچ سالوں کا آڈٹ ہوا اگر ہاں تو ان کی آڈٹ رپورٹس کی کاپیاں ایوان میں فراہم کی جائیں اور اگر نہیں ہوا تو اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) ڈینگی کے خاتمہ کے لئے بجٹ یونین کونسل میں کوئی فنڈ مختص نہ کیا گیا لیکن یونین کونسل کی سطح پر ٹاؤن ہذا اور محکمہ ہیلتھ کی مدد سے یونین کونسلز کے علاقوں میں سپرے کر دیا گیا ہے۔

(ب) یونین کونسل نمبر45 میں مندرجہ ذیل فنڈ خرچ ہوئے جبکہ یونین کونسل نمبر46 کو سٹریٹ لائٹ کی مد میں کوئی فنڈ فراہم نہ کیا گیا۔

سال12-2011 میں مبلغ2لاکھ روپے سٹریٹ لائٹس پر خرچ ہوئے۔

13-2012 میں مبلغ6لاکھ روپے سٹریٹ لائٹس پر خرچ ہوئے۔

مندرجہ بالا فنڈ بذریعہ ٹینڈرDGPR استعمال کیا گیا۔

(ج) یونین کونسل نمبر45 کے حلقہ میں سٹریٹ لائٹ لگوائی گئی لیکن ان لائٹس کا بل یوسی نے ادا نہیں کیا بلکہ روڈ لائٹ ادا کرتی ہے۔

(د) یونین کونسل کی سطح پر برائے سال12-2011اور13-2012 جتنی لائٹس خرید کی گئیں وہ تمام علاقہ میں لگائی گئی ہیں کسی قسم کا اضافی اندراج نہیں کیا گیا۔

(ہ) یونین کونسل نمبر45 برائے سال13-2012 کا ابھی آڈٹ نہیں ہوا پچھلے سال کا آڈٹ ہو گیا ہے۔آڈٹ رپورٹ تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ یوسی نمبر46 میں پچھلے پانچ سال کا آڈٹ لوکل فنڈ آڈٹ کی جانب سے کیا گیا مگر آڈٹ رپورٹس یونین کونسل کو فراہم نہ کی گئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال کے جز(ہ) میں پوچھا گیا تھا کہ کیا ان یونین کونسلز کا پچھلے پانچ سالوں کا آڈٹ ہوا، اگر ہاں تو ان کی آڈٹ رپورٹس کی کاپیاں ایوان میں فراہم کی جائیں اور اگر نہیں ہوا تو اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟ اس کا جواب ہے کہ یونین کونسل نمبر45 برائے سال13-2012 کا ابھی آڈٹ نہیں ہوا پچھلے سال کا آڈٹ ہو گیا ہے۔آڈٹ رپورٹ تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ یونین کونسل نمبر46 میں پچھلے پانچ سال کا آڈٹ لوکل فنڈ آڈٹ کی جانب سے کیا گیا مگر آڈٹ رپورٹس یونین کونسل کو فراہم نہ کی گئی ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کا جواب سوال کے مطابق نہیں ہے۔ پانچ سال کی آڈٹ رپورٹس مانگی گئی ہیں یا تو یہ کہیں کہ ہمارے پاس نہیں ہیں اگر ہیں تو وہ ایوان کو فراہم کریں۔ پانچ سال کا ذکر ہے اور انہوں نے ایک سال کی بات کر کے ختم کر دی ہے۔

جناب سپیکر! دوسرے حصے کا جواب دیا گیا ہے کہ یہ آڈٹ لوکل فنڈ نے کیا ہے۔ ہم نے تو نہیں پوچھا کہ کس نے کیا ہے؟ جس نے بھی کیا ہے اس کی کاپیاں ایوان میں فراہم کریں اگر فراہم نہیں کر سکتے تو جواب دے دیں کہ ہم نے فراہم نہیں کرنی اور ایوان کو نہیں بتانا کہ اس کے اندر کیا کچھ چھپا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! یونین کونسل کی آڈٹ رپورٹس کا انہوں نے کہا ہے تو اس کی رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے انہوں نے پچھلے پانچ سالوں کی آڈٹ رپورٹس کے متعلق بات کی تھی دونوں یونین کونسل نمبر 45,46 کا آڈٹ کیا گیا ہے لیکن ان کی رپورٹس ابھی تک مکمل نہیں ہیں اس لئے یہ provide نہیں کی جا سکتیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! یہ کس کی ذمہ داری ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! چونکہ تمام محکمہ جات کے آڈٹ کئے جاتے ہیں ان یونین کونسل کا آڈٹ ہوگیا ہے صرف رپورٹ مرتب کرنا باقی ہے انشاء اللہ وہ ہم جلد مرتب کرا کر ایوان میں پیش کر دیں گے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ اس کو تسلیم کریں کہ ہم رپورٹ provide نہیں کر سکے۔ جب تک رپورٹ فائنل نہ ہو اس وقت تک وہ آڈٹ نہیں کہلاتا، آڈٹ تب ہی کہلاتا ہے جب اس کی رپورٹ آ جاتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! یہ سوال 20- اگست 2013 کا ہے اس کو دو سال ہو گئے ہیں اور ابھی تک اس کی رپورٹ نہیں آ سکی۔

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! اس سوال کو pending کر دیں ہم اس کی آڈٹ رپورٹ provide کر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اس کو دیکھیں اور اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1960 بھی مہر خالد محمود سرگانہ صاحب کا ہے --- موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1961 سردار وقاص حسن موکل صاحب کا ہے --- موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1996 جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ) کا ہے --- موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2011 جناب جمیل حسن خان صاحب کا ہے --- موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ فوزیہ ایوب قریشی صاحبہ کا ہے۔

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: جناب سپیکر! سوال نمبر 2027 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بہاولپور: پی پی۔271 میں لگائے گئے واٹر فلٹریشن پلانٹس کی تفصیلات

*2027: **محترمہ فوزیہ ایوب قریشی:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔271 بہاولپور میں کل کتنے واٹر سپلائی کے پلانٹس کام کر رہے ہیں؟

(ب) کتنے بند پڑے ہیں اور کتنے خراب ہیں ان کو کب ٹھیک کروایا جائے گا؟

(ج) مذکورہ حلقہ میں کتنے ایسے علاقے ہیں جن میں ابھی تک واٹر فلٹریشن پلانٹ نہیں لگائے گئے، حکومت کب تک ان علاقوں میں واٹر فلٹریشن پلانٹ لگا دے گی؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) پی پی۔271 میں صرف ایک واٹر فلٹریشن پلانٹ اسلامی کالونی میں نصب شدہ ہے۔

(ب) ایک ہی واٹر فلٹریشن پلانٹ ہے جو درست حالت میں کام کر رہا ہے۔

(ج) پی پی۔271 کے مندرجہ ذیل علاقوں میں فلٹریشن پلانٹ نہ لگائے گئے ہیں:

1۔ شاہدرہ پارک 2۔ حبیب کالونی
3۔ اسلام پورہ 4۔ رحمت کالونی
5۔ اسلام کالونی 6۔ ماڈل ٹاؤن
7۔ ماڈل بازار

تاہم مذکورہ جگہوں کا سروے جاری ہے اور 30۔جون 2015 تک فلٹریشن پلانٹس لگا دیئے جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: جناب سپیکر! میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال نمبر 2054 محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2074 بھی محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سردار شہاب الدین خان صاحب کا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! آخر میرا سوال بھی آگیا ہے بہت مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 2086 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لیہ: شہر کے وسط میں جوہڑ کو ختم کرنے کا مسئلہ

*2086: سردار شہاب الدین خان: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا یہ درست ہے کہ ضلع لیہ میں شہر کے وسط میں ایک جوہڑ بنا ہوا ہے 8/7 ایکڑ کا یہ جوہڑ لیہ شہر کے شہریوں میں متعدد موذی امراض کے پھیلانے کا سبب بن رہا ہے، کیا حکومت اس کو فوری ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

سردار شہاب الدین خان ایم پی اے کے گھر کے سامنے ریلوے ٹریک کے ساتھ ریلوے کی ملکیتی زمین موجود ہے جو کہ ریلوے کالونی کے ساتھ ملحق ہے ریلوے کالونی کا استعمال شدہ پانی اس خالی جگہ میں جمع ہوتا رہتا ہے جس سے دو چھوٹے جوہڑ بنے ہوئے ہیں جن میں سے ہر ایک کا رقبہ چالیس مرلہ ہے۔ اس میں محلہ جہان شاہ کی ایک نالی بھی شامل ہے جس کا رخ بدلنے کے لئے ٹی ایم اے نے ایک منصوبہ تعمیر و بحالی RCC سیور پائپ لائن و نالی محلہ جہان شاہ مالیتی۔/833000 روپے منظور کیا ہے ٹینڈر پراسسز مکمل ہونے کے بعد کام کرایا جائے گا تاہم اس جوہڑ میں زیادہ تر پانی ریلوے کالونی ہی کا ہے ریلوے انتظامیہ سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ کالونی کے گندے پانی کے لئے سکیم تیار کرے چونکہ ٹی ایم اے کی ذمہ داری نہ ہے کہ وہ ریلوے کالونی کے لئے کوئی سکیم بنا سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں زیادہ بحث میں نہیں جانا چاہتا۔ یہ میرا سوال oath لینے کے بعد کا تھا اور اس وقت گورنمنٹ آف پنجاب ہو یا گورنمنٹ آف پاکستان ہو۔ دونوں حکومتیں پاکستان

مسلم لیگ (ن) کی ہیں اور ہمیں یہ بتا دیا جاتا ہے کہ ریلوے سے این او سی نہیں مل رہا۔ اب تک تین ڈی سی اوز تبدیل ہو چکے ہیں، اس جواب میں لکھا گیا ہے کہ وہاں میرا گھر ہے حالانکہ اس میں میرا گھر نہیں ہے، وہاں محلہ نہیں بلکہ ایک یونین کونسل موجود ہے اور آپ میرے گھر کو چھوڑیں لیکن لیہ سٹی جو کہ اہم سٹی ہے، میں آپ کے توسط سے منسٹر لوکل گورنمنٹ کو مبارکباد بھی دیتا ہوں کیونکہ ان کو ابھی محکمہ ملا ہے اور ان سے گزارش ہے کہ پہلے منسٹر صاحبان نے تو یہاں کچھ نہیں کیا اگر معزز وزیر کچھ کر سکیں تو بہتر ہوگا کیونکہ مچھروں کا موسم ہے اور گرمیاں آ رہی ہیں۔ پچھلے سال بھی وہاں ڈینگی سے دو اموات ہوئی ہیں، میں یہ on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ اگر کوئی تدارک نہ کیا گیا تو وہاں جانی نقصان کا اندیشہ ہے۔ میں آپ کے توسط سے معزز وزیر لوکل گورنمنٹ سے گزارش کروں گا کہ خدا کے لئے اس علاقے کا visit کریں۔ یہ جو نوکر شاہی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! آپ مہربانی کریں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! آپ میری بات سنیں، یہ انسانی زندگیوں کا مسئلہ ہے۔ میں عرض کروں گا کہ یہ زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ اس میں ہمارے خادم اعلیٰ، معزز وزیر اعلیٰ کہتے ہیں کہ ڈینگی مکاؤ اور اس کے اشتہارات بھی چلتے ہیں لیکن لیہ شہر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کے وسط میں چار سے پانچ ایکڑ پر مشتمل پانی کا جوہڑ ہے۔ میں اس ایوان میں دو سال سے چلا رہا ہوں، میں سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کا احترام کرتا ہوں ان کو یہ یاد نہیں آیا؟ میں نے پچھلے سیشن میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی تھی کہ کوٹ سلطان کے ایک جوہڑ میں ایک بچے کی موت ہوئی تھی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کا موقع دوں گا۔۔۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ آپ Question Hour کے بعد بات کر لیں۔ اگر آپ کا اس سوال سے متعلقہ ضمنی سوال ہے تو کر لیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کر رہا ہوں۔ یہ منسٹر صاحب نئے بنے ہیں ان کو پتا نہیں ہوگا۔ اس کا جواب میرا خیال ہے کہ گوندل صاحب ہی دے دیں گے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ یہ کیا بات ہوئی؟ جی، محترم منسٹر! آپ کوئی جواب دیں؟

وزیر کانکنی ومعدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ(جناب شیر علی خان):جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے تو سردار صاحب کی باتوں کا جواب نہیں دینا چاہوں گا کیونکہ انہوں نے کوئی سوال ہی نہیں کیا۔ انہوں نے جو کہا ہے اس کا جواب لکھا ہوا ہے کہ وہ جوہڑ ریلوے لائن پر بنا ہوا ہے۔ انہوں نے خود ہی فرمادیا ہے کہ تین ڈی سی اوز بدل گئے مگر انہوں نے این او سی نہیں لیا۔ یہ اپنے good officesاستعمال کریں اور میں ان کے ساتھ چلا جاؤں گا۔ اگر ریلوے والوں سے این او سی ملے گا تو اس وقت ریلوے لائن پر کام ہو سکتا ہے ورنہ ریلوے کی لائن پر تحصیل ایڈمنسٹریشن کام نہیں کر سکتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! محترم منسٹر جائز بات کر رہے ہیں۔

وزیر کانکنی ومعدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ(جناب شیر علی خان):جناب سپیکر! انشاء اللہ آئندہ ہم اس کو resolve کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! اس کو resolve کرنے کی پوری کوشش کریں۔

وزیر کانکنی ومعدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ(جناب شیر علی خان):جناب سپیکر! میں personally اس کو take up کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ ایم پی اے موصوف کا گھر ہے۔ میرا کوئی گھر نہیں ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، آپ کا گھر نہیں ہو گا۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! kindly مجھے معزز منسٹر سے گزارش کرنے دیں کہ اس معاملے کو دو سال ہو گئے ہیں اور میں چلا رہا ہوں کہ اس پر کام کیوں نہیں ہو رہا؟ یہ سوال کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ ریلوے کالونی کا پانی ہے، یہاں غلط بیانی کی گئی ہے۔ اس ریلوے روڈ پر تین کارخانے ہیں، ایک تو مجھے یہ کہنے کے لئے شرم محسوس ہوتی ہے کہ ٹی ایم اے اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کہاں رہی ہے جب ایکٹ 2013 ہم نے پاس کر دیا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! آپ کہاں چلے جاتے ہیں؟ آپ سوال کے متعلق بات کریں اور مجھے آگے چلنے دیں۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ یہ جواب غلط ہے تو میں ان سے پوچھتا ہوں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! جی، ہاں! کیا یہاں ریلوے کالونی کا پانی نہیں آتا، کیا وہاں تین کارخانے نہیں ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! وہ پلاٹ کس کا ہے؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! وہ پی ایم ایل(ن) کے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پی ایم ایل(ن) کا کہاں سے ذکر آ گیا؟ وہ ریلوے کا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: سردار صاحب! اس کو کوئی چھیڑ نہیں سکتا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کمال ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اگر ان کا پانی بند نہیں ہو سکتا اور پراپر سیوریج میں نہیں جا سکتا تو یہ جوہڑ کیوں بنا؟

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! یہ تو منسٹر نے بات کی ہے کہ وہ اس کو take up کرتے ہیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! میں اس میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ ہمارا جواب بالکل درست ہے اور یہ سوال ہی غلط ہے۔ یہ سوال ریلوے کے متعلقہ ہے۔۔۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!۔۔۔

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! مجھے یہ گزارش کر لینے دیں اس کے بعد وہ ضرور بات کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! انہوں نے آپ کی بات سنی ہے اب آپ ان کی بات سنیں۔ اگر آپ ان کی بات نہیں سنیں گے تو بحث چلتی رہے گی۔ اس کا کوئی حل نکالیں گے۔

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! سردار صاحب سے کہیں کہ حوصلے سے میری بات سنیں۔ میں کوئی ایسی بات نہیں کر رہا، یہ اس کو personally لے رہے ہیں۔ انہوں کہا ہے کہ ان کا گھر نہیں ہے اور ہم ان کی بات مان لیتے ہیں کہ ان کا گھر وہاں نہیں ہو گا، ان کا شاید کوئی ڈیرہ ہو گا یا ان کے کسی جاننے والے کا ڈیرہ ہو گا۔ میں صرف گزارش یہ کر رہا ہوں کہ ہم اس کو ترجیحی بنیادوں پر take up کریں گے کیونکہ اس کے جواب کے اندر ایک

معزز ایم پی اے کا بھی ذکر ہے۔ اگر ان کا وہاں پر کوئی genuine problem ہے تو انشاء اللہ اس کو resolve کرنے کے لئے حکومت اپنی پوری ذمہ داری نبھائے گی۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ اس پر بہت بات ہو گئی ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میری بات سنیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! اب آپ نے اسی بات پر لگے رہنا ہے۔ وہ آپ کو گارنٹی کر رہے ہیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ یہ کوئی متعلقہ سوال نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اگر متعلقہ سوال نہ ہوتا تو ادھر نہ آتا۔

سردار شہاب الدین خان: سردار صاحب! میری بات سنیں۔ اگر وہاں ریلوے کی زمین ہے اور لوکل گورنمنٹ منسٹر غلط جواب دے، میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ اگر وہاں سیوریج بچھا دی جاتی تو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! ریلوے اس چیز کا NOC نہیں دے رہا۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اگر ریلوے NOC نہیں دے رہا تو پھر بھی پی ایم ایل (ن) کی گورنمنٹ ہے، اگر وہ اجازت نہ بھی دے تو پھر بھی وہاں پوری سیوریج لائن بچھ سکتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! اب محترم منسٹر گارنٹی کر رہے ہیں کہ وہ اس معاملے کو resolve کریں گے تو میرے خیال میں آپ کو ان کی بات مان لینی چاہئے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اگلا سوال نمبر 2114 جناب محمد عارف خان سندھیلہ صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2115 بھی جناب محمد عارف خان سندھیلہ صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2127 جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2142 چودھری اشرف علی انصاری صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2164 میاں طاہر

صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ جی، تمام سوالات مکمل ہو گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ملتان: پی پی۔194 میں سڑکوں کی تعمیر و مرمت اور مکمل کرنے کی تفصیلات

*307: جناب ظہیر الدین خان علیزئی: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔194 ملتان میں حکومت نے 12-2011 کے دوران کتنی رقم سڑکوں کی تعمیر و مرمت پر خرچ کی ہے؟

(ب) ان سڑکوں کے نام، تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ج) کون کون سی سڑکیں مکمل ہو چکی ہیں اور کن سڑکوں پر کام جاری ہے؟

(د) ان سڑکوں میں سے جو سڑکیں ابھی تک مکمل نہیں ہوئیں ان کو کب تک مکمل کر دیا جائے گا؟

(ہ) ان سڑکوں کی تعمیر و مرمت کا ٹھیکہ کن پارٹیوں کو دیا گیا ہے ان کے نام اور پتا جات بتائیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) پی پی۔194 ملتان میں سال 12-2011 کے دوران سڑکوں کی تعمیر و مرمت پر مبلغ 15.500 ملین روپے خرچ ہوئے۔

(ب) پی پی۔194 ملتان میں سال 12-2011 کے دوران جن سڑکوں کی تعمیر و مرمت ہوئی ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تمام سڑکوں پر کام مکمل ہو چکا ہے۔

(د) کوئی بھی سڑک نامکمل نہ ہے۔

(ہ) ان سڑکوں کی تعمیر و مرمت کا ٹھیکہ جن پارٹیوں کو دیا گیا تھا ان کے نام اور پتا جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ملتان: مکمل و نامکمل نالیوں، پلیوں اور سولنگ کی تفصیلات

*308: جناب ظہیر الدین خان علیزئی: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-194 ملتان 12-2011 اور 13-2012 کے دوران کتنی نالیوں، پلیوں اور سولنگ کا کام شروع کیا گیا، ان میں سے کتنی مکمل ہو چکی ہیں اور کتنی نالیوں، پلیوں اور سولنگ کا کام ابھی تک بقایا ہے یہ کب تک مکمل ہو جائے گا؟

(ب) یہ کام کن کن سرکاری افسران / اہلکاران کی زیر نگرانی کیا گیا، ان کے نام و عہدہ سے آگاہ کریں؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) پی پی-194 ٹی ایم اے شاہ رکن عالم اور بوسن ٹاؤنز کی حدود میں واقع ہے سال 12-2011 اور 13-2012 کے دوران ٹی ایم اے شاہ رکن عالم ٹاؤن نے بارہ عدد منصوبہ جات اور ٹی ایم اے بوسن ٹاؤن نے 69 منصوبہ جات برائے نالیوں، پلیوں، سولنگ کا کام شروع کیا جو کہ تمام مکمل ہو چکے ہیں۔

(ب) مندرجہ بالا کاموں کی تفصیلات و افسران / اہلکاران کے نام و عہدہ جن کی زیر نگرانی کام مکمل ہوئے تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ملتان: ضلعی حکومت کا بجٹ و آمدن کی تفصیلات

*309: جناب ظہیر الدین خان علیزئی: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلعی حکومت ملتان کا سال 11-2010 اور 12-2011 کا کل بجٹ سال وار آگاہ کریں، کتنی آمدن ضلع ھذا کو ان سالوں کے دوران کس کس مد سے ہوئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم کن کن مدات میں خرچ کی گئی، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ج) ان سالوں کے دوران اس ضلع کی یو سیز کو کس کس مد کے لئے کتنی کتنی رقم فراہم کی گئی، تفصیل یونین کونسلز وار اور سال وار فراہم کریں؟

وزیر کانکنی ومعدنیات /لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) ضلعی حکومت ملتان کا سال 11-2010اور12-2011 کا کل بجٹ سال وار اور مختلف مدات میں آمدن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

نمبر شمار	سال	Opening Balance	گرانٹ از صوبائی حکومت	OSR (لوکل آمدن)	کل آمدن	خرچ
1	2010-11	1134.000	6440.582	201.000	7775.582	7104.704
2	2011-12	1316.766	6821.404	277.071	8415.241	7422.009

صوبائی حکومت سے موصولہ گرانٹ کی تفصیل حسب ذیل ہے:

نمبر شمار	مدات	سال11-2010	سال12-2011
1	PFCایوارڈ	5228.730	6200.235
2	ٹائیڈ گرانٹ	800.000	209.317
3	CDGشیئر	411.582	411.852
	میزان	6440.582	6821.404

لوکل آمدن(OSR) کی سال وار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان سالوں کے دوران رقم مندرجہ ذیل مدات میں خرچ کی گئی۔

نمبر شمار	مدات	سال11-2010	سال12-2011
1	تنخواہ	4971.582	5704.956
2	غیر ترقیاتی اخراجات	543.610	593.362
3	ترقیاتی اخراجات	908.705	522.980

(ج) ضلعی حکومت ملتان کو فراہم کی گئی رقم یونینز وار اور سال وار اور مد وار کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	سال	تعداد یوسی	سالانہ رقم	مد	ماہانہ رقم فی یوسی	ہیڈ آف اکاؤنٹ
1	2010-11	129	170.792	تنخواہ/ غیر ترقیاتی	110331/-	AO5207یونین ایڈمنسٹریشن
2	2011-12	129	168.108	تنخواہ/ غیر ترقیاتی	108536/-	AO5207یونین ایڈمنسٹریشن

سالانہ رقم کی یونین کونسلز وار تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جہلم: مفاد عامہ کے خلاف زبردستی گلی بند کرنے والے اہلکاران کے خلاف کارروائی کی تفصیلات

*313: جناب ظہیر الدین خان علیزئی: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بحکم ڈی سی او جہلم مورخہ 24-جنوری 2012 کو ٹی ایم اے جہلم کے اہلکار E/I نے طارق آباد داخلی چٹن رہتاس روڈ جہلم میں واقع پانچ مرلہ کالونی (بھٹو سکیم) کی گلی زبردستی بند کی گئی، گلی کا ذاتی طور پر معائنہ کیا اور ٹی او آر کو رپورٹ دی کہ گلی بند کرنے کی شکایت درست ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمانہ کارروائی کے بعد مورخہ 15-فروری 2012 کو بحکم ٹی او آر جہلم مذکورہ دیوار گرا کر راستہ کھول دیا گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اہل محلہ نے اسی رات ایک دفعہ پھر دیوار بنا کر راستہ بند کر دیا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ گلی بند کرنے کی اطلاع پر محکمہ نے تاحال کوئی کارروائی نہ کی ہے؟

(ہ) کیا حکومت مفاد عامہ کے تحت راستہ کو دوبارہ بند کر کے حکومتی رٹ کو چیلنج کرنے والے افراد کے خلاف کارروائی کرنے اور بند راستہ کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) درست ہے کہ انکروچمنٹ انسپکٹر نے احکام بالا کے حکم پر موقع ملاحظہ کیا۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) درست ہے۔

(ہ) گلی دوبارہ کھول دی گئی ہے اور ذمہ داران کے خلاف FIR نمبر 449 مورخہ 13-09-26 کو درج کروا دی گئی ہے۔

ضلع جہلم: موضع نوگراں میں گلیوں اور نالیوں کے پختہ کرنے کے منصوبہ جات کی تفصیلات

*1215: **محترمہ راحیلہ انور:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل و ضلع جہلم کے گاؤں موضع نوگراں میں اپریل2008 تا مارچ2013 گلیاں اور نالیاں پختہ کرنے کے کل کتنے منصوبہ جات منظور ہو کر مکمل ہوئے نیز ہر ایک منصوبہ میں پختہ کی گئی ہر گلی کی نشاندہی فرمائیں؟

(ب) مذکورہ ہر ایک منصوبہ کتنی مالیت کا تھا، ہر ایک منصوبہ کی اسٹیمیٹ کی کاپی فراہم کریں نیز ہر ایک منصوبہ میں پختہ کی گئی گلی اور نالیوں کی لمبائی اور چوڑائی علیٰحدہ علیٰحدہ بیان فرمائیں؟

(ج) مذکورہ ہر ایک منصوبہ کے ٹھیکیدار کا نام و پتا نیز ہر ایک منصوبہ کے آغاز و تکمیل کی تاریخیں علیٰحدہ علیٰحدہ بیان فرمایئں؟

(د) مذکورہ ہر ایک منصوبہ کے تکمیل پر ٹھیکیدار کو ادائیگی سے پہلے محکمہ کے جس جس اہلکار نے اسٹیمیٹ کے مطابق کام تسلی بخش مکمل ہونے کا سرٹیفکیٹ جاری کیا، ان کے نام و عہدہ سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) موضع نوگراں میں اپریل2008 تا مارچ2013 ٹی ایم اے جہلم نے گلیاں اور نالیاں پختہ کرنے کے تین منصوبہ جات مکمل کیئے۔ تفصیل درج ذیل ہے:

سیریل نمبر	نام منصوبہ	پختہ کی گئی گلیوں کی تفصیل
1	تعمیر گلی و نالی موضع نوگراں امجد کیانی	(1) چودھری اسماعیل ہاؤس تا لیاقت ہاؤس
		(2) صوبیدار الطاف تا چودھری لیاقت ہاؤس
		(3) اللہ دتہ ہاؤس تا مین گلی
		(4) گلی راجہ امجد والی
2	تعمیر گلی و نالی موضع نوگراں	(1) محبوب احمد ہاؤس والی گلی
		(2) راجہ بشارت لمبر دار والی گلی
		(3) مسجد والی گلی
		(4) فاروق والی گلی
		(5) لیڈی کونسلر والی گلی مین گلی
		(6) ملحقہ لنک گلی
3	تعمیر گلی و نالی موضع نوگراں	(1) مین سٹریٹ مسجد والی

(ب) پختہ کی گئی گلی اور نالیوں کی لاگت درج ذیل ہے:

سیریل نمبر	نام گلی	لاگت
1	تعمیر گلی و نالی موضع نوگراں امجد کیانی	8لاکھ
2	تعمیر گلیاں و نالیاں موضع نوگراں	14لاکھ
3	تعمیر گلی و نالی موضع نوگراں	5لاکھ

(ہر منصوبہ میں گلیوں ونالیوں کی تفصیل کے لئے جملہ اسٹیمیٹ
تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں)

(ج) منصوبہ کے ٹھیکیداران کے نام وپتا اور ہر ایک منصوبے کی آغاز و تکمیل کی تاریخ درج ذیل ہے:

سیریل نمبر	نام گلی	نام وپتا ٹھیکیدار	کام شروع کرنے کی تاریخ	کام مکمل کرنے کی تاریخ
1	تعمیر گلی ونالی موضع نوگراں امجد کیانی	قیصر عزیز پتا، ٹی ایم اے، جہلم	21-06-2010	12-07-2010
2	تعمیر گلیاں ونالیاں موضع نوگراں	قیصر عزیز، ٹی ایم اے، جہلم	20-09-2010	08-12-2010
3	تعمیر گلی ونالی موضع نوگراں	قاسم رضا، ٹی ایم اے	13-02-2013	04-04-2013

(د) محکمہ کے متعلقہ اہلکاران کے نام وعہدہ درج ذیل ہیں:

سیریل نمبر	نام گلی	نام وعہدہ
1	تعمیر گلی ونالی موضع نوگراں امجد کیانی	1)ریاض احمد، سب انجینئر/ATO(I&S)ٹی ایم اے، جہلم 2)صفدر اللہ وڑائچ،TO(I&S)ٹی ایم اے، جہلم
2	تعمیرPCCگلی ونالی موضع نوگراں	1)راحیل کیانی سب انجینئر ٹی ایم اے، جہلم 2)ملک شکیل انجم اعوان ATO(I&S)ٹی ایم اے، جہلم 3)صفدر اللہ وڑائچ TO(I&S)ٹی ایم اے، جہلم
3	تعمیر گلی ونالی موضع نوگراں	1)راحیل کیانی سب انجینئر ٹی ایم اے، جہلم 2)ریاض احمد، سب انجینئر/ATO(I&S)ٹی ایم اے، جہلم 3)عشرت اللہ خان،TO(I&S)ٹی ایم اے، جہلم

ملتان شہر: ٹرانسپورٹ کمپنیوں کو فراہم کئے گئے اڈے ودیگر تفصیلات

*433: **جناب ظہیر الدین خان علیزئی**: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ملتان شہر میں کس کس ٹرانسپورٹ کمپنی کے مالکان کو اڈے فراہم کئے گئے ہیں، مالکان کے نام مکمل تفصیل کے ساتھ فراہم کریں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے بغیر کسی criteria کے پرائیویٹ مالکان کو اڈے دیئے ہوئے ہیں؟

(ج) محکمہ ان اڈوں سے ٹیکس کی وصولی کس حساب سے کرتا ہے؟

(د) ان اڈوں پر دوسرے شہروں کو جانے والی بسیں کتنی تعداد میں چل رہی ہیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) زیر قاعدہ253اورA-253 موٹر وہیکل رولز مجریہ1969 کے تحت پرائیویٹ مالکان کو ڈی کلاس سٹینڈ لائسنس کی اجازت ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی دیتی ہے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام مالک	کمپنی سٹینڈ	کیفیت
1	ملک زوار حسین	حسنین ٹریول سروس بہاولپور روڈ ملتان	زیر تعمیر
2	چوہدری ارشاد حسین	مدینہ ٹریول سروس وہاڑی چوک ملتان	25بس+25کوسٹر
3	چوہدری بشیر احمد	یٰسین ٹریول سروس وہاڑی چوک ملتان	20بس
4	شیخ نواز اکرم	نواز اکرم ٹریول سروس قذافی چوک ملتان	30بس
5	واصف زمان	رہبر ٹریول سروس خانیوال روڈ ملتان	20بس
6		ڈائیوو ایکسپریس خانیوال روڈ ملتان	30بس
7	چوہدری محمد شہباز	الشہباز ٹریول سروس ڈیرہ اڈا ملتان	75ویگن
8	ملک محمد یوسف	العباس ٹریول سروس ڈیرہ اڈا ملتان	40ویگن
9	شیخ محمد اکرم	شالیمار ٹریول سروس ڈیرہ اڈا ملتان	50ویگن

(ب) درست نہ ہے زیر قاعدہ253اورA-253 موٹر وہیکل رولز مجریہ1969 کے تحت criterion مقرر ہے جس کے تحت جگہ، پارکنگ، انتظار گاہ زنانہ / مردانہ، لیٹرین شیڈ، بکنگ آفس، مسافروں کے لئے پانی وغیرہ کا انتظام ہونا ضروری ہے۔

(ج) یہ کہ قاعدہ(5)253 کے تحت DRTA سی کلاس جنرل بس سٹینڈ کے لئے اڈا فیس مقرر کرتی ہے جو کہ متعلقہ ٹی ایم اے یا سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ وصول کرتی ہے پرائیویٹ آپریٹرز ڈی کلاس سٹینڈ نئے لائسنس کے اجراء کے لئے پچاس ہزار روپے فیس ادا کرتے ہیں اور سالانہ رینیول فیس مبلغ پچیس ہزار روپے وصول کی جاتی ہے۔

(د) ان اڈوں سے چلنے والی بسوں کی تعداد95اور ویگنوں کی تعداد245 ہے۔

فیصل آباد: پی پی-69 میں یو سیز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1276: میاں طاہر: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-69 فیصل آباد میں کتنی یو سیز ہیں ان کے نمبرز اور نام کیا ہیں؟

(ب) کیا ہر یو سی میں واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ لگے ہوئے ہیں جن میں یہ پلانٹ نہیں ہیں اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ج) ہر پلانٹ کا تخمینہ لاگت اور یہ کب لگائے گئے تھے؟

(د) اس وقت کون کون سا پلانٹ کس کس بناء پر کب سے بند ہے اور اس کو چالو نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ اس حلقہ کی آبادی کے مطابق یہ پلانٹ ناکافی ہیں؟

(و) حکومت اس حلقہ میں مزید کتنے پلانٹ کب تک لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) پی پی۔69 فیصل آباد میں 12 یو سیز ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	یو سی نمبر	نام
1	238	محلہ الٰہی آباد سٹی فیصل آباد
2	241	پیپلز کالونی نمبر 02 فیصل آباد
3	242	سرفراز کالونی فیصل آباد
4	243	علامہ اقبال کالونی فیصل آباد
5	244	علامہ اقبال کالونی علی پارک
6	245	ذوالفقار کالونی فیصل آباد
7	249	ساہیوال وال RB/225 فیصل آباد
8	250	محلہ فاروق آباد سمندری روڈ فیصل آباد
9	251	شالامار پارک
10	252	آبادی وزیر خان والی
11	253	ڈی ٹائپ کالونی فیصل آباد
12	254	سند ھو ٹاؤن نزد کوکا کولا فیکٹری

(ب) پی پی۔69 کی یونین کونسل نمبر 252 اور یونین کونسل نمبر 253 میں واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ لگے ہوئے ہیں جبکہ بقیہ یو سیز میں گورنمنٹ کی طرف سے فنڈز نہ ملنے کی بناء پر واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ نہ لگے ہیں۔

(ج) ہر پلانٹ کا تخمینہ لاگت مبلغ-/40,00,000 روپے ہے جس میں سول ورک، فاؤنڈیشن، کمرہ، سیوریج وغیر شامل ہیں۔ مذکورہ پلانٹ مالی سال 12-2011 میں لگائے گئے تھے۔

(د) حلقہ پی پی۔69 میں صرف دو واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ ہیں جو کہ چالو حالت میں ہیں۔

(ہ) درست ہے مذکورہ آبادی کے لحاظ سے ناکافی ہیں۔

(و) اس پر کام ہو رہا ہے کوشش ہے کہ جلدی لگا دیئے جائیں گے۔

لاہور: راجگڑھ میں صفائی کی ابتر صورتحال کی تفصیلات

*1343: جناب جاوید اختر: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) راج گڑھ لاہور کے علاقہ میں صفائی کے لئے کتنے اہلکاران کام کر رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ علاقہ میں جگہ جگہ گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں اور ان کو اٹھانے والا کوئی نہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک موقر اخبار "نوائے وقت" کی خبر مورخہ 13-07-09 کے مطابق مذکورہ علاقہ کی گلی نمبر 80 اور مین بازار راج گڑھ میں صفائی نہ ہونے کی وجہ سے تعفن پھیل رہا ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ علاقہ میں صفائی کے نظام کو بہتر کرنے کے لئے کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) راج گڑھ کا علاقہ جو کہ داتا گنج بخش ٹاؤن زون نمبر 16 میں ہے تین یونین کونسلز سے منسلک ہے اس میں 30 سینٹری ورکرز اپنی اپنی بیٹس میں ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ مذکورہ علاقہ میں صفائی کا کام روزانہ کی بنیاد پر بخوبی سرانجام دیا جا رہا ہے۔ کسی قسم کے گندگی کے ڈھیر نہ لگنے دیئے جاتے ہیں اور صفائی سے متعلق کسی بھی قسم کی شکایت کا فوری ازالہ کیا جاتا ہے۔ اہلیان علاقہ صفائی کی صورتحال پر مطمئن ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ بحوالہ مذکورہ خبر اشاعت "روزنامہ نوائے وقت" مورخہ 13۔07۔09 بذریعہ خصوصی صفائی مہم گلی نمبر 80 اور مین بازار راج گڑھ سے گندگی کے ڈھیر تلف کر دیئے گئے ہیں جس کی تصاویر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) حکومت پنجاب نے صفائی کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی ہے اور مزید برآں LWMC کے تعاون سے ترک کمپنی Ozpak اور Albayrak متعارف کروائی ہیں جو کہ پورے لاہور میں اپنا کام احسن طریق کار سے عالمی معیار کو مدنظر رکھتے ہوئے بخوبی سرانجام دے رہی ہیں جس کا ثبوت عیدالاضحیٰ 2013 ہے جس موقع پر مذکورہ بالا کمپنیوں کے تعاون سے صفائی کے پچھلے تمام ریکارڈ ٹوٹ گئے ہیں۔

گوجرانوالہ: سڑکوں کی مرمت کی تفصیلات

*1468: جناب جاوید اختر: کیاوزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک مؤقر اخبار "جنگ" کی خبر مورخہ 13-07-16 کے مطابق گوجرانوالہ کمشنر روڈ، بخاری روڈ نزد پاسپورٹ آفس والی سڑکیں جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سڑکوں کی ٹوٹ پھوٹ کے باعث یہاں پر سیوریج و بارش کا پانی کھڑا رہتا ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ سڑکوں کو فوری طور پر ٹھیک کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر کانکنی ومعدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ کمشنر روڈ، بخاری روڈ، نزد پاسپورٹ آفس والی سڑکیں جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کیونکہ مین ہولوں کا لیول اونچا ہے اور سڑک کا لیول نیچا ہے جس کی وجہ سے پانی مین ہولوں میں نہ گیا اور سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی۔

(ج) ڈسٹرکٹ روڈز کے محکمہ نے کمشنر روڈ پر کنکریٹنگ کا تخمینہ لاگت دے دیا ہے اور اس کی منظوری جلد ہونے کی توقع ہے جونہی اس کی منظوری ہوئی اور فنڈ دستیاب ہو گئے تو کمشنر روڈ پر کنکریٹ کر دی جائے گی۔ بخاری روڈ محکمہ پی ڈبلیو ڈی نے تعمیر کی ہے اور اس کے بعد سیوریج ڈالنے کی وجہ سے سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی تاہم ایم ڈی واسا گوجرانوالہ کو سڑک ہذا کی مرمت کے لئے مراسلہ ارسال کر دیا ہے۔

ضلع اوکاڑہ: حویلی لکھا شہر کی سڑکوں کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*1547: محترمہ لبنیٰ ریحان: کیاوزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) میونسپل ٹاؤن حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ نے گزشتہ پانچ سالوں کے دوران شہر کی کتنی نئی سڑکوں کی تعمیر کی اور ان پر کتنے کتنے اخراجات ہوئے سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران شہر کی کتنی سڑکوں کی مرمت وپیچ ورک کیا گیااوران پر کتنے کتنے اخراجات ہوئے سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) ان سڑکوں کی تعمیر ومرمت کی نگرانی کن کن افسران واہلکاران نے کی اور اس کی فائنل انسپکشن کون کون سی اتھارٹیز نے کی،ان کے نام،عہدہ وگریڈ سے آگاہ کریں؟

(د) کیامذکورہ میونسپل ٹاؤن نے گزشتہ پانچ سالوں کاآڈٹ کروایایہ آڈٹ کن کن افسران نے کیا اورآڈٹ افسران نے کون کون سے آڈٹ اعتراضات اٹھائے۔کیاان بے قاعدگیوں کے ذمہ داران کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے۔اگرہاں توان سے ایوان کوآگاہ کریں؟

(ہ) اگران سالوں میں آڈٹ نہیں کروایاگیاتواس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیر کانکنی ومعدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ(جناب شیر علی خان):

(الف) حویلی لکھا شہر ضلع اوکاڑہ میں درج ذیل سڑک کی تعمیر کاکام لوکل گورنمنٹ اوکاڑہ نے 13-2012 میں کرایاہے تعمیر پختہ سڑک از منور شہید چوک تاپل راجباہ شکورآباد حویلی لکھا جس پر 2.000 ملین لاگت آئی۔

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران سڑکوں کی مرمت وپیچ ورک کاکوئی کام نہ کیا گیا۔

(ج) مذکورہ بالاسڑک کی تعمیر ومرمت کی نگرانی اوراس کی فائنل انسپکشن مندرجہ ذیل افسران نے کی۔

(1) ادریس احمد بودلہ،ایکسئین(BS.18)

(2) محمداشفاق،اسسٹنٹ انجینئر(BS.17)

(3) محمداسلم سب انجینئر(BS.11)

(د) دفترہذاکاآڈٹ سالانہ بنیاد پرآڈیٹر جنرل آڈٹ ڈیپارٹمنٹ باقاعدگی سے کرتاہے اورسڑک مذکورہ کے متعلقہ کوئی آڈٹ اعتراض نہ اٹھایاگیاہے۔

(ہ) ایضاً

ضلع اوکاڑہ:کمرشلائزیشن فیس کی وصولی ودیگر تفصیلات

*1550: محترمہ لبنیٰ ریحان: کیاوزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) میونسپل ٹاؤن حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ نے گزشتہ پانچ سالوں کے دوران کتنی کتنی کمرشلائزیشن فیس کن کن سے وصول کی، اس کی سال وار تفصیل سے آگاہ کریں۔

(ب) اس فیس کی وصولی کے لئے کتنے انسپکٹرز کام کر رہے ہیں، کیا فیس کی وصولی میں گزشتہ پانچ سالوں کے دوران بتدریج اضافہ ہوا یا کمی، اگر کمی ہوئی تو اس کی وجوہات سے آگاہ کریں۔

(ج) اس ٹاؤن میں سینٹری انسپکٹر کون ہے، اس کا نام اور وہ کتنے عرصہ سے اس جگہ پر تعینات ہے؟

(د) قواعد کے مطابق مذکورہ سینٹری انسپکٹر کتنے عرصہ تک ایک جگہ پر تعینات رہ سکتا ہے؟

(ہ) سینٹری انسپکٹر کے ماتحت صفائی کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں اور ان میں کتنے ملازمین افسران کے گھروں میں کام کر رہے ہیں؟

(و) کیا یہ درست ہے کہ پورے شہر میں جگہ جگہ گلی گلی گندگی کے ڈھیر پڑے رہتے ہیں لیکن ان کو اٹھانے والا کوئی نہیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) ٹی ایم اے نے اس مد میں 4924371 روپے وصول کئے ہیں جس کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس فیس کی وصولی کے لئے صرف ایک انسپکٹر کام کر رہا ہے فیس کی وصولی میں سالہا سال اضافہ ہوا ہے۔

(ج) سی او یونٹ حویلی لکھا میں ہدایت اللہ انجم بطور سینٹری انسپکٹر عرصہ چھ ماہ سے تعینات ہے۔

(د) لوکل گورنمنٹ قواعد کے تحت عرصہ تعیناتی کی کوئی قید نہ ہے۔

(ہ) سینٹری انسپکٹر کے ماتحت 90 ملازمین شعبہ صفائی میں کام کر رہے ہیں کوئی بھی ملازم کسی افسر کے گھر کام نہ کر رہا ہے۔

(و) شہر میں روزانہ کی بنیاد پر صفائی کروائی جاتی ہے اور روزانہ ہی کوڑے کے ڈھیر اٹھائے جاتے ہیں۔

ضلع اوکاڑہ: ملازمین کی تعیناتی و کارکردگی کی تفصیلات

*1577: **جناب ظہیر الدین خان علیزئی**: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) میونسپل ٹاؤن حویلی لکھا اوکاڑہ میں چیف آفیسر کا نام کیا ہے اور وہ یہاں پر کب سے تعینات ہیں۔ان کو تعینات کرنے والی اتھارٹی کون ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ چیف آفیسر میونسپل ٹاؤن حویلی لکھا اوکاڑہ عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں کیا یہ قواعد وضوابط کے برعکس نہ ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو ان کو حکومت یہاں سے فوری ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) مذکورہ ٹاؤن میں کتنے ملازمین کس کس گریڈ کے کب سے تعینات ہیں؟

وزیر کانکنی ومعدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) میونسپل ٹاؤن (سی۔اویونٹ) حویلی لکھا میں چیف آفیسر کی اسامی اس وقت خالی ہے ایڈمنسٹریٹر/ٹی ایم اے دیپالپور نے مقامی / عارضی طور پر دفتری امور چلانے کے لئے ملک محمد ایوب، ریونیو آفیسر کو انتظامی امور دے رکھے ہیں ریگولر چیف آفیسر کی تعیناتی کی اتھارٹی سیکرٹری لوکل گورنمنٹ اینڈ کمیونٹی ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے مورخہ 13-09-26 تک ریگولر چیف آفیسر مسٹر منیر احمد پراچہ تعینات رہے جبکہ ان کی یہاں پر تعیناتی کا عرصہ از مورخہ 13-03-01 تا 13-09-26 (6 ماہ 25 دن) ہے۔

(ج) میونسپل ٹاؤن (سی۔اویونٹ) حویلی لکھا جنرل برانچ میں ملازمین کی تعداد چھ ہے تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ان کی بھرتی مقامی ڈومیسائل کی بنیاد پر کی جاتی ہے لہٰذا ان کا تبادلہ مذکورہ میونسپل ٹاؤن میں ہی موجودہ سیٹ پر انتظامی طور پر ہی ہوتا ہے۔

لاہور: یوسی۔38 چیچاں والا سٹاپ تا بابا نواں والا چوک روڈ کی تعمیر کا معاملہ

*1604: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور یوسی۔38 چیچاں والا سٹاپ تا بابا نواں والا چوک سڑک کی کل لمبائی اور چوڑائی کتنی ہے؟

(ب) اس سڑک کی آخری مرتبہ کب تعمیر ومرمت کی گئی اور اس پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ج) مذکورہ سڑک کی تعمیر ومرمت کا ٹھیکہ کس کو دیا گیا؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک اس وقت ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟
(ہ) کیا حکومت اس کی تعمیر ومرمت کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر کانکنی ومعدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) لاہور کی یونین کونسل نمبر 38 چیچاں والا سٹاپ تا بابا نواں والا چوک سڑک کی کل لمبائی 1740 فٹ ہے اور چوڑائی 40 فٹ ہے۔
(ب) اس سڑک کی آخری مرتبہ 10-2009 میں مرمت کروائی گئی اور اس پر مبلغ۔/1150000 روپے خرچ ہوئے۔
(ج) مذکورہ سڑک کی تعمیر ومرمت کا ٹھیکہ اعجاز انجینئرنگ ورکس، پروپرائیٹر محمد اعجاز طارق ولد محمد اسحاق کو دیا گیا۔
(د) درست ہے۔
(ہ) جی ہاں! فنڈز کی دستیابی پر فوراً سڑک کی تعمیر ومرمت کروادی جائے گی۔

لاہور: یونین کونسل نمبر 37 محلہ آصف کالونی کے مین بازار کی سڑک کی تعمیر کا معاملہ

*1626: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔144 یونین کونسل نمبر 37 واہگہ ٹاؤن لاہور محلہ آصف کالونی کا مین بازار ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟
(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سڑک کی تعمیر ومرمت کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر کانکنی ومعدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) درست ہے۔
(ب) مذکورہ سڑک میں سیوریج سسٹم واسا نے اور سوئی گیس کی پائپ لائن محکمہ نے بچھانی ہے جیسے ہی یہ محکمہ جات اپنے کام مکمل کر لیں گے تو سڑک ہذا کی تعمیر ومرمت کا کام ٹی ایم اے اپنے بجٹ سے کروادے گی۔

سیالکوٹ: تحصیل ڈسکہ کو سکر مشین کی فراہمی کی تفصیلات

*1726: جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ): کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سیالکوٹ ڈسکہ پنجاب کی ایک بہت بڑی تحصیل ہے، جس کا سیوریج کا سسٹم ناکام ہو چکا ہے سیوریج سسٹم کو چلانے کے لئے ایک sucker machine کی سخت ضرورت ہے؟

(ب) کیا حکومت اس تحصیل ہیڈکوارٹر کے لئے sucker machine دینے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ سیوریج سسٹم کو کامیاب کر کے شہر کے مسائل پر قابو پایا جاسکے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) یہ درست ہے کہ ڈسکہ پنجاب کی ایک بڑی تحصیل ہے تاہم اس کا سیوریج سسٹم سال 2008-09 میں محکمہ پبلک ہیلتھ نے مکمل کیا اور ٹی ایم اے ڈسکہ کے حوالے کر دیا۔ سیوریج سسٹم ناکام نہ ہوا ہے تاہم سیور کی صفائی نہ ہونے کی وجہ سے بسا اوقات مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ب) ٹی ایم اے ڈسکہ نے اس مسئلہ کو مستقل طور پر حل کرنے کے لئے ایک عدد Sucker اور Jetting مشین خرید لی ہے جس سے ڈسکہ سٹی کا سیوریج نظام بہتر ہو گیا ہے۔

سیالکوٹ: ڈسپوزل ورکس کو آبادی سے باہر منتقل کرنے کی تفصیلات

*1727: جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ): کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ ڈسکہ میں عوامی روڈ ڈسکہ پر آج سے 25 سال پہلے ڈسپوزل ورکس بنایا گیا تھا جو کہ اب رہائشی آبادی کے درمیان آ چکا ہے اور لوگوں کا بدبو کی وجہ سے رہائش رکھنا محال ہے نیز یہ کہ ڈسپوزل ورکس خستہ حال ہو چکا ہے جب بارش ہوتی ہے تو موٹروں والے کمروں میں پانی داخل ہو جاتا ہے موٹریں جل جاتی ہیں اور نظام رک جاتا ہے؟

(ب) ٹی ایم اے عوامی روڈ ڈسکہ والے ڈسپوزل ورکس کو وہاں سے کب تک شفٹ کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) یہ درست ہے کہ ڈسکہ سٹی میں عوامی روڈ ڈسکہ پر ڈسپوزل ورکس بہت پرانا ہے اور یہ شہری آبادی میں آچکا ہے اور اس کی بدبو بھی ہے اور بارش کی وجہ سے موٹروں والے کمرہ میں پانی کھڑا ہو جاتا ہے لیکن اب نیا پمپ ہاؤس تعمیر ہو چکا ہے اور بہتر طریقہ سے کام کر رہا ہے جس وجہ سے اب نکاسی آب کے نظام کا کوئی مسئلہ نہ ہے۔

(ب) ڈسپوزل ورکس کو راجہ گھمان سائفن کے قریب شفٹ کرنے کے لئے محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے چھ کروڑ روپے کا تخمینہ تیار کیا تھا لیکن فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے یہ منصوبہ پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا۔ ٹی ایم اے ڈسکہ کے مالی وسائل بہت محدود ہیں تاہم محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کو درخواست کی گئی ہے کہ عوام الناس کی خاطر مذکورہ ڈسپوزل کی جگہ فی الفور تبدیل کی جائے کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور: پیدائشی سرٹیفکیٹ کی فیس بڑھانے کی تفصیلات

*1890: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے پیدائش کے سرٹیفکیٹ کی فیس جو 300روپے تھی، بڑھا کر 650روپے کر دی ہے؟

(ب) کیا اس فیس کے بڑھائے جانے کا اطلاق صوبہ کے تمام اضلاع میں بلا تفریق کیا جا رہا ہے یا کہ صرف ابتدائی مراحل میں صرف لاہور ہی میں ہے؟

(ج) کیا حکومت اضافہ ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس فیس کے بڑھائے جانے کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) درست نہ ہے کوئی اضافہ نہ کیا گیا ہے۔

(ب) جواب جز (الف) کے مطابق ہے۔

(ج) ایسا کوئی اضافہ کیا ہی نہیں گیا تو ختم کرنے کا معاملہ غیر متعلقہ ہو جاتا ہے۔

ضلع لاہور: موبائل فون ٹاورز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1894: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں 2012 کے دوران موبائل فون ٹاورز کی تعداد کیا تھی اور اب کتنی ہے؟

(ب) کیا تمام ٹاورز حکومت کی پالیسی، قانون اور شرائط کے مطابق نصب ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ رہائشی کالونیوں اور گھروں کی چھتوں پر انسٹال کئے گئے انٹینا کی radiation سے انسانی صحت پر مضر صحت اثرات پڑ رہے ہیں؟

(د) کیا حکومت ایسے اقدامات اٹھانے کو تیار ہے کہ مذکورہ ٹاورز اور انٹینے کمپنیاں رہائشی بستیوں سے شفٹ کر کے کھلے ایریاز میں انسٹال کریں، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) BTSٹاورز 2003تا2012 کے دوران لگائے گئے اس سلسلے میں لوکل گورنمنٹ کی پہلی پالیسی 21-اکتوبر 2006 اور دوسری جنوری 2009 اور تیسری 12-اگست 2013 کو جاری کی گئی۔ 2012 کے بعد بہت کم تعداد میں ٹاورز لگائے گئے۔ اندازاً اب تک کمپنیوں کے ٹاورز کی تعداد درج ذیل ہے:

زونگ700، موبی لنک750، ٹیلی نار 720، وارد، 550،یو فون 600،ورلڈ کال 126، PTCL 50،Wi Tribe 130،اس طرح لگنے والے ٹاورز کی تعداد تقریباً4626 ہے۔

(ب) کچھ ٹاورز تو حکومت کی پالیسی قانون اور شرائط کے مطابق نصب ہیں جبکہ کچھ ٹاورز کمپنیوں نے محکمہ جات کی اجازت کے بغیر نصب کر رکھے ہیں پالیسی کے مطابق این او سی محکمہ ماحول سول ایوی ایشن اتھارٹی (صرف زیادہ اونچائی اور ایئرپورٹ کے قریب کی صورت میں متعلقہ ٹی ایم اے سے درکار ہوتا ہے چونکہ BTSٹاورز کے سلسلے میں مختلف محکمہ جات کے قواعد وضوابط پہلے سے موجود نہ تھے اس لئے زیادہ تر ٹاورز زمین مالکان اور کمپنیوں کے درمیان معاہدوں کی صورت میں لگائے گئے موجودہ پالیسی کے مطابق ٹاورز صرف اور صرف کمرشل عمارت پر ہی لگائے جا سکتے ہیں۔

(ج) بی ٹی ایس ٹاورز کی کمیونیکشن فریکوئنسی (مواصلاتی فریکوئنسی) ہر کمپنی کے لئے وفاقی حکومت کا فریکوئنسی ایلوکیشن بورڈ منظور کرتا ہے جو کہ پی ٹی سی ایل کا ایک ذیلی ادارہ ہے مواصلاتی

مقاصد کے لئے اس فریکوئنسی کی پوری دنیا میں قانونی اجازت ہے تکنیکی طور پر non frequencyآئیونائزنگ ریڈی ایشن ہے جو کہ برقی مقناطیسی نوعیت کی ہوتی ہیں اور اس کے ابھی تک کوئی مضر صحت اثرات سامنے نہ آئے ہیں۔

(د) تکنیکی بنیادوں پر ٹاورز کے نیٹ ورک کی جگہ مخصوص ہوتی ہے جس میں ردوبدل کی بہت کم گنجائش ہوتی ہے اس لئے ٹاورز کو شہری آبادی سے باہر منتقل کرنا تکنیکی بنیادوں پر ممکن نہ ہے۔

فیصل آباد: پی پی۔58 کی سڑکوں کی تفصیلات

*1916: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔58 فیصل آباد میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی کون کون سی سڑکیں ہیں، ان کے نام اور لمبائی بتائیں؟

(ب) ان میں سے کتنی سڑکیں پختہ ہیں یہ کب پختہ کی گئی تھیں، ان کے نام اور لمبائی بیان کریں؟

(ج) ان پختہ سڑکوں میں سے کس کس سڑک کی حالت مخدوش ہے ان کے نام اور لمبائی بتائیں؟

(د) ان مخدوش سڑکوں کی سالانہ مرمت پر سال08-2007 سے آج تک سال وار کتنی رقم خرچ کی گئی ہے، تفصیل سڑک وار بتائیں؟

(ہ) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ اس حلقہ کی اکثر سڑکوں کی حالت انتہائی خراب ہے اور ان کی مرمت پر کوئی رقم خرچ نہ ہوئی ہے اگر ہوئی ہے تو صرف کاغذوں تک ہوئی ہے موقعہ پر کوئی کام نہ کروایا گیا ہے؟

(و) کیا حکومت اس کی تحقیقات انٹی کرپشن پنجاب کے انجینئرنگ ونگ سے کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر کانکنی ومعدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) پی پی۔59 فیصل آباد میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی 70سڑکات ہیں ان کے نام اور لمبائی کی تفصیلات تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام70 سڑکات پختہ ہیں۔

(ج) 70سڑکات میں سے 6سڑکیں مخدوش حالت میں ہیں جن کی تفصیل تتمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان مخدوش سڑکات کی سالانہ مرمت08۔2007سے آج تک سال وار خرچ کی جانے والی رقوم کی تفصیلات تتمہ (ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) درست نہ ہے۔

(و) کرپشن کے بارے میں شواہد موصول نہ ہوئے ہیں۔

لاہور:یونین کونسلز نمبر۔45اور46کو فنڈز کی فراہمی و سڑکوں کی تعمیر کی تفصیلات

*1960: مہر خالد محمود سرگانہ :کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یونین کونسلز نمبر45اور46لاہور کو پچھلے تین سالوں کے دوران کل کتنے فنڈز فراہم کئے گئے،سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ان یو سیز میں کن کن علاقوں کی کون کون سی سڑکیں پختہ کی گئیں اور ان پر کتنے کتنے اخراجات ہوئے،سڑک وار اور سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) ان سڑکوں کی موجودہ صورتحال کیا ہے،آگاہ فرمائیں؟

(د) ان سڑکوں کی تعمیر کی فائنل انسپکشن اور چیکنگ کن افسران نے کی،ان کے نام و عہدہ گریڈ سے آگاہ کریں؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ ان میں اکثر سڑکیں انتہائی خستہ حال ہو چکی ہیں اور جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں اتنے کم عرصہ کے دوران ان سڑکوں کی ٹوٹ پھوٹ کی کیا وجوہات ہیں ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر کانکنی و معدنیات /لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) یونین کونسل نمبر45اور46لاہور کو پچھلے تین سالوں کے دوران فراہم کئے گئے فنڈ کی سال وار تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	سال	فنڈز برائے یونین کونسل 45	فنڈز برائے یونین کونسل46
1	2010۔11	34,06,410/۔	28,09,086/۔
2	2011۔12	31,99,992/۔	34,87,663/۔
3	2012۔13	34,66,659/۔	29,33,326/۔

(ب) یونین کونسل نمبر45اور 46 میں کوئی سڑک پختہ نہ کی گئی جبکہ یونین کونسل نمبر45 میں مندرجہ ذیل گلیاں پختہ کی گئی ہیں۔

نمبر شمار	نام سڑک / گلی	لاگت
1	تعمیر گلی نمبر ۴ میاں کالونی حصہ اول	100000
2	تعمیر گلی نمبر ۴ میاں کالونی حصہ دوم	100000
3	تعمیر گلی نمبر ۴ میاں کالونی حصہ سوم	100000
4	تعمیر گلی نمبر ۴ میاں کالونی حصہ چہارم	100000
5	تعمیر گلی نمبر ۴ میاں کالونی حصہ پنجم	100000
	میزان	500000

(ج) تعمیر شدہ گلیوں کی موجودہ صورتحال تسلی بخش ہے۔

(د) گلیوں کی چیکنگ سب انجینئر اور ایس ڈی او عزیز بھٹی ٹاؤن نے کی ہے۔

(ہ) ان گلیوں کی حالت تسلی بخش ہے یہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہ ہیں۔

لاہور: یونین کونسلز نمبر45اور46 کو فراہم کئے گئے فنڈز وان کے استعمال کی تفصیلات

*1961: سردار وقاص حسن موکل: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یونین کونسلز نمبر45اور46 لاہور میں پچھلے پانچ سالوں کے دوران کتنے کتنے فنڈز کن کن مدات کے لئے فراہم کئے گئے، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ان فنڈز سے مذکورہ یونین کونسلز میں کون کون سے ترقیاتی کام کئے گئے، ان کی علیحدہ علیحدہ سال وار تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران ان یو سیز میں کتنے علاقوں میں سیوریج سسٹم فراہم کیا گیا اور کتنے علاقوں میں پانی کے نئے پائپ بچھائے گئے اور ان پر کتنے اخراجات ہوئے، علیحدہ علیحدہ علاقہ وار اور سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) یونین کونسلز نمبر45 لاہور میں سال وار مندرجہ ذیل فنڈ فراہم کئے گئے ہیں جو کہ تنخواہ عملہ، اعزازیہ، پنشن فنڈ، یوٹیلٹی بلز و تعمیراتی اخراجات کے لئے مختص ہوتے ہیں:

گورنمنٹ گرانٹ	برائے سال	نمبر شمار
2067980	2008-09	1
1306650	2009-10	2
3406410	2010-11	3
3199992	2011-12	4
3466658	2012-13	5

جبکہ یونین کونسل نمبر46لاہور میں سال وار مندرجہ ذیل فنڈفراہم کئے گئے ہیں:

گورنمنٹ گرانٹ	برائے سال	نمبر شمار
27,75,960	2008-09	1
15,67,980	2009-10	2
28,09,086	2010-11	3
34,87,663	2011-12	4
29,33,326	2012-13	5

(ب) یو سی نمبر45 میں ترقیاتی کاموں پر اخراجات کی تفصیل تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ یو سی نمبر46 میں مالی سال09-2008اور10-2009 میں تعمیر پی سی سی گلیاں، خرید سلائی مشین کی مد میں کل۔/18,50,000روپے کے اخراجات ہوئے۔ جبکہ دیگر ترقیاتی کاموں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

مالی سال11-2010میں واٹر فلٹریشن پلانٹ کے لئے ایم ڈی واسا کو مبلغ۔/15,25,000روپے ادا کئے گئے۔

مالی سال12-2011 میں تعمیر پی سی سی گلیوں کی مد میں کل۔/12,00,000روپے کے اخراجات کئے گئے۔

مالی سال13-2012 میں تعمیر پی سی سی گلیوں کی مد میں کل۔/70,00,000روپے کے اخراجات کئے گئے۔

(ج) سیوریج سسٹم یونین کونسل کے متعلقہ نہ ہےWASAکے متعلقہ ہے۔

ساہیوال: جانوروں کی منڈیوں میں فیس کا ایک جیسا شیڈول بنانے کی تفصیلات

*1996: جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ساہیوال کی بکرا اور مویشی منڈیوں اور دیگر ڈویژنز کی منڈیوں کی فیس کے شیڈول میں کافی فرق ہے یعنی لاہور کی منڈی میں فی چھوٹے جانور پر۔/30روپے اور

بڑے جانور پر-/135روپے فیس ہے اور ملتان کی منڈی میں ایک فیصد قیمت فروخت پر فیس ہے جبکہ ساہیوال میں پانچ فیصد قیمت فروخت پر فیس ہے؟

(ب) کیا حکومت عوامی مفاد میں ساہیوال کا شیڈول بھی لاہور کی طرح نافذ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات/لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ(جناب شیر علی خان):

(الف) درست ہے کہ ٹی ایم اے ساہیوال کا شیڈول بکر/مویشی منڈی پانچ فیصد بر قیمت فروخت جانور ہے جو کہ باقاعدہ طور پر منظور شدہ ہے ملتان میں یہ شرح ایک فیصد ہے جبکہ لاہور میں صرف انٹری فیس وصول کی جاتی ہے۔

(ب) پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس مجریہ2001کے قاعدہ نمبر116کے تحت لوکل کونسلز سیکنڈ شیڈول میں دیئے گئے ٹیکسز/فیس میں کمی بیشی کرنے کی مجاز ہیں اس کے لئے پنجاب لوکل گورنمنٹ ٹیکسیشن رولز 2001 میں طریق کار دیا گیا ہے ٹی ایم اے ساہیوال اپنے وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے اس فیس میں خود کمی کر سکتی ہے۔

ضلع ننکانہ صاحب:ٹوٹ پھوٹ کا شکار سڑک کی تعمیر نو

*2011:جناب جمیل حسن خان:کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی-174 میں واقع بچیکی قصبہ ضلع ننکانہ صاحب کے گرد سابق دور حکومت میں بچیکی بڑا گھر بائی پاس سڑک تعمیر کی گئی جو اب ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ سڑک کی بحالی کے لئے کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات/لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ(جناب شیر علی خان):

(الف) جی ہاں!یہ درست ہے کہ بچیکی بائی پاس روڈ مالی سال08-2007کے دوران (شوگر سیس ڈویلپمنٹ)کے تحت تعمیر کی گئی تھی جس کی لمبائی2.50کلو میٹر ہے اس کے بعد ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ننکانہ صاحب کے پاس فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے مذکورہ بائی پاس کی مرمت وبحالی نہ ہو سکی۔

(ب) مذکورہ سڑک کی بحالی کے لئے مبلغ 19.923 ملین روپے کا تخمینہ لاگت تیار کیا گیا ہے فنڈز کی فراہمی پر سڑک بحالی و مرمت کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

ضلع لاہور: 2011 کے دوران شادی ہالز کو شادی ایکٹ کی خلاف ورزی پر جرمانہ کرنے کی تفصیلات

*2054: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 2011 میں ضلع لاہور میں کن کن شادی ہالوں کو شادی ایکٹ کی خلاف ورزی کرنے پر کتنا کتنا جرمانہ ہوا، ان ہالوں کے ناموں سے اس ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ضلع میں موجود شادی ہالز، باراتیوں کو ایک کی بجائے کئی اقسام کی ڈشز فراہم کر رہے ہیں اگر ہاں تو ان کے خلاف حکومت کیا کارروائی عمل میں لا رہی ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) سال 2011 میں ضلع لاہور میں جن شادی ہالوں کو شادی ایکٹ کی خلاف ورزی کرنے پر جرمانہ ہوا اس کی ٹاؤن وار تفصیل درج ذیل ہے:

1۔	شالامار ٹاؤن	تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
2۔	داتا گنج بخش ٹاؤن	تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
3۔	گلبرگ ٹاؤن	تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
4۔	ٹی ایم اے سمن آباد	تفصیل تتمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
5۔	نشتر ٹاؤن	تفصیل تتمہ (ہ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
6۔	اقبال ٹاؤن	تفصیل تتمہ (ر) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
7۔	واہگہ ٹاؤن	واہگہ ٹاؤن میں 2011 کے دوران شادی ایکٹ کی کوئی خلاف ورزی نہ کی گئی ہے۔
8۔	عزیز بھٹی ٹاؤن	تفصیل تتمہ (ش) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
9۔	راوی ٹاؤن	تفصیل تتمہ (ن) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) متعلقہ ٹاؤن انتظامیہ شادی ہالز کو روزانہ کی بنیاد پر چیک کرتی ہے اور منعقد ہونے والی شادی بیاہ کی کی تقریبات میں ون ڈش کے قانون اور وقت کی پابندی کے حوالے سے ہونے والی خلاف ورزیوں کے خلاف حسب ضابطہ قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے اور ذمہ داران کے خلاف مقامی تھانہ میں ایف آئی آر درج کروائی جاتی ہے۔

لاہور: گلبرگ ٹاؤن میں غیر قانونی پلازوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2074: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گلبرگ ٹاؤن لاہور میں کل کتنے غیر قانونی پلازے تعمیر ہیں نیز یہ پلازے کب اور کہاں کہاں تعمیر کئے گئے ہیں، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) جنوری تا اکتوبر 2011 گلبرگ ٹاؤن لاہور میں کل کتنے غیر قانونی پلازوں کو مسمار کیا گیا نیز ان کے مالکان کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گلبرگ ٹاؤن میں تعمیر ہونے والے غیر قانونی پلازوں کو مسمار کرنے کے لئے باقاعدہ حکومت کی طرف سے کمیٹی تشکیل دی گئی ہے؟

وزیر کانکنی ومعدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) ٹی ایم اے گلبرگ ٹاؤن کا تقریباً 85 فیصد علاقہ ایل ڈی اے اور ریلوے کے پاس ہے۔ ہائی رائز بلڈنگز کی تعمیر کے سلسلے میں مکمل سروے کے بعد عدالت عظمیٰ کی تشکیل کردہ کمیٹی نے مالکان عملہ ایل ڈی اے اور ٹی ایم اے کی موجودگی میں تفصیلی معائنہ اور تحقیقات کے بعد اپنی رپورٹ برائے عمارات عدالت عظمیٰ کو پیش کر دی گئی۔ تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سٹی ڈسٹرکٹ لاہور کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے غیر قانونی پلازوں کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے نیز کیانی کمیشن کی رپورٹ کے مطابق ڈیوس روڈ پر دو پلازوں (دیوان سنٹر، انٹرپول سنٹر) کو مسمار کیا گیا۔

(ج) حکومت کی طرف سے باقاعدہ طور پر کوئی کمیٹی تشکیل نہ دی گئی ہے۔ ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن غیر قانونی تعمیرات کے خلاف کارروائی کر رہی ہے۔

شیخوپورہ شہر: واٹر سپلائی کے لئے لگائے گئے ٹیوب ویلز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2114: جناب محمد عارف خان سندھیلہ: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) شیخوپورہ شہر میں کتنے ٹیوب ویل برائے واٹر سپلائی کہاں کہاں چل رہے ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے ٹیوب ویلز کب سے بند اور کتنے چالو حالت میں ہیں؟
(ج) بند ٹیوب ویلز کو چالو کیوں نہیں کیا جارہا ہے اور ان کے لئے کتنی رقم درکار ہے؟
(د) جو ٹیوب ویل چالو حالت میں ہیں ان سے روزانہ کتنے گیلن پانی فراہم کیا جاتا ہے؟
(ہ) اس شہر کی کتنی آبادی میں سرکاری ٹیوب ویل سے پانی فراہم کیا جاتا ہے اور کتنی آبادی سرکاری پانی کی نعمت سے محروم ہے؟
(و) کیا حکومت شہر میں مزید ٹیوب ویل لگانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):
(الف) شیخوپورہ شہر میں ٹی ایم اے کے زیر انتظام کل 45 عدد ٹیوب ویلز برائے واٹر سپلائی نصب ہیں جن کا محل وقوع تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔
(ب) سات ٹیوب ویلز عرصہ گزشتہ تین سال سے بند ہیں اور 38 چالو حالت میں ہیں۔
(ج) بند ٹیوب ویلز میں سے چار ٹیوب ویلز کی ری بورنگ کے لئے ٹینڈر ہو چکا ہے جن پر جلد ہی کام شروع کروا دیا جائے گا جبکہ بقیہ تین ٹیوب ویل کے ڈسٹری بیوشن سسٹم کو درست کروانے کے لئے مبلغ۔/30,00,000 روپے کی ضرورت ہے۔
(د) جو ٹیوب ویلز چالو حالت میں ہیں ان سے روزانہ 15 ملین گیلن پانی عوام الناس کو فراہم کیا جاتا ہے۔
(ہ) 70 فیصد آبادی کو پینے کا صاف پانی فراہم کیا جاتا ہے اور بقیہ 30 فیصد آبادی سرکاری پانی کی فراہمی سے محروم ہے۔
(و) آئندہ سال کے سالانہ ترقیاتی پروگرام 15-2014 میں جن علاقوں میں ٹیوب ویل کی سہولت موجود نہ ہے ان میں سے کسی ایک علاقہ میں نئے ٹیوب ویل کے لگائے جانے کی تجویز ہے۔

شیخوپورہ شہر: واٹر فلٹریشن پلانٹس کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2115: جناب محمد عارف خان سندھیلہ: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) شیخوپورہ شہر میں اس وقت کتنے واٹر فلٹریشن پلانٹ کہاں کہاں کام کر رہے ہیں؟
(ب) ان میں سے کون کون سے پلانٹ کب سے کس بناء پر بند پڑے ہیں اور ان کو چالو کیوں نہیں کیا جا رہا ہے؟
(ج) ان کی دیکھ بھال کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟
(د) کیا حکومت اس شہر میں مزید پلانٹ لگانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) شیخوپورہ شہر میں اس وقت صرف ایک فلٹریشن پلانٹ کام کر رہا ہے اور وہ سٹیڈیم والے ٹیوب ویل پر نصب شدہ ہے۔
(ب) شیخوپورہ شہر میں صرف ایک فلٹریشن ہے اور چالو حالت میں ہے۔
(ج) اس فلٹریشن پلانٹ کی دیکھ بھال کے لئے کوئی علیحدہ ملازم نہ ہے۔ بلکہ جو ٹیوب ویل آپریٹر ٹیوب ویل کو چلاتے ہیں وہی اس کی دیکھ بھال بھی کرتے ہیں کیونکہ یہ فلٹریشن پلانٹ ٹیوب ویل پر ہی نصب ہیں۔
(د) حکومت پنجاب نے صاف پانی کے نام سے ایک منصوبہ منظور کیا ہے جس کے تحت پنجاب کے ہر ضلع میں واٹر فلٹریشن پلانٹ لگائے جائیں گے۔

ضلع پاکپتن: عارف والا کے اڈا مزنگ سے 52ایس پی سڑک کی تعمیر نو

*2127: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عارف والا ضلع پاکپتن کے اڈہ مزنگ سے چک 52-ایس پی سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟
(ب) کیا حکومت مذکورہ بالا سڑک کی تعمیر و مرمت کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) یہ درست ہے کہ عارف والا ضلع پاکپتن کی سڑک از اڈا رنگ شاہ سے چک نمبر 52-ایس پی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔

(ب) ضلعی حکومت سڑک کی تعمیر ومرمت کاارادہ رکھتی ہے لیکن فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے یہ ابھی ممکن نہ ہے۔

گوجرانوالہ: پی پی۔93 میں لگائے گئے فلٹریشن پلانٹس کی تعداد ودیگر تفصیلات

*2142: چودھری اشرف علی انصاری: کیاوزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی۔93 گوجرانوالہ میں اس وقت کتنے فلٹریشن پلانٹ نصب ہیں کتنے ٹھیک اور کتنے خراب ہیں؟

(ب) کیاحکومت ان فلٹریشن پلانٹس کی تعداد میں اضافے کاارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے توکب تک، نہیں تواس کی وضاحت فرمائی جائیں؟

(ج) نصب شدہ فلٹریشن پلانٹس پر کتنے ملازم فی فلٹریشن پلانٹ ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں اوران کی ڈیوٹی کے اوقات کیاہیں؟

وزیر کانکنی ومعدنیات / لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) حلقہ پی پی۔93 گوجرانوالہ میں صرف ایک واٹر فلٹریشن پلانٹ ہے جو جنت بی بی پارک میں نصب ہے اور چالو حالت میں ہے۔

(ب) حکومت ان پلانٹس میں اضافے کا ارادہ رکھتی ہے جونہی فنڈز دستیاب ہونگے مزید واٹر فلٹریشن پلانٹس لگادیئے جائیں گے۔

(ج) نصب شدہ پلانٹ پر کوئی ملازم نہیں رکھا گیاہے اس کو بیلدار باغات اور چوکیدار جوڈیوٹی پر ہوتا ہے چلاتا ہے۔

فیصل آباد: رسالہ روڈ کی لمبائی وتعمیر کی تفصیلات

*2164: میاں طاہر: کیاوزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) رسالہ روڈ فیصل آباد کہاں سے شروع اور کس جگہ ختم ہوتا ہے اس کی لمبائی اور چوڑائی کتنی ہے؟

(ب) اس روڈ پر کون کون سی روڈ لنک کرتی ہیں؟

(ج) اس روڈ پر کب کام شروع کیا گیا تھا اس کا تخمینہ لاگت اور مدت تکمیل بتائیں؟

(د) اس پر کتنے فیصد کام اب تک ہوا ہے اور کتنا کام بقایا ہے؟

(ہ) ٹھیکیدار کو کتنی رقم کی ادائیگی ہوئی ہے اور کتنی رقم بقایا ہے؟

(و) یہ کام کس کس ملازم کی زیر نگرانی ہو رہا ہے اور یہ کام کب تک مکمل ہو گا؟

(ز) کیا اس کام میں کوئی ناقص مٹیریل کے استعمال کی شکایت موصول ہوئی ہے تو اس پر کیا ایکشن لیا گیا ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب شیر علی خان):

(الف) فیصل آباد رسالہ روڈ ناولٹی پل سے شروع ہوتی ہے اور فیصل آباد بائی پاس پر ختم ہوتی ہے اس کی لمبائی 11 کلومیٹر ہے اور موجودہ سڑک کی چوڑائی 12 فٹ ہے۔

(ب) اس روڈ پر درج ذیل سڑکیں لنک کرتی ہیں۔

1۔ سمن آباد روڈ
2۔ ایڈن کالونی روڈ
3۔ چک نمبر RB/231 ٹکے والا روڈ
4۔ رسالے والا سٹیشن روڈ
5۔ چنچل والا روڈ

(ج) سڑک پر کام کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام سڑک گروپ	چوڑائی	لمبائی	تخمینہ لاگت (ملین روپے)	تاریخ آغاز	تاریخ تکمیل	محکمہ / ایجنسی
1	ناولٹی پل سے سمن آباد قبرستان	24 ڈبل روڈ	2 کلومیٹر	82.98	17.5.10	31.3.11	NLC
2	سمن آباد قبرستان تا ایڈن کالونی	24 سنگل روڈ	1.25 کلومیٹر	یہ سڑک ایڈن کمپنی پرائیویٹ نے اپنے خرچ سے بنوائی ہے۔			
3	ایڈن کالونی تا جامعہ مسجد حمزہ رضویہ	12 روڈ	3.77 کلومیٹر	81.392	24.2.14	23.12.14	DO(Road)
4	جامعہ مسجد حمزہ رضویہ تا آخری ریلوے کراسنگ	24 سنگل روڈ	2 کلومیٹر	50.00	14.6.12	13.5.13	NLC
5	آخری ریلوے کراسنگ تا بائی پاس چوک	24 سنگل روڈ	2 کلومیٹر	50.00	21.12.11	15.10.12	NLC

(د) اس سڑک پر 66 فیصد کام ہوا ہے اور 34 فیصد کام بقایا ہے۔

(ہ) اس سڑک کا جو کام الاٹ ہوا تھا وہ مکمل ہو گیا ہے اور ٹھیکیدار کو مکمل ادائیگی کر دی ہے۔

(و) یہ کام NLC کی زیر نگرانی مکمل ہو گیا ہے اس سڑک کا 3.77 کلومیٹر حصہ ابھی بقایا ہے جس کا ٹینڈر مورخہ 14-02-03 کو ہوا ہے۔

(ز) اس سڑک کی تعمیر میں ناقص مٹیریل کے استعمال کی کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانامحمد ارشد): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانامحمد ارشد): جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ آج افغانستان سے سینئر صحافیوں کا ایک delegation ڈاکٹر انور صاحب کی قیادت میں اس معزز ایوان میں تشریف لایا ہے۔ ہم انہیں حکومت پنجاب کی طرف سے Most Welcome کرتے ہیں، اس کے علاوہ تمام پارلیمنٹیرین کی طرف سے بھی ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں بھی معزز ایوان کی طرف سے اس معزز ایوان میں آمد پر ان کو welcome کہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس کو take up کرتے ہیں۔ جی، سردار شہاب الدین خان!

لاہور: دوران ڈکیتی مزاحمت پر پراپرٹی ڈیلر کے قتل سے متعلقہ تفصیلات

743: سردار شہاب الدین خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 13-03-2015 کی خبر کے مطابق، لاہور پرانی انار کلی کے علاقہ میں دوران ڈکیتی مزاحمت پر 60 سالہ پراپرٹی ڈیلر کو بے دردی سے قتل کر دیا گیا؟

(ب) کیا اس واقعہ کا مقدمہ درج کر لیا گیا ہے تفتیش اور ملوث افراد کی گرفتاری میں اب تک کیا پیشرفت ہوئی ہے، ایوان کو مکمل تفصیلات سے آگاہ کیا جائے۔

وزیر داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! ابتدائی تفتیش کے مطابق ڈکیتی کے کوئی آثار نہیں پائے گئے۔ پراپرٹی ڈیلر کا تیز دھار چھری سے گلا کاٹا گیا، اس کے بعد اس کے باقی باڈی پارٹس بھی کاٹے گئے اور بڑی بے دردی سے کاٹے گئے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کوئی انتقامی کارروائی تھی۔ فی الحال اس میں ڈکیتی کے کوئی آثار نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! اس وقوعہ کا مقدمہ نمبر 113/5 مورخہ 15-03-12 کو بجرم 302/34 ت پ تھانہ پرانی انارکلی لاہور میں رجسٹرڈ ہو چکا ہے۔ فیض محمد مقتول کے موبائل نمبروں کا ڈیٹا لیا گیا ہے، اس کے جن لوگوں کے ساتھ رابطے تھے ان سب کو شامل تفتیش کر لیا گیا ہے۔ جو بات سامنے آئی ہے اس کے مطابق مقتول لوگوں سے پیسے لے کر ریونیو بورڈ کا کام کرتا تھا اور لوگوں کو باہر بھجوانے کے لئے بھی پیسے لیتا تھا۔ مقتول کا موبائل بھی غائب تھا جس کی tracking کروائی گئی، اس میں قتل کے کچھ دن بعد دو سم نمبر چلے جن کو track کر لیا گیا ہے جو کہ عبدالعلیم ظفر ولد عبدالحکیم سکنہ مکان نمبر 22/51 احمد شرقی چناب نگر ضلع چنیوٹ کے نام پر پایا گیا۔ اس کے گھر پر raid کیا گیا تو بیوی سمیت یہ گھر سے غائب پایا گیا، مکان کو تالا لگا ہوا تھا۔ علاقہ میں اس کے بارے میں پتا کیا تو لوگوں سے اتنا پتا چلا کہ وہ یہاں سے کہیں اور چلا گیا ہے اور اس نے بھی کافی لوگوں کے ساتھ فراڈ کئے ہیں۔ اس کے گھر پر پہلے بھی دوسرے اضلاع کی پولیس، ایف آئی اے بار بار آ چکی ہے اور یہاں پر raid کر چکی ہے۔ عبدالعلیم کی موبائل کی location فی الحال پرانی انارکلی ہی ہے۔ عبدالعلیم اور مقتول کا آپس میں رابطہ بھی ہوتا پایا گیا ہے۔ ملزم کے بارے میں سراغ لگایا جائے گا، عبدالعلیم کے نمبرز حاصل کر کے ان کو investigation کے لئے بھجوا دیا گیا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں اس سوال کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس توجہ دلاؤ نوٹس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس توجہ دلاؤ نوٹس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کو take up کرتے ہیں۔ پہلی تحریک استحقاق نمبر 9 جناب امجد علی جاوید صاحب کی ہے اس تحریک استحقاق کا جواب آنا تھا۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری!

نشان زدہ سوال نمبر 2193 کا غلط جواب

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): شکریہ۔ جناب سپیکر! قابل احترام ممبر اسمبلی کے سوال نمبر 2193 کے جز (ہ) کا جواب جو محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے دیا ہے۔ اس کے مطابق تجویز کردہ پائپ جی آر پی نہ ہے بلکہ پلاسٹک کا ہے۔ تجویز کردہ جی آر پی پائپ کی قیمت پہلے

سے منظور شدہ اے سی پائپ کی قیمت کے برابر ہے۔ نظر ثانی شدہ انتظامی منظوری جو کہ اپریل 1914 کو ہوئی اس میں تجویز کردہ جی آر پی پائپ کی جو estimated cost فی فٹ کے حساب سے منظور ہوئی تھی وہ پہلے سے منظور شدہ estimate بتاریخ دسمبر 2010 اے سی پائپ کے برابر تھی۔ اس میں کوئی ابہام نہ ہے کہ اے سی پائپ کی قیمت دسمبر 2010 سے جون 2013 تک تین گنا ہو گئی تھی اس لئے سکیم پر کام جون 2013 میں روک دیا گیا تھا۔ سکیم کو پہلے سے منظور شدہ لاگت میں مکمل کرنے کے لئے نظر ثانی شدہ انتظامی منظوری مع جی آر پی پائپ 32 انچ ڈایا کی ہوئی تھی جس سے گورنمنٹ کو کروڑوں روپے کی بچت ہوئی ہے۔ محکمہ کا مؤقف ہے کہ جو estimated cost اے سی پائپ کے ساتھ 2010 میں بنتی تھی وہ 2014 میں جی آر پی پائپ کے ساتھ تقریباً اتنی ہی بنتی ہے جبکہ قابل احترام فاضل ممبر پائپ کی فی فٹ قیمت کا موازنہ یکم اگست 2013 سے 31۔جنوری 2014 اور یکم اگست 2014 سے 31۔جنوری 2015 کی ویب سائٹ سے کر رہے ہیں جو کہ اس لحاظ سے درست ہے کہ نئی قیمت اور پرانی قیمتوں میں بہت فرق ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جو، جواب پڑھ کر سنایا گیا ہے اس میں آدھا سچ ہے۔ میں اپنا مؤقف جو کہ ایوان میں raise کیا تھا میں اس پر stress نہیں کرتا لیکن اس بات کو بھی یہاں بیان کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے فاضل دوست وزراء اپنے محکموں کو defend کرتے ہوئے اتنا آگے نہ چلے جایا کریں کہ جس سے colleague Members کی عزت نفس مجروح ہو کیونکہ جو چیز ہم یہاں raise کرتے ہیں اس کے پیچھے پوری تحقیق ہوتی ہے۔ میں اس معزز ایوان کے اندر یہ گزارش کروں گا کہ بار بار اس پر rulings بھی آچکی ہیں کہ محکمے گول مول جواب دے کر چیزوں کو چھپاتے ہیں۔ اس کے پیچھے بھی ایک پوری کہانی ہے لیکن چونکہ محکمہ نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ میرا مؤقف درست تھا اور جس بات کو ابھی بھی انہوں نے گول مول کیا ہے میں اس آدھے سچ پر ہی اکتفا کرتا ہوں اور یہ گزارش بھی کرتا ہوں کہ آئندہ کے لئے اس بات سے avoid کیا جائے، جو چیز یہاں پر raise کی جاتی ہے اس پر تحقیق کر کے جواب دیا جائے۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک استحقاق کا جواب دے دیا گیا ہے لہذا اب اس تحریک استحقاق کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری ایک انتہائی اہم تحریک التوائے کار تھی اس کو out of turn پیش کرنے کی اجازت دی جائے کیونکہ یہ بڑا ضروری مسئلہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے ابھی نہیں دیکھی، مجھے دکھائیں اس کے بعد فیصلہ کریں گے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے وہ تحریک التوائے کار جمع کروائی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ ابھی تک میرے پاس نہیں آئی۔ میں اس کو دیکھ لیتا ہوں کل اس تحریک التوائے کار کو take up کریں گے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 897/14 محترمہ ناہید نعیم صاحبہ کی ہے--- موجود نہیں ہیں لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 76/15 چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار وقاص حسن موکل، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی ہے--- موجود نہیں ہیں لیکن یہ move ہو چکی ہے۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ پڑھیں۔

گورنمنٹ آفیسرز کوآپریٹو سوسائٹی لاہور میں کروڑوں روپے کی کرپشن کا انکشاف

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! گورنمنٹ آفیسرز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی، یہ کوآپریٹو سوسائٹی کارپوریٹ ادارہ ہے جو کہ کوآپریٹو سوسائٹی ایکٹ 1925 کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ اس کے اصل ممبران سرکاری ملازم تھے جن کو امداد باہمی کی روح کے مطابق بلا منافع پلاٹ الاٹ کئے گئے تھے تاہم بعد میں ان میں سے زیادہ تر ممبران نے اپنے پلاٹ مارکیٹ میں بہتر قیمت پر دوسرے لوگوں کو بیچ دیئے۔ کوآپریٹو سوسائٹی رول 1927 کی ذیلی شق 31 کے تحت ہر سوسائٹی کی اپنی منتخب انتظامیہ ہوتی ہے جو کہ سوسائٹی ممبران کے ووٹوں سے تین سال کے لئے منتخب ہوتی ہے۔ کوآپریٹو سوسائٹی ایکٹ 1925 اور کوآپریٹو سوسائٹی رول 1927 کے مطابق محکمہ regulator کی حیثیت سے نگرانی اور آڈٹ کرتا ہے۔ اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ سوسائٹی بائی لاز کے مطابق اپنے معاملات شفاف طریقے سے سرانجام دے۔ محکمہ براہ راست متعلقہ سوسائٹی کا منتظم نہیں

ہے بلکہ سوسائٹی ایک کارپوریٹ ادارے کے طور پر اپنے معاملات اپنے منتخب نمائندوں کے ذریعے چلاتی ہے لہذا قانونی طور پر محکمہ سوسائٹی کے معاملات اور اندرونی انتظامی امور کو براہ راست اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتا۔ گورنمنٹ آفیسرز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کے خلاف شکایات موصول ہونے پر جناب رجسٹرار کوآپریٹو، لاہور کے سرکل رجسٹر کوآپریٹو جنرل پنجاب لاہور کو انکوائری آفیسر مقرر کیا۔ انکوائری آفیسر نے شکایت کنندہ درخواست دہندہ کی عدم پیشی اور متعلقہ ریکارڈ پیش نہ کرنے پر سوسائٹی ہذا کے خلاف زیر رول 48 کوآپریٹو سوسائٹی رول 1927 کے تحت کارروائی کی سفارش کی ہے۔ تاہم رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹی پنجاب لاہور نے درخواست میں لگائے گئے الزامات پر انکوائری آفیسر کو دوبارہ بمطابق ریکارڈ انکوائری کے احکامات مورخہ 27۔ جنوری کو جاری کئے ہیں۔ انکوائری ہو رہی ہے جو بھی اس میں حقائق سامنے آئیں گے اوران کے ذمہ داران کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/79 جناب احمد شاہ کھگہ، چودھری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی ہے۔ یہ تحریک التوائے کار move ہو چکی ہے۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب آنا تھا۔

لاہور میں فضا سے آکسیجن چوری کرنے کا انکشاف

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس سلسلے میں عرض ہے کہ ضلع لاہور میں ہوا سے آکسیجن نائٹروجن اور آرگن گیس نکالنے والی ایک فیکٹری ہے جس کا نام Linde Pakistan Limited(former BOC Pakistan) ہے۔ یہ فیکٹری سندر انڈسٹریل اسٹیٹ میں واقع ہے جو کہ شہر سے تقریباً چالیس کلومیٹر دور ہے اس طرح کی دیگر فیکٹریاں بند پڑی ہیں جن کے نام BOC لمیٹڈ شالامار لنک روڈ اور فائن گیس کمپنی انڈسٹریل اسٹیٹ کوٹ لکھپت ہیں۔ Linde گیس کمپنی 16 ہزار مکعب میٹر فی گھنٹہ ہوا کو بطور خام مال استعمال کرتی ہے اور اس کی total production capacity 125 ٹن یومیہ ہے۔ ہوا میں قدرتی طور پر 78.084 فیصد نائٹروجن، 20.947 فیصد آکسیجن اور 0.934 فیصد آرگن گیس ہوتی ہے۔ یہ فیکٹری فضا سے ہوا لے کر تین گیسز علیحدہ کر کے مارکیٹ کرتی ہے۔ یہ تینوں انڈسٹریل گیسیں ہیں، آکسیجن انڈسٹریل کیمیکل تیار کرنے

کے لئے استعمال ہوتی ہے جس سے دھاتوں کو کاٹا جاتا ہے اس کے علاوہ یہ ہسپتال میں مریضوں کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ نائٹروجن گیس کھانے پینے والی چیزوں کی standard packing میں استعمال ہوتی ہے اس کے علاوہ یہ گیس کولنگ کے لئے آئس کریم وغیرہ کی فیکٹریوں میں استعمال ہوتی ہے۔ آرگن گیس انڈسٹریل ویلڈنگ میں استعمال ہونے کے علاوہ بجلی کے بلبوں وغیرہ میں بھی استعمال ہوتی ہے۔ ہوا کا تقریباً 99.965 فیصد حصہ ان تینوں گیسوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ عام طور پر ہوا سے آکسیجن تیار کرنے والے پلانٹ سے ہوا میں آکسیجن کے تناسب پر کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ یہ پلانٹ ہوا کے پورے حصے کو استعمال میں لاتے ہیں نہ کہ اس سے آکسیجن نکالتے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ تحریک التوائے کار درست نہ ہے اس میں ہوا کے کسی قسم کے دباؤ پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے نمبر 105 میاں محمد رفیق صاحب کی ہے یہ move ہو چکی ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ میں خلاف میرٹ و پالیسی ایجوکیٹرز کی بھرتی کا انکشاف

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض ہے کہ گورنمنٹ آف پنجاب سکولز ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے زیر نمبری SO/SE-2014 مورخہ 20۔ اکتوبر 2014 کو جاری کردہ ریکروٹمنٹ پالیسی اور بعد ازاں دیئے گئے ٹائم فریم کے عین مطابق ضلع ہذا میں یعنی کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں الحمدللہ ایجوکیٹرز کی بھرتی کا کام بخیر و خوبی جاری ہے۔ مذکورہ بھرتی پالیسی بلاشبہ ایک جامع مؤثر پالیسی ہے جس پر مختلف کیٹیگری میں لوگوں کو بھرتی کیا جا رہا ہے اور بھرتی کرنے کے لئے درست طور پر شیڈول جاری کیا گیا جس کے مطابق درخواستیں طلب کی گئیں، ان کے انٹرویو وغیرہ کئے گئے، میرٹ کے مطابق ان کی میرٹ لسٹ مرتب کی گئی اور اس سلسلے میں جہاں تک اس چیز کا تعلق ہے کہ من پسند و طے شدہ معاملات والے درخواست گزاروں کو نوازنے اور جناب وزیر اعلیٰ کی میرٹ پالیسی کو پس پشت ڈالنے کی بات ہے تو حکام بالا نے ایسا عمدہ میکنزم اختیار کیا ہے کہ ایسا کوئی کرنا بھی چاہے تو کر نہیں سکتا۔ جیسے ڈی سی او کی سرکردگی میں ایک ڈسٹرکٹ ریکروٹمنٹ کمیٹی کا قیام ہے جو کہ صوبہ کے تمام اضلاع میں الگ الگ قائم شدہ ہیں اور اس کا ایک الگ سافٹ ویئر ہے جس کے تحت درخواستوں کی ڈیٹا انٹری اور اعشاریہ تین درجے تک میرٹ کا

تعین ہو سکتا ہے اور اس میں identification of post سے لے کر generation order تک ڈسٹرکٹ مانیٹرنگ آفیسر کا کنٹرول ہے۔ مزید برآں ڈویژن کی سطح پر بھی ایک ریٹائرڈ جج کی سربراہی میں redress cell قائم ہے تاکہ کسی قسم کی کوئی بھی کرپشن یا گڑبڑ کا اندیشہ ہو یا کسی کا استحصال ہو رہا ہو تو وہاں سے دادرسی حاصل ہو سکتی ہے۔ جہاں تک بھرتیوں کا تعلق ہے تقریباً تمام بھرتیاں میرٹ پر ہوئی ہیں لیکن پھر بھی میاں صاحب کا ایک اپنا مؤقف تھا کہ اس کی حسب ضابطہ انکوائری کرائی جائے یا یہ تسلی کر لی جائے تو میں جناب کی وساطت سے ان کو یہ ensure کراتا ہوں کہ ڈی سی او کو اس بارے میں تحریر کر دیں گے کہ وہ ذاتی طور پر تمام معاملات کو دیکھیں اگر کوئی بھی irregularity پائی جائے تو آپ کی وساطت سے یہ ایوان میں پیش کر دی جائے گی اور انشاء اللہ اس کا سختی سے تدارک کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: گوندل صاحب! اس تحریک التوائے کار کو pending کر دوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! نہیں، آپ اس تحریک التوائے کار dispose of کر دیں۔ ہم ڈی سی او کو لکھ دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر اس میں اس قسم کی کوئی بھی بے ضابطگی پائی گئی تو پھر آپ ایوان کو آگاہ کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! پھر ہم خود اس کے خلاف action لیں گے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کے محرک میاں صاحب اس وقت موجود نہیں ہیں چونکہ میرا حلقہ بھی ساتھ ہے اس لئے مجھے پتا ہے کہ جو جواب پڑھا گیا ہے وہ حقائق کے مطابق نہیں ہے۔ ڈی سی او خود پارٹی ہیں ان کے خلاف complaint ہے وہ اس کو کیسے کریں گے؟ لہذا مہربانی کرکے اس تحریک التوائے کار کو pending کر دیا جائے تاکہ میاں صاحب آ جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: امجد علی جاوید صاحب! میں اس چیز کا ذمہ دار نہیں ہوں۔ محرک موجود نہیں ہیں اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 160 جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ) کی ہے۔

حلقہ پی پی۔222(ساہیوال) کے متعدد سکول سکیورٹی سہولیات سے محروم

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار میں تین سکولوں کے معاملات اٹھائے گئے ہیں ایک پرائمری سکول 57/GD ضلع ساہیوال ہے دوسرا گرلز پرائمری سکول چھینہ کرم علی اور تیسرا سکول دلاور کے کاٹھیا ہے۔ میں جناب کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے فاضل دوست نے انتہائی اہمیت کے حامل مسئلے کی طرف ہماری توجہ دلائی ہے اور انہوں نے وہاں موقع پر بھی visit کیا اور ان کی اس تحریک التوائے کار کے حوالے سے اس میں سختی کے ساتھ یہ مسائل حل کرنے کے بارے میں لکھا گیا تو انہوں نے ان کی جملہ شکایات۔۔۔

MR ACTING SPEAKER: Order in the House, Order in the House.

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!ان کی جملہ شکایات کو درست پایا اور جتنے بھی سرکاری اہلکار جن میں سکول ٹیچرز، ہیڈ مسٹریس یا ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے جتنے بھی ذمہ داران تھے ساروں کے خلاف انکوائری شروع کر دی ہے اور جتنی بھی irregularities تھیں اس سلسلے میں انکوائریاں چل رہی ہیں اور جو بھی ذمہ دار پائے گئے انشاء اللہ ان کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کی جائے گی۔ محکمہ کے افسران کی ملک ارشد صاحب کے ساتھ میٹنگ ہو چکی ہے اور میں جناب کی وساطت سے ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلے میں جو بھی ملوث پایا گیا اس کے خلاف حسب ضابطہ سختی سے کارروائی کی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ملک صاحب!

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! محترم پارلیمانی سیکرٹری نے حقائق کو admit کیا یہ واقعی بڑے تکلیف دہ مسائل ہیں کہ سکول کے گراؤنڈز پر قبضہ ہے اور کلرک مافیا نے اپنے طور پر ٹھیکے پر دے رکھے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ انکوائری ہو رہی ہے، میں عرض کرتا ہوں کہ انکوائری ہو چکی ہے اس کی رپورٹ میرے پاس بھی موجود ہے اور ان کے پاس بھی ہے لہذا اس پر حکم جاری کیا جائے اور انہیں فارغ کیا جائے تاکہ کسی کو تو قرار واقعی سزا دی جائے۔ ہماری آنے والی نسلوں نے ان سکولوں میں پڑھنا ہے ہم ان کے لئے گراؤنڈ مہیا کر سکیں، کمروں میں چوری کی لکڑیاں موجود ہیں۔ بچوں کے پڑھنے کی جگہ پر لکڑیاں موجود ہیں۔ بچیوں کے سکول میں معلمات ہی نہیں ہیں لہذا اس پر مہربانی کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!یہ تحریک التوائے کار 5-مارچ کو موصول ہوئی تھی اسی کے مطابق ان کو کارروائی کرنے کی ہدایت کی گئی تھی ابھی انکوائری final نہیں ہوئی انشاء اللہ جب انکوائری رپورٹ آئے گی تو میں خود ان کو تسلی دلاتا ہوں کہ رپورٹ کے مطابق سختی سے عملدرآمد کراؤں گا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!ٹھیک ہے۔ ہم ہر وقت آپ کا حکم بجالاتے ہیں چونکہ سکول ایجوکیشن سب کے لئے اہم ہے، ہماری نسلوں کے لئے اہم ہے اس لئے اس انکوائری کی رپورٹ کے لئے time limit کر دیں تاکہ اگلے اجلاس میں یا جو بھی date دے دیں اس میں ملوث جتنے بھی اہلکاران ہیں انہیں فارغ کیا جائے جنہوں نے غیر قانونی طور پر تیرہ سال سے بچیوں کے سکول پر قبضہ کیا ہوا ہے، کلرک مافیا نے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:ملک صاحب!تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ کون کون سا ملازم فارغ ہو گا یا کس کے خلاف کارروائی ہو گی۔ انکوائری رپورٹ آ جائے انشاء اللہ ہم اس کے مطابق action لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر:انکوائری کی جو بھی رپورٹ آئے گی آپ اسے ایوان میں پیش کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جی، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:ملک صاحب!پارلیمانی سیکرٹری اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں گے۔ یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 161 ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!گزارش ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جائے انشاء اللہ میں اس کا مفصّل جواب دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر:کب تک pending کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!جس دن کے لئے آپ مناسب سمجھتے ہیں pending کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:چلیں اس تحریک التوائے کار کو جمعرات تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر164/15 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں تو اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر168 محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ باسمہ چودھری اور چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

قبل از بجٹ بحث

(۔۔۔جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: آج کے ایجنڈے کا اگلا آئٹم Pre-Budget Discussion ہے جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ سالانہ بجٹ 16-2015 کے لئے معزز ممبران سے بجٹ تجاویز لینے کی غرض سے عام بحث کا آغاز ہو چکا ہے۔ آج بھی بحث جاری رہے گی اور جو معزز ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام مجھے بھجوا دیں۔ سب سے پہلے شیخ علاؤالدین صاحب کا نام ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ ثریا نسیم صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلا نام جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ) کا ہے۔ ملک صاحب! آپ پانچ منٹ بات کریں گے اور وقت کا خیال رکھیں گے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! Pre-Budget Discussion میں آنے والے بجٹ واخراجات کے بارے میں بات کی جاتی ہے۔ میاں محمد شہباز شریف، خادم اعلیٰ پنجاب کے وژن کے مطابق پچھلی مرتبہ بہت اچھا بجٹ پیش کیا گیا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ شہری علاقوں میں تو ساری سہولتیں فراہم کر دی جاتی ہیں لیکن دیہی علاقوں کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی۔ میری تجویز ہے کہ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں دیہی علاقوں، کسانوں اور کاشتکاروں کو خاص طور پر مدنظر رکھا جائے۔ اس وقت آلو کی فصل کا بُرا حال ہے اگر اس فصل کے حوالے سے کوئی پالیسی بنا دی جاتی تو یہ صورتحال نہ ہوتی۔ آلو کے کاشتکار نے آلو کی فصل پر80,000 سے90,000 ہزار روپے خرچ کئے لیکن اس کی فروخت سے اسے اس وقت صرف 50,000 سے 60,000 ہزار روپے مل رہے ہیں۔ اس

صورتحال سے زمیندار پس چکے ہیں اور اگر اس حوالے سے بروقت export policy بنادی جاتی تو آج آلو کے کاشتکار کے حالات ایسے نہ ہوتے۔ بجٹ برائے سال 2015-16 کے حوالے سے میری گزارش ہے کہ زمینداروں اور کسانوں کی جانب خصوصی طور پر توجہ دی جائے۔ شوگر کین کے معاملے میں بھی ہمارے ساتھ ہاتھ کیا گیا، پہلے -/180 روپے گنّے کا ریٹ مقررہ کیا گیا اور پھر -/150 روپے فی من کے حساب سے گنّے کی خریداری شروع کر دی گئی۔ میں یہ تجویز دوں گا کہ حکومت گندم کی support price کے حوالے سے بروقت اپنی پالیسی کا اعلان کرے اس سے کاشتکاروں کو فائدہ ہوگا۔

جناب سپیکر! پورے پنجاب میں milk collection ہوتی ہے۔ پرائیویٹ کمپنیاں لاکھوں ٹن کے حساب سے روزانہ دودھ collect کرتی ہیں اور یہ دودھ export ہو رہا ہے لیکن حکومت پنجاب کے پاس کوئی ایسی yardstick نہیں کہ کتنا دودھ اکٹھا کیا جاتا ہے اور کتنا export ہو رہا ہے؟ آنے والے بجٹ میں اس بابت بھی غور کیا جائے تاکہ حکومت پنجاب کو اس سے کوئی revenue حاصل ہو سکے۔

جناب سپیکر! آپ نے مجھے Pre-Budget Discussion کے لئے صرف پانچ منٹ کا وقت دیا ہے، ویسے تو آپ دریا دل ہیں لیکن پتا نہیں میرے لئے کیوں کنجوس ہو جاتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: ایسی کوئی بات نہیں۔ سب کے لئے پانچ منٹ کا وقت مقرر ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ pre-budget تجاویز ہم کس کو دے رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب note کر رہے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! کون سے منسٹر صاحب note کر رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جناب خلیل طاہر سندھو، وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور بجٹ تجاویز note کر رہے ہیں۔ خلیل طاہر سندھو صاحب! کیا pre-budget تجاویز آپ note کر رہے ہیں؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جی ہاں میں note کر رہا ہوں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اگر ایوان کی یہی صورتحال رہی تو پھر ہمارا اللہ ہی حافظ ہے۔ اس وقت ایوان میں وزیر خزانہ موجود نہیں اور Pre-Budget Discussion ہو رہی ہے۔ یہ مذاق نہیں تو کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: محکمہ خزانہ کے افسران گیلری میں موجود ہیں اور وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور بھی تجاویز نوٹ کر رہے ہیں۔ وزیر خزانہ ایک ضروری کام کی وجہ سے نہیں آ سکے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اس وقت ایوان میں وزیر خزانہ یا پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ کو موجود ہونا چاہئے تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! تشریف رکھیں۔ جی، ارشد ملک صاحب! آپ بات کریں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! ایوان میں وزیر خزانہ اور نہ ہی پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ موجود ہیں تو میں اس پر پاکستان پیپلز پارٹی کی طرف سے احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران سردار شہاب الدین خان اور محترمہ فائزہ احمد ملک ایوان سے احتجاجاً واک آؤٹ کر گئے)

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آپ Pre-Budget Discussion کروا رہے ہیں اور ہم اپنی تجاویز دے رہے ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ آپ ہمارے مسائل کو نوٹ کروا دیں۔ میں نے ایک سوال کے ذریعے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ سیڈ کارپوریشن نے گندم کا بیج لگوایا اور وہ تیار ہو کر سیڈ کارپوریشن کے گودام میں آ گیا۔ اب ہوا یہ کہ جو نایاب قسم کی گندم کا بیج تھا اسے ڈیلرز لے گئے اور باقی بیج بروقت فروخت نہ ہو سکا۔ ہم زمینداروں اور کاشتکاروں کے لئے اس بیج کی بہت زیادہ قیمت رکھی گئی تھی۔ زمیندار اس قیمت پر یہ بیج نہ خرید سکے اور پرائیویٹ سیڈ کمپنیوں نے سستے داموں کسانوں کو گندم کا بیج مہیا کر دیا جس کی وجہ سے سیڈ کارپوریشن کا لاکھوں ٹن بیج یونہی پڑا رہا۔ اب سیڈ کارپوریشن نے اپنے گوداموں کو clear کرنے کی خاطر اس بیج کو auction کر دیا اور محکمہ خوراک کی عام گندم سے بھی سستے داموں یہ بیج فروخت کیا گیا۔ میں گزارش کروں گا کہ میری اس تجویز کو نوٹ کریں اور اس حوالے سے ایک جامع پالیسی بروقت بنائی جائے۔ کسانوں کو بیج سستے داموں فروخت کیا جائے۔ محکمہ سیڈ کارپوریشن جب کسانوں کو کوئی بیج فروخت کرتا ہے تو اس پر اپنا profit بھی لیتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ سیڈ کارپوریشن حکومت کا ادارہ ہے لہذا اسے منافع کے بغیر زمینداروں کو بیج فراہم اور فروخت کرنا چاہئے۔ ڈیلر حضرات اچھا اور معیاری بیج سیڈ کارپوریشن سے خرید لیتے ہیں اور پھر اسی بیج کو مہنگے داموں کسانوں کو فروخت کیا جاتا ہے۔ اس بارے میں بھی ایک پالیسی وضع کی جانی چاہئے۔

جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے لائیو سٹاک کے حوالے سے بڑے اچھے پروگرام دیئے ہیں۔ وفاقی حکومت کی طرف سے اس حوالے سے جو قومی پروگرام مرتب کیا جاتا ہے اس بابت حکومت پنجاب کو علم نہیں ہوتا تو پھر کسانوں کو کیسے پتا چلے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! wind up کر لیں۔ میں وزیر جنگلات جناب محمد آصف ملک سے گزارش کروں گا کہ وہ سردار شہاب الدین خان اور محترمہ فائزہ احمد ملک کو منا کر ایوان میں واپس لائیں۔ وہ کچھ دیر پہلے واک آؤٹ کر گئے تھے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جی، بہتر ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب نے ساہیوال میں ایک رورل ہیلتھ سنٹر کو upgrade کرنے کا حکم دیا تھا وہ ابھی تک pending ہے۔

جناب سپیکر! سابقہ گورنمنٹ سے لے کر آج تک 1122 عوام کے لئے بڑا effective and efficient department ہے اور چیف منسٹر پنجاب نے اُس کی approval بھی دی ہوئی ہے۔ ساہیوال سے کمیر 32 کلو میٹر ہے اور اُس سے آگے عارف والا 25 کلو میٹر ہے۔ اس کے درمیان 1122 کی کوئی سروس نہیں ہے لہذا اس بجٹ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کے احکامات پر عملدرآمد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ملک صاحب! بہت شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ جناب امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اپنی گزارشات کو اپنے حلقہ تک سمیٹتے ہوئے یہ گزارش کروں گا کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہے تو ہمارے ڈی ایچ کیو کی حالت بہت ہی کسمپرسی کی ہے تو میری یہ گزارش ہوگی کہ پنجاب کے اندر تمام تر توجہ اور فنڈز کی موجودگی کے باوجود ہمارے institutions deliver کرنے میں ناکام ہو رہے ہیں تو یہ میری تجویز بھی ہوگی اور میرا مطالبہ بھی ہوگا کہ چونکہ ہر ڈویژن میں ایک میڈیکل کالج موجود ہے تو تمام تر DHQs کو teaching hospitals کے ساتھ منسلک کر دیا جائے تو ان کے نظام کے اندر بہتری آ سکتی ہے۔ ان DHQs میں house job doctors available ہو سکتے ہیں جس سے اُن ہسپتالوں کے نظام کے اندر بہتری آ سکتی ہے۔ ان سہولیات کے ساتھ ساتھ procurement کا نظام پہلے EDO's کے حوالے ہے جہاں سے corruption کی بہت ساری شکایات موصول ہوتی ہیں تو جیسے teaching hospitals,

autonomous ہیں تو اگر ان DHQs کو بھی autonomous کرتے ہوئے اُن کے ساتھ منسلک کر دیا جائے تو اُس میں اس کا solutions موجود ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میری یہ بھی گزارش ہو گی کہ اگر منسٹر صاحب مہربانی کرتے ہوئے یہ نوٹ فرمالیں کہ ہمارا ڈسٹرکٹ ملتان اور فیصل آباد کے درمیان میں ہے اور سڑکوں کی صورتحال بہتر نہ ہونے کی وجہ سے accidents کی شرح بہت زیادہ ہو گئی ہے لیکن ملتان سے لے کر فیصل آباد تک کسی ہسپتال میں Trauma Centre کی سہولت موجود نہیں ہے تو میری یہ گزارش ہو گی کہ اگر ٹوبہ ٹیک سنگھ ڈسٹرکٹ ہسپتال میں Trauma Centre and Kidney Centre بنا دیا جائے تو اس علاقہ میں بہت ساری سہولت حاصل ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! میری ایک دوسری گزارش یہ ہو گی کہ حکومت پنجاب کی اب تمام تر توجہ بڑے شہروں کی جانب مبذول ہے کہ جو نئی یونیورسٹیاں اور نئے میڈیکل کالج بن رہے ہیں تو میری یہ گزارش ہو گی کہ اگر کوئی نئی یونیورسٹی یا نیا میڈیکل کالج بنانا چاہتا ہے تو اُن کے لئے شرط رکھ دی جائے کہ وہ اُن اضلاع میں جا کر بنائے جہاں یہ سہولت موجود نہیں ہے تو اس سے دور دراز کے علاقوں کے لوگوں کو بھی یہ سہولت میسر آ جائے گی۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میری یہ گزارش ہو گی کہ ہمارے شہر کے اندر سٹی ہسپتال جو پہلے ٹی ایچ کیو کا کام کرتا تھا اُس کی عمارت اور بلڈنگ موجود ہے جس پر حکومت کا کافی سارا پیسا خرچ ہو چکا ہے لیکن وہاں 24 گھنٹے کی سروس موجود نہیں ہے۔ ٹی ایچ کیو ہسپتال چونکہ شہر سے باہر ہے وہاں شہر سے جانے والے مریضوں کی تعداد بہت کم ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں جانے کے لئے مریض کو دو سو روپیہ کرایہ چاہئے تو میری یہ گزارش ہو گی کہ ہمارے سٹی ہسپتال میں ایمرجنسی اور گائنی کی سہولت 24 گھنٹے کے لئے فراہم کر دی جائے جس سے شہر کے لوگوں کو بہت زیادہ فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر! جھنگ روڈ پر بی ایچ یو سنٹر واقع ہے جو جھنگ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کے درمیان چک نمبر 388۔ ج ب میں ہے اگر اُس کو upgrade کر کے آر ایچ سی بنا دیا جائے تو اس سے جھنگ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کے درمیان کے کوئی 20/25 دیہات cater ہو سکتے ہیں اور وہاں سے لوگوں کو بہت سی سہولت حاصل ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے ضلع کی اندرون شہر کی سڑکوں کی پچھلے 15/20 سال سے کوئی repair and maintenance نہیں ہوئی ہے اور یہ ساری سڑکیں بڑی بری طرح ٹوٹی ہوئی ہیں تو میری گزارش ہے کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ شہر کی سڑکوں کے لئے اس ADP میں خصوصی فنڈز رکھے جائیں۔ اس

کے ساتھ ساتھ ہمارا ٹوبہ ٹیک سنگھ نئی بننے والی موٹروے کو touch کرنے جا رہا ہے تو اس کے بائی پاس کا آدھا حصہ مکمل ہوا ہے اور آدھا ابھی مکمل نہیں ہوا تو میری یہ گزارش ہوگی کہ آنے والے سال میں اس آدھے بائی پاس کو بھی مکمل کیا جائے تاکہ موٹروے کے ساتھ بڑھنے والی ٹریفک کے لئے یہ ضروری ہوگا۔

جناب سپیکر! ہمارے علاقہ کے چھوٹے چھوٹے کاشتکار پرائیویٹ ایجوکیشن کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتے تو دیہات کے اندر کم از کم بچیوں کے جو پرائمری سکول ہیں اُن کو مڈل سکول کا درجہ دیا جائے۔ شکریہ

(اس مرحلہ پر سردار شہاب الدین خان اور محترمہ فائزہ احمد ملک
واک آؤٹ ختم کر کے معزز ایوان میں تشریف لے آئے)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ welcome سردار شہاب الدین خان صاحب اور محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ! منسٹر صاحب! آپ کا بھی بہت شکریہ۔ جناب کانجی رام صاحب!

جناب کانجی رام: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ جیسا کہ 16-2015 کے pre-budget کی بحث میں معزز ممبران کی طرف سے تجاویز پیش کی جا رہی ہیں تو سب سے پہلے میری یہ گزارش ہوگی کہ اس 16-2015 کے بجٹ میں اقلیتی ڈویلپمنٹ فنڈز کو بڑھایا جائے بلکہ اُس فنڈ کو double کیا جائے۔

جناب سپیکر! میری دوسری گزارش ہوگی کہ 14-2013 اور 15-2014 میں جو اقلیتی ڈویلپمنٹ فنڈ تھا وہ ڈویژن بہاولپور، سیالکوٹ، گوجرانوالہ اور فیصل آباد کے لئے تھا تو میری گزارش ہوگی کہ اس فنڈ کو جنوبی پنجاب کے لئے مختص کیا جائے تاکہ جنوبی پنجاب کے لوگ بھی اس سہولت سے مستفید ہو سکیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح وزیر اعلیٰ پنجاب کا دانش پبلک سکول ایک بہت انقلابی اقدام ہے تو میری یہ گزارش ہوگی کہ دانش پبلک سکول سمیت تمام تعلیمی اداروں میں minorities کے بچوں کے لئے 5 فیصد کوٹا مختص کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ جنوبی پنجاب میں آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کا بھی انعقاد کیا جائے اور اُس میں minorities کے لئے بھی 5 فیصد کوٹا مختص کیا جائے۔

جناب سپیکر! ڈسٹرکٹ رحیم یار خان پنجاب، سندھ اور بلوچستان کے سنگم پر واقع ہے تو تینوں صوبوں سے مریض رحیم یار خان میں آتے ہیں تو وہاں پر ایمر جنسی کے علاوہ بھی تمام ادویات کی فراہمی یقینی بنائی جائے۔

جناب سپیکر! چولستان کی allotment میں minorities کے لئے کوٹا مختص کیا جائے اور اُس کی ڈویلپمنٹ میں minorities کے علاقہ جات کے لئے بھی فنڈز مختص کئے جائیں۔

جناب سپیکر! کچی آبادیوں میں minorities کے جو لوگ رہائش پذیر ہیں اُن کو نہ صرف مالکانہ حقوق دیئے جائیں بلکہ کچی آبادیوں کے لئے بھی فنڈز مختص کئے جائیں تاکہ وہ لوگ بھی اُن سہولتوں سے مستفید ہو سکیں۔

جناب سپیکر! جیسا کہ کسی بھی قسم کی ترقی کا راز ایجوکیشن پر ہے تو میری یہ گزارش ہو گی کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں minorities کے بچوں کے داخلہ کے لئے سیٹیں مختص کی جائیں تاکہ وہ بھی تعلیم جیسی مفید سہولت سے مستفید ہو سکیں۔

جناب سپیکر! ییلو کیب سکیم وزیر اعلیٰ پنجاب کا ایک انقلابی اقدام ہے تو میری یہ بھی گزارش ہو گی کہ اُس کے لئے بھی minorities کا کوٹا مختص کیا جائے۔ میری یہ چند ایک گزارشات ہیں جو میں نے آپ کے توسط سے حکومت تک پہنچائی ہیں۔ بہت مہربانی

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جناب شہزاد منشی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب ذوالفقار علی خان صاحب!

جناب ذوالفقار علی خان: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے Pre-budget discussion میں حصہ لینے کا موقع دیا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ تمام منسٹر یز یا کمیٹیز اس ایوان کو اس pre-budget discussion سے پہلے آگاہ کرتیں کہ پچھلے سال ہم نے جو اہداف مقرر کئے تھے کیا وہ ہم نے achieve کئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب نے یہاں تقریر کی تھی لیکن آپ موجود نہیں تھے۔ آپ شاید اس دن موجود نہیں تھے جس دن انہوں نے اس بحث کا آغاز کیا تھا۔ انہوں نے یہ ساری باتیں بتائی تھیں۔ وہ جب wind up کریں گے اس دن بھی ساری باتیں بتائیں گے۔

جناب ذوالفقار علی خان: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب کی بات نہیں کر رہا بلکہ میں تو چاہ رہا تھا کہ تمام کمیٹیز اور منسٹریز بتاتیں۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ وزیر اعلیٰ کے وژن کے مطابق بجٹ تو ہم تیار کر لیتے ہیں لیکن میری پچھلے ڈیڑھ دو سال سے جو ذاتی observation ہے اس میں وزیر اعلیٰ کا مشن ہے کہ ان پراجیکٹس کو یا کاموں کو جلد از جلد مکمل کیا جائے لیکن افسوس یہ ہے کہ ہماری انتظامیہ اور اس کی مشینری جب تک ان پر implement کرنے کے قابل نہیں ہو گی تو اس وقت تک ہم وہ اہداف حاصل نہیں کر سکیں گے۔ مثال کے طور پر ہم ٹیکنیکل ایجوکیشن کو لے لیتے ہیں۔ ہمارا پچھلے سال وژن یہ تھا کہ ہم پنجاب سے سالانہ ایک ملین لوگوں کو ٹیکنیکل تربیت دیں گے کیا ہم نے پچھلے سال وہ achieve کر لیا ہے اگر نہیں کیا تو اس میں کیا کیا خامیاں رہ گئی ہیں، پنجاب کے 22 اضلاع میں پولی ٹیکنیکل کالجز موجود ہیں کیا ہم ان لوگوں کو زمانے کے مطابق ٹریننگ دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں محترم منسٹر نے tax collection کی بات کی ہے تو میں یہ کہوں گا کہ ٹیکس تو پہلے ہی کافی ہیں لیکن ہمارے پاس ٹیکس کی وصولی کا طریقہ نہایت فرسودہ اور پرانا ہے۔ میں اس کی ایک مثال آپ کو دیتا ہوں کہ services sector میں جو OIP's ہیں ان پر بھی بجٹ میں ٹیکس لگایا گیا ہے۔ پنجاب ریونیو اتھارٹی کے ساتھ میٹنگز ہونے کے باوجود ٹیکس لگایا گیا کیونکہ OIP's کو وفاقی حکومت کی Ministry of Labour regulate کرتی ہے۔ پنجاب سے سالانہ تقریباً ساڑھے پانچ لاکھ لوگ بیرون ملک جاتے ہیں اور اگر ان کی تجاویز پر عمل کر لیا جاتا تو 55 کروڑ روپے سالانہ ٹیکس مل سکتا تھا لیکن پنجاب ریونیو اتھارٹی کا وہی بھدا اور پرانا طریقہ لوگوں کو threat کے letters لکھنا ہے، لوگوں کو دھمکیاں دینا ہے اور زبردستی جس کا اخبار میں اشتہار آئے گا اس کو پکڑ کر اس سے ٹیکس لے لینا ہے۔ یہ طریق کار ٹھیک نہیں ہے۔ ہمیں ریونیو اتھارٹی اور ٹیکس کلکٹرز کو ٹریننگ دینا پڑے گی۔ میرے ذاتی خیال میں یہ ٹرینڈ لوگ نہیں ہیں۔ ان کا رویہ وہی فرسودہ اور پرانا ہے۔ اس کے علاوہ ہمیں تمام محکموں جیسے ایجوکیشن، ہیلتھ یا ایگریکلچر ہو ان کی انتظامیہ پر توجہ دینا پڑے گی۔ میری تجویز یہ ہے کہ الحمدللہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے پاس 325 سے زیادہ ایم پی ایز موجود ہیں۔ ہمیں دس دس ایم پی ایز کی کمیٹی بنانی چاہئے۔ ہمارے 36 اضلاع ہیں کمیٹیاں بنا کر ہر ضلع سے ہیلتھ، ایجوکیشن، انفراسٹرکچر اور تمام جتنے شعبے ہیں ان کی forces سے کام لینا چاہئے تاکہ وہاں کی انتظامیہ ان کو فعال کر سکے۔ اس کے بعد وہ اپنی reports وزیر اعلیٰ کو دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ آپ کے پاس بہت بڑا source ہے اس سے کام لیجئے۔ اگلے سال تین سالوں کا ہر حلقہ کے حساب سے ڈویلپمنٹ کا ایک طریق کار وضع کر کے اس کو آگے بڑھائیں۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن پر الحمد للہ وزیر اعلیٰ کے وژن کے مطابق بہت اچھا کام ہوا۔ ایجوکیشن میں میرا مشاہدہ ہے کہ کافی improvement ہے اور ہم آگے جا چکے ہیں۔

جناب سپیکر! صحت کے شعبہ میں ہماری کارکردگی اس وقت بہت اچھی نہیں ہے۔ میں نے خود بھی request کی تھی کہ جو PRSB سے پنجاب کی جان چھڑا دیں۔ میرے خیال میں میرے تمام دوست اس سے اتفاق کریں گے۔ مجھے بڑی خوشی ہے کہ 31-مارچ کے بعد PRSB کے contract کو ختم کیا جا رہا ہے لیکن مجھے ابھی پتا چلا ہے کہ تین چار مہینے کے لئے اسے اور extend کر دیا گیا ہے۔ خدا کے لئے تمام ہسپتال، ڈسپنسری سے لے کر ٹی ایچ کیو تک کو محکمہ صحت کے حوالے کریں تاکہ کوئی تو ہمیں جواب دے سکے کہ یہاں پر خامیاں کیوں ہیں۔

جناب سپیکر! زراعت کے حوالے سے میں اپنے مشاہدہ کے مطابق بات کروں گا کہ محکمہ زراعت کی کارکردگی zero ہے۔ ہمیں اس پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہے کیونکہ زراعت ہماری معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ ہماری زراعت جب تک مضبوط نہیں ہوگی اس وقت تک ہم پنجاب کو آگے نہیں لے جا سکیں گے کیونکہ ہماری growth میں زراعت کا 30 فیصد حصہ ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ روزگار پروگرام میں باقی لوگوں کے ساتھ ساتھ کسان کو بھی شامل کیا جانا چاہئے۔ میرے اندازے کے مطابق پنجاب میں آٹھ لاکھ ٹیوب ویل ہیں ان کو gradually ہر سال جتنا بجٹ سے ممکن ہو 50 فیصد ان کو subsidy دے کر ان تمام ٹیوب ویلوں کو شمسی توانائی پر منتقل کیا جائے۔ میں بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! باری بھی آپ کی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کروں گا۔ میرے ہاتھ میں روزنامہ "نوائے وقت" ہے۔ میں خود براہ راست اس معاملہ کو اچھی طرح سمجھتا بھی ہوں۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہیپاٹائٹس یعنی کالا یرقان killer disease ہے اور یہ silent killer ہے۔ اس کی proper screening کے لئے kits ہوتی ہیں اور اس کے علاج کے لئے interferon Injections ہوتے ہیں۔ المیہ یہ ہے کہ اس مالی سال 15-2014 میں ابھی تک interferon Injections خرید کر سرکاری ہسپتالوں میں علاج کے لئے مستحق مریضوں کو فراہم نہیں کئے جا سکے۔

اس کے علاوہ بہت سے ہسپتالوں میں اس وقت kits بھی موجود نہیں ہیں۔ یہ مجھے براہ راست معلوم ہے۔ یہ جو بدانتظامی ہے اس کو کس نے look after کرنا ہے۔ غریب آدمی ٹیکس دیتا ہے اس کے ذریعے government exchequer بنتا ہے۔ میں تو یہ صرف ایک شعبہ کی بات کر رہا ہوں۔ میں آپ کے توسط سے عرض کرتا ہوں کہ یہاں جو بھی وزراء بیٹھے ہیں اور یہاں جو بھی بات ہوتی ہے اس پر عملدرآمد نہیں ہوتا۔ آپ شفقت کر دیتے ہیں اور بعض اوقات directions بھی دے دیتے ہیں اور کبھی کبھی گورنمنٹ کی production بھی کرتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس حوالے سے معاملات بہتر طریقے سے نہیں چل رہے۔ میں آپ کے توسط سے گورنمنٹ کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہیپاٹائٹس کے injection and kits کو فی الفور خرید کر ہسپتالوں میں بھجوائیں یقیناً اس حوالے سے بڑی پریشانی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ اس حوالے سے تحریک التوائے کار دے دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ نے فرمایا ہے کہ میرا time بھی ہے اس لئے میں عرض کرتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور بہاولپور کی عوام کی محبت کے ساتھ تیسری دفعہ اس ایوان میں آیا ہوں لیکن آپ یقین کریں میں بڑے دکھ سے اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ اسمبلی کی اتنی کسمپرسی پہلے کبھی نہیں تھی۔ ہم روزانہ کارروائی کو دیکھتے ہیں۔ سرکاری بنچوں اور اپوزیشن کے بنچوں سے جو بھی تحاریک التوائے کار آتی ہیں ان کے proper جوابات نہیں ہوتے۔ منسٹر صاحبان جواب دیتے نہیں۔ ہمیں محترم گوندل صاحب سے بڑی ہمدردی ہے۔ یہ ہمارے مظلوم بھائی ہیں۔ انہیں جو پکڑا دیا جاتا ہے وہ ہمیں سنا دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! یہ بات نہ کریں۔ آپ کم از کم یہ بات نہ کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ نے Pre-budget Discussion رکھی ہے۔ آپ نے Friday کو announce کر دیا۔ وزیر خزانہ کی طرف سے کم از کم کوئی چیز آنی چاہئے تھی کہ یہ معاملہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ اس دن موجود نہیں تھے جس دن انہوں نے بات سامنے رکھی تھی۔ آپ ادھر نہیں تھے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ایوان کا کوئی decorum بھی اس حوالے سے ہونا چاہئے۔یہاں پر متعلقہ منسٹر موجود ہو جو چیزوں کو note کرے اور اس کے نتیجے میں کوئی چیز سامنے آئے اور بعد میں کوئی feedback بھی آئے کہ یہ باتیں یہاں پر ہوئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ بات کریں آپ کی ہر بات note کرنے کے لئے منسٹر بھی موجود ہیں اور پارلیمانی سیکرٹری بھی موجود ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس طرح کوئی بھی بات نہیں کرنا چاہتا کہ یہاں پر بات ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! وہ آپ کی مرضی ہے۔

کورم کی نشاندہی

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! انہوں نے اگر اس طرح اپنی بات کرنی ہے تو وہ پھر اپنے کورم کو بھی پورا کروائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب نے کورم کی نشاندہی کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! انہوں نے کورم کی نشاندہی نہیں کی ویسے ہی بات کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! نہیں۔انہوں نے کورم کی نشاندہی کی ہے اس لئے گنتی کی جائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ چاہتا ہوں کہ وزیر خزانہ کو یہاں پر موجود ہونا چاہئے یہ کوئی بات نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

گنتی کی گئی ہے۔کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: کورم پورا ہے لہذا اجلاس کی کارروائی شروع کی جائے۔

چوہدری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: سندھو صاحب! آپ تشریف رکھیں میں آپ کو ٹائم دوں گا۔آئین کے آرٹیکل۔144 کے تحت ایک قرارداد ہے۔وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور اپنی قرارداد پیش کرنے کے لئے اجازت کی تحریک پیش کریں گے۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے آرٹیکل(1)141 کے تحت اجازت کی تحریک

MINISTER FOR HUMAN RIGHTS AND MINORITES AFFAIRS (Mr Khalil Tahir Sindhu): Mr Speaker! I move:

"That the leave be granted to move a Resolution under clause (1) of Article 144 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the leave be granted to move a Resolution under clause (1) of Article 144 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan."

جو معزز ممبران اس تحریک کے حق میں ہیں وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر سید وسیم اختر کے علاوہ تمام معزز ممبران اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے)

More than 100 members are available.

اسمبلی نے اجازت دے دی ہے لہذا وزیر صاحب اپنی قرارداد پیش کریں۔

(تحریک منظور ہوئی)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! قرارداد کہاں پر ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! قرارداد ابھی آ جاتی ہے۔

قرارداد

مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) سے وفاقی اور صوبائی قوانین کی درست اشاعت کا مطالبہ

MINISTER FOR HUMAN RIGHTS AND MINORITES AFFAIRS (Mr Khalil Tahir Sindhu): Mr Speaker! I move:

"That the Provincial Assembly of the Punjab resolves in terms of Article 144 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan that the Majlas-e-Shoora (Parliament) may, by law, regulate matters relating to accurate publication of Federal and Provincial Law."

MR ACTING SPEAKER: The Resolution moved is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab resolves in terms of Article 144 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan that the Majlas-e-Shoora (Parliament) may, by law, regulate matters relating to accurate publication of Federal and Provincial Law."

The resolution moved and question is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab resolves in terms of Article 144 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan that the Majlas-e-Shoora (Parliament) may, by law, regulate matters relating to accurate publication of Federal and Provincial Law."

(The Resolution is passed.)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! اب تو ممبران کی تعداد بھی پوری ہے اور معزز منسٹر بھی موجود ہیں تو اب کیا ہو گیا ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ ان کو ٹائم دے دیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اقلیتی امور کے معزز منسٹر کا بطور لاء منسٹر notification ہے یا نہیں ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترم پارلیمانی سیکرٹری موجود ہیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! جواب تو سندھو صاحب نے دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی بھی منسٹر اس کو پیش کر سکتا ہے۔ اس پر لاء منسٹر نہیں بلکہ ایک منسٹر لکھا تھا۔

سردار شہاب الدین خان: اگر آپ Rule پڑھ لیں تو بہتر ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر صاحب! آپ بات کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ابتدا میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے انہیں کہا کہ تحریک پیش کریں اور انہوں نے تحریک پیش کر دی لیکن کیا یہ اخلاقی جواز نہیں بنتا تھا کہ جو بھی قرارداد ہو وہ اس طرف پہلے دکھالی جاتی کہ فلاں قرارداد ہے۔ وہ قرارداد پیش کر دی ہے لیکن کوئی معلوم نہیں ہے کہ کیا قرارداد ہے؟ اس طرح یہ کوئی اخلاقی جواز نہیں بنتا۔ اب ظاہر ہے کہ انہوں نے قرارداد پیش کر دی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایجنڈے پر قرارداد آ گئی تھی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں اصولی طور پر اس قرارداد سے اتفاق کرتا ہوں لیکن یہ process ٹھیک نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، ڈاکٹر صاحب! اب آپ اس پر بات کریں۔

قبل از بجٹ بحث

(۔۔۔جاری)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں دو تین اصولی باتیں Pre-budget Discussion کے حوالے سے کرنا چاہتا ہوں۔ پہلے میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ 16/17 رکنی پارلیمانی کمیٹی اسمبلی کے Rules کو amend کرنے اور بہتری لانے کے لئے بنائی گئی تھی تاکہ اسمبلی کی working بہتر ہو جائے۔ اس کمیٹی کو بنے ہوئے بھی مہینہ ڈیڑھ مہینہ ہو گیا ہے لیکن اس کا اجلاس ابھی تک نہیں ہو سکا۔ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چیئرمین کمیٹی رانا ثناء اللہ صاحب کو آپ direction دیں کہ اس کا اجلاس جلدی بلائیں تاکہ ہم بیٹھ کر Rules میں بہتری لانے کی کوشش کریں۔ بے شک Rules موجود نہیں تھے لیکن سابقہ سپیکر صاحبان کی طرف سے یہ relaxation تھی کہ اگلے دن آنے والے سوالات کو ایک دن پہلے اسمبلی کے اندر دے دیا جاتا تھا جس پر ممبران اس کی تیاری بھی کر لیتے تھے اور سب کو پتا بھی چل جاتا تھا کہ کس کس کے سوالات ہیں۔ جس جس ممبر کا سوال ہوتا تھا وہ کوشش کرتے تھے کہ Question Hour کے اندر اسمبلی میں موجود رہیں اور سوال کے حوالے سے ضمنی سوال کرنے ہیں یا وہ سوال صحیح ہے یا غلط ہے تو اس پر اپنا اظہارِ خیال بھی کر سکتے تھے لیکن اب جب ہماری طرف سے یہ بات آتی ہے کہ ایک دن پہلے سوالات دے دیئے جائیں تو concern منسٹر اس کی نفی کرتے ہیں اور Chair کی طرف سے بھی یہ بات آتی ہے کہ Rules اس کی اجازت نہیں

دیتے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کو ہمیں بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔ جس طرح جو amendments ہم دے دیتے ہیں اس پر ہم تین تین، چار چار دن discuss کرتے ہیں لیکن کوئی نتیجہ نہیں نکلتا اسی طرح بجٹ اجلاس ایک مہینہ چلے گا، بجٹ پیش ہو جائے گا، اس پر ہم cut motions دیں گے اور اس پر محض تقاریر ہوں گی لیکن اس بجٹ میں تبدیلی ایک پیسے کی بھی نہیں ہونی اور نہ ہی ہوتی ہے۔ جو کمیٹی آپ نے notify کی تھی جس میں 16/17 ممبران ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کمیٹی کا اجلاس ہو جانا چاہئے تاکہ کوئی بہتری ہو جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کل راناثناء اللہ صاحب آئیں گے تو ان سے کل بات کر لیتے ہیں۔ ابھی آپ اس issue پر بات کر لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ Pre-budget Discussion یہاں پر اس حوالے سے ہو جائے تو اچھی بات ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایوان کی Select Committees کو بھی Pre-budget Proposals دینی چاہئیں کیونکہ ہر ڈیپارٹمنٹ کی Select Committee ہے۔ برطانیہ کا ہاؤس آف کامن، انڈیا کی لوک سبھا اور امریکہ کی جو کانگریس ہے وہاں پر ان کی Select Committees authorize اور طاقتور ہیں، وہ ہر ڈیپارٹمنٹ کے بجٹ پر بحث کرتی ہیں، اس کو thrash out کرتی ہیں اور ان کی recommendations پر concern اسمبلی ان چیزوں کو sort out کرتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب تک Rules نہیں بنتے اور بجٹ میں بھی ابھی کافی وقت موجود ہے تو گورنمنٹ اگر حوصلہ کرے تو متعلقہ محکموں کا جو بجٹ ہے اس کی Pre-budget Proposals ہماری تمام Select Committees کو serve کر دیں تو اس کے اندر یقیناً ایک عوامی touch آ جائے گا۔ ان کے ذریعے سے جو proposals آئیں گی اور ان کو incorporate کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہتر عمل ہو گا اور اس میں عوام کی رائے بھی شامل ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! دوسری اصولی بات میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ وفاق کی سطح پر نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ آ جاتا ہے جس کے نتیجے میں Federal Divisible Pool میں سے صوبوں کو allocation ہو جاتی ہے۔ ہم نے پہلے بھی اس مطالبے کو بار بار اٹھایا ہے کہ Federal Divisible Pool میں سے جو NFC ایوارڈ صوبوں کو دیا جاتا ہے اس حوالے سے ہم آگے بڑھیں اور اب ڈسٹرکٹ فنانس کمیشن ایوارڈ announce کریں۔ اس کے ہم parameters بنا سکتے ہیں یعنی اس میں آبادی اور پسماندگی رکھ سکتے ہیں۔

MR ACTING SPEAKER: Order in the House.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس میں ہم illiteracy کو بنیاد بنا سکتے ہیں یا صحت کے معاملات کو بنیاد بنا سکتے ہیں۔ اس میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ جنوبی پنجاب اس حوالے سے ماضی میں محروم رہا ہے چاہے ڈی جی خان، راجن پور، بہاولپور یا بہاولنگر ہے۔ میں آج اس حوالے سے اس موقع پر ایک حوالہ بھی دینا چاہتا ہوں کہ PILDAT ایک این جی او ہے جو Parliamentarians کی information اور ان کی capacity building کے لئے کام کرتی ہے۔ PILDAT نے دو سال قبل لاہور کے ایک ہوٹل کے اندر awareness meeting رکھی تھی جس میں انہوں نے مجھے بھی مدعو کیا تھا، منسٹر صاحبان بھی تھے اور کچھ ایم پی اے صاحبان بھی موجود تھے۔ انہوں نے پنجاب کے اندر ڈویلپمنٹ گرانٹ کے اخراجات کے حوالے سے discussion کروائی اور graphic representation بھی سامنے دیوار پر لگائی کہ پنجاب کے اندر ڈویلپمنٹ کے اخراجات کس طریق کار کے تحت ہو رہے ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ لاہور ہمارا Capital city ہے جو ہمارا ہے اور سارے شہر ہی ہمارے ہیں لیکن گزارش یہ ہے کہ PILDAT میں ایشین ڈویلپمنٹ بنک کی طرف سے وہ data آیا ہوا تھا جو graphically represent کیا جا رہا تھا۔ لاہور میں ڈویلپمنٹ کے اخراجات کی جو expending تھی وہ پورے صفحے کے اوپر سے نکل رہی تھی یعنی graph کے لئے اوپر کوئی جگہ نہیں تھی کہ وہ مزید اوپر جائے کیونکہ صفحہ ختم ہو گیا تھا جبکہ اس کے مقابلے میں راجن پور، ڈی جی خان، بہاولپور، وہاڑی یا بہاولنگر کے شہر تھے ان کی base line سے بمشکل ایک آدھی لائن اوپر اٹھ رہی تھی۔ اس حوالے سے in figures بات یہ سامنے آئی کہ اگر پنجاب میں 100 روپے ڈویلپمنٹ گرانٹ موجود ہوتی ہے تو 60 روپے لاہور پر لگتے ہیں۔

MR ACTING SPEAKER: Order in the House.

اگر گپ شپ کرنی ہے تو لابی میں چلے جائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! باقی کے 40 روپے 35 اضلاع میں تقسیم ہوتے ہیں اور اس تقسیم میں سے بھی فیصل آباد، گوجرانوالہ اور راولپنڈی میں گرانٹ زیادہ لگ رہی ہے جبکہ باقی شہروں میں کم لگ رہی ہے۔ محترم پارلیمانی سیکرٹری note فرما رہے ہیں تو میں اس حوالے سے یہ گزارش کروں گا کہ اس دفعہ نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ کے ساتھ ڈسٹرکٹ فنانس کمیشن ایوارڈ بھی دیں تاکہ ضلع کی ضروریات کے مطابق اخراجات ہوں۔ لاہور میں ہم جس وقت آتے ہیں تو کہیں نہ کہیں انڈر پاس، پُل اور روڈ کی extension بلکہ اربوں روپے کے منصوبے اس وقت بھی لاہور شہر کی ڈویلپمنٹ کے لئے رواں دواں

ہیں۔ میں اگر بہاولپور کو اس کے ساتھ relate کروں تو بہاولپور میں ایک ہی بڑا سرکلر روڈ ہے جس کی ایک سائیڈ پر ادویات کی مارکیٹ ہے اور دوسری طرف بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال ہے۔ اب ٹریفک بڑھ گئی ہے جس کی وجہ سے تین چار مہینے میں کسی مریض کے attendant کی ایک casualty ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر صاحبان چٹ پکڑاتے ہیں کہ یہ ادویات لے کر آؤ کیونکہ فوراً آپریشن کرنا ہے جس پر attendant پریشانی کی حالت میں بھاگتا ہے اور سڑک cross کرتا ہے۔ ایکسیڈنٹ ہوتا ہے، میں نے بتایا ہے 3/4 average مہینے میں ایک death ہو جاتی ہے اور مسلسل وہاں کمشنر سے بھی، ڈی سی او سے بھی اور ایوان کے اندر بھی میں نے یہ بات کی کہ کم از کم وہاں پر ایک overhead bridge ہمیں دے دیں جو main traffic کو ہسپتال کی طرف سے گزار دے تاکہ نیچے rush کم ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ چیزیں address ہونے والی ہیں اور ہمیں ان کو دیکھنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ over the years میں یہ دیکھ رہا ہوں، ماضی میں بھی دو دفعہ اسمبلی کے اندر رہا ہوں، اب جب block allocation کا حجم بڑھتا جا رہا ہے اور اس کے بعد جب block allocation رکھ دی جاتی ہے تو پھر اس کو اپنی مرضی کے مطابق جہاں اپنے منصوبے ہوتے ہیں اور جہاں ووٹ زیادہ بن سکتے ہیں یا کوئی سیاسی ضروریات ہوتی ہیں تو اس کے مطابق اخراجات ہو رہے ہوتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اچھا طریق کار نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ٹھیک ہے کہ آپ کچھ block allocation رکھ لیں لیکن main chunk جو ہے وہ پراجیکٹس کے حوالے سے تقسیم ہونا چاہئے اور اسمبلی کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ پیسے اس حوالے سے کہاں خرچ ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی add کرنا چاہتا ہوں کہ اسمبلی کی نئی بلڈنگ کے متعلق کچھ نہ کچھ پتا لگا کہ کوئی رقم آئی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آنے والے بجٹ کے اندر اب اتنی رقم۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میں آپ کو یہ خوشخبری سنا دیتا ہوں کہ وزیراعلیٰ نے commitment کر لی ہے اور انشاء اللہ اس سال کے بجٹ میں اس کے لئے پیسے رکھے جائیں گے اور امید ہے کہ انشاء اللہ یہ بلڈنگ اگلے سال تعمیر ہو جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! حکومتی بنچوں کے ساتھ میں بھی ڈیسک بجاتا ہوں اور اگر وزیراعلیٰ نے یہ فیصلہ کیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، دس کروڑ روپے اس مقصد کے لئے جاری کر دیئے گئے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس کے لئے شکریہ بھی ادا کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ہو جائے۔اسی طرح میں یہ عرض کرتا ہوں کہ کچھ پراجیکٹس ایسے ہیں مثلاً وزیر آباد کے اندر انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی بلڈنگ کھڑی ہو گئی ہے لیکن کئی سالوں سے funding نہیں ہو رہی کیونکہ پچھلے regime نے اس کی بلڈنگ بنائی تھی تو یہ اچھا طریق کار نہیں ہے۔اسی طرح ہوتا ہے کہ لگاتا کوئی ہے اور فائدہ کوئی اور اٹھاتا ہے، قومیں تو اسی طرح چلتی ہیں۔اس موقع پر میں ایک واقعہ سناتا ہوں کہ ایک بہت ہی سفید ریش بزرگ آم کا پودا لگا رہے تھے تو گزرنے والے کسی نوجوان نے کہا کہ آپ یہ آم کا پودا لگا رہے ہیں تو آپ اپنی عمر دیکھیں کہ آپ اس کا پھل کیسے کھائیں گے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ بات نہیں ہے بلکہ میں آج جو آم کھاتا ہوں یہ میرے دادا جی نے پودا لگایا تھا۔اس طرح کے کچھ پراجیکٹس شروع ہو گئے تو ان کی تکمیل میرے خیال میں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سال میں ایک دفعہ بجٹ آ جاتا ہے اور سال کے بعد جب اگلا بجٹ آتا ہے تو ضمنی بجٹ بھی آ جاتا ہے تو اس وقت ہمیں پتا چلتا ہے کہ کتنی بڑی رقم reappropriate کر دی جاتی ہے کہ ایک پراجیکٹ سے نکال کر دوسرے پراجیکٹ میں چلی جاتی ہے تو اسمبلی کہاں گئی؟ اسمبلی میں جو بجٹ دیا ہوتا ہے تو آخر اس کی بھی sanctity ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کا کوئی midterm review ہونا چاہئے کہ مختلف منصوبے جو اسمبلی نے پاس کئے ہیں، ان کی کیا position ہے، ان کی رقم وہاں پر موجود ہے یا نہیں ہے؟ میں ایسے منصوبے point out کر سکتا ہوں مثلاً بہاولپور کے اندر پچھلے ڈیڑھ سال سے کڈنی انسٹیٹیوٹ بنایا گیا ہے، بلڈنگ مکمل ہے، سامان آ گیا ہے، SNE کے اندر پوسٹیں نہیں مل رہیں۔ میں آج بھی سیکرٹریٹ گیا ہوا تھا اور ڈپٹی سیکرٹری ہیلتھ سے میں نے واویلا کیا کہ اللہ کے بندے کوئی خدا کا خوف کرو، بلڈنگ آج wear and tear کے اندر جا رہی ہے، ڈیڑھ سال سے مکمل پڑی ہے اور ہر کام مکمل ہو گیا ہے لیکن SNE نہیں دے رہے۔ وہ آئے گی تو یہ functional ہو گی اور وہ جو equipment آتا ہے اس کی ایک certain period میں گارنٹی ہوتی ہے کہ اتنے period میں اگر اس میں wear and tear ہو جائے گا، خراب ہو جائے گی تو وہ پرزے replace کریں گے بلکہ پوری مشینری replace کریں گے۔ اب جب ڈیڑھ سال کنٹینرز کے اندر مشینری اسی طرح پڑی رہی تو وہ اس کے اندر ضائع ہو جائے گی اور کمپنی کی طرف سے equipment کی replacement کا period گزر گیا ہے تو اس کو کس نے دیکھنا ہے۔ یہ اسی وجہ سے ہے کہ درمیان میں اس حوالے سے کوئی چیک نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ دس کروڑ لوگوں کا اتنا بڑا

صوبہ پنجاب ہے۔جہاں اتنے سارے محکمہ جات میں اس حوالے سےcentralizationبہت ہے۔ میں تو اگلے کسی موقع پر اسمبلی میں یہ قرارداد بھی پیش کروں گا کہ ہمارے رولز کے اندر جو Government means Secretary ہے یہ تبدیل ہونا چاہئے اور میں سمجھتا ہوں کہ معزز منسٹرز مجھے اس حوالے سےfavourکریں گے اور میں یہ قرارداد اسمبلی میں tenderکرنا چاہتا ہوں کہ Government means Minister تو منسٹر کو گورنمنٹ considerہونا چاہئے جس کے نتیجے میں ایک عوامی آدمی جب منسٹر ہوتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ کیاproblemsہوتے ہیں۔ بیوروکریسی کو اس حوالے سے کوئی معاملات کا علم نہیں ہوتا تو یہ قرارداد کسی موقع پر اگر پیش ہوگی تو میں چاہوں گا کہ اس پر حکومتی بنچز بھی اچھے طریقے سے غور کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! جلدی سےwind upکریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میںwind upکر رہا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ اس حوالے سے بجٹ کاmidterm reviewہونا چاہئے۔ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جوreappropriation ہے یہ اسمبلی کےnoticeکے بغیر ہوتی ہے، چلیں آپ اسمبلی کو نہیں بتانا چاہتے لیکن اتنا تو آپ کر سکتے ہیں کہ ہماری پنجاب اسمبلی کے اس ایوان کی فنانس کمیٹی کے اندر کم از کمreappropriationکے لئے حکومتmoveکرے اور اس کمیٹی سے ہی پوچھ لے کہ ہم یہreappropriationکرنا چاہتے ہیں تو اس سے اس ایوان کی عزت موجود رہنی چاہئے۔ میں اس حوالے سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی تک باتیں ہوئی ہیں لیکن عملی طور پر پراجیکٹس نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! بے روزگاری بہت زیادہ ہے اور میں اس وقت سے ڈرتا ہوں کہ جب یہ پی ایچ ڈی، ایم ایس سی اور ایم اے پاس پڑھے لکھے نوجوان نائب قاصد کے لئے ہمارے دفاتر کے چکر لگاتے ہیں اور دھکے کھاتے ہوئے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمیں نائب قاصد ہی کہیں لگوادیں۔ میرے پاس مسیحی برادری سے تعلق رکھنے والے دو نوجوان آئے کہ بہاولپور میں سوشل سکیورٹی کے اندر دو سینٹری ورکرز کی پوسٹیں موجود تھیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں وہاں لگوادیں تو میں انہیں گاڑی میں بٹھا کر وہاں چلا گیا۔ دفتر میں بیٹھ کر انہیں کہا کہ یہ ہمارے دو مسیحی بھائی یہاں پر لگنا چاہتے ہیں اور میں ان کی سفارش کرنے آیا ہوں۔ انہوں نے اپنے پی اے کوbellدی کہ فائل لے کر آؤ۔ جب فائل آئی تو اس میں دو درخواستیں ایم اے اسلامیات فرسٹ کلاس بہاولپور کے بچوں کی رکھی تھیں اور بتایا کہ انہوں نے بھی دو پوسٹوں پر سینٹری ورکر تعینات کرنے کی درخواست دی ہے۔ جناب ڈائریکٹر نے کہا کہ میں نے ان دونوں

نوجوانوں کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ یہ فوج کا سینٹری ورکر نہیں ہے کہ جس پر فیتی لگی ہوتی ہے اور وہ چھوٹا موٹا افسر بھی ہوتا ہے۔ پتا ہے آپ نے کیا کام کرنا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم ہے کہ روز صبح دفتر آ کر جھاڑو دینا ہے اور گیلا کپڑا کر کے تیر مارنا ہے اور بوقت ضرورت بند گٹر کے اندر گھس کر اس کی صفائی بھی کرنی ہے۔

جناب سپیکر! اسلامیہ یونیورسٹی کے اندر پچھلے سال 850 اسامیوں کی add آئی جبکہ پچھلے وی سی نے دو تین بندے ضرورت کے تحت رکھ لئے تھے حالانکہ clear اسامیاں 200 تھیں خیر اس سے بحث نہیں ہے۔ 850 اسامیاں جو کہ پہلے گریڈ، دوسرے، تیسرے، چوتھے اور ساتویں کی تھیں اور اس سے اوپر کوئی نہیں تھی۔ اشتہار آ گیا اور آخری تاریخ گزرنے کے ایک مہینے کے بعد میں نے وائس چانسلر سے پوچھا کہ کتنی درخواستیں آئیں تو جناب وی سی نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب 850 اسامیوں کے against بہاولپور یونیورسٹی میں 72 ہزار درخواستیں آئیں۔ اب کیا ہوگا کہ اس میں 850 بچوں کو تو ملازمت مل جائے گی۔ پچھلے وی سی نے تو کہا کہ ڈاکٹر صاحب میرے تو ہاتھ کھڑے ہیں اور میں اس کے اندر ہاتھ نہیں ڈالنا چاہتا۔ جیسے ہے نظام چلتا رہا۔ خیر وہ ریٹائر ہو کر چلے گئے اور نئے وی سی آ گئے تو انہوں نے کہا کہ میں کوشش کرتا ہوں کہ کوئی working کر کے کہ جتنی بھی اسامیاں ہیں تو یہ لوگ تو لگ جائیں اور ہمارا کام بھی چلے۔ میں حکومت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم بھی یہاں پر بیٹھے ہیں اور یہ واویلا اس لئے کر رہے ہیں کہ یہ جو 71150 بچے سری لنکا سے نہیں آئے، یہ ہندوستان سے apply کرنے نہیں آئے اور کوئی بھی لاہور سے apply کرنے نہیں آیا یا کوئی فیصل آباد سے آ گیا ہو بلکہ وہیں کے یعنی بہاولپور کے، بہاولنگر کے یا لودھراں کے بچوں نے apply کیا۔ اب 71150 بچوں کی کس نے فکر کرنی ہے، بجٹ میں ان کے لئے کیا ہے، کیا economic activity اس کے ذریعے سے آپ generate کریں گے؟ جب discussion ہوتی ہے law maker کے حوالے سے، ڈی پی او سے بات ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں یہ جو بے روزگاری ہے، اب بڑی تعداد میں سٹریٹ کرائم پڑھا لکھا نوجوان کر رہا ہے اور وہ کدھر جائے؟ میں ایک practicing doctor ہوں اور لودھراں میں میرا ایک چھوٹا سا ہسپتال ہے، ایک ایم بی بی ایس ڈاکٹر میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ڈاکٹر صاحب کوئی راستے موجود نہیں ہیں، مجھے آپ ڈسپنسر کی جگہ رکھ لیں۔ یہ ساری چیزیں ایسی ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ جب بجٹ کے اندر آنا ہے تو اس بے روزگاری کو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آج تو اتنے زیادہ سپیکرز بھی نہیں ہیں اور مجھے بات کرنے دیں کیونکہ میں sense والی بات کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! wind up کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں wind up کر رہا ہوں۔ ساہیوال میں میڈیکل کالج کھول دیا ہے تو میری گزارش ہے کہ آپ کیوں ایسے چوکے چھکے لگاتے ہیں جو سرے نہیں چڑھتے۔ اب پچھلے سال جو سال گزر رہا ہے ساہیوال گورنمنٹ سیکٹر کا ہسپتال ہے جس میں فرسٹ ائر کے ایڈمشن نہیں ہو سکے۔ کیونکہ پی ایم ڈی سی نے فیکلٹی نہ ہونے کی وجہ سے لیٹر جاری کر دیا ہے کہ اب ساہیوال میڈیکل کالج کو derecognize کرتے ہیں، unseat کرتے ہیں اور نتیجتاً اب وہ داخلے نہیں ہو سکے۔ کس نے اس کو دیکھنا ہے؟ لاہور میں اتنے مگر مچھ کہ ایک ایک وارڈ کے اندر دو دو پروفیسر لگے ہوئے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ کوئی تجاویز ہی دے دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ تجویز دے رہا ہوں کہ آپ اگر میڈیکل کالج کھولنا چاہتے ہیں تو پہلے فیکلٹی کا بندوبست کریں۔ اب بہاولنگر میں بھی میڈیکل کالج کا اعلان ہوا ہے، ساہیوال میں یہ position ہے، بہاولپور سے ہمارے ایک ایسوسی ایٹ پروفیسر مظہر فیض عالم اور ایک اسسٹنٹ پروفیسر اصغر کو ساہیوال پوسٹ کر دیا ہے۔ میں آج سول سیکرٹریٹ کے اندر گیا تو میرے ہاتھ میں PMDC کا لیٹر تھا مجھے وہ کہنے لگے جی بہاولپور میں تو بڑا اسٹاف ہے میں نے کہا ہے یہ دیکھیں میرے ہاتھ میں PMDC کا لیٹر ہے انہوں نے سختی سے نوٹس لیا ہے اور کہا ہے within fortnight اگر بہاولپور کے میڈیکل کالج کا اور انہوں نے ساری faculties میں بتایا کہ سرجری، میڈیسن، ای این ٹی، فارماکالوجی، کمری میڈیسن کے اب پروفیسرز نہیں ہیں، ایسوسی ایٹ نہیں ہیں اور انہوں نے warning دی ہے اگر آپ اس کو within fortnight پورا نہیں کرتے تو ہم ان rules کے تحت strict action لیں گے اور نتیجتاً قائد اعظم میڈیکل کالج بہاولپور بھی derecognize ہو سکتا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو چیزیں ہیں ان کو نوٹ کریں خدا کے لئے کسی طریقے سے اس میں راستے بناؤ اور اس کو درست کرنے کی کوشش کرو۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آخری بات کر رہا ہوں میں عرض کروں گا میں تھوڑی سی بات اس حوالے سے کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب تھوڑی سی بات نہیں میں نے آپ کو کافی بات کرنے کا موقع دیا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آخری بات تعلیم کے حوالے سے کرنا چاہتا ہوں گزارش یہ ہے کہ اس ملک کے اندر آپ دیکھیں کتنی کرپشن ہے اور ہر سال کھربوں روپیہ کرپشن کی نذر ہو جاتا ہے اور یہ کون کرتا ہے غریب آدمی نہیں کرتا، ان پڑھ نہیں کرتا۔ ہم جو پی ایچ ڈی، ایم اے / ایم ایس سی، انجینئر، ڈاکٹر پیدا کر رہے ہیں سارے کرپشن کر رہے ہیں۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ، تربیت کا element missing ہے ابھی پچھلے دنوں بلیغ الرحمٰن صاحب جو ہمارے ایم این اے اور سٹیٹ منسٹر فار ایجوکیشن بھی ہیں، اُن کے توسط سے تین وائس چانسلر صاحبان بھی آئے ہوئے تھے ہماری اچھی ورکنگ ہے بلیغ الرحمٰن صاحب کے ساتھ، انہوں نے رات کے کھانے کی دعوت پر چند دوستوں کے ساتھ بلایا تھا۔ میں نے تینوں وی سی صاحبان سے کہا آپ مجھے بتائیں کہ آپ کیا تعلیم دیتے ہیں، یہ پڑھے لکھے لوگ اس ملک کی جڑوں کو کاٹ رہے ہیں، کرپشن کر رہے ہیں۔ آپ یہ تعلیم دیتے ہیں تربیت کس نے دینی ہے اور کون responsible ہے؟ آپ یقین کریں تینوں وائس چانسلر صاحبان کے سر جھک گئے انہوں نے کہا ڈاکٹر صاحب آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں یہ جو تربیت کا element ہے میرے بھائی اس کو بھی شامل کریں اس وقت کتنے ایجوکیشن کے سسٹم ہمارے ملک میں چل رہے ہیں ہمارے نصاب میں سے وہ چیزیں نکالی جا رہی ہیں جس کے نتیجہ کے اندر خدا خوفی بندے کے دل میں پیدا ہوتی ہے یہ چند چیزیں ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ ضروری ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب! بہت شکریہ۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سندھو صاحب!

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ گزارش یہ ہے کہ ویسے تو ہمارے ملک میں ہر طبقہ فکر کے ہی حالات خراب ہیں لیکن بالخصوص کسان اور زمینداروں کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ یقین کریں حالیہ بارشوں میں آج آپ جا کر دیکھیں میرا سارا حلقہ بارش کے پانی میں ڈوبا پڑا

ہے کوئی سیم نالہ کھودا نہیں گیا صرف کتابوں میں اُن کی maintenance کی گئی ہے otherwise بالکل کچھ نہیں کیا گیا۔ میں نے ایکسیئن سے پوچھا مجھے بتائیں کہ ایف ایس ڈرین جو سرگودھا کی سب سے بڑی مین ڈرین ہے؟ ایکسیئن کہتا ہے جی وہ پھلروان سے گزرتی ہے تو میں نے کہا وہ تو مونا ڈرین ہے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کو یہ بھی نہیں پتا کہ ایف ایس ڈرین کون سی ہے انتظامیہ کی بے حسی دیکھیں کہ کسی نے کچھ نہیں پوچھا۔ آج میں سمجھتا ہوں کہ کسانوں اور زمینداروں کی حالت یہ ہے جیسے کارل مارکس نے کہا تھا کہ مزدور و متحد ہو جاؤ کہ انہوں نے ہم سے بیڑیوں کے سوا چھیننا بھی کیا ہے۔ آج کسانوں کی حالت نوحہ کناں ہے اور یہ ہٹ دھرمی کی بات ہے۔ یقین کریں کہ ہماری گورنمنٹ نے الحمدللہ بڑے بڑے پراجیکٹ لانچ کئے یہ ڈرین جو ہیں آپ سے بہتر ان کو کون سمجھتا ہے ان کو maintain کرنے کے لئے کوئی اتنا بڑا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سندھو صاحب! اریگیشن منسٹر آجائیں گے تو ان سے اس بارے پوچھیں گے۔

چوہدری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! محترم منسٹر نہیں آئیں گے میں سمجھتا ہوں کہ یہ میڈیا بھی موجود ہے اور آپ بیٹھے ہیں پچھلی دفعہ میں نے کہا تھا کہ گنے کے کسان کو پیسے نہیں مل رہے ملیں payment نہیں کر رہیں تو آپ نے یہی فرمایا تھا کہ محترم منسٹر آئیں گے تو اس پر بات ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: سندھو صاحب! منسٹر صاحب آئے تھے مگر جناب نہیں تھے آپ کے علاوہ ایک اور ایم پی اے احسن ریاض فتیانہ صاحب نے یہاں پر بات اُٹھائی تھی تو اُن کے ساتھ منسٹر بیٹھے اور جو ملیں گنے کی payment نہیں کر رہی تھیں انہوں نے ensure کروایا تھا۔

چوہدری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اب بھی اس کا نوٹس لے لیں کہ کیا گنے کی payment ہو چکی ہے، آج کے دن تک آپ پتا کر لیں کہ گنے کی payment ہوئی ہے؟ ایک تو یہ calamity ہے یہ جو بارشیں ہیں انہوں نے تباہی مچا دی ہے لوگوں کی پہلے دھان کی فصلیں تباہ ہوئیں تھیں اور اب گندم کی فصلیں تباہ ہو گئی ہیں۔ گورنمنٹ کی طرف سے، محکمہ ریلیف کی طرف سے کسی قسم کے ریلیف کا کوئی اعلان نہیں کیا گیا ہے، کسی compensation کا کوئی اعلان نہیں کیا گیا حالانکہ Calamity and Relief Act کے تحت یہ calamity ہے اور ہر جگہ پانی کھڑا ہے، گندم خراب ہو گئی ہے، فصلیں تباہ ہو گئی ہیں، زمیندار برباد ہو گئے ہیں لیکن ہمارا کوئی پُرسان حال نہیں ہمیں کون پوچھے گا زمیندار کدھر جائیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: سندھو صاحب! کل منسٹر صاحبان یہاں پر موجود ہوں گے آپ دوبارہ یہ بات کیجئے گا میں اُن سے جواب لوں گا۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! ابھی ڈاکٹر صاحب نے یہاں اپنی تقریر میں ایک لفظ استعمال کیا ہے میں آپ کی وساطت سے کہنا چاہوں گا کہ انہوں نے ایک لفظ جمعدار استعمال کیا ہے وہ لفظ جمعدار نہیں ہے یہ سینٹری ورکر لفظ ہے لہذا میں چاہوں گا کہ کارروائی سے یہ الفاظ حذف کر دیئے جائیں اور اس کو سینٹری ورکر لکھا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کو سینٹری ورکر لکھا جائے۔ شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں ڈائریکٹ پری بجٹ پر بات کرنے سے پہلے صرف آپ کے دو منٹ لوں گا۔ میں اس معزز ایوان کے سامنے ایک بات کرنا چاہتا ہوں اور جو کچھ بات کرنا چاہتا ہوں وہ تجربہ اور پوری ذمہ داری کی بنیاد کی بنا پر کرنا چاہتا ہوں میرے بھائی ڈاکٹر وسیم صاحب نے ابھی یہ بات کہی ہے کہ 72 ہزار درخواستیں آئیں تو دو ایم اے اسلامیات تھے جو انہوں نے سینٹری ورکر کی حیثیت سے درخواستیں دیں تو میں الحمد للہ ایک businessman ہوں میں آج آپ کو ایک ایسا المیہ سناتا ہوں کہ آج ہماری قوم جس سے گزر رہی ہے۔ یہ سینٹری ورکر اور درجہ چہارم کی نوکریوں کے لئے ایم اے اور ایم بی اے تک جو درخواستیں آ رہی ہیں اس کی وجہ بے روزگاری نہیں ہے اس کی وجہ کیا ہے وہ میں آج آپ کو بتا دیتا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے کام نہیں کرنا ہوتا صرف تنخواہیں لینا ہوتی ہیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آج میرے حلقے میں جو لوگ دس دس، پندرہ پندرہ ایکڑ کے مالک ہیں وہ اپنے بچوں کو درجہ چہارم کی نوکریوں کے لئے پاگلوں کی طرح پیچھے پڑے رہتے ہیں کیوں اس لئے کہ وہ زمیندارہ کرنا نہیں چاہتے، میٹرک کرنے کے بعد وہ سمجھتے ہیں ہم بہت چیز ہیں اور میں آج آپ کو بتاتا ہوں کہ اگر صرف تین سال کسی ٹیکنیکل فیلڈ میں کوئی آدمی لگا لے تو اُس کے ہاتھ سونے کے بن جاتے ہیں لیکن ہاتھ چلانا پڑتے ہیں۔ میں آج اس معزز ایوان کے سامنے اور اپنے میڈیا کے بھائیوں کے سامنے ایک بات کہتا

ہوں آج جا کر سب غور کریں خدا کی قسم کوئی اچھا خانساماں نہیں ملتا اگر ملتا ہے تو کہتا ہے کہ تین گھنٹوں کے لئے آؤں گا 30ہزار روپیہ لوں گا۔ کوئی اچھا ڈرائیور نہیں ملتا وہ کہتا ہے میں 30 ہزار روپیہ لوں گا، اپنی مرضی سے آؤں گا اور 8:00 بجے چلا جاؤں گا۔ لوگ ٹیکنیکل جاب کی طرف نہیں آتے۔ میری کمپنی الحمد للہ، الحمد للہ ہر سال سینکڑوں ٹیکنیشن پیدا کر رہی ہے اور میرے گھر میں کام کرنے والے اسسٹنٹ آج ٹاپ ٹیکنیشن ہیں جو کہ ٹیوٹا کے ٹاپ ٹیکنیشن میں آتے ہیں کیوں کہ ان کو کہا گیا کہ تمھاری خدمات ہیں فلور پر چلے جاؤ۔

جناب سپیکر! لوگ کام نہیں کرنا چاہتے جبکہ ملک میں بہت کام ہے اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو بے پناہ نوازا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کہہ رہے تھے کہ ڈسپنسر کے لئے ڈاکٹر نے کام کیا۔ میرے گلبرگ کے گھر کے ساتھ ایک ڈسپنسری ہے میں ڈاکٹر صاحب کو دعوت دیتا ہوں وہ صبح تشریف لائیں۔ ڈاکٹرز ہیں، لیڈی ڈاکٹر ہے اور لیبارٹری ہے ان کے پاس جتنے ڈاکٹرز ہیں لائیں مجھے دے دیں میں کل ان سب کو نوکری دوں گا اور جتنی تنخواہ کہیں گے دوں گا۔ میں جب بھی ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں جاتا ہوں وہاں ایسا ہوتا ہے جیسے جنگ ہو رہی ہے۔ وہاں اتنا کام ہوتا ہے کہ ہیلتھ سیکرٹری، سلمان صاحب اور ہمارے کولیگ عمران صاحب سب لگے ہوتے ہیں لیکن ground reality کیا ہے؟ ground reality یہ ہے کہ کل میں اپنے حلقے میں تھا ایک آدمی آیا اس کی والدہ کو لقوہ ہو گیا، ڈاکٹر صاحب نے اٹھ کر تکلیف گوارا نہیں کی اور اس کو کہا کہ جا کر فلاں دوائی لاؤ اور فلاں دوائی لاؤ۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم بھی کوئی اپنے فرض ادا کر رہے ہیں؟ جاپان والے اپنے ملک سے بیس بیس ہزار میل دور جا کر کام کرتے ہیں۔ خدا کی قسم جاپانی اپنی قوم اور اپنی کمپنی کا سوچتا ہے۔ میرے ساتھ زندگی میں ایک ایسا تجربہ ہوا ہے کہ دو بالکل لڑاکا قسم کی کمپنیاں جو ایک دوسرے کے سخت مخالف ہیں ایک کمپنی کا نام Sumitomo اور دوسری کا نام TNC ہے۔ ان دونوں کمپنیوں میں میاں بیوی کام کرتے ہیں۔ ایک دن وہ میرے گھر آئے تو مجھے اس کی بیوی نے کہا کہ میں Sumitomo میں کام کرتی ہوں میں نے کہا کہ تمہارا خاوند تو TNC کمپنی میں کام کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں میرا خاوند TNC میں کام کرتا ہے۔ میں نے کہا کہ دونوں کمپنیوں کو تمہارا پتا ہے؟ اس نے کہا کہ دونوں کمپنیوں کو ہمارا پتا ہے لیکن ہماری کمپنیوں کو ہماری loyalty پر پورا یقین ہے۔ خدا کی قسم یہاں دو ہزار روپے میں بہترین غدار مل جاتا ہے جو ہر چیز جا کر باہر بتا دیتا ہے۔ ہم کیا کردار پیش کر رہے ہیں۔ ہم لوگوں کو یہ کہتے ہی نہیں ہیں کہ خدا کے لئے حکومت اتنی نوکریاں نہیں دے سکتی

آپ لوگ کام کریں اور کام میں کوئی کمی نہیں ہے۔ میں نے آج بڑی ذمہ داری سے یہ بات کہی ہے اب میں بجٹ کی طرف آتا ہوں اور آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ چاہتا تھا کہ وزیر خزانہ آج یہاں ہوتے کیونکہ بہت سے ایسے معاملات ہیں جو میرے ان کے ساتھ discuss ہوتے رہے ہیں اور پچھلے بجٹ میں بھی ہوتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جتنے ریسٹورنٹس اور ہوٹل ہیں ان پر فیڈرل سیلز ٹیکس لگ رہا ہے جبکہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد اور پنجاب ریونیو اتھارٹی بننے کے بعد کروڑوں اربوں روپیہ جو سیلز ٹیکس لیا جا رہا ہے اور اس میں چوری ہو رہی ہے یہ پنجاب ریونیو اتھارٹی کیوں نہیں لے رہی ہے؟ ایک اور بڑا المیہ یہ ہے کہ پنجاب ریونیو اتھارٹی نے شادی ہالوں اور کیٹرنگ والوں کو تو رجسٹر کر لیا ہے لیکن وہ ان ہوٹلوں کی طرف کیوں نہیں گئے کیونکہ وہاں جانے سے ان کے پَر جلتے ہیں؟ وہاں سے اربوں روپے کا ٹیکس چوری ہو رہا ہے۔ اگر وزیر خزانہ یہاں بیٹھے ہوتے تو میں ان سے یہ پوچھتا کہ مجھے بتائیں کہ جو 16 فیصد اور 17 فیصد سیلز ٹیکس ہے جو invoice کے بالکل نیچے جا کر لکھا ہوتا ہے تاکہ اس کو ویسے ہی پھاڑ دیا جائے۔ اگر فرض کریں کہ دو سو ٹیبلیں لگی ہیں اور بیس ٹیبلوں کا صرف ریکارڈ کیا گیا ہے تو یہ deficit کون پورا کرے گا اور یہ deficit کن پر پڑتا ہے؟ یہ deficit ان لوگوں پر پڑتا ہے جن بے چاروں کا کوئی قصور نہیں ہے۔ ریونیو تو ہم خود ضائع کرتے ہیں جبکہ یہ ہمارا ریونیو ہے ہمیں اس کو take up کرنا چاہئے۔ میری آپ کے توسط سے یہ استدعا ہے کہ تمام ہوٹل اور ریسٹورنٹس کو PRA میں لایا جائے یا پھر PRA کو ختم کیا جائے۔ PRA کا بھی سن لیں کہ پنجاب ریونیو اتھارٹی صرف ان لوگوں کو نوٹسز دے رہی ہے جو already tax net میں ہیں۔ میں یہ بات ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ پنجاب ریونیو اتھارٹی صرف ان لوگوں کو tax net میں لا رہی ہے جو already اس میں شامل ہیں جن کا سب کو پتا ہے اور وہ NTN holder ہیں۔ ان لوگوں کو کیوں نہیں شامل کیا جا رہا ہے جو آج تک بالکل tax net میں نہیں ہیں اور ان کی وجہ سے پنجاب کے وہ کاروباری لوگ جو پہلے ہی ٹیکس دے دے کر پریشان ہیں ان کو پنجاب ریونیو اتھارٹی tax net میں لا کر مزید پریشان کر رہی ہے۔

جناب سپیکر! جو سندھ، بلوچستان کی گاڑیاں پنجاب میں چل رہی ہیں اور خاص طور پر کمرشل گاڑیاں چل رہی ہیں میں نے پہلے بھی ایوان میں بات کی ہے۔ قانونی طور پر بھی ایک limit ہے کہ وہ دس

دن یا پندرہ دن سے زیادہ یہاں پر نہیں چل سکتیں وہ سارا کا سارا ٹیکس کہاں جا رہا ہے اور اس کا کون ذمہ دار ہے، یہاں تک کہ گلگت کی رجسٹرڈ گاڑیاں لاہور میں کمرشل کی حیثیت سے چل رہی ہیں وہ کیوں چل رہی ہیں؟ ہمارے پنجاب کا ٹوکن اس وقت 5500 روپے ہے اور اسلام آباد میں 384 روپے ہے اس لئے ہماری ساری گاڑیاں وہاں جا کر ٹوکن دے رہی ہیں جس کے نتیجے میں پنجاب کا نقصان ہو رہا ہے اس پر کیوں نہیں غور کیا جا رہا ہے؟ ہم جو کمرشل گاڑی ڈبل کیبن import کر رہے ہیں اس کے اوپر withholding tax پنجاب لے رہا ہے وہ ڈیڑھ لاکھ روپے ٹیکس کیوں لیا جا رہا ہے جبکہ اس پر پہلے ہی بے شمار ٹیکس ہے؟ آپ اس کو یہاں رجسٹرڈ نہیں کرواتے وہ باہر سے جا کر رجسٹرڈ ہوتا ہے جس کے نتیجے میں ساری عمر کے لئے پنجاب ٹوکن ٹیکس سے بھی جاتا ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب کے جتنے بڑے شہر ہیں وہاں گورنمنٹ نے جتنی کرائے پر عمارتیں لی ہوئی ہیں میں نے اس سلسلے میں کئی مرتبہ اسمبلی میں سوال دیا لیکن اس کا کوئی جواب نہیں آتا۔ کم از کم یہ تو دیکھ لیں کہ وہ مکانات، وہ بلڈنگیں اور وہ گھر کس ریٹ پر لئے ہوئے ہیں۔ میں ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ وہ دُگنا اور تین گنا کرائے پر لئے ہوئے ہیں۔ اب 35 فیصد سنٹرل ٹیکس لگ گیا ہے اس لئے وہ ٹیکس بھی پنجاب کی جیب سے دیا جا رہا ہے جو کہ کلب ہو کر مالک کو دینا چاہئے۔ ویلتھ ٹیکس جنرل مشرف نے میرے اور آپ کے عشق میں ختم نہیں کیا تھا وہ اس لئے ختم کیا تھا کہ اس میں کچھ پردہ نشینوں کے نام آ گئے تھے۔ ویلتھ ٹیکس کیوں نہیں لگاتے، مجھے ذاتی طور پر پتا نہیں کیا کچھ دینا پڑے گا لیکن میں پوچھتا ہوں کہ ویلتھ ٹیکس کیوں نہیں لگاتے؟

جناب سپیکر! تمام پرائیویٹ ادارے جو فیس لے رہے ہیں ایک محنتی آدمی جس کے limited resources ہوں وہ تو فیس نہیں دے سکتا۔ ان کو کوئی پوچھنے والا ہے کہ آپ کس حساب سے یہ فیسیں لے رہے ہیں؟ 25 ہزار، 30 ہزار روپے نرسری کی فیس ہے اور وہ untouchables ہیں۔ میں پچھلے بجٹ میں بجٹ کمیٹی کا ممبر تھا اور میں نے وزیر اعلیٰ کے سامنے یہ گزارش کی تھی کہ آپ ان کو پنجاب ریونیو اتھارٹی کے نیٹ میں کیوں نہیں لائے کیونکہ یہ بھی ایک طرح کا sales tax on services ہے اور کمرشل ہے۔ جتنی ہماری تعلیم پرائیویٹ اداروں میں دی جا رہی ہے وہ پوری کمرشل ہے۔ وہ استاد مر گئے جو اپنے پاس سے چائے پلا کر یا بچوں کو گُڑ کھلا کر پڑھایا کرتے تھے۔ آج تو استاد کہتا ہے کہ جتنی بڑی گاڑی میں آؤ گے اتنا ہی اچھا ہے اسی سے تمہارے زیادہ نمبر آئیں گے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر اور کچھ نہیں ہو سکتا تو کم از کم ان کی فیسوں پر قید ہی لگا دی جائے۔ آج دو دو، اڑھائی اڑھائی لاکھ روپے کے

چالان بچہ تو آکر ماں باپ کو دے دیتا ہے کہ یہ لیں جی اس چالان کو جمع کرائیں لیکن آپ ذرا اندازہ لگائیں کہ وہ کس چیز کی تعلیم ہے، اس سے کیا نتیجہ نکلے گا اور یہ تعلیم دینے کے بعد ان بچوں کے اوپر کیا اثرات ہوں گے ؟ ڈاکٹر صاحب ابھی کہہ رہے تھے جب یہی commercialism جائے گا تو پھر یہی ہو گا کہ پی آئی سی میں انجیو گرافی کی ایک سال کی date ملتی ہے اور سفارش سے چھ مہینے کی date ملتی ہے۔ اس کے بالکل adjacent ہسپتال ہے وہ 3 لاکھ 80 ہزار روپے لیتا ہے وہ اسی وقت سٹنٹ (stent) بھی ڈال دیتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ گھر جا کر کھانا کھائیے گا۔ آپ یہاں چائے کے وقت آئیں اور گھر جا کر dinner کریں لیکن چار لاکھ روپے جیب میں ہونے چاہئیں۔ یہ ایوان جو ہیلتھ کے لئے اربوں روپیہ پاس کرتا ہے اس کا فائدہ تو تب ہی ہے جب واقعی لوگوں کو اس کا فائدہ مل رہا ہو لیکن ground reality یہ ہے کہ لوگوں کو ہسپتالوں سے ایک ایک سال کی تاریخیں مل رہی ہیں۔ پھر یہ بجٹ پاس کرنے کا کیا فائدہ ہے ؟ ہم ان پرائیویٹ ہسپتالوں کو ہی کیوں نہ اپنے ambit میں لے لیں کہ آپ ہم سے پیسے لے لو۔ اسی طرح پرائیویٹ سکول والوں سے منت کرلینی چاہئے کہ بیکن ہاؤس تم ہمارے 100 سکول لے لو اور subsidies کرلو کہ سرکاری سکول کے بچوں کو بھی پڑھاؤ اور اپنے بھی پڑھاؤ۔ پھر یہ طریقہ بہتر نہیں ہے کہ ہم اس طرح سے چلائیں اور اپنا بجٹ بھی بچائیں۔

جناب سپیکر! جتنے BHUs اور جتنے RHCs ہیں ان کے بہت بُرے حالات ہیں۔ اگر ہم نے اتنا ہی پیسا اس بجٹ میں ہیلتھ کو دینا ہے تو اس کی کوئی نہ کوئی condition ضرور ہونی چاہئے۔ کوئی ایسی vigilant اتھارٹی ہو، کوئی third party source ہو جو ان کو بغیر ٹائم بتائے چیک کرے۔ بڑے سے بڑے business concern کو آڈٹ ٹیم بغیر بتائے آجاتی ہے وہ آکر سلام کرتی ہے اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم آڈٹ کے لئے آئے ہیں۔ اس طرح سے یہاں کیوں نہیں جاتے ان کو بھی تو چیک کریں کہ یہ کیا کر رہے ہیں؟ ڈاکٹر صاحب گھر سوئے ہوئے ہوتے ہیں اور ڈسپنسر وہاں پر اونگھ رہا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! جتنے bridges کے ٹینڈرز ہو رہے ہیں ان میں جتنے private contractors آ رہے ہیں اس میں ایک بہت بڑا prequalification کا lacuna ہے۔ فرض کریں چار فرموں کو prequalify کیا گیا اور ان چار فرموں نے آپس میں pool کر لیا۔ محترم پارلیمانی سیکرٹری اس بات کو سمجھ رہے ہوں گے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں؟ ان چاروں نے رات کو pool کر لیا، صبح آئے اور آکر انہوں نے ایک دوسرے کو supporting quotation دائر کی اور ان میں سے جو lowest تھا وہ لے گیا اور باہر جا کر تینوں نے آپس میں منافع لے لیا۔ Prequalification کی کیا ضرورت ہے آپ سیدھی

سیدھی earnest money لیں پانچ فیصد، دس فیصد، بیس فیصد یا پچیس فیصد لگا کر ان کو کہو کہ لاؤ bid دو۔ Prequalification کھانے کے دھندے ہیں اور اس سے قوم کو لوٹا جا رہا ہے۔ Prequalification کے بعد جب آپ نے کسی بھی bid یا کسی بھی Bridge کی 10 سے 20 فیصد earnest money لے لی تو اس کے بعد مشینری کا پوچھ لیں کہ آپ اپنے ٹیکنیشنز اور expertise کی list لاؤ، open tender transparency تو اسی کو کہتے ہیں۔

جناب سپیکر! بجٹ کا خسارہ بڑھ رہا ہے اور کوئی educate کرنے والا نہیں ہے۔ میں معذرت کے ساتھ اپنے میڈیا کے بھائیوں کو بھی یہ کہتا ہوں کہ ہم سب نے مل کر اس بجٹ خسارے کو دیکھنا ہے۔ ہم یہ نہیں دیکھتے کہ ہم جن چیزوں اور products کا اشتہار دے رہے ہیں، ہمارے کچھ چینلز کو ان سے کروڑوں روپے کا فائدہ تو ہو گا اور ہمارے کچھ بڑے اخبارات کو بھی کروڑوں کے add مل رہے ہوں گے لیکن کیا کبھی کسی نے سوچا کہ اس پنجاب میں 1000 یا 1100 روپے کی cost کا لان کا سوٹ پندرہ ہزار روپے میں بک رہا ہے، کیا کسی نے سوچا کہ ہم جو drinks اور food کے اشتہارات دے رہے ہیں وہ ہمیں کس بھاؤ میں پڑ رہے ہیں؟ اس ملک کا قیمتی foreign exchange اس میں جا رہا ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ اس بجٹ میں خاص طور یہ بات رکھی جائے کہ ہم نے قوم کو سادگی کی طرف سے کس طرح لانا ہے۔ ہماری جو کچھ imports ہیں اگر اس کو دیکھیں تو پھر آپ مجھے کہیں گے کہ شیخ صاحب یہ فیڈرل مسئلہ ہے لیکن میں آج آپ سے ایک بات کہتا ہوں کہ اگر یہ ہاؤس اپنی ذمہ داری پہنچانے تو اس کے بہت بڑے wings ہیں اور یہ بہت کچھ کر سکتا ہے۔ میں آج آپ سے یہ بات کہتا ہوں کہ آپ کسی وقت میرے ساتھ بیٹھیں اور آپ صرف import کو ایک نظر دیکھیں کہ کتنی items ہیں جو ہم ہندوستان سے بلاوجہ منگوا رہے ہیں ہمیں جس کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے اور اس میں 18,18۔ارب روپے تین تین مہینے میں جا رہے ہیں۔ ہم اس سے بچ سکتے ہیں لیکن صرف قوم کو educate کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ چیزیں نہ استعمال کریں۔

جناب سپیکر! دوسری بات، یہ حکومت کا فرض ہے جب میں کہتا ہوں کہ حکومت تو پتا نہیں میرے بھائی جو یہاں بیٹھے ہیں اس پر اعتراض کریں لیکن میں کہتا ہوں کہ حکومت natural guardian ہے اور حکومت نے ہی عوام کو گائیڈ کرنا ہے کہ تم نے کیا کرنا ہے اور حکومت کو ہی گائیڈ کرنا چاہئے۔ ایک ہی کلاس ہے جس کی وجہ سے مہنگائی کا سامنا ہے، یہ دو سے اڑھائی ہزار روپے پر ہیڈ کھانے والی کلاس ہے اور یہ پندرہ ہزار روپے کے لان کے سوٹ لینے والی کلاس ہے۔ اس کلاس کو educate

کس نے کرنا ہے؟ یہ حکومت نے کرنا ہے کہ آپ اس کا اندازہ لگائیں کہ تین سے چار کروڑ روپے کا ایک hoarding بن کر لگتا ہے تو وہ consumers profitability پر پڑتی ہے تو ہم اس consumers کو educate کریں کہ خدا کے لئے تم سمجھو تمھاری جیب کو لوٹا جا رہا ہے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ بجٹ میں آمدن اور اخراجات کا تخمینہ لگایا جاتا ہے اور متوازن بجٹ وہی ہوتا ہے جس میں آمدن زیادہ ہو اور اخراجات کم ہوں اس لئے اگر ہم نے اخراجات کا اندازہ لگانا ہے تو ہمیں دیکھنا ہے کہ ہمیں کہاں کہاں priorities دینی ہے۔ ہمارا ملک اس وقت حالت جنگ میں ہے اور عوام کے جان ومال کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے سکیورٹی بجٹ میں خصوصی اضافہ کیا جائے۔ اہم شہروں کی اہم شاہرات پر ماڈرن سی سی ٹی وی کیمرے لگائیں جائیں اور پولیس کی ٹریننگ بھی کی جائے تاکہ جب کبھی مشکل وقت آئے تو ان کی اتنی ٹریننگ ہو کہ کیسے ان حالات سے نبرد آزما ہونا ہے اور کس طرح عوام کی جان ومال کی حفاظت کی جا سکتی ہے۔ Good governance directed policies بنائی جائیں اور جو لوگ اس کو monitor کریں ان میں management اور leadership کی abilities approval ہوں۔ انہیں پتا ہو کہ ہمیں ان چیزوں کو کس طرح دیکھنا ہے تاکہ عوام کا پیسا صحیح direction میں لگے۔

جناب سپیکر! صحت کے شعبہ پر بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ اگر ہم عوام کو door step پر ہیلتھ کیئر کی facility پہنچانا چاہتے ہیں تو ہیلتھ کے بجٹ میں اضافہ ناگزیر ہے۔ ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ بجٹ کی proper utilization ہو رہی ہے اور اس کی proper accountability بھی ہونی چاہئے۔ جس لحاظ سے ملک میں آبادی بڑھ رہی ہے ہسپتالوں کو بھی اس لحاظ سے اپ گریڈ نہیں کیا جارہا، بستروں کی تعداد اتنی ہی ہے یعنی beds کی strength بالکل نہیں بڑھائی گئی اور یہ نہیں دیکھا گیا کہ اگر لاہور کی آبادی اتنی بڑھ گئی ہے تو تمام teaching Hospitals اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں گائنی شعبہ میں 50 بیڈز ہیں تو ہمیں انہیں آبادی کے لحاظ سے بڑھانا چاہئے۔ Latest equipment's ,diagnostic centre, cancer ward اور teaching Hospitals اس میں لازمی شامل کئے جائیں۔ مزید پرائیویٹ میڈیکل کالجوں پر پابندی لگائی جائے وہ اس لئے کہ جب بھی کوئی میڈیکل کالج کھولا جاتا ہے تو یہ دیکھا ہی نہیں جا رہا کہ اس کے ساتھ کون سا ہسپتال attach ہے اور کتنے qualified doctors وہاں سے نکلیں گے۔ صرف PMDC کو یہ ساری اتھارٹی نہیں دینی

چاہئے، ہیلتھ کو regulate کرنے کے لئے کوئی اور بھی باڈی بنانی چاہئے جس میں آپ کے ایم پی ایز کی بھی شمولیت ہو۔ Medical profession کی advancement success research based ہے اس لئے ہر teaching Hospital میں زیادہ سے زیادہ ریسرچ سنٹر بنائے جائیں۔ ہم نے آج تک کون سی latest drug بنائی ہے، کون سی latest treatment بتائی ہے اُسی روش پر چلے جا رہے ہیں اس لئے ڈاکٹروں کو ریسرچ کرنے کے لئے facilitate کیا جائے، ان کے وظائف کے لئے بجٹ مختص کیا جائے اور researchers کے لئے زیادہ create seats کی جائیں۔ ڈاکٹری ایک ایسا profession ہے جو رات دیکھتا ہے اور نہ ہی دن دیکھتا ہے جب آپ کسی سے اچھے کام کی توقع رکھتے ہیں تو health provider کو بھی آپ نے خوش رکھنا ہے اس سے میری مراد ڈاکٹر ہے۔ ڈاکٹروں کی salary بڑھائی جائے اور ان کے بیٹھنے کے پراپر آفس ہوں، proper environment ہو اور جب ان کی ٹریننگ ہو تو ان کی facility موجود ہو۔ حالات تو یہ ہیں کہ teaching Hospitals میں facility کم ہوتی جا رہی ہے۔ یہ کیا ہے؟ اس لئے کہ زیادہ سے زیادہ سینئر ڈاکٹرز سعودی عرب جا رہے ہیں اور کوئی کینیڈا جا رہا ہے۔ اس چیز کو روکنے کے لئے اقدامات کرنے چاہئیں۔ جیسے انڈیا نے اپنے تمام فارن ڈاکٹروں کو واپس بلایا ہے، ان کو کس طرح واپس بلایا ہے کہ ان کو ویسے ہی incentive دیا ہے اور وہاں ہیلتھ اس وقت corporate کا درجہ اختیار کر گئی ہے اور لوگ انڈیا transplant کرانے جاتے ہیں جبکہ ہمارے پاس یہاں اتنے لائق پروفیسرز موجود ہیں لیکن infrastructures کی ہی کمی ہے۔ اس ہیلتھ کے شعبہ میں توجہ دی جائے۔ میں حکومت کی اس لحاظ سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے teaching Hospitals میں ایم آئی آر اور سی ٹی سکین جیسی سہولیات فراہم کی ہیں لیکن عام آدمی کے لئے ان کی فیس بھی کم کی جائے۔ اس میں تمام teaching Hospitals کے لئے بجٹ میں اضافہ کیا جائے کیونکہ اس میں زیادہ سے زیادہ تقریباً Mediocre ہی وہاں پر آتے ہیں اور ان کو cover کرتے ہیں۔ گائنی ڈیپارٹمنٹ دیکھ لیں، یورالوجی ڈیپارٹمنٹ دیکھ لیں، سکن ڈیپارٹمنٹ دیکھ لیں اور سرجری ڈیپارٹمنٹ دیکھ لیں ان تمام میں beds کی کمی ہے اور extra beds لگانے پڑتے ہیں۔ میں pre-budget میں اس لئے نشاندہی کر رہی ہوں تاکہ آئندہ بجٹ میں ہیلتھ کو زیادہ priority دی جائے۔ وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے خواتین کی یونیورسٹی announce کی ہے لیکن اس کا infrastructure ہونا چاہئے، اس کا کیمپس ہونا چاہئے اور اس کے لئے سپیشل بجٹ allocate ہو تاکہ باہر کے ممالک سے جو خواتین آئیں یہاں سے trained ہوں۔ ہمارے

اورڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتالوں میں بھی BHUs, Rural Health Centre trained lady اور سپیشل ڈاکٹرز doctors appoint ہوں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہم نے یوتھ کو direction دینی ہے۔ میں وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے سوشل اکنامکس کی طرف توجہ دی۔ نوجوان لڑکوں نے لون لے کر اپنے بزنس تو شروع کئے ہیں مگر ابھی ہمارا نوجوان de-track ہورہا ہے اس کے لئے ہمیں انہیں واضح راستہ دینا ہے ان کی تربیت کرنی ہے اور ان کے لئے jobs create کرنی ہیں۔ ہمیں socio cultural کے لئے بجٹ allocate کرنا ہے تاکہ ہماری نوجوان نسل اپنے کلچر کی طرف چلے۔ یونیورسٹیوں میں support complexes، کالجوں اور سکولوں میں playgrounds نہیں ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! بہت شکریہ

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میں آخر میں اپنے ایم پی ایز کی طرف سے آپ کی خدمت میں گوش گزار کررہی ہوں کہ ان کی طرف بھی توجہ دیں۔ اگر سب کی تنخواہیں بڑھ رہی ہیں تو پنجاب کے ایم پی ایز کا کیا قصور ہے؟ سندھ کے ایم پی ایز کی salary بڑھ گئی، بلوچستان کے ایم پی ایز کی اچھی salary ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! میری بات سنیں۔ اس پر بات ہورہی ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! اس کا رزلٹ بھی تو نکلے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کا رزلٹ نکلے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ بہت اچھا رزلٹ نکلے گا۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! ہمیں آپ سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ نجمہ بیگم صاحبہ!

محترمہ نجمہ بیگم: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا تعلق ضلع ڈیرہ غازی خان شہر سے ہے، ڈیرہ غازی خان ہمارے چاروں صوبوں کا سنگھم ہے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ڈیرہ غازی خان میں آبادی تیزی سے بڑھتی جارہی ہے کیونکہ چارروں صوبوں سے لوگ وہاں پر منتقل ہورہے ہیں۔ وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی مہربانی سے ڈیزہ غازی خان میں جو Trauma centre قائم کیا گیا ہے، وہاں پر سٹی سکین مشینیں بھی موجود ہیں، ایکسرے مشین بھی ہے لیکن ان کو استعمال میں

لانے کی بجائے مریضوں کو ملتان میں refer کر دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے مریضوں کی راستے میں death ہو جاتی ہے اس لئے میری گزارش ہو گی کہ وہاں پر فنڈز بھی دیئے جائیں اور یہ حکم بھی جاری کیا جائے کہ وہ ان مشینوں کو استعمال کریں کیونکہ ان کے پاس یہ بہانہ ہوتا ہے کہ اگر یہ مشینیں خراب ہو گئیں تو ان کے لئے ٹیکنیشن ہمیں لاہور سے بلانا پڑتا ہے اس لئے ہم ان کو استعمال نہیں کرتے۔ اس کے علاوہ ہمارے ڈیرہ غازی خان کی بڑھتی ہوئی آبادی کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ اس کے ساتھ جو دیہات منسلک ہیں وہاں سے لوگ روزگار کے لئے شہر میں آجاتے ہیں۔ بسوں والے ان سے منہ مانگا کرایہ وصول کرتے ہیں جس کی وجہ سے ان لوگوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ ڈیرہ غازی خان شہر سے خواتین ٹیچرز جن کو دیہاتوں کے سکولوں میں اپنے فرائض سرانجام دینے کے لئے جانا پڑتا ہے ان کو بھی پرائیویٹ گاڑیوں میں سفر کرنا پڑتا ہے، جس طرح لاہور اور ملتان میں میٹرو بس کا منصوبہ بنایا گیا ہے اس سے عام لوگ اور میں بھی مستفید ہوتی ہوں۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہو گی کہ ڈیرہ غازی خان میں بھی گرین بس کے نام سے ایک منصوبہ دیا جائے تاکہ دیہاتوں سے لوگ شہر میں آکر اپنا کاروبار شروع کر سکیں۔ اس کے لئے علاوہ شہر سے جو خواتین ٹیچرز دیہاتوں میں جاتی ہیں وہ بھی اپنی ڈیوٹی احسن طریقے سے سرانجام دے سکیں۔ اس کے علاوہ ہمارے ڈیرہ غازی خان کا کامرس کالج جس میں سی کام، بی کام اور ایم کام تک کلاسز ہوتی ہیں وہاں پر طلباء و طالبات کی تعداد بھی بڑھتی جا رہی ہے۔ وہاں پر بس کا کوئی انتظام نہیں ہے اس کے لئے بھی فنڈز فراہم کئے جائیں تاکہ طلباء و طالبات فائدہ اٹھا سکیں اور تعلیم حاصل کر سکیں۔ اس کے علاوہ پورے پنجاب میں خانہ بدوش لوگ ہیں، ہم جب تبدیلی کی بات کرتے ہیں تو ان کے حالات تبدیل کرنے کے لئے بھی ہمیں کچھ نہ کچھ کرنا ہو گا کیونکہ یہ لوگ بڑھتی ہوئی آبادی کا سبب ہیں، یہی جرائم کا سبب ہیں اور یہی منشیات کا بھی سبب ہیں۔ اگر ہم ان کے لئے ایسی سکیمیں بنائیں، ایسے اقدامات کریں جیسے ان کو اپنے گھر دیئے جائیں، ان کو proper روزگار دیا جائے تاکہ وہ جو اس وقت ہمارے صوبہ پر جو بوجھ بنے ہوئے ہیں بوجھ نہ بنیں بلکہ ایک مہذب اور معزز شہری بن سکیں۔

جناب سپیکر! ہمارے ڈیرہ غازی خان میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر نیا ماڈل بازار بھی بنایا جا رہا ہے جس میں خواتین کا بلاک بھی بنایا جا رہا ہے اس کی منظوری بھی آگئی ہے لیکن اس کے لئے ابھی فنڈز کی فراہمی نہیں ہو سکی۔ میری گزارش ہے کہ اس سلسلے میں بھی فنڈز جلد فراہم کئے جائیں تاکہ ہمارے ڈیرہ غازی خان کے لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ باؤ اختر علی صاحب!

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ کہوں گا کہ 14-2013 کا بجٹ وزیر خزانہ نے یہاں پر پیش کیا، اس کو ہر شعبہ میں utilize بھی کیا اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی سرپرستی میں ہر شعبہ میں ترقیاتی کام بھی ہوئے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے صوبہ پنجاب کو ترقیاتی کاموں کے حوالے سے اس طرح سے متعارف کروایا ہے کہ ہر کوئی ان کی مثال دیتا ہے۔ چاہے میٹرو بس ہو یا کوئی اور منصوبہ، انہوں نے ریکارڈ مدت میں مکمل کیا۔ صوبہ پنجاب میں انرجی سیکٹر میں انہوں نے جو کام کیا ہے وزیر اعلیٰ پنجاب کی کاوش کے ساتھ جو کام ہو رہا ہے وہ پورے ملک پاکستان کے لئے ہو رہا ہے۔ پاکستان 2017 میں، پنجاب خصوصی طور پر اس معاملے میں خود کفیل ہو جائے گا، اس وقت جو energy crisis ہمیں نظر آتا ہے یہ ختم ہو جائے گا اور ہمارے ملک پاکستان میں خوش حالی آ جائے گی۔ صوبہ پنجاب اور پاکستان کے لئے زراعت، صحت، تعلیم ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ میں اس وقت اپنے حلقہ کو focus کروں گا کہ میرے حلقہ میں پینے کا پانی میسر نہیں ہے، میرا حلقہ لاہور کا شمالی علاقہ ہے جو کہ پورے لاہور کا ایک تہائی ہے، تیس سے چالیس لاکھ لوگ شمالی لاہور میں بستے ہیں، اس علاقہ میں بھی سب سے پسماندہ حلقہ میرا ہے جہاں سے میں منتخب ہو کر آیا ہوں۔ میں آپ کے توسط سے یہ استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ آئندہ بجٹ میں صاف پانی کے منصوبوں میں میرے حلقہ کو ترجیح دی جائے، وہاں پر نہ صرف واٹر سپلائی دی جائے بلکہ ٹیوب ویل بھی مہیا کئے جائیں۔ وہاں پر لوگوں کا جو استحصال ہو رہا ہے وہ ختم ہو اور لوگ مطمئن ہو سکیں۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن کے سلسلے میں عرض کروں گا کہ میرے حلقہ میں تقریباً اس وقت 43 سکول ہیں ان میں پرائمری، مڈل، ہائی سکول موجود ہیں لیکن ان کے miscellaneous میں آج تک سالانہ ترقیاتی پروگرام میں خاص رقم نہیں رکھی گئی۔ میں اس سلسلے میں سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ، پنجاب کی سطح پر بھی استدعا کر چکا ہوں۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہو گی کہ اس دفعہ توسیعی منصوبوں کے لئے بجٹ کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں رقم رکھی جائے۔ اس کے علاوہ بچیوں کے سکولوں کو خصوصی طور پر اپ گریڈ کیا جائے کیونکہ دور دراز علاقوں میں جب بچیاں پڑھنے کے لئے جاتی ہیں تو اس کو ٹھیک طرح سے نہیں دیکھا جاتا۔ اس کے ساتھ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ میرے حلقہ میں ایجوکیشن سیکٹر میں مغلیہ دور کے دو کالج ہیں ایک باغبانپورہ کالج فار بوائز اور دوسرا شالامار کالج فار گرلز ہے۔ اس کے علاوہ کوئی ایسا

کالج نہیں ہے۔ میں نے وزیر اعلیٰ پنجاب سے استدعا کر کے ایک directive issue کروایا اس کی feasibility بھی بنی پھر ایک ڈگری کالج فار گرلز کی سمری وزیر اعلیٰ کو بھجوائی، انہوں نے مہربانی فرماتے ہوئے اس سمری کو منظور کرتے ہوئے سیکرٹری تعلیم کو بھجوادی۔ اس پر ابھی تک عملدرآمد نہیں ہوا میری استدعا ہے کہ میرے حلقہ میں بچیوں کے گرلز کالج کے لئے اس دفعہ بجٹ میں رقم مختص کی جائے اور اس کا اجراء بھی کیا جائے۔ اس کے علاوہ میرے حلقہ میں جو سب سے اہم تاریخی ورثہ ہے وہ شالا مار باغ ہے یہ ایک تاریخی ورثہ ہے اس کی حفاظت ہر حکومت کی ذمہ داری ہے اس لئے میں یہ کہوں گا کہ اس بجٹ میں اس کے لئے رقم مختص کی جائے۔ شالا مار باغ کے اندر کی جو تباہی ہے اس کو بچانے کے لئے بھی کوئی رقم مختص کی جائے تاکہ اس کی تزئین و آرائش کی جا سکے تاکہ وہ تاریخی ورثہ تباہی سے بچ جائے۔ اس کے علاوہ ایک نیشنل شاہراہ جی ٹی روڈ جو کہ پشاور سے دہلی تک جاتی ہے اور وہ نہ صرف وزیر خزانہ کے حلقہ سے گزرتی ہے بلکہ میرا ٹوٹل حلقہ ہی جی ٹی روڈ سے منسلک ہے، جی ٹی روڈ کی حالت ناگفتہ بہ ہے، ایک موریہ پل سے لے کر داروغہ والا تک آپ جائیں تو جگہ جگہ آپ کو گڑھے ملیں گے۔ کوئی بیمار خاتون یا شخص اس سڑک سے صحیح سلامت گزر نہیں سکتا۔

جناب سپیکر! میری آپ کے توسط سے استدعا ہے کہ نہ صرف اس سڑک کی مرمت کی جائے بلکہ اس سڑک کی دونوں سائیڈوں پر پچاس سے ساٹھ فٹ تک ناجائز قابضین نے جو قبضہ کیا ہوا ہے، وہاں سے وہ قبضہ نہ صرف واگزار کروایا جائے بلکہ اس کو گرین بیلٹ یا سروس روڈ میں منتقل کیا جائے۔ اس جی ٹی روڈ کا توسیعی منصوبہ اس بجٹ میں شامل کیا جائے جو کہ ایک نہایت اہم شاہراہ ہے۔ میں اس کے ساتھ یہ بھی کہوں گا کہ میرے حلقہ جی ٹی روڈ سے ایک رنگ روڈ پر سلطان محمود روڈ جو ایک اہم شاہراہ ہے وہ ادھر جاتی ہے جس کو وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے ذاتی کوشش سے 50 فیصد تعمیر کروا دیا لیکن 50 فیصد کام بالکل التواء کا شکار ہے لہذا میں استدعا کرتا ہوں کہ سلطان محمود روڈ کو مکمل کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: باؤ صاحب! بہت شکریہ

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! میری آخری گزارش ہے کہ پچھلے دنوں واہگہ پر دہشت گردی کا incident ہوا جس میں کافی لوگ شہید ہو گئے۔ واہگہ سے لے کر پورے ایریا میں کوئی سرکاری ہسپتال نہیں جس کی وجہ سے ایک پرائیویٹ ہسپتال پر بوجھ ڈالا گیا اور کئی لوگ ایسے تھے جن کو ابتدائی طبی امداد نہ مل سکی۔ میرے حلقہ میں جی ٹی روڈ پر 90 کنال اراضی ہے جس کی میں نے نشاندہی کی، محکمہ صحت نے اس کی

فزیبلٹی رپورٹ بنا کر ریونیو کو بھیجی اس پر ریونیو ڈیپارٹمنٹ نے بھی کام کیا لیکن وہ فائل آج تک کھٹائی میں پڑی ہوئی ہے جبکہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے خصوصی مہربانی کی اور اس پر ڈائریکٹو بھی جاری کیا کہ اس پر کام کیا جائے اور آئندہ بجٹ میں یہاں 150 بیڈ کا ہسپتال بھی تعمیر کیا جائے۔

جناب سپیکر! میری ایک اور عرض ہے کہ گڑھی شاہو چوک جہاں ہر وقت ٹریفک رکی رہتی ہے یہ شمالی لاہور کا واحد entrance ہے، شمالی لاہور کی تیس سے چالیس لاکھ کی آبادی ہے اس کے توسیع منصوبے جس کی فزیبلٹی محکمہ پی اینڈ ڈی میں موجود ہے اس پر عملدرآمد کیا جائے اور میں وزیر اعلیٰ پنجاب سے استدعا کرتا ہوں کہ آزادی چوک کی طرح گڑھی شاہو چوک کو بھی اس طرح کا ایک منصوبہ دیا جائے اور یہ شمالی لاہور کے لئے تحفہ ہوگا۔ مہربانی

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ رانا محمد ارشد صاحب! آپ آج بات کریں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! جیسے آپ کہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے بات کرنی ہے تو کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ یہاں پر ممبران نے بڑی اچھی discussion کی اور اپنا اپنا point of view دیا لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ممبران کی رائے کو endorse کرتے ہوئے جو گنے کی قیمت کا ایک بہت بڑا issue تھا وہ حل کیا۔ میرا دیہات سے تعلق ہے میں ایک چھوٹا زمیندار ہوں، یہ کہنا بڑا آسان ہے کہ مل مالکان پیسے نہیں دیتے کوئی شک نہیں کہ یہ issue تھا لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 46 شوگر ملیں ہیں اور تقریباً 41 ملوں نے 95 فیصد کے قریب ادائیگیاں کر دی ہیں۔ باقی دو تین ملوں کے issues تھے ہم نے وہ last week بھی حل کئے ہیں اور انشاء اللہ حل کریں گے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ زمیندار کو پیسا ملنا چاہئے اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے لیکن جو کام اچھا ہوتا ہے اس پر appreciate کرنا چاہئے اور جو نہیں ہوتا اس پر بالکل ہمیں discussion کرنی چاہئے اور ہمیں اپنا point of view دینا چاہئے۔ یہ وہی گنا ہے جو 150 روپے فی من تھا اور آج 180 روپے فی من ہے۔ اسی ایوان نے وزیر اعلیٰ سے demand کی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ اور حکومت پنجاب نے ممبران کی رائے کو عزت دی، اہمیت دی جبکہ سندھ میں یہی گنا 150 روپے کا اور چینی کا ریٹ وہی 52 روپے۔ الحمد للہ الحمد للہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں زمیندار کو اور facilitate کرنا ہے جیسے بجلی کی قیمت 10.35 روپے فی یونٹ ہے اس میں زمیندار

کو ریلیف مل رہا ہے اور گندم کی قیمت -/1200 روپے فی من تھی اب اس کی قیمت 100 روپے بڑھا دی گئی ہے اور یہ -/1300 روپے فی من ہو گی۔

جناب سپیکر! اس میں ہماری گزارش تھی کہ چھوٹے زمیندار کو performance دی جائے اس پر almost direction جاری ہو چکی ہے۔ پچھلے سال گندم 35 لاکھ میٹرک ٹن خریدی گئی اب اسے بڑھا کر 40 لاکھ میٹرک ٹن کر دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ موجودہ حکومت کا کسان دوستی کا منہ بولتا ثبوت ہے لیکن اس کے باوجود میری گزارش ہے کہ ہم نے کسان کو اور facilitate کرنا ہے، ہمیں کھادوں کو سستا کرنا ہو گا، زمیندار کے لئے جو equipments ہیں جن میں ٹریکٹر ہے وہ مزید سستا کرنا ہو گا۔ جیسے ہم نے گرین ٹریکٹر پر دو لاکھ روپے سبسڈی دی تھی اب ہمیں آنے والے بجٹ میں مزید سبسڈی دینا ہو گی۔ میں اس سے ہٹ کر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے ایجوکیشن کو وزیر اعلیٰ نے facilitate کرنے کے لئے وہ تمام efforts کیں اور جو آج ایوان اقبال والی تقریب تھی جس میں enrollment کو سو فیصد کرنے کے لئے comprehensive function تھا۔ وزیر اعلیٰ کی direction ہے کہ پہلی کلاس سے میٹرک تک کتابیں مفت ملنی چاہئیں وہ مل رہی ہیں لیکن اس میں دہشت گردی کا issue ہے security problem ہے وہاں پر جو measures لئے گئے ہیں۔ اس کو ہمیں appreciate بھی کرنا ہے اور ہمیں ڈیمانڈ بھی کرنی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پہلی کلاس سے لے کر ایم اے تک جو free education مل رہی ہے اس کے لئے ہمیں مزید efforts کرنا ہوں گی، ہمیں عوام کو مزید facilitate کرنا ہو گا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ پنجاب کے ہر فرد کو اچھے طریقے سے ہائر ایجوکیشن فراہم کرنا ان کا حق ہے۔

جناب سپیکر! جیسے ہیلتھ کو promote کیا جا رہا ہے ہمیں ہیلتھ کو مزید بہتر کرنا ہے۔ میں اس کے ساتھ ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ملک جو جاگیرداروں کا حق سمجھا جاتا تھا، جو سرمایہ داروں کا حق سمجھا جاتا تھا اگر ایک مزدور کو میٹرو بس کی شکل میں 20 روپے کی سواری مل جاتی ہے تو اس ملک پر غریب کا حق کیوں نہیں ہے، آیا جب پاکستان بن رہا تھا تو غریبوں نے کوششیں نہیں کی تھیں، شہادتیں نہیں دی تھیں اور migration نہیں کی تھی؟ بالکل کی تھی اور وطن پر غریبوں اور متوسط طبقے کا سب سے زیادہ حق ہے بلکہ ہم سے بھی زیادہ ہے۔ ان کو facilitate کرنا چاہئے اور میں یہ ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے 52 ہزار لیڈی ہیلتھ ورکرز کو permanent کیا اور اس اسمبلی کے ذریعے بل پاس کیا، آپ نے ان کے گھروں کے چولہے permanent جلائے آپ کا یہ ایک اچھا step ہے۔ اب ان دنوں آپ

نے تقریباً چالیس ہزار ایجوکیٹرز کی appointment کی ہے جو merit through ہوئی ہے۔ بے روز گاری کا issue ہے ہمیں اسے اور حل کرنا ہے اور میری یہ تجویز ہے کہ ہمیں ہیلتھ، ایجوکیشن اور زمیندار کو مزید facilitate کرنا ہے۔ جو farms to market روڈز بن رہے ہیں، وزیر اعلیٰ نے ہمیں جو 15۔ارب روپے دیئے ہیں اور انہوں نے کہا کہ اگلے سال اس amount کو double کر رہے ہیں۔ یہ دیہاتی ایریا کی ضرورت ہے چونکہ دیہاتی ایریا میں ٹریکٹر ٹرالی کا راستہ ہو گا تو وہ شہروں تک جائیں گے اور اس سڑک تک جائیں گے تو روزگار میں اضافہ ہو گا۔

جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ اس میں مزید اضافہ ہونا چاہئے اسی طرح جو security problems ہیں ہمیں تھانہ کلچر کو مزید بہتر کرنا ہے۔ اس دہشت گردی کو ختم کرنے کے لئے آج پورا ملک حالت جنگ میں ہے، حکومت پاکستان، افواج پاکستان حالت جنگ میں ہے، 70 ہزار پاکستانی شہید ہو چکے ہیں لیکن صوبے اپنا role play کر رہے ہیں اور ہمیں مزید کرنا ہے تاکہ ہم ہر شہری کو تحفظ فراہم کر سکیں۔ جو دہشت گردی کا وائرس ہے جس کو ختم کرنے کے لئے جنگ ہو رہی ہے اس پر جہاں مرکز اربوں روپے خرچ کر رہا ہے وہاں پر پنجاب اور باقی صوبے بھی اپنے اخراجات برداشت کر رہے ہیں۔ یہ ایک ایسا issue ہے جس پر کوئی دورائے نہیں ہمیں ان دہشت گردوں کو کچلنا ہو گا اور اس کے ساتھ ساتھ ہمیں عوام کے بنیادی issues کو حل کرنا ہو گا۔ اس کے لئے آپ جو بہتری کر سکتے ہیں آپ کو کرنی چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، ذوالفقار غوری صاحب!

جناب ذوالفقار غوری: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! پری بجٹ سیشن میں تجاویز بھی ہیں وزیر خزانہ نے ایک بات کی تھی کہ ہمیں محاصل کو بڑھانے کے لئے بھی تجاویز دینی چاہئیں۔ میں اس لئے محاصل کو بڑھانے کے لئے پہلی تجویز دوں گا کہ گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کے ٹوکن جو ٹی ایم اے یا پنجاب حکومت کے حوالے سے ہیں ان کو بڑھایا جائے تاکہ محاصل بڑھیں۔

جناب سپیکر! میری دوسری تجویز ہے کہ سول ہسپتالوں میں لوگ پرچی لینے جاتے ہیں ان کی فیس بہت کم ہے اسے بھی بڑھایا جائے تاکہ محاصل بڑھیں۔ اب میں اپنی تجاویز دوں گا کہ ہمیں دسمبر میں کرسمس گرانٹ ملتی ہے لیکن میں بڑے وثوق سے یہ بات کہنا چاہوں گا کہ وہ آج تک بھی بہت سے ضلعوں میں تقسیم نہیں ہو سکی۔ اس کی وجوہات کیا ہیں؟ اس کی وجوہات یہ ہیں کہ انہوں نے تین specific categories بنا دی ہیں کہ اتنی گرانٹ بیوہ عورتوں، معذور لوگوں اور بیمار اشخاص کے

لئے ہے۔ یہ گرانٹ ان تینوں categories میں دی جاتی ہے۔ جب کسی بیوہ عورت کو امدادی چیک دیا جاتا ہے تو اسے وہ چیک اپنے بنک اکاؤنٹ میں جمع کروانا ہوتا ہے۔ اب بیوہ عورت یا کسی معذور آدمی کا عموماً بنک اکاؤنٹ ہوتا ہی نہیں۔ جب وہ بنک میں چیک لے کر جاتے ہیں تو انہیں بڑی پریشانی ہوتی ہے اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ ان لوگوں کو open cheques دیئے جائیں جن پر ان کا نام، شناختی کارڈ نمبر لکھا جائے اور جب وہ بنک میں جائیں تو انہیں صرف اپنا شناختی کارڈ دکھانا پڑے۔ ان کے شناختی کارڈ کی تصدیق کرنے کے بعد انہیں اس چیک کے پیسے دے دیئے جائیں۔ یہ ایک آسان طریق کار ہے۔ میں پارلیمانی سیکرٹری سے درخواست کروں گا کہ میری اس تجویز کو نوٹ کیا جائے۔

جناب سپیکر! ہم اقلیتی ممبران کو ایک کروڑ روپے سالانہ بجٹ ملتا ہے۔ میری تجویز ہے کہ اس رقم کو بڑھایا جائے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ میرے ساتھ معزز ممبر چودھری محمد اکرم تشریف فرما ہیں اور ان کا حلقہ پی پی-122 ہے۔ ضلع سیالکوٹ میں صوبائی اسمبلی کے گیارہ حلقے ہیں جبکہ ہمارا حلقہ پورا پنجاب ہے تو ہم ایک کروڑ روپے کی رقم کو کہاں کہاں استعمال کریں؟ میری یہ تجویز ہے کہ اس رقم کو بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر! ہمارے سیالکوٹ شہر میں ایک گورنمنٹ کرسچین ہائی سکول ہے۔ اس سکول میں حضرت علامہ محمد اقبال اور فیض احمد فیض پڑھتے رہے ہیں۔ اس سکول کی عمارت انتہائی خستہ حال ہو چکی ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس سکول کو ایک اچھی عمارت دی جائے اور وہاں پر علامہ محمد اقبال کے حوالے سے ایک یادگار تعمیر کی جائے تاکہ جب لوگ سیالکوٹ میں علامہ محمد اقبال کا گھر دیکھنے جائیں تو ساتھ ہی اس سکول اور یادگار کو بھی دیکھیں۔ میری یہ بھی تجویز ہے کہ اس سکول کو قومی ورثہ قرار دے دیا جائے تاکہ اس کی حفاظت بہتر طریقے سے ہو سکے۔

جناب سپیکر! میری یہ تجویز ہے کہ حکومت جب کوئی لیبر کالونی بنائے تو اس میں minorities کے لئے ایک خاص حصہ مقرر کیا جائے۔ یہ فی الوقت practice نہیں لیکن میں چاہوں گا کہ اس تجویز کو نوٹ کیا جائے اور اگلے بجٹ میں اس پر عملدرآمد شروع کیا جائے۔

جناب سپیکر! سیالکوٹ ایک کاروباری شہر ہے۔ وہاں پر ٹریفک کا نظام بہت زیادہ خراب ہے جس کی وجہ سے کافی دیر تک ٹریفک جام رہتی ہے۔ میری تجویز ہے کہ وہاں پر مزید وارڈنز دیئے جائیں تاکہ ٹریفک کے نظام کو بہتر طریقے سے چلایا جا سکے اور شہریوں کو سہولت میسر آ سکے۔

جناب سپیکر! چند ماہ پہلے حکومت سندھ نے چرچوں اور مندروں کی حفاظت کے لئے دو ہزار لوگوں کو بھرتی کیا ہے۔ اس security force میں ایک ہزار مسیحی اور ایک ہزار ہندو لوگوں کو بھرتی

کیا گیا ہے۔میری یہ تجویز ہے کہ پنجاب میں بھی چرچوں،مندروں اور گردواروں کے لئے سندھ حکومت کی طرز پر security force تشکیل دی جائے۔اس میں ہمارے اقلیتی امور کے وزیر اور اقلیتی ممبران کو بھیinvolve کیا جائے تاکہ وہ اسsecurity force کی تشکیل اورminorities کی مذہبی عبادت گاہوں کی حفاظت کے لئے بہتر تجاویز دے سکیں۔میں آخر میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت مہربانی۔آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز منگل مورخہ 31۔مارچ2015 صبح10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2015

منگل،31۔مارچ2015

(یوم الثلاثہ،10۔جمادی الثانی1436ھ)

سولہویں اسمبلی: تیرھواں اجلاس

جلد13: شمارہ 3

223

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ31۔مارچ2015

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات آبکاری و محصولات اور کانکنی و معدنیات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں)

1۔ محترمہ نگہت شیخ: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں خسرے، پولیو اور دیگر مہلک بیماریوں کی ویکسین کی طرح آلودہ پانی سے پیدا ہونے والی بیماریوں کی ویکسین دی جائے تاکہ اس پانی سے پیدا ہونے والی بیماریوں بشمول گیسٹرو و دیگر امراض سے بچا جا سکے۔

2۔ چودھری عامر سلطان چیمہ: اس ایوان کی رائے ہے کہ ہیپاٹائٹس کے مریضوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر صوبہ بھر کے سرکاری ہسپتالوں میں ہیپاٹائٹس (سی) کے انجکشن کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔

3۔ محترمہ خدیجہ عمر: یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ نادرا دفاتر اور سٹاف کی تعداد میں آبادی کے تناسب سے اضافہ کیا جائے۔

4۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر: یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ پٹرولیم مصنوعات میں کمی کے پیش نظر پی آئی اے کے عمرہ کے کرایہ میں کمی کی جائے۔

5۔ محترمہ لبنیٰ فیصل: اس ایوان کی رائے ہے کہ پاکستان میں نشہ آور / سکون آور ادویات کے بڑھتے ہوئے استعمال کے پیش نظر ان ادویات کی غیر قانونی درآمد اور پس پردہ فروخت کو مکمل طور پر روکا جائے اور اس کی خرید و فروخت میں ملوث افراد و گروہوں کو قانون کے مطابق سخت سزا دی جائے۔

225

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا تیرھواں اجلاس

منگل،31۔مارچ2015

(یوم الثلاثہ،10۔ جمادی الثانی1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح11بج کر6منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور احمد چشتی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا
مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِيْنَاۤ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ
رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَاۤ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ
وَاعْفُ عَنَّا ٚ وَاغْفِرْ لَنَا ٚ وَارْحَمْنَا ٚ اَنْتَ مَوْلٰىنَا
فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾

سُوۡرَۃُ البَقَرَۃ آیت 286

اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا بُرے کرے گا تو اسے ان کا نقصان پہنچے گا۔ اے پروردگار! اگر ہم سے بھول یا چوک ہو گئی ہو تو ہم سے مؤاخذہ نہ کیجیو۔ اے پروردگار! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا اے پروردگار! جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھیو اور (اے پروردگار) ہمارے گناہوں سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب فرما(286)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

جب حسن تھا ان کا جلوہ نما انوار کا عالم کیا ہوگا
ہر کوئی فدا ہے بِن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہوگا
جس وقت تھے خدمت میں ان کی ابو بکر و عمر عثمان و علی
اس وقت رسول اکرم کے دربار کا عالم کیا ہوگا
معراج کی شب حق سے ملنے وہ عرش معلیٰ پر پہنچے
رفتار کا عالم کیا ہوگا گفتار کا عالم کیا ہوگا

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سردار صاحب!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! آج انتہائی افسوس کے ساتھ مجھے کہنا پڑ رہا ہے کہ منسٹر بنچوں پر کوئی منسٹر نہیں ہے جبکہ pre-budget session ہو رہا ہے اور ہم نے اپنی تجاویز دینی ہیں۔ آج پارلیمانی سیکرٹریز بھی نہیں ہیں، منسٹرز بھی نہیں ہیں اور کل بھی میرا احتجاج یہی تھا۔ اس ایوان کو اگر اسی طرح چلانا ہے تو پھر کیا فائدہ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! میری بات سنیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میری صرف دو منٹ کی گفتگو ہے اور کوئی لمبی بات نہیں کروں گا۔ اگر ایوان اسی طرح چلانا ہے تو پھر اس ایوان کی اس سے بڑی بے توقیری نہیں ہو سکتی۔ میں عرض کروں گا کہ کوئی معزز منسٹر موجود ہے اور نہ ہی پارلیمانی سیکرٹری موجود ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بات یہ ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری میاں منیر صاحب آپ کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! ویسے تو گوندل صاحب بھی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں، آپ کے سامنے میاں منیر صاحب بھی ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے پارلیمانی سیکرٹری بیٹھے ہوئے ہیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اگر pre-budget session call ہو منسٹر اور پارلیمانی سیکرٹری نہ ہو تو ہم کس کو سنائیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! جس وقت بحث کا آغاز ہوگا اُس وقت وہ موجود نہ ہوں تو پھر آپ بات کر لیجئے گا مگر ابھی تو اس کا آغاز ہی نہیں ہوا۔ دوسری بات یہ ہے کہ آج پرائیویٹ ممبر ڈے ہے جس کے لئے منگل کا دن مختص ہوتا ہے لہٰذا آج بحث نہیں ہونی۔ آپ کل دیکھ لیجئے گا۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں پرائیویٹ ممبر ڈے کے حوالے سے بھی جانتا ہوں بہر حال میں اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔ شکریہ

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہوں گی کہ اوپر گیلری میں ہمارے صحافیوں نے واک آؤٹ کیا ہے اور باہر سڑک پر بھی کافی دیر سے ان کا احتجاج چل رہا ہے۔ میں گزارش کروں گی کہ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ ہر مکتبہ فکر کے لوگ جب تک احتجاج کی شکل اختیار نہ کریں تب تک اُن کے جائز مطالبات کو بھی نہ مانا جائے۔ آپ کو اس چیز پر حکومت سے سفارش کرنی چاہئے کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہر وقت کسی نہ کسی مکتبہ فکر کے لوگ باہر احتجاج کر رہے ہوتے ہیں جو اچھی روایت نہیں ہے۔ ہم یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ یہ روایت ان تین سالوں میں بڑھ گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! میں نے ان کو بلایا تھا۔ ان کے مطالبات کے حوالے سے بات ہو رہی ہے اور امید ہے کہ انشاء اللہ یہ معاملہ آج ہی resolve ہو جائے گا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اس وقت بھی صحافی گیلری سے لوگ باہر گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سارے صحافی ہی باہر protest کر رہے ہیں۔ میرے چیمبر میں وہ آئے تھے تو ان سے بات ہو گئی ہے۔ ہم انشاء اللہ اس معاملے کو دیکھ رہے ہیں۔

سوالات

(محکمہ جات آبکاری و محصولات اور کانکنی و معدنیات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات آبکاری و محصولات اور کانکنی و معدنیات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال نمبر 1324 محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1331 بھی محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1700 ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2179

الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1808 ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 4556 سردار علی رضا خان دریشک صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1333 محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 3481 ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1762 محترمہ لبنیٰ ریحان صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 3749 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کا ہے۔۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1763 محترمہ لبنیٰ ریحان صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 4633 چودھری اشرف علی انصاری صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2969 محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 4833 جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ) صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں مگر انہوں نے سیکرٹری اسمبلی کو اطلاع دی تھی لہٰذا ان کے سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے۔ محترمہ! سوال نمبر بولیں۔

محترمہ نگہت شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 3295 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع وہاڑی: محکمہ معدنیات کی آمدن و دیگر تفصیلات

*3295: **محترمہ نگہت شیخ:** کیا وزیر کانکنی و معدنیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ معدنیات کو سال 13-2012 کے دوران کل کتنی آمدن کس کس مد میں ہوئی؟

(ب) ضلع وہاڑی میں کون کون سی معدنیات پائی جاتی ہیں؟

(ج) ضلع وہاڑی محکمہ معدنیات کو سال 11-2010 کے دوران کتنی رقم دی گئی ہے؟

(د) کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں / ٹی اے، ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت وپٹرول پر خرچ ہوئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے کانکنی و معدنیات (جناب عامر حیات ہراج):

سب سے پہلے یہ ذکر ضروری ہے کہ ضلع وہاڑی میں محکمہ معدنیات حکومت پنجاب کا کوئی دفتر نہیں ہے۔ ضلع وہاڑی دفتر اسسٹنٹ ڈائریکٹر مائنز اینڈ منرلز بہاولپور کی انتظامی حدود میں آتا ہے دفتر اسسٹنٹ ڈائریکٹر مائنز اینڈ منرلز بہاولپور کی انتظامی حدود میں پانچ اضلاع بہاولپور، بہاولنگر، رحیم یار خان، لودھراں اور ضلع وہاڑی آتے ہیں۔

ضلع وہاڑی محکمہ معدنیات کے متعلق اسمبلی میں اٹھائے گئے،

سوالات کے جزوار جوابات درج ذیل ہیں:

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ معدنیات کو سال 13-2012 کے دوران عام ریت کی لیزیں بذریعہ نیلام عام الاٹ کرنے کی مد سے -/1,41,29,077 روپے کی آمدن ہوئی۔

(ب) ضلع وہاڑی میں صرف عام ریت (ادنیٰ معدنیات) کے ذخائر پائے جاتے ہیں۔

(ج) ضلع وہاڑی میں محکمہ معدنیات کو 11-2010 کے دوران کوئی رقم نہ دی گئی۔

(د) ضلع وہاڑی میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں، ٹی اے، ڈی اے پر کوئی رقم خرچ نہ ہوئی۔

(ہ) ضلع وہاڑی میں سرکاری گاڑیوں کی مرمت وپٹرول پر کوئی رقم خرچ نہ ہوئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میرے تمام سوالوں کے جواب میں "نہیں، نہیں" کا جواب ہی دیا ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وہاں پر ریت کے علاوہ اور کوئی معدنیات تلاش کرنے کے لئے کوششیں کی جا رہی ہیں یا کوئی ایسا کام ہو رہا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کانکنی و معدنیات (جناب عامر حیات ہراج): جناب سپیکر! اس کے علاوہ کوئی اور کام نہیں ہو رہا اور جیسے ہی کوئی ہوتا ہے تو انشاء اللہ آپ کو بتا دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! کوئی کام نہیں ہو رہا۔ اگلا سوال نمبر 4880 باؤ اختر علی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 3296 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع جہلم: محکمہ معدنیات کی آمدن و دیگر تفصیلات

*3296: **محترمہ نگہت شیخ:** کیا وزیر کانکنی و معدنیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع جہلم میں محکمہ معدنیات کو سال 13-2012 کے دوران کل کتنی آمدن کس کس مد میں ہوئی؟

(ب) ضلع جہلم میں کون کون سی معدنیات پائی جاتی ہیں؟

(ج) ضلع جہلم محکمہ معدنیات کو سال 11-2010 کے دوران کتنی رقم دی گئی ہے؟

(د) کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت و پٹرول پر خرچ ہوئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے کانکنی و معدنیات (جناب عامر حیات ہراج):

(الف) محکمہ معدنیات کو ضلع جہلم سے سال 13-2012 میں مختلف معدنیات کی مد میں جو آمدن ہوئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

ادنیٰ معدنیات (عام ریت، گریول، سینڈ سٹون) کی مد میں مبلغ -/2,17,29,526 روپے وصول ہوئے جبکہ اعلیٰ معدنیات کی الاٹ شدہ لیزوں میسرز پی ایم ڈی سی کی نمک کی کان، ICI کی لائم سٹون کوائری اور ڈنڈوت سیمنٹ فیکٹری کی جپسم اور کلے کی لیز سے 13-2012 میں -/5,78,18,585 روپے آمدن ہوئی جبکہ رائلٹی کنٹریکٹ ضلع جہلم اور ضلع چکوال (21-05-2012 تا 20-05-2013) بعوض مبلغ -/9,20,00,000 روپے میں اکٹھا عطا کیا گیا تھا۔ سمال سکیل مائننگ کے تحت ضلع جہلم میں اعلیٰ معدنیات کوئلہ، جپسم، بینٹو نائٹ، سینڈ سٹون، راک سالٹ وغیرہ کی لیزوں پر رائلٹی بذریعہ نیلام عام وصول کی جاتی ہے۔ ضلع جہلم اور ضلع چکوال کی معدنیات سے بذریعہ نیلام عام -/9,20,00,000 روپے کی آمدن ہوئی۔ ضلع جہلم میں ایکسائز ڈیوٹی کی مد میں مبلغ -/1,03,12,661 روپے آمدن ہوئی۔

(ب) ضلع جہلم میں عام ریت، ریت / گریول، سینڈ سٹون، کوئلہ، جپسم، لائم سٹون، بینٹونائٹ، راک سالٹ، برائن، سلیقا سینڈ، آرجیلیش کلے، باک سائیٹ پائی جاتی ہیں۔

(ج) ضلع جہلم میں ڈائریکٹوریٹ کا کوئی دفتر نہ ہے تاہم کنٹرولنگ دفتر ڈپٹی ڈائریکٹر مائنز اینڈ منرلز، راولپنڈی ریجن ہے جس سے سال 11-2010 کے لئے -/67,20,000 روپے کا بجٹ دیا گیا۔ انسپکٹوریٹ آف مائنز کی طرف سے ضلع جہلم میں جونیئر انسپکٹر آف مائنز آفس کو سال 11-2010 کے دوران مبلغ -/19,95,500 روپے کا بجٹ دیا گیا۔

(د) ضلع جہلم میں ڈائریکٹوریٹ کا کوئی دفتر نہ ہے۔ تاہم کنٹرولنگ دفتر ڈپٹی ڈائریکٹر مائنز اینڈ منرلز، راولپنڈی ریجن نے سال 11-2010 میں تنخواہوں کی مد میں مبلغ -/63,26,494 روپے اور ٹی اے / ڈی اے کی مد میں مبلغ -/1,88,981 روپے خرچ کئے۔ انسپکٹوریٹ کی طرف سے جونیئر انسپکٹر آف مائنز جہلم کے سرکاری ملازموں کی تنخواہوں کی مد میں مبلغ -/6,55,112 روپے اور ٹی اے / ڈی اے کی مد میں مبلغ -/89,774 روپے خرچ ہوئے۔

(ہ) محکمہ معدنیات کے ریجنل آفس راولپنڈی نے سال 11-2010 میں مبلغ -/39,989 روپے سرکاری گاڑی کی مرمت پر خرچ کئے اور مبلغ -/2,99,676 روپے پٹرول کی مد میں خرچ ہوئے۔ انسپکٹوریٹ کی طرف سے جونیئر انسپکٹر آف مائنز جہلم دفتر کی سرکاری گاڑی کی مرمت پر مبلغ -/1,10,000 روپے جبکہ پٹرول کی مد میں مبلغ -/1,80,000 روپے خرچ ہوئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ نگہت شیخ: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ریت نکالنے کے لئے ٹھیکیدار کو جو بلاک مخصوص کئے جاتے ہیں اس کا کیا طریق کار ہے اور کس طریقے سے ایریا مخصوص کیا جاتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کانکنی و معدنیات (جناب عامر حیات ہراج): جناب سپیکر! اگر کوئی بلاک خالی ہو تو اس کے لئے ہر ماہ ایک نیلامی ہوتی ہے جو کہ ہر ضلع میں اے ڈی سی صاحبان کرتے ہیں جس کی باقاعدہ تاریخ جاری ہوتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، auction کے ذریعے الاٹ کی جاتی ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: نہیں، جناب سپیکر! اس کو ٹھیکے پر دینے کے لئے نہیں بلکہ ٹھیکہ دینے کے بعد جب ریت نکالنے کا جو procedure ہوتا ہے تو کیا محکمہ اس کی نشاندہی کرتا ہے کہ آپ اس ایریا سے نکال سکتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! already اس کے بلاک بنے ہوتے ہیں اور وہ اس پر auction کرتے ہیں۔ اگلا سوال نمبر 5390 ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔ ان کی طرف سے request آئی ہوئی ہے تو اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 5650 جناب امجد علی جاوید صاحب کا ہے لیکن اس کا جواب نہیں آیا تو اسے pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔

میاں طارق محمود: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 5678 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گجرات: ای ٹی او آفس کے سٹاف اور پراپرٹی ٹیکس سے متعلقہ تفصیلات

*5678: **میاں طارق محمود:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گجرات میں ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے دفتر کی منظور شدہ کتنی اسامیاں ہیں اور اس وقت کتنی خالی ہیں؟

(ب) جو ملازم دفتر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن میں ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ج) یہ ملازم کب سے یہاں پر تعینات ہیں کیا محکمہ ان کے کام سے مطمئن ہے اور اگر نہیں تو یہ عرصہ دراز سے یہاں کیوں ہیں؟

(د) ضلع گجرات میں پراپرٹی ٹیکس کی مد میں آمدن کی پچھلے پانچ سالوں کی تفصیل بتائی جائے؟

(ہ) پراپرٹی ٹیکس ضلع گجرات کے کن شہری علاقوں میں وصول کیا جاتا ہے اور کس شرح سے یہ ٹیکس لیا جاتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (میاں محمد منیر):

(الف) منظور شدہ کل اسامیاں 56 ہیں اور اس وقت 20 اسامیاں خالی ہیں۔

(ب) جو ملازم دفتر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن میں ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) عرصہ تعیناتی ہر ایک کے سامنے درج ہے محکمہ ان کے کام سے مطمئن ہے۔

(د) پچھلے پانچ سالوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

سال	آمدن
2009-2010	77974546
2010-2011	81836029
2011-2012	91736026
2012-2013	102646321
2013-2014	126506760

(ہ) پراپرٹی ٹیکس مندرجہ ذیل شہری علاقوں سے وصول کیا جاتا ہے۔

گجرات	لالہ موسیٰ	کھاریاں	سرائے عالمگیر
جلالپور جٹاں	کڑیانوالہ	ٹانڈہ	کنجاہ
منگووال	شادیوال		

نیز ٹیکس گورنمنٹ کے نئے منظور شدہ ریٹ 20 فیصد شرح کے مطابق لگایا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں نے جز (ج) میں یہ پوچھا تھا کہ یہ ملازم کب سے یہاں پر تعینات ہیں، کیا محکمہ ان کے کام سے مطمئن ہے اور اگر نہیں تو یہ عرصہ دراز سے یہاں کیوں تعینات ہیں؟ جواب میں ہے کہ عرصہ تعیناتی ہر ایک کے سامنے درج ہے، محکمہ ان کے کام سے مطمئن ہے۔ انہوں نے جو عرصہ تعیناتی دیا ہوا ہے تو اس کے بارے میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ لوگ جو 14 سکیل میں ہیں، کے بارے میں جو لکھا گیا ہے کہ کچھ 2015 میں آئے ہیں، کچھ 1996 میں آئے ہیں، کچھ 2011 میں آئے ہیں اور کچھ 2012 میں آئے ہیں تو کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ یہ بار بار اپنا tenure break کر کے واپس آ گئے ہیں یا ان پوسٹوں پر اب آئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (میاں محمد منیر): جناب سپیکر! اس میں بڑا واضح بتایا گیا ہے کہ فلاں تاریخ سے اس کی تعیناتی ہوئی ہے اور اگر break آ جاتی تو definite break کے بعد جب اس کی appointment ہوتی یا وہاں پر اس کو لگایا جاتا تو وہ date دی جاتی تو جس دن ان کی تعیناتی ہوئی ہے وہ detail کے ساتھ دی گئی ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ فرض کیا کہ یہ شہریار جو 2011-11-05 کو اور عارف علی 2001 سے یہاں پر تعینات ہیں، میرا مقصد ہے کہ کیا یہ لوگ اس تاریخ سے ہیں یا پہلے بھی انہی پوسٹوں پر رہے ہیں؟ میرا اصل مقصد یہ ہے کہ ضلع کی ایکسائز کی انکم جو ٹیکسوں کی مد میں وصول کرتے ہیں، حکومت نے ان پر چلنا ہے، انکم ٹیکس کی تین سال مدت ہے اور پھر اس کے بعد وہ ٹرانسفر ہو جاتا ہے، صوبائی حکومت ایکسائز میں دو مہینے گیا اور اپنا tenure break کیا اور واپس آگیا تو میرا سوال ان سے یہ ہے کہ انہوں نے 14 سکیل کے لوگوں کے بارے میں جو تفصیل دی ہے تو اس کے متعلق یہ بتائیں کہ کیا یہ لوگ پہلے بھی انہی پوسٹوں پر رہے ہیں یا اب ان کی تعیناتی جو دی گئی ہے یہی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (میاں محمد منیر): جناب سپیکر! یہ ایک نیا سوال ہے کہ یہ اس سے پہلے بھی ان پوسٹوں پر رہے ہیں یا نہیں۔ جو سوال انہوں نے کیا ہے اس کا جواب تفصیل کے ساتھ دے دیا گیا ہے کہ فلاں تاریخ سے ان کی تعیناتی ہوئی ہے۔ اگر ان کا سوال یہ ہوتا کہ یہ break کر کے دوبارہ آئے ہیں یا اس سے پہلے بھی یہ ان پوسٹوں پر رہے ہیں تو ان کی تفصیل بتا دی جاتی۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا سوال تو اسی سے متعلقہ ہے اور میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ فرض کیا کہ ایک بندہ 2011 میں آیا، میں شہریار کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ پہلے بھی اسی پوسٹ پر آیا، یہ تو بتادیں اور یہ تو نیا سوال نہیں ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اس کی تفصیل آپ کے پاس ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (میاں محمد منیر): جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ ایک نیا سوال ہے اور اگر یہ سوال پہلے کرتے تو اس کا جواب دے دیا جاتا لیکن یہ نیا سوال کریں تو انہیں جواب بتا دیا جائے گا کہ یہ اس سے پہلے بھی تعینات ہوئے یا نہیں اور وہ اس سے پہلے کتنا عرصہ تعینات رہے۔ یہ ان کا نیا سوال ہے اگر یہ کریں گے تو تفصیل بتا دی جائے گی۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! اگر یہ بھی متعلقہ نہیں ہے تو پھر ضمنی سوال ہے کیا اور ضمنی سوال پوچھنے کا مقصد تو اس کے پیچھے کوئی ہے ناں۔ اگر ان کے پاس جواب نہیں ہے تو ٹھیک ہے میں بیٹھ جاتا ہوں لیکن جو کچھ میں نے پوچھا ہے ان کے بارے میں، فرض کیا یہ جو عارف علی ہے یہ 2001 میں یہاں پر آیا ہے اور میں یہ پوچھتا ہوں کہ 2001 سے لے کر آج تک یہ اس کے کام سے مطمئن ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ اس کو ٹرانسفر کیوں نہیں کیا گیا؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں یہ بالکل نہیں کہتا بلکہ میں نے ان سے صرف یہ تفصیل پوچھی ہے و تاریخ انہوں نے دی ہے اور یہ کہتے ہیں کہ فرض کیا یہ جو شہر یار ہے یہ 2011 میں آیا تو میں پوچھتا ہوں کہ کیا یہ 2011 میں آیا ہے یا پہلے بھی اس سیٹ پر رہا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ اس کی تفصیل اس وقت ان کے پاس نہیں ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ آپ کے سامنے ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ انہوں نے بتا دیا ہے اور پہلے والی تو تفصیل ان کے پاس نہیں ہے ناں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں جو پوچھنا چاہتا ہوں اس کا جواب نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، تمام سوالات مکمل ہو گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع جہلم: معدنیات نکالنے کی تفصیلات

*1324: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر کانکنی و معدنیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع جہلم سے اس وقت کون کون سی معدنیات کہاں کہاں سے نکالی جا رہی ہیں؟

(ب) مذکورہ معدنیات کو نکالنے کے لئے آخری بار کب لیز/ ٹھیکہ جات کتنی مالیت میں دیئے گئے؟

(ج) مذکورہ ٹھیکہ جات حاصل کرنے والے افراد/ فرموں کے ناموں اور پتا جات کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات (جناب شیر علی خان):

(الف) ضلع جہلم سے اس وقت کوئلہ، نمک، جپسم، بینٹونائٹ، عام ریت، گریول اور سینڈ سٹون نکالا جا رہا ہے۔ کوئلہ ٹلہ جوگیاں کے قریب سے، نمک کھیوڑہ اور اس کے ارد گرد سے، جپسم کھیوڑہ کے آس پاس سے، بینٹونائٹ تحصیل سوہاوہ سے عام ریت دریائے جہلم اور پہاڑی

ندی نالوں سے، ریت گریول دریائے جہلم اور پہاڑی ندی نالوں سے، سینڈ سٹون فراش ترکی اور تحصیل پنڈ دادنخان سے نکالا جا رہا ہے۔

(ب،ج) ادنیٰ معدنیات (ریت، سینڈ سٹون، گریول) کی لیزیں برائے عام ریت و گریول عرصہ دو سال کے لئے اور سینڈ سٹون کی لیزیں عرصہ پانچ سال کے لئے بذریعہ نیلام عام الاٹ کی جاتی ہیں جن کی نیلامی تقریباً ہر مہینے ہوتی ہے۔ تمام پٹہ جات کے الاٹ ہونے کی تاریخ، میعاد، زرپٹہ کی تفصیل بطور ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ریت نکالنے کے لئے ٹھیکیدار کو نشاندہی کرنے کی تفصیلات

*1331: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر کانکنی و معدنیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت ریت نکالنے کے ایک بلاک کے مخصوص ایریا کی نشاندہی ٹھیکیدار کو کیسے کرتی ہے؟

(ب) کیا حکومت لیز ہولڈر کو ایکڑ، نمبرز اور کوئی نقشہ بھی فراہم کرتی ہے؟

(ج) کیا حکومت لیز ہولڈر کو موقع پر جا کر بھی کوئی نشاندہی کرتی ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات (جناب شیر علی خان):

(الف) معدنیات کے بلاکس سروے آف پاکستان کے نقشہ جات سے تیار کئے جاتے ہیں جن کی نشاندہی GPS کے ذریعے کی جاتی ہے۔

(ب) معدنیات کے پٹہ جات محکمہ مال کے ریکارڈ سے تیار نہ کئے جاتے ہیں بلکہ معدنیات کے پٹہ جات کے بلاکس سروے آف پاکستان کے نقشہ جات سے تیار کئے جاتے ہیں اور پٹہ کا نقشہ باقاعدہ طور پر ٹھیکیدار/پٹہ دار کو دیا جاتا ہے۔

(ج) لیز ہولڈر جب بھی موقع کی نشاندہی کے لئے درخواست دیتا ہے تو اسے موقع پر نشاندہی کر دی جاتی ہے۔

پنجاب میں نمک و کوئلہ نکالے جانے کی تفصیلات

*1700: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر کانکنی و معدنیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے اضلاع جہلم، چکوال، خوشاب اور میانوالی کے مختلف مقامات سے نمک و کوئلہ نکالا جا رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ نے ان اضلاع میں پرائیویٹ سیکٹر میں بھی نمک و کوئلہ نکالنے کے پٹہ جات دیئے ہیں اگر ہاں تو وہ کتنے ہیں۔پٹہ داروں کے نام اور پتا جات کیا ہیں اور یہ کب سے دیئے گئے ہیں اور ان سے حکومت کو 2012-13 میں کتنی آمدن ہوئی؟

وزیر کانکنی و معدنیات (جناب شیر علی خان):

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب کے اضلاع جہلم، چکوال، خوشاب، میانوالی کے مختلف مقامات سے نمک و کوئلہ کی نکاسی کی جارہی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ان اضلاع میں پرائیویٹ سیکٹر میں نمک و کوئلہ نکالنے کے پٹہ جات دیئے گئے ہیں۔ جن کی تعداد درج ذیل ہے جبکہ پٹہ داران کے نام و پتا کی تفصیل بطور ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے:

ضلع	نمک کے پٹہ جات	کوئلہ کے پٹہ جات
جہلم	02	26
چکوال	10	229
خوشاب	08	69
میانوالی	_	26
ٹوٹل	20	350

سمال سکیل مائننگ کے تحت الاٹ شدہ پٹہ جات مثلاً نمک، کوئلہ، جپسم، سلیکا سینڈ، فائر کلے وغیرہ کی رائلٹی ہر ضلع میں بذریعہ نیلام عام ٹھیکہ پر دی جاتی ہے۔ جبکہ چکوال، جہلم کے لئے رائلٹی ایک گروپ کی صورت میں نیلام کی گئی ہے۔ نمک اور کوئلہ کی رائلٹی الگ نیلام نہ کی جاتی ہے۔درج بالا اضلاع کی آمدن سال 2012-13 کی درج ذیل ہے:

ضلع	آمدن
چکوال، جہلم	11,09,96,705/-روپے
خوشاب	5,57,87,986/-روپے
میانوالی	7,47,05,872/-روپے
ٹوٹل	24,14,90,563/-روپے

چنیوٹ سے نکلنے والی معدنیات اور سٹیل ملز کے قیام سے متعلقہ تفصیلات

*2179: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر کانکنی و معدنیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) چنیوٹ ضلع سے برآمد ہونے والے لوہا، تانبا اور سونے کے ذخائر کا تخمینہ کتنا ہے؟

(ب) حکومت پنجاب نے چنیوٹ سے لوہا، تانبا اور سونا نکالنے نیز سٹیل ملز قائم کرنے کے لئے جو ٹینڈر کال کیا تھا اس پر کسی کمپنی نے کال ڈیپازٹ جمع کروائی، کتنی کمپنیوں نے ٹینڈر میں حصہ لیا اور کس کمپنی کو ٹینڈر الاٹ ہوا؟

(ج) میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کے دورہ چین میں چنیوٹ سے لوہا نکالنے کا جو معاہدہ طے پایا ہے اس سے ایوان کو آگاہ کیا جائے، اس معاہدہ پر کب تک کام شروع کیا جائے گا؟

(د) کیا چنیوٹ میں سٹیل ملز قائم کرنے کے لئے فزیبلٹی رپورٹ تیار کر لی گئی ہے اگر تاحال تیار نہیں ہوئی تو اس میں کیا رکاوٹ ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات (جناب شیر علی خان):

(الف) ابتدائی تخمینہ مرتب کردہ بابت سال 2000 چنیوٹ میں خام لوہے کے ذخائر تقریباً 110 ملین ٹن اور راجوعہ میں اندازاً 500 ملین ٹن ہیں۔ بین الاقوامی مروجہ معیار کے مطابق یہ تخمینہ جات کا تاحال تعین ہونا باقی ہے۔ جس کے لئے مزید ارضیاتی و جیوفزیکل اور ڈرلنگ درکار ہے۔ تاہم تانبے یا سونے کے ذخائر کی موجودگی کے متعلق بھی مزید مذکورہ سائنسی طریقوں سے تصدیق ہونا باقی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے چنیوٹ سے لوہا، تانبا اور سونا نکالنے نیز سٹیل ملز قائم کرنے کے لئے کوئی ٹینڈر کال نہیں کیا ہے۔ البتہ حکومت پنجاب کی طرف سے ملکی و غیر ملکی اخبارات میں شائع کردہ اشتہارات برائے طلبی درخواست ہائے pre-qualification document از بین الاقوامی کمپنیوں کے لئے آخری تاریخ مورخہ 30-نومبر 2013 تھی۔ اس سلسلہ میں 12 کنسورشیم، بشمول 33 کمپنیاں جو کہ 11 ممالک کی نمائندگی کرتی ہیں کی درخواست ہائے موصول ہوئی ہیں۔ پہلے مرحلے میں ان کی موزونیت اور تجربہ کو پرکھا جا رہا ہے لہٰذا معیار پر پوری اترنے والی بین الاقوامی کمپنیوں سے بڈ تجاویز کی درخواست کی جائے گی۔

(ج) دفتر ہذا، محکمہ معدنیات حکومت پنجاب کے ریکارڈ کے مطابق ایسا کوئی معاہدہ طے نہ پایا ہے بلکہ مذکورہ بالا شفاف طریق کار کے مطابق پراجیکٹ پر کام شروع ہونا ہے۔

(د) مذکورہ بالا مروجہ طریق کار کے مطابق بین الاقوامی معیار کی تجربہ کار کمپنی کو پہلے مرحلہ میں معدنیات (لوہا اور منسلکہ دھاتی معدنیات) کے ٹھوس تخمینہ جات کا کام / پراجیکٹ سونپا جاتا

ہے۔ جس کے بعد مائننگ فزیبلٹی پر کام ہو گا۔ اس پراجیکٹ کے لئے حکومت پنجاب نے "پنجاب منرل کمپنی" تشکیل دی ہوئی ہے۔ جو اس پراجیکٹ کے لئے بین الاقوامی کمپنی کے انتخاب کے لئے روبہ عمل ہے۔

لاہور: صوبائی دارالحکومت میں لاگو پراپرٹی ٹیکس کی تفصیلات

*1808: ڈاکٹر نوشین حامد: کیاوزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبائی دارالحکومت لاہور میں پراپرٹی ٹیکس کون کون سی پراپرٹی پر لاگو ہے؟

(ب) رہائشی علاقوں میں مکانات کی کتنی کیٹیگریز ہیں، ان کی تفصیل بتائی جائے؟

(ج) لاہور میں مکانات کی (اے) کیٹیگری کن علاقوں میں واقع ہے؟

(د) صوبائی دارالحکومت میں (اے) کیٹیگری کے پانچ مرلہ تک کتنے رہائشی مکانات ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) پراپرٹی ٹیکس ہر قسم کی رہائشی، کمرشل جائیداد پر لاگو ہوتا ہے تاہم مندرجہ ذیل ادارے / اشخاص پراپرٹی ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں:

1) وفاقی، صوبائی اور مقامی حکومتوں کی جائیدادیں۔
2) رفاہی ادارے مثلاً مسجد، چرچ وغیرہ۔
3) معذور افراد، بیوہ، نابالغ یتیم بچے کو سالانہ -/12,150 روپے تک ٹیکس۔
4) ریٹائرڈ سرکاری ملازم کا ذاتی رہائشی گھر ایک کنال رقبہ تک۔
5) ایک سے لے کر پانچ مرلے تک کا رہائشی مکان ماسوائے کیٹیگری (اے)۔

(ب) صوبائی دارالحکومت میں مکانات کی پانچ کیٹیگری (اے) تا (ای) تک ہیں۔

(ج) صوبائی دارالحکومت میں ریس کورس، لارنس روڈ، جی او آر، کوئینز روڈ، مال روڈ، وکٹوریہ پارک، بیڈن روڈ، زمان پارک، سندر داس روڈ، ایجرٹن روڈ، کشمیر روڈ، میکلوڈ روڈ، اپر مال سکیم، اپر مال، سکندر روڈ، آنند روڈ، ظفر علی روڈ، خضر روڈ، وزیر علی روڈ، عزیز ایونیو، کینال بنک روڈ، سکارچ روڈ کارنر، گلبرگ، جیل روڈ، شادمان، شاہ جمال، گارڈن ٹاؤن، ماڈل ٹاؤن، ماڈل ٹاؤن ایکسٹینشن میں واقع مکانات (اے) کیٹیگری میں واقع ہیں۔

(د) صوبائی دارالحکومت میں (اے) کیٹیگری کے پانچ مرلہ تک کے 2194 مکانات ہیں تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع راجن پور میں موٹر رجسٹریشن برانچ کے دفاتر اور ملازمین سے متعلقہ تفصیلات

*4556: سردار علی رضا خان دریشک: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راجن پور میں موٹر رجسٹریشن برانچ کے کتنے دفاتر کہاں کہاں واقع ہیں، تفصیل بتائی جائے؟

(ب) ان دفاتر کو سال 2011-12 اور 2013-14 میں کتنی آمدن موصول ہوئی، سال وار تفصیل بتائی جائے؟

(ج) ان دفاتر میں اس وقت کتنی اسامیاں خالی پڑی ہیں، کیا حکومت ان خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع راجن پور میں موٹر رجسٹریشن برانچ کا ایک ہی دفتر ہے وہ ضلعی ہیڈکوارٹر راجن پور میں واقع ہے۔

(ب) اس دفتر کی سال 2011-12، 2012-13 اور 2013-14 کی آمدن (موٹر ٹیکس) کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

سال 2011-12 کی آمدن	-/9,688,354 روپے
سال 2012-13 کی آمدن	-/8,789,035 روپے
سال 2013-14 کی آمدن	-/9,380,168 روپے

نوٹ: ضلع راجن پور کے سال 2011-12، 2012-13 اور 2013-14 کی تمام ہیڈ وار تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) دفتر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن راجن پور میں درج ذیل خالی اسامیاں ہیں۔

ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر	جونیئر کلرک	ڈرائیور	کانسٹیبل
2	2	1	4

انسپکٹر ایکسائز کی بھرتی کا عمل PPSC کے ذریعے مکمل ہو چکا ہے جبکہ دیگر خالی اسامیوں پر فی الحال پابندی کی وجہ سے بھرتی نہ ہوئی ہے لہٰذا جیسے ہی حکومت کی طرف سے احکامات ملتے ہیں تو بھرتی کا آغاز کر دیا جائے گا۔

ریت نکالنے کا ٹھیکہ ومالکان اراضی کو رائلٹی ادا کرنے کی تفصیلات

*1333: محترمہ راحیلہ انور: کیاوزیر کانکنی و معدنیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت ندی نالوں اور دریا سے ریت نکالنے کے لئے جن بلاکس کو نیلام کرتی ہے وہ لوگوں کی ذاتی زمینوں پر مشتمل ہوتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جن مالکان کی اراضی سے ریت نکالنے کا ٹھیکہ حکومت نیلام کرتی ہے وہ مالکان اراضی رائلٹی کے حق دار ہوتے ہیں؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو مالکان اراضی کو رائلٹی کس حساب سے دی جاتی ہے اور کیا رائلٹی حکومت ادا کرتی ہے یا لیز ہولڈر دیتا ہے؟

(د) مالک اراضی کو رائلٹی کے لئے کس قاعدہ قانون کا سہارا لینا پڑتا ہے؟

(ہ) اگر ٹھیکیدار رائلٹی ادا کرنے سے انکاری ہو تو کس اتھارٹی کو اپیل کی جاتی ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات (جناب شیر علی خان):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت ندی نالوں اور دریا سے ریت نکالنے کے لئے جن بلاکس کو نیلام کرتی ہے وہ زیادہ تر لوگوں کی ذاتی زمینوں پر مشتمل ہوتے ہیں کیونکہ لینڈ ریونیو ایکٹ 1967 کی شق 49 کے تحت تمام معدنیات خواہ وہ سرکاری زمینوں میں ہو یا نجی اراضی میں، حکومت کی ملکیت ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ جن مالکان کی اراضی سے ریت نکالنے کا ٹھیکہ حکومت نیلام کرتی ہے وہ مالکان اراضی رائلٹی کے حقدار ہوتے ہیں البتہ مالکانہ لینے کے حق دار ہوتے ہیں۔

(ج) مالکان اراضی ریت کی وصولی کے شیڈول ریٹ کا نصف تک وصول کر سکتے ہیں۔ یہ وصولی مالکان اراضی اور پٹہ دار کے درمیان باہمی رضامندی سے کی جاتی ہے۔

(د) مالک اراضی اپنا مالکانہ وصول کرنے کے لئے پنجاب معدنی مراعاتی قوانین 2002 کی شق نمبر 208 کے تحت محکمہ سے رجوع کر سکتا ہے۔

(ہ) اگر ٹھیکیدار مالک اراضی کو مالکانہ دینے سے انکاری ہو تو مالک اراضی پنجاب معدنی مراعاتی قوانین 2002 کی شق نمبر 208 کے تحت ڈائریکٹر لائسنسنگ ادنیٰ معدنیات کو درخواست دے سکتا ہے۔ ڈائریکٹر لائسنسنگ کے فیصلہ کے خلاف اپیل ڈائریکٹر جنرل معدنیات کے پاس دائر کی جاسکتی ہے۔

لاہور: شادی ہالوں پر ٹیکس کی تفصیلات

*3481: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے شادی ہالوں پر ٹیکس لگا دیا ہے نیز حکومت نے مذکورہ ٹیکس فی پروگرام شادی پر لگایا ہے یا سالانہ، وضاحت بیان فرمائیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ شادی ہالوں کے مالکان مذکورہ ٹیکس شادی پروگرام بکنگ کروانے والوں سے وصول کرتے ہیں؟

(ج) مذکورہ ٹیکس شادی ہالوں کے مالکان حکومت کو کیسے ادا کرتے ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جہاں تک محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن حکومت پنجاب کا تعلق ہے شادی ہالوں پر کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا تاہم قانون کے مطابق شادی ہالوں کے مالکان سے پراپرٹی ٹیکس اور پروفیشنل ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔

(ب) محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن شادی پروگرام بکنگ کروانے والوں سے یا شادی ہالوں کے مالکان سے ایسا کوئی ٹیکس وصول نہیں کرتے۔

(ج) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ محکمہ شادی ہالوں کے مالکان سے ایسا کوئی ٹیکس وصول نہیں کرتا البتہ پراپرٹی ٹیکس متعلقہ تشخیصی فارمولا اور پروفیشنل ٹیکس مروجہ شیڈول کے مطابق وصول کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں مائنز کی دریافت و دیگر تفصیلات

*1762: محترمہ لبنیٰ ریحان: کیا وزیر کانکنی و معدنیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران صوبہ میں کون کون سی معدنیات کہاں کہاں پر دریافت کیں؟

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران ان معدنیات کے دریافت کرنے پر کل کتنے اخراجات آئے، سال وار تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) صوبہ کے کون کون سے اضلاع میں کون کون سی معدنیات نکالی جارہی ہیں ان سے حکومت کو پچھلے پانچ سالوں کے دوران کتنی آمدن ہوئی، سال وار تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات (جناب شیر علی خان):

(الف) کوئی نئی دریافت نہ ہوئی ہے۔

(ب) کوئی اخراجات نہیں کئے گئے ہیں۔

(ج) صوبہ پنجاب میں تقریباً22 معدنیات نکالی جارہی ہیں۔ مختلف مقامات سے نکالی جانے والی معدنیات کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور پچھلے پانچ سالوں کے دوران آمدنی کی تفصیل سال وار مندرجہ ذیل ہے:

سال	آمدن
2008-09	-/1,06,50,32,998روپے
2009-10	-/1,56,67,64,990روپے
2010-11	-/1,61,12,25,814روپے
2011-12	-/1,91,54,67,216روپے
2012-13	-/2,05,77,66,349روپے

مائنز لیبر ویلفیئر آرگنائزیشن پنجاب کی گزشتہ پانچ سالہ آمدنی

سال	آمدن
2008-09	-/28,17,33,986روپے
2009-10	-/32,85,18,671روپے
2010-11	-/27,89,89,855روپے
2011-12	-/27,02,48,614روپے
2012-13	-/27,72,93,084روپے

لاہور: ہوٹلز سے ٹیکس وصولی سے متعلقہ تفصیلات

*3749: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں کل کتنے ہوٹلز ہیں، ان میں سے کتنے رجسٹرڈ اور کتنے غیر رجسٹرڈ ہیں؟

(ب) ان ہوٹلز سے 13۔2012 اور 14۔2013 میں کتنا کتنا ٹیکس کس کس شرح سے سال وار وصول کیا گیا؟

(ج) ان ہوٹلز سے ٹیکس مطلوبہ شرح سے کم وصول کرنے پر محکمہ ایکسائز کے متعلقہ اہلکاران و افسران کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی؟

(د) 13-2012 اور 14-2013 کے دوران ان ہوٹلز پر محکمہ ایکسائز کے کون کون سے اہلکاران وافسران تعینات تھے ان کے نام و عہدہ نیز ان کی تعیناتی کی مدت سے بھی آگاہ کریں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور میں اس وقت 325 ہوٹلز ہیں اور تمام رجسٹرڈ ہیں۔

(ب) دوران سال 13-2012 مبلغ -/26,09,61,201 روپے اور 14-2013 (مارچ 2014 تک) مبلغ -/21,41,21,667 روپے ٹیکس وصول کیا گیا۔ ان ہوٹلز سے مقرر کردہ حکومتی شرح 8 فیصد کے حساب سے ہوٹل ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔

(ج) ان ہوٹلز سے مقرر کردہ حکومتی شرح 8 فیصد کے حساب سے ہوٹل ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ تاہم عبدالغفار بھٹہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر ہوٹل ٹیکس برانچ کے خلاف ان کی عدم توجہی، ہوٹلوں کے کمرہ جات کی تعداد کو کم ظاہر کرنے اور خزانے کو نقصان پہنچانے پر PEEDA Act 2006 کے تحت کارروائی کی گئی اور اس کا کیس ذاتی شنوائی کے لئے مجاز اتھارٹی کے پاس ہے۔

(د) دوران سال 13-2012 فرخ شیر گوندل اور امجد محمود وڑائچ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسرز جبکہ قاری غلام رسول اور نیاز سبحانی اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسرز تعینات تھے۔ چودھری شکیل احمد گجر، میاں کفایت علی، میاں محمد یونس، نوازش علی، خواجہ محمد علی، حارث بٹ، محمد فاروق، امجد بھٹی، عبدالغفار بھٹہ، فخر ریاض واہگہ، شیخ شہزاد، شہزاد خان، ملک ضیاء الحق اور امان اللہ انسپکٹران تعینات تھے۔

دوران سال 14-2013 افتخار احمد بھلی ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر، شیخ نعیم قادر اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر تعینات ہیں۔ تفصیل تعیناتی ستمبر 2013 تاحال درج ذیل ہے:

افتخار احمد بھلی ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	20-جولائی 2013 تا 10-اپریل 2014
حبیب اللہ چھٹہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	7-اپریل 2014 تاحال تعینات
شیخ نعیم قادر اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	ستمبر 2013 تاحال
چودھری شکیل احمد گجر، انسپکٹر	نومبر 2013 تاحال
میاں کفایت علی انسپکٹر	دسمبر 2009 تاحال
میاں محمد یونس انسپکٹر	ستمبر 2013 تاحال
امان اللہ انسپکٹر	ستمبر 2013 تاحال
خواجہ محمد علی انسپکٹر	ستمبر 2013 تاحال
محمد فاروق انسپکٹر	اگست 2012 تاحال
عبدالغفار بھٹہ	ستمبر 2013 تا 18-فروری 2014
فخر ریاض واہگہ انسپکٹر	جنوری 2013 تاحال

محکمہ مائنز اینڈ منرل کے تحت ہسپتالوں میں کام کرنے والے ڈاکٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1763: محترمہ لبنیٰ ریحان: کیاوزیر کانکنی و معدنیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ مائنز اینڈ منرلز کے ہسپتالوں میں کتنے ڈاکٹر و پیرامیڈیکل سٹاف کام کر رہا ہے؟

(ب) ان ہسپتالوں کو پچھلے پانچ سالوں کے دوران کتنا کتنا فنڈز کس کس مد کے لئے فراہم کیا گیا، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران ان ہسپتالوں کی توسیع کے لئے کتنے فنڈز مختص کئے گئے؟

(د) محکمہ کے ملازمین کو ان ہسپتالوں میں کیا کیا سہولیات فراہم کی جارہی ہیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات (جناب شیر علی خان):

(الف) محکمہ مائنز اینڈ منرلز میں حکومت کی طرف سے ہسپتالوں میں درج ذیل ڈاکٹر و پیرامیڈیکل سٹاف کی اسامیاں منظور شدہ ہیں:

نمبر شمار	نام ہسپتال	اسامیاں ڈاکٹرز	تعینات ڈاکٹرز	اسامیاں پیرامیڈیکل سٹاف	تعینات پیرامیڈیکل سٹاف
1	مائنز لیبر ویلفیئر ہسپتال، چوآ سیدن شاہ	09	03	19	17
2	مائنز لیبر ویلفیئر ہسپتال، خوشاب	06	02	13	09
3	مائنز لیبر ویلفیئر ہسپتال، ڈنڈوت	01	01	05	05

(ب) محکمہ مائنز اینڈ منرلز کے ہسپتالوں کو پچھلے پانچ سالوں کے دوران فراہم کئے گئے فنڈز کی تفصیل ذیل میں دی گئی ہے:-

1۔مائنز لیبر ویلفیئر ہسپتال، چوآ سیدن شاہ۔

مد فراہمی فنڈز	2008-09	2009-10	2010-11	2011-12	2012-13
ملازمین کی تنخواہیں وغیرہ	69,62,000	85,09,400	82,47,000	90,36,140	1,21,65,000
عملیاتی اخراجات	6,62,440	5,39,759	5,66,995	7,98,322	4,56,673
ادویات	11,20,060	9,39,241	11,89,005	14,47,680	15,00,527
خریداری پائیدار اشیاء	0	70,000	0	0	2,12,000
مرمتی پائیدار اشیاء	1,65,500	1,10,000	1,50,000	1,71,000	1,02,000
کل	89,10,000	1,01,68,400	1,01,53,000	1,14,53,142	1,44,36,200

2۔مائنز لیبر ویلفیئر ہسپتال، خوشاب

مد فراہمی فنڈز	2008-09	2009-10	2010-11	2011-12	2012-13
ملازمین کی تنخواہیں وغیرہ	54,02,000	69,53,000	67,97,000	85,86,000	96,19,000
عملیاتی اخراجات	7,91,005	8,05,207	7,57,081	11,95,912	6,87,125
ادویات	10,41,995	8,81,793	10,93,919	12,41,088	13,34,875
خریداری پائیدار اشیاء	0	37,37,000	24,95,000	0	50,00,000

مرمتی پائیدار اشیاء	1,80,000	1,00,000	1,11,000	65,000	22,000
کل	74,15,000	1,24,77,000	1,12,54,000	1,10,88,000	1,66,63,000

3۔ مائنز لیبر ویلفیئر ہسپتال، ڈنڈوت

مد فراہمی فنڈز	2008-09	2009-10	2010-11	2011-12	2012-13
ملازمین کی تنخواہیں وغیرہ	14,11,000	13,73,000	16,54,000	20,80,000	26,63,000
عملیاتی اخراجات	95,416	2,98,514	2,80,478	3,98,461	2,70,716
ادویات	2,26,084	3,49,486	5,52,522	6,36,539	6,00,284
مرمتی پائیدار اشیاء	1,93,500	41,000	51,000	47,000	54,000
کل	19,26,000	20,62,000	25,38,000	31,62,000	35,88,000

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران ان ہسپتالوں کی توسیع کے لئے کسی قسم کے فنڈز مختص نہیں کئے گئے تاہم دس بیڈز کا ایک نیا مائنز لیبر ویلفیئر ہسپتال، چک نمبر 119 جنوبی سرگودھا میں قائم کیا جا رہا ہے۔

(د) محکمہ کے ملازمین کا ان ہسپتالوں سے سہولیات حاصل کرنے کا کوئی حق نہ ہے۔ ان ہسپتالوں میں صرف کانکنان اور ان کے اہل خانہ سہولیات حاصل کر سکتے ہیں۔

گوجرانوالہ: پراپرٹی ٹیکس کی ویلیو سے متعلقہ تفصیلات

*4633: چودھری اشرف علی انصاری: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن پنجاب کے ویلیوایشن ٹیبل 2001 کے تحت گوجرانوالہ شہر کے کون کون سے علاقے کس کیٹیگری میں آتے ہیں؟

(ب) گوجرانوالہ میں پراپرٹی ٹیکس کون کون سی پراپرٹی پر لاگو ہے اور کون کون سی پراپرٹی مستثنیٰ ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ وہ پراپرٹی جس کا رقبہ پانچ مرلہ یا اس سے کم ہو پر پراپرٹی ٹیکس کا اطلاق نہیں ہوتا نیز اگر کسی پراپرٹی کا رقبہ پانچ مرلہ سے زائد ہو اور مالکان بھی ایک سے زائد ہوں تو کیا قواعد کی رو سے وہ پراپرٹی بھی پراپرٹی ٹیکس سے مستثنیٰ ہو گی، معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ویلیوایشن ٹیبل 2001 کے تحت گوجرانوالہ شہر کے علاقہ جات کی تفصیل کیٹیگری جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اندرون ریٹنگ ایریا گوجرانوالہ تمام غیر منقولہ جائیداد (پراپرٹی) پر ٹیکس لاگو ہے جس میں رہائشی، کمرشل اور انڈسٹریل جائیداد ہائے شامل ہیں۔ البتہ تمام گورنمنٹ محکمہ جات ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں۔ پانچ مرلہ تک کے رہائشی مکان اور ایسی کمرشل پراپرٹی جس کی سالانہ تشخیص -/1200 روپے تک ہو کو بھی معافی ہے۔ نیز بیوہ، معذور، نابالغ، سرکاری ریٹائرڈ ملازم (ایک کنال کا گھر جس میں ذاتی رہائش ہو) مذہبی و فلاحی کام کرنے والے ادارے کو بھی معافی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ پانچ مرلے تک کے رہائشی مکان بمطابق فنانس ایکٹ 05-2004 پراپرٹی ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں۔ ایسی پراپرٹی جس کا رقبہ پانچ مرلہ سے زائد ہے اور وہ سنگل یونٹ ہے تقسیم شدہ نہ ہے اس کے مالکان ایک سے زائد بھی ہوں تو وہ پراپرٹی ٹیکس سے مستثنیٰ نہ ہے۔

صوبہ میں کوئلہ کی کانوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2969: محترمہ سعدیہ سہیل رانا: کیا وزیر کانکنی و معدنیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں کوئلہ کی کتنی کانیں کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) کیا حکومت پنجاب کوئلہ سے بجلی پیدا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کان کو ٹھیکہ پر دینے کا کیا طریق کار ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات (جناب شیر علی خان):

(الف) پنجاب میں معدنی کوئلہ کے ذخائر جہلم، چکوال، خوشاب اور میانوالی کے اضلاع میں پائے جاتے ہیں اور ان اضلاع میں 356 پٹہ جات عطا شدہ ہیں۔ ان پٹہ جات میں پٹہ داران نے کوئلہ کی 2788 مائنیں لگائی ہوئی ہیں۔

(ب) جی ہاں، حکومت پنجاب کوئلے سے بجلی پیدا کرنے کے منصوبے پر سنجیدگی سے عمل پیرا ہے اور اس سلسلے میں پنجاب میں کوئلے کے ذخائر کا تخمینہ بھی آسٹریلین فرم میسرز سنوڈن کی مدد سے حال ہی میں مکمل کیا گیا ہے۔ جن کی رپورٹ کے مطابق جہلم، چکوال، خوشاب اور میانوالی کے اضلاع میں کوئلہ کا تخمینہ 596.92 ملین ٹن ہے۔

(ج) پنجاب معدنی مراعاتی قوانین مجریہ 2002 کے تحت پہلے آیئے پہلے پایئے کی بنیاد پر معدن کی تلاش کے لائسنس گرانٹ کئے جاتے ہیں پھر یہ لائسنس کارکردگی کی بنیاد پر طویل المیعاد

پٹہ جات میں تبدیل کر دیئے جاتے ہیں تاہم ایسے رقبہ جات جن میں معدن ثابت ہو ان کو بذریعہ نیلام عام عطا کئے جاتے ہیں۔

باغبانپورہ میں واقع پراپرٹی ٹیکس کے دفتر سے متعلقہ تفصیلات

*4880: باؤ اختر علی: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پراپرٹی ٹیکس کے دفاتر واقع جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور کو علی پلازہ ایمپریس روڈ لاہور منتقل کر دیا گیا ہے، اگر ہاں تو اس کی کیا وجوہات ہیں نیز کس کے حکم سے یہ عمل کیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ باغبانپورہ کے دفتر کا ماہانہ کرایہ کم تھا جبکہ علی پلازہ کا ماہانہ کرایہ زیادہ ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ باغبانپورہ کے دفتر میں علاقہ کے عوام کو آنے جانے میں بہت سہولت تھی جبکہ موجودہ جگہ پراپرٹی ٹیکس کے علاقہ سے دور اور وہاں عوام اور ٹیکس کے ملازمین کو آنے جانے میں بہت دشواری پیش آرہی ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ دفتر کو عوام کی سہولت کی خاطر واپس باغبانپورہ لانے کے لئے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں! پراپرٹی ٹیکس کے دفاتر واقع جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور کو علی پلازہ ایمپریس روڈ لاہور بحکم مجاز اتھارٹی منتقل کیا گیا ہے کیونکہ جی ٹی روڈ باغبانپورہ کی عمارت میں پہلے زون نمبر 1 اور 2 کے دفاتر تھے وہ عمارت دفتر کے استعمال کے لئے بالکل غیر مناسب تھی اس کا کل رقبہ 10 مرلے تھا اور جس کا سیکنڈ اور تھرڈ فلور کرایہ پر حاصل کیا گیا تھا۔ یہاں سیوریج کا کوئی مناسب انتظام نہ تھا جس کی وجہ سے اکثر گندہ اور بدبودار پانی کھڑا رہتا تھا۔ جس سے اہلکار، ٹیکس گزار اور عوام الناس جو اپنے کام کی غرض سے یہاں آتے تھے، وہ اس سے شدید متاثر ہوتے تھے، مزید یہ کہ ٹیکس گزاروں کے بیٹھنے کے لئے بھی کوئی مناسب جگہ نہ تھی جبکہ اس کے مقابلے میں موجودہ دفتر واقع 23 ایمپرس روڈ ایک اچھی اور صاف ستھری locality میں واقع ہے جس سے ریجن اے لاہور سے متعلقہ علاقہ جات کے ٹیکس گزار مستفید ہو رہے ہیں، اس کا کل

رقبہ 22000 مربع فٹ ہے، یہاں سٹاف اور ٹیکس گزاروں کے لئے کھلی، کشادہ اور ہوادار جگہ موجود ہے اسے باقاعدہ ایک کمپلیکس بنایا گیا ہے کیونکہ یہ ایک multi purpose عمارت ہے جس میں بیک وقت ریجن اے لاہور کے 6 زون (زون نمبر 1، زون نمبر 2، زون نمبر 3، زون نمبر 4، زون نمبر 12، زون نمبر 13)، پروفیشنل ٹیکس کے افسران و دیگر عملہ اور لوگوں کی سہولت کے لئے موٹر رجسٹریشن اتھارٹی کا ایک نیا دفتر بھی اسی بلڈنگ میں کھولا گیا ہے لہٰذا تمام افسران اور عملہ کا ایک ہی آفس میں موجود ہونے سے ٹیکس گزاروں کے ایک ہی بلڈنگ میں سارے کام ہو جاتے ہیں اور انہیں مختلف دفاتر میں نہیں جانا پڑتا مذکورہ عمارت لاہور کی central place پر واقع ہونے کی وجہ سے یہاں پبلک کی رسائی نہایت آسان ہے۔ لوگوں کی سہولت کے لئے اس عمارت میں لفٹ بھی موجود ہے اور پارکنگ کی بھی مناسب جگہ ہے۔ مزید برآں موٹر رجسٹریشن برانچ علی کمپلیکس میں جنریٹر کی سہولت بھی موجود ہے۔ چونکہ پراپرٹی ٹیکس کا نظام کمپیوٹرائز کیا جا رہا ہے اور networking بھی کی جا رہی ہے جس کے لئے موجودہ عمارت نہایت مناسب اور موزوں ہے۔ یہ عمارت مفاد عامہ، ٹیکس گزاروں کی سہولت اور سکیورٹی کو مدنظر رکھتے ہوئے مجاز اتھارٹی کی اجازت سے حاصل کی گئی ہے اس کے ارد گرد دیگر اہم عمارتیں اور دفاتر بھی واقع ہیں، اس کا کرایہ بہت مناسب ہے کیونکہ اس علاقہ میں کرایہ کی شرح -/64 روپے تا -/75 روپے ماہانہ فی مربع فٹ ہے جبکہ یہ دفتر 25 روپے فی مربع فٹ کرایہ کی شرح سے حاصل کیا گیا ہے۔

(ب) چونکہ جی ٹی روڈ کی عمارت میں واقع دفتر میں صرف دو زون تھے اور اس کا رقبہ صرف 2250 مربع فٹ تھا اور عمارت بھی پرانی تھی لہٰذا اس کا کرایہ بھی کم تھا چونکہ علی کمپلیکس میں باغبانپورہ دفتر کی منتقلی کے علاوہ اور بھی زون، پروفیشنل ٹیکس اور موٹر رجسٹریشن اتھارٹی کے دفاتر منتقل ہو گئے ہیں اور یہ بلڈنگ بڑی کشادہ بھی ہے لہٰذا اس وجہ سے اس کا کرایہ زیادہ ہے۔ کیونکہ اس علاقہ میں کرایہ کی شرح -/64 تا -/75 روپے ماہانہ فی مربع فٹ ہے جبکہ یہ دفتر 25 روپے فی مربع فٹ کرایہ کی شرح سے حاصل کیا گیا ہے۔

(ج) صرف چند علاقہ جات جو کہ صرف زون نمبر 1 اور 2 سے متعلقہ تھے سابقہ دفتر کی عمارت ان کو نزدیک پڑتی تھی تاہم مذکورہ دونوں زونز کے دوسرے علاقہ جات اور ریجن اے لاہور سے متعلقہ دیگر 4 زونز کے ٹیکس گزاروں بشمول پراپرٹی ٹیکس، پروفیشنل ٹیکس اور موٹر رجسٹریشن

سے متعلقہ عوام الناس اور ٹیکس کے ملازمین کو آنے جانے میں کوئی دشواری پیش نہیں آرہی بلکہ یہاں زیادہ اور اچھی ٹرانسپورٹ اور پارکنگ کی سہولت اور عوام الناس اور ملازمین کے بیٹھنے کے لئے کشادہ اور ہوادار جگہ بھی میسر ہے۔

(د) چونکہ موجودہ بلڈنگ عوام الناس اور ملازمین کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے حاصل کی گئی ہے اور یہ ہر لحاظ سے سابقہ دفتر کی عمارت سے بہت بہتر ہے لہٰذا دوبارہ پہلی عمارت میں دفتر واپس لے جانے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ایک میٹنگ میں مصروف تھا اور میرا سوال تھا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں اس لئے آپ تشریف رکھیں۔ تحریک استحقاق کوئی نہ ہے اس لئے تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شاہ صاحب!

ضلع پاکپتن میں درجہ چہارم کی اسامیوں کا تمام ضلعی نمائندوں کو برابر حصہ دینے کا مطالبہ

جناب احمد شاہ کھگہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں آپ کی تھوڑی سی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ میرا تعلق ضلع پاکپتن سے ہے جہاں پر ماشاء اللہ پچھلے دنوں حکومتی پارٹی کی طرف سے بہت سے اساتذہ بھرتی کئے گئے اور میرٹ پر کئے گئے ہیں۔ میرے حلقہ میں تقریباً دو اڑھائی لاکھ آدمی بستے ہیں جن کی پریشانی کے عالم کے متعلق آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اب درجہ چہارم کی میرے ضلع پاکپتن میں تقریباً 382 سیٹیں آئی ہیں جو وہاں کے (ن) لیگ کے تمام ایم این ایز اور ایم پی ایز کی سفارش پر رکھے جا رہے ہیں۔ میرے حلقہ میں تقریباً دو اڑھائی لاکھ آدمی بستے ہیں جو کہ ذہنی پریشانی کا شکار ہیں کہ ہم ووٹ تو ڈالتے ہیں پنجاب میں اور ملازمتوں کی درخواستیں لے کر جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ آپ کسی اور صوبے میں چلے جائیں۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ تمام ایم پی ایز اور ایم این ایز کو برابر کی سطح پر حصہ دیا جارہا ہے تو میرے حلقے کا بھی حق بنتا ہے کہ انہیں بھی ملازمتوں میں حصہ دیا جائے۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ وزیر صحت اور وزیر تعلیم کی توجہ دلائی جائے کہ میرے حلقے کے ووٹروں کا بھی اتنا ہی حق ہے اور وہ زیادہ دعائیں دیں گے۔ ہم بے شک حکومت میں نہیں ہیں لیکن ہم ان سے جیت کر آئے ہیں لہٰذا ہمارا استحقاق بھی بنتا ہے۔ اگر دوسروں کو دیا جارہا ہے تو ہمیں بھی برابر حصہ دیا جائے اور آپ شفقت فرما کر ذرا ان کے ذمے لگائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وہ آ جاتے ہیں تو میں انہیں کہہ دیتا ہوں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: دونوں وزراء صاحبان کے ذمہ لگائیں اور میں ان سے بھی مل لوں گا تا کہ میرے حلقہ کے لوگوں کی ملازمت کے حوالے سے جو پریشانی ہے وہ ختم ہونی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سے پہلے ایوان میں صحافی بھائیوں کے متعلق بات ہو چکی ہے اور آپ نے کہا کہ وہ جا چکے ہیں لیکن یہ بہت ضروری ہے کیونکہ پچھلے سات سال سے وہ لوگ احتجاج کر رہے ہیں اور ان کے حقوق انہیں ضرور ملنے چاہئیں۔ میں یہاں پر اس لئے یہ ذکر کرنا چاہوں گی اس وجہ سے نہیں کہ میرا تعلق اپوزیشن سے ہے لیکن اگر کسی نے کوئی اچھا کام کیا ہو تو اسے ضرور سراہنا چاہئے۔ چودھری پرویز الٰہی صاحب نے اپنے دور میں بغیر احتجاج اور دھرنے کے صحافی بھائیوں کے لئے کالونیاں دی تھیں اور ان کے حقوق دیئے تھے اور میرا خیال ہے کہ ہر شہری کا یہ حق بنتا ہے اور موجودہ حکومت کو صحافی بھائیوں کے ساتھ یہ سلوک نہیں کرنا چاہئے اور اُن کی جو ڈیمانڈ ہیں اُن کو پورا کرنا چاہئے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

فہرست سوالات ایک روز قبل معزز ممبران اسمبلی کو دینے کا مطالبہ

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میری آپ سے پہلی گزارش یہ ہے کہ فہرست سوالات کے متعلق بارہا یہاں بات ہو چکی ہے اور آج جب یہاں سوال شروع ہوئے ہیں، میں موجود تھی لیکن مجھے اتنا وقت نہیں ملا کہ میں اپنے سوالات کے جوابات مکمل پڑھ لیتی اور پھر میں اُن پر ضمنی سوال کرتی تو کم از کم ممبران کو پہلے اطلاع کر دیا کریں۔ جس طرح پچھلے tenure میں تھا کہ سوال نامہ ایک دن پہلے مل جاتا تھا ایک تو آپ سے یہ گزارش ہے مہربانی فرمائیں اس پر کچھ کر لیں آج جس طرح کے سوال ہوئے ہیں صرف ایک سوال take up ہوا اُس کا جواب آیا نہیں آیا جس طرح بھی آیا اُس کے علاوہ سارے سوالات پر جتنی ممبرز کی محنت تھی وہ ضائع گئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! بات یہ ہے کہ جتنے ممبرز ہیں میں نے اُن کو گھر سے تو بلا کر نہیں لانا اُن کو پتا ہے کہ 10:00 بجے کا اجلاس کا وقت ہے سوا گیارہ بجے ہم نے اُن کا انتظار کرتے ہوئے اجلاس شروع کیا ہے آپ کو بھی پورا موقع دیا گیا تھا اس میں اگر کسی کو گھر سے لانا ہے تو میری ڈیوٹی لگا دیں میں صبح سے جا کر اُن کو گھر سے بلا کر لے آؤں گا۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ ممبرز کو وقت پر آنا چاہئے لیکن جو ممبرز موجود ہیں میں نے اپنا سوال take up کیا لیکن میں اُس کو پڑھ ہی نہیں سکی تو میں نے اُس کا ضمنی سوال کیا کرنا تھا؟

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں، بات سنیں 9:00 بجے ایجنڈا ہم نے یہاں ایوان میں رکھ دیا آپ کو بھی اُس ایجنڈا کی کاپی مل گئی ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! دوسری میری ایک اور گزارش ہے آپ نے کہا کہ ممبرز کو گھر سے نہیں لانا، میں آدھے گھنٹے سے مال روڈ پر ہوں اور میں وہاں سے پیدل آئی ہوں مال روڈ پر دفعہ 144 نافذ ہے لیکن اس کے باوجود ہفتے میں دو یا تین دن مال روڈ پوری block ہوتی ہے یہ جمہوری حکومت ہے پُرامن احتجاج سب کا حق ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، احتجاج کرنے والوں کو بھی تھوڑا احساس کرنا چاہئے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ جب مال روڈ پر ٹریفک بلاک ہوتی ہے تو اُس کا اثر پورے شہر پر ہوتا ہے اور جو پورے main roads ہیں وہاں ٹریفک بلاک ہو جاتی ہے تو اس میں میری گزارش یہی ہے کہ کچھ نہ کچھ ہمیں کرنا چاہئے کوئی ایسی جگہ اُن کو دے دینی چاہئے جہاں پر لوگ آکر احتجاج کریں لیکن ٹریفک کا جو flow ہے وہ disturb نہ ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں اُن کو احساس کرنا چاہئے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب ارشد ملک صاحب! میں آپ کو بات کرنے کا وقت دیتا ہوں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہم اتنی محنت سے سوال کرتے ہیں، سوال لاتے ہیں اور علاقے کی ضرورت کے مطابق ہم سوال کرتے ہیں۔ آپ نے درست فرمایا کہ آپ نے ہمیں گھروں سے نہیں لانا لیکن ہمیں پتا ہی نہیں ہوتا کہ ہمارا سوال آرہا ہے، آج ہمارا کون سا سوال ہے، ہمیں پتا چلتا ہے اور نہ بتایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا یہ ہے کہ اگر ہم لیٹ ہیں کسی میٹنگ کی وجہ سے یا کسی معاملے کی وجہ سے تو اگر ہم سیکرٹری اسمبلی کو یہ بتا دیتے ہیں کہ ہم آرہے ہیں اور مہربانی کریں ہمارا وہ سوال pending کر دیا جائے ہمارا اتنا تو استحقاق ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! سنیں۔ بات یہ ہے کہ جس دن مجھے آپ کی طرف سے درخواست ملتی ہے تو میں آپ کے سوالات pending کر دیتا ہوں آج میں بھی اس مال روڈ سے آیا ہوں جس وقت میں آیا ہوں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں تھی میں بھی وقت پر یہاں پہنچا ہوں۔ آپ کو پتا ہے کہ اجلاس کے لئے 10:00 بجے کا ٹائم مختص ہے تو آپ کا حق بنتا تھا کہ آپ ٹائم پر آجائیں۔ آپ کی طرف سے کوئی درخواست موصول نہیں ہوئی اور ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی طرف سے request ملی ہے کہ میری والدہ بیمار ہیں اُن کے سوالات میں نے pending کر دیئے ہیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری humble submission یہ ہے کہ میں نے کل سیکرٹری اسمبلی کو فون کیا تھا telephonically میری بات ہوئی انہوں نے کہا میں جناب سپیکر سے کہہ کر pending کروا دوں گا۔ انہوں نے مجھے یہ بتایا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس کو دیکھ لیتا ہوں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!وہ نہیں ہوا ہم اتنی محنت سے آتے ہیں آمدن نشستن برخاستن کرنا ہے پھر تو کوئی بات نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔یہ بات نہیں ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!لوگ حاضری لگاتے ہیں اور چلے جاتے ہیں ہم تو محنت کر کے یہاں آتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک ارشد صاحب! بات سنیں پانچ پانچ ضمنی سوال آپ کرتے ہیں میرے پاس ریکارڈ ہے میں نکلوا کر آپ کو دکھاؤں گا میں آپ کو پورا ٹائم دیتا رہتا ہوں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! کبھی میٹنگ میں بھی جانا پڑتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میٹنگ سے زیادہ ضروری آپ کا یہاں آنا ہوتا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے سوال کو take up کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ سوال کو دوبارہ دیں میں دوبارہ take up کروں گا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!آپ اسمبلی کے بادشاہ ہیں آپ جیسے چاہیں کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں!ملک ارشد صاحب کا سوال pending کر دیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں طارق صاحب!

اسمبلی کے سامنے مال روڈ پر آئے روز احتجاج پر حکومت سے نوٹس لینے کا مطالبہ

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ یہ تو واقعی issue ہے کہ ہر روز مال روڈ پر وہ چاہے ہم اسمبلی میں آئیں، ہمیں رکاوٹ ہو، میری تو یہ گزارش ہے کہ 10:00 بجے کا ٹائم ہے آپ پورے 10:00 بجے اجلاس شروع کریں۔جب آپ شروع کر لیں گے تو یہ سب لوگ ٹائم پر آجائیں گے۔آپ اگر wait کرتے ہیں اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں آپ کو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ سپیکر ہو یا ڈپٹی سپیکر ہو ٹائم پر نہیں آتے۔آپ سب ٹائم پر آتے ہیں لیکن میں یہ کہتا ہوں ٹھیک ہے اپوزیشن کی طرف سے یہ کہا گیا ہماری ڈیوٹی ہے کہ ہم سب لوگ اپنے ٹائم پر آئیں۔یہ کسی کی ذمہ داری نہیں ہے، یہ ہماری اپنی سب

کی ذمہ داری ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اسے ensure کریں تو میری آپ سے بالکل گزارش ہے کہ سب لوگ میں سمجھتا ہوں میرے ساتھ ہیں۔آپ ٹائم پر شروع کریں اور ٹائم پر ختم کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری بات سنیں۔ میں کل یہاں پر10:00 بجے اجلاس شروع کروں گا آپ میں سے کسی ممبر نے یہاں پر نہیں ہونا۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! لوگ ہوں گے آپ ایک دفعہ دیکھیں گے، دو دفعہ دیکھیں گے جو بھی ممبران PAC میں ہیں ہم پورے11:00 بجے میٹنگ شروع کرتے ہیں۔ سب لوگ ایک دو دن لیٹ آئے اُس کے بعد سب لوگ ٹائم پر آتے ہیں کسی کی کوئی جرأت نہیں، جب ٹائم کی پابندی ہو گی سب لوگ کریں گے آپ یہ کر کے دیکھ لیں۔ یہ سارا ایوان موجود ہے، جو کچھ میں کہہ رہا ہوں کوئی اس کے خلاف ہے تو بتائے سب لوگ اس کے حق میں ہیں تو ٹائم کی پابندی ہونی چاہئے۔ میری صرف گزارش یہ ہے کہ جب ہم لوگ آ کر بیٹھ جاتے ہیں9:00 بجے،10:00 بجے گھنٹہ بیٹھیں دو گھنٹہ بیٹھیں اُس کے بعد کچھ نہیں ہوتا تو پھر پریشانی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! دوسری گزارش یہ ہے کہ یہ جو مال روڈ ہے اس پر باقاعدہ حکومت نے پابندی لگائی ہوئی ہے اس کا کوئی سلسلہ ضرور ہونا چاہئے، یہ آپ کی طرف سے بھی اور ہماری سب کی طرف سے بھی یہ request ہے۔ یہ صرف ممبران کی پریشانی نہیں ہے، عام آدمی کی بھی پریشانی ہے اس پر قانون کے مطابق میں تو سمجھتا ہوں احتجاج کرنا بھی حق ہے لیکن جو لوگوں کی زندگی کے معمول ہیں اُن کو بھی ختم کر دینا کوئی کام نہیں ہے۔ جو لوگ یہاں سے باقاعدہ گزرتے ہیں ان کو پریشانی ہے لہٰذا اس پر حکومت کو نوٹس لینا چاہئے تاکہ آئندہ پریشانی نہ ہو۔ بڑی مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سردار شہاب الدین خان!

معزز ممبران اپوزیشن کا صحافیوں سے اظہار یکجہتی کے لئے ٹوکن واک آوٹ کرنا اور حکومت سے صحافیوں کے جائز مطالبات کے حل کا مطالبہ

سردار شہاب الدین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا تھا کہ صحافت ایک ادارہ ہے جس طرح پارلیمنٹ اور جوڈیشری ہے۔ صحافی صاحبان ہمارے لئے قابل احترام ہیں جو ہر point raise کرتے ہیں لیکن وہ یہاں ابھی تک نہیں آئے۔ ہم سارے اپوزیشن والے چاہے وہ پی ایم ایل(ق) سے

ہوں، چاہے وہ پیپلز پارٹی سے ہوں ہم تمام لوگ ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں اور صحافی صاحبان کے ساتھ جاتے ہیں ان کو لاتے ہیں اگر آپ کو ضرورت نہیں ہے تو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! آپ تو جا رہے ہیں لیکن پہلے میری ایک بات سنتے جائیں۔ میں نے اُن کو بلایا تھا یہاں پورے پنجاب سے ان کے نمائندے آئے ہوئے ہیں۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ ہمیں اسمبلی کے اندر آنے دیں کیونکہ ہم یہاں اسمبلی کی سیڑھیوں میں protest کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ کیا میں انہیں یہ اجازت دے دیتا؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! آپ کی یہ بات بہت درست ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے ان کو بلایا اور اندر بٹھایا۔ مجھے کہنا نہیں چاہئے میں نے ان سے ساری بات بھی کی۔ ان کے کسی بیوروکریٹ کے حوالے سے تھوڑے reservation تھے۔ انہوں نے وزیراعلیٰ کی بھی تعریف کی، رانا ثناء اللہ خان اور زعیم قادری صاحب کی بھی تعریف کی کہ وہ ہمارے ساتھ onboard ہیں لیکن ایک بیوروکریٹ کے حوالے سے ان کے کچھ تحفظات تھے کہ وہ جائز معاملات میں ہمارے ساتھ تعاون نہیں کر رہا ہے۔ میں نے رانا ثناء اللہ خان سے صبح بات کی اور زعیم قادری صاحب سے میرا رابطہ نہیں ہو سکا۔ ہم پوری کوشش کر رہے ہیں صحافی بھائی ہمارے لئے انتہائی قابل احترام ہیں اور میڈیا ہماری آنکھ ہے ان کو کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ آج بھی حکومتی نمائندے ان کے ساتھ یہ معاملات طے کر رہے ہیں امید ہے کہ ان کا معاملہ تھوڑی دیر میں resolve ہو جائے گا۔ ہماری طرف سے ان کو کوئی پریشانی نہیں تھی۔ انہوں نے مجھے یہ کہا تھا کہ ہمارے نمائندگان جو روزانہ یہاں اسمبلی میں آتے ہیں ان کو اندر آنے نہیں دیا جا رہا ہے آپ permission دیں کہ وہ اندر آ جائیں۔ میں نے اسی وقت چیف سکیورٹی آفیسر کو بھیجا اور ان کے وہ نمائندے جو اسمبلی کی coverage کرتے ہیں ان کو بلایا باقی لوگوں کو میں نہیں بلا سکتا تھا کیونکہ سکیورٹی issues ہیں ہمیں ان کا پتا نہیں ہے۔ جو نمائندگان اسمبلی کی coverage کرتے ہیں میں نے ان سب کو بلایا ہے وہ یہاں پر موجود ہیں آپ جا کر دیکھ سکتے ہیں ان کی بات چیت بھی جاری ہے۔ میری آپ سے request ہے کہ اگر آپ جا کر ان کو منا سکتے ہیں تو میری طرف سے بھی آپ کو permission ہے کہ آپ ان سے جا کر بات کریں اور ان کا جو بھی معاملہ ہے یہاں لے کر آئیں۔ اگر ان کا معاملہ ہمارے level پر حل ہوتا ہے تو ہم ضرور کریں گے اگر اس کو take up کرنے کی ضرورت پڑے گی تو ہم کریں گے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! آپ نے بڑی تفصیل سے گفتگو کی ہے میں بھی اُس وقت چیمبر میں موجود تھا جب میڈیا کے نمائندے آپ کے ساتھ بات کر رہے تھے۔ یہ آپ کی بات ٹھیک ہے کہ سب کو اسمبلی میں آنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی لیکن جو اُن کے جائز مطالبات ہیں تو حکومتِ وقت کو چاہئے کہ اُن کا نوٹس لے۔ آپ نے شروع میں بھی کہا، میری معزز بہن محترمہ فائزہ ملک اور محترمہ خدیجہ عمر نے بھی بات کی کہ اُن کو منا کر لانا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ یہاں پر منسٹر صاحبان میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔ ہم لوگ جاتے ہیں آپ کوئی بھی نمائندہ مقرر کر دیں ہم جا کر ان سے request کرتے ہیں اور ان کو لے کر آتے ہیں۔ ہم ان سے کہتے ہیں کہ آپ مہربانی کریں آپ کے جو بھی مطالبات ہیں اس بارے میں ہم حکومت سے request کریں گے کہ وہ اِن پر نوٹس لے اور کام کرے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں میاں منیر صاحب کو کہوں گا کہ آپ بھی سردار صاحب کے ساتھ جائیں اور اگر ہمارے level پر اُن کو کوئی problem ہے تو وہ بھی پوچھ کر آئیں۔ جو بھی ان کے مطالبات ہیں وہ پوچھ کر آئیں تاکہ جب محترم منسٹر آئیں تو ہم اُن سے جواب لے سکیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اُس وقت تک business suspend کر دیں کیونکہ ہمارا business کہیں پیچھے سے رہ نہ جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر آپ کہتے ہیں تو ہم 20 منٹ کے لئے اجلاس کا وقفہ کر لیتے ہیں۔

سردار شہاب الدین خان: ٹھیک ہے۔ بہت مہربانی

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! آپ ان سے بات کریں ہم اجلاس کا آدھا گھنٹہ وقفہ کر لیتے ہیں۔ اجلاس کی کارروائی آدھے گھنٹے کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(آدھ گھنٹہ وقفے کے بعد جناب قائم مقام سپیکر
12 بج کر 47 منٹ پر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ اور اپوزیشن کے سردار شہاب الدین خان صاحب باہر گئے تھے۔ کیا سردار شہاب الدین خان صاحب چلے گئے ہیں؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ابھی واپس نہیں آئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! ابھی وہ آ جائیں گے تو پھر میں آپ سے جواب لے لیتا ہوں۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 15/164 کل pending کی تھی۔ جی، شیخ صاحب! آپ اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

پی آئی سی لاہور اور دیگر ہسپتالوں میں سہولتوں کا فقدان

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جب پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی نہیں تھا اس وقت بھی لاہور میں میو ہسپتال، گنگارام ہسپتال میں دل وارڈ موجود تھے اور اشرافیہ کے لئے کنگ ایڈورڈ وکٹر وارڈ تمام ذمہ داریاں پوری کرتے تھے پھر پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی بن گیا۔ شروع میں تو یہ ادارہ کچھ نہ کچھ بہتر رہا لیکن بتدریج تباہی کی طرف گامزن ہے ادارے کا اب حال یہ ہے کہ ایمرجنسی میں مریضوں کو زمین پر لٹا کر علاج کیا جا رہا ہے۔ بڑے بورڈ تشکیل دیئے گئے اور ہر بورڈ نے میٹنگز کے سوا کچھ نہ کیا۔ اس کے ساتھ دوسرے ہسپتال مع میو ہسپتال کے دل وارڈ عملی طور پر عضو معطل بن گئے ہیں اور وہ سہولت جو عوام کو ایمرجنسی کی صورت میں اپنے گھر کے نزدیک ہونے کے ساتھ ساتھ پورے پنجاب کے مریض استفادہ کر رہے تھے عدم توجہی کی وجہ سے عملاً ختم ہو گئی اور پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی بھی عوام کو وہ کچھ نہ دے سکا جس کی بنیاد پر یہ اربوں روپے کا منصوبہ بنایا گیا تھا اور وقت نے ثابت کیا کہ کس ٹائم کے قائم ہسپتالوں نے دل وارڈ، کڈنی وارڈ اور لیور وغیرہ کے وارڈ کو جدید تقاضوں کے مطابق نہ صرف وسعت دینا چاہئے تھی بلکہ جدید ٹیکنالوجی بھی انہی ہسپتالوں کو دینا چاہئے تھی۔ 1870 میں قائم کردہ میو ہسپتال (Under One Roof) تقریباً تمام امراض مع پیتھالوجسٹ، Anesthesia تک کے ماہرین سے چلایا جا رہا تھا لیکن پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی جیسے ہسپتالوں میں صرف ایسے مریض جن میں صرف دل ہو، ان کو کسی قسم کی گردوں کی تکلیف ہو نہ کوئی جگر یا معدہ کا مسئلہ ہو کو ہی صرف علاج مہیا ہو سکتا ہے۔ حکومت آج بھی ایسے نام نہاد ماہرین کی زیر نگرانی کڈنی اور لیور جیسے سنٹرز اور دوسرے تمام سنٹرز بنوا رہی ہے جو خود اپنے پرائیویٹ ہسپتالوں میں کاروباری کمالات دکھا رہے ہیں۔ محرک یہ کہنے پر مجبور ہے کہ "ہوئے بیمار میر جس خاطر" والا معاملہ ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں مریض ایک ایک سال کی تاریخیں لئے

دربدر پھر رہے ہیں اور ان ہسپتالوں کے ارباب اختیار بالکل ساتھ پرائیویٹ ہسپتالوں میں لاکھوں روپے فی مریض لے کر کاروباری مسکراہٹوں کے ساتھ اپنی خدمات میں مصروف ہیں۔ وقت آگیا ہے کہ مزید ایک لمحہ ضائع کئے بغیر تمام وارڈ ہسپتالوں کے سابقاوارڈز کو اپ گریڈ کیا جائے اور تمام سہولتیں مہیا کی جائیں تاکہ پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی جیسے اداروں پر دباؤ ختم ہو سکے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: گوندل صاحب! آپ اس تحریک التوائے کار کا detail سے جواب دیں گے۔ اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! جی ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 165/15 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے وہ اسے پڑھیں۔

پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل اور محکمہ صحت پنجاب کے درمیان جنگ سے طلباء وطالبات اور والدین شدید ذہنی دباؤ کا شکار

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل (PMDC) کو قومی سطح سے صوبائی سطح پر لانے کا عمل سندھ حکومت کی تقلید میں پنجاب میں بھی شروع کیا جارہا ہے۔ جس کی وجہ PMDC کے وہ نوٹسز بنے ہیں جو کہ پنجاب کے میڈیکل کالجز کو فیکلٹی نہ ہونے کی بناء پر دیئے گئے ہیں۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج جو کہ اب یونیورسٹی کی شکل اختیار کر چکا ہے کو بھی de-recognition کا سامنا ہے۔ یہی حال امیر الدین میڈیکل کالج، علامہ اقبال میڈیکل کالج، ڈی جی خان میڈیکل کالج کا بھی ہے۔ حیران کن امر ہے کہ امیر الدین میڈیکل کالج کا اپنا ایک بھی میڈیکل پڑھانے کا استاد نہ ہے۔ یہ کام پوسٹ گریجویٹ میڈیکل کالج کے اساتذہ کر رہے ہیں۔ معزز ایوان کو سن کر حیرانی ہوگی کہ فاطمہ جناح میڈیکل کالج بھی PMDC کے دیئے ہوئے وارننگ نوٹس میں شامل ہے۔ ساہیوال میڈیکل کالج کو بھی ایسی ہی صورتحال کا سامنا ہے اور وہاں کے طلباء و طالبات سراپا احتجاج ہیں۔ ان حالات میں PMDC اور محکمہ صحت حکومت پنجاب کے درمیان جنگ جاری ہے جس کی وجہ سے ان کالجز میں زیر تعلیم طلباء وطالبات کے ساتھ ساتھ ان کے والدین شدید

ذہنی دباؤ کا شکار ہیں۔یہی وجہ ہے کہ محکمہ صحت نے پنجاب میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کی تخلیق کے لئے تیزی سے کام شروع کر دیا ہے جس طرح سندھ حکومت پہلے سندھ میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل (SMDC) بنا چکی ہے۔ سوال یہ ہے کہ پنجاب میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کی بنیاد جس وجہ سے رکھی جا رہی ہے وہ PMDC کے نوٹسز اور ریگولیٹری حیثیت کے مقابلہ میں ایک counter blast ہی ہے جس سے پنجاب میں میڈیکل کی تعلیم کا معیار گر جائے گا۔ایک وہ وقت تھا جب کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کو جنوبی ایشیا میں بلند ترین مقام حاصل تھا اور ایک یہ وقت ہے کہ Regulatory Authority کی طرف سے de-recognition کا سامنا ہے۔اس اہم مسئلے کو ایوان میں بحث کے لئے منظور کیا جائے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 168/15 محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ، محترمہ باسمہ چودھری، چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 170/15 محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ، محترمہ باسمہ چودھری، چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 171/15 جناب احمد شاہ کھگہ، محترمہ خدیجہ عمر اور محترمہ باسمہ چودھری کی ہے وہ اسے پڑھیں۔

ضلعی پرائس کنٹرول کمیٹیوں کی جانب سے وزیراعظم اور وزیراعلیٰ کو بوگس رپورٹس پیش کئے جانے کا انکشاف

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دُنیا" مورخہ 12-مارچ 2015 کی خبر کے مطابق اشیاء خورد ونوش کی قیمتوں کو کنٹرول کرنے اور ناجائز منافع خوروں اور ذخیرہ اندوزوں کے خلاف کئے جانے والے اقدامات پر مبنی بوگس رپورٹ

مرتب کرتے ہوئے وزیراعظم و وزیراعلیٰ کو پیش کئے جانے کا انکشاف ہوا ہے جبکہ حقیقتاً ایسا بالکل نہیں اور ہر سطح پر لوگوں سے زائد قیمتیں وصول کی جارہی ہیں۔ گزشتہ تین ماہ کے دوران اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں میں خاطر خواہ کمی واقع ہو سکی اور نہ ہی ڈی سی اوز ضلعی افسران و عوامی نمائندوں کی سفارشات کو مد نظر رکھتے ہوئے 3398 سٹورز اور بڑی دکانوں کے خلاف کوئی ایکشن نہ لیا گیا ہے اور ان کو مکمل طور پر ملی بھگت سے سیفٹی فراہم کی جاتی رہی۔ سول سیکرٹریٹ ذرائع کے مطابق 21 اضلاع کی جانب سے بوگس رپورٹس مرتب کی گئیں جبکہ اس حوالے سے چیف سیکرٹری کی سربراہی میں ہونے والے اجلاس میں انکشاف بھی ہوا لیکن معاملات کو دبا دیا گیا ہے جبکہ اسی اجلاس میں یہ بھی انکشاف ہوا تھا کہ جن اضلاع میں مہنگے داموں اشیاء خورد و نوش فروخت کرنے والے من پسند سٹورز اور بڑی دکانوں کے خلاف کارروائی نہ کی گئی ہے۔ ان حقائق کی روشنی میں پنجاب کے حکمرانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں میں کمی کو یقینی بنانے کے لئے اور نظر آنے والے اقدامات کرے اور افسر شاہی کی سب اچھا کی رپورٹوں پر انحصار نہ کرتے ہوئے ذمہ داروں کے خلاف سخت سے سخت کارروائی بھی کریں لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 172/15 جناب احمد شاہ کھگہ، چودھری عامر سلطان چیمہ اور سردار وقاص حسن موکل کی ہے وہ اسے پڑھیں۔

بہاولنگر میں بندروں کے زہر آلود گوشت کی فروخت

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ڈان" مورخہ 11-مارچ 2015 کی خبر کے مطابق بہاولنگر میں بندروں کے زہر آلود گوشت کی فروخت ہو رہی ہے۔ بندروں کو پہلے زہر کے ٹیکے لگائے جاتے ہیں اور پھر ان کو ذبح کر کے ان کا گوشت اور کھالیں مارکیٹ میں فروخت کر دی جاتی ہیں۔ پنجاب کے مختلف علاقوں سے مردہ جانوروں گدھوں،

کتوں اور دیگر حرام جانوروں کے گوشت فروخت کی آئے دن خبریں آتی ہیں اور اب یہاں بندروں کے زہریلے گوشت کی فروخت کی خبر پر عوام الناس میں شدید خوف وہراس پایا جارہا ہے۔ عوامی حلقوں نے مطالبہ کیا ہے کہ بندروں اور دیگر حرام جانوروں کے گوشت اور مردہ جانوروں کے گوشت کی فروخت کرنے والوں کے خلاف گھیرا تنگ کیا جائے اور مجرموں کو سخت سزائیں دی جائیں لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوائے کار کو out of turn لینے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، تحریک التوائے کار پیش کریں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! اس تحریک التوائے کار کا نمبر بولیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس کا نمبر 292/15 ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پڑھیں۔

حالیہ بارشوں اور ژالہ باری سے حلقہ پی پی-222 کے متعدد دیہات شدید متاثر

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی-222 میں 14 اور 15-مارچ 2015 کو ہونے والی طوفانی بارشوں اور ژالہ باری سے حلقہ ہذا کی کثیر تعداد میں چکوک و دیہات شدید متاثر ہوئے ہیں جن میں L-109/9، L-110/9، L-112/9، L-113/9، L-116/9، L-117/9، L-118/9 اور L-93/9، L-94/9، L-95/9، L-96/9 اور L-97/9 کے علاوہ دیگر ملحقہ دیہات شامل ہیں۔ ان

چکوک و دیہاتوں میں کھڑی فصلیں جن میں گندم، مکئی، آلو اور سرسوں کی فصلیں شامل ہیں مکمل طور پر تباہ ہو گئیں۔ان متاثرین میں اکثریت چھوٹے اور غریب طبقے کے کسان شامل ہیں جو ان فصلوں کو تیار کر کے بمشکل اپنا گزر بسر کرتے ہیں۔انہوں نے ان فصلوں کو تیار کرنے کے لئے زرعی ترقیاتی بنک (ZTBL) و دیگر مالیاتی اداروں سے قرضہ جات حاصل کر رکھے تھے۔ان کی فصلیں تباہ ہونے سے ان کو شدید مالی نقصان کا سامنا کرنا پڑا ہے لہٰذا میری استدعا ہے کہ ان متاثرہ چکوک و دیہاتوں کا سرکاری سطح پر نقصان کا سروے کروایا جائے تاکہ ان کے نقصان کی تلافی کے لئے assessment کی جا سکے۔میری حکومت سے پُرزور اپیل ہے کہ ان متاثرین کے ذمہ واجب الادا زرعی قرضہ جات و زرعی ٹیکس، مالیہ اراضی اور حالیہ سال کا آبیانہ و دیگر نافذ العمل واجبات معاف کرتے ہوئے ان کی compensation کے لئے ان کی مالی معاونت بھی کی جائے تاکہ حکومت کی بہترین زرعی پالیسی کے ثمرات غریب اور عام کسان تک پہنچ سکیں لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے اور کسی کے ذمہ لگایا جائے۔یہ جو Calamity and Relief Act اس کے مطابق۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! اس تحریک التوائے کار کا جواب آنے دیں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ میرا حلقہ بھی ملک صاحب کے حلقے سے ملحق ہے اور میرے حلقے میں بھی ژالہ باری ہوئی ہے۔ملک صاحب کے ساتھ میرا حلقہ بھی اس تحریک میں شامل کر لیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

گنے کے کاشتکاروں کی شوگر ملز کے ذمہ رقم کی ادائیگی کے لئے مناسب اقدامات کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! کل بھی تھوڑی بہت کسانوں کے بارے میں یہاں بات ہوئی تھی، آج ملک صاحب ابھی بات کر رہے تھے اور دیگر معزز ممبران نے بھی بات کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت آلو کے کاشتکار بہت پریشان ہیں باقی مونجی کے حوالے سے جو ہوا وہ آپ کے علم میں ہے کیونکہ آپ خود بھی زمیندار ہیں۔ گنے کے حوالے سے جو کچھ ہو رہا ہے وہ انتہائی خطرناک ہے جس کا میں آج اس معزز ایوان میں ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ بہت سی ملوں نے ظاہر ہے اپنی crushing بند کر دی ہے لیکن ان کے اوپر بنک کے charges ہیں یعنی انہوں نے بنک سے قرضے لئے ہوئے ہیں۔ اب بنک کے قرضے ہیں یا ان کے اوپر بنک کا جو lien ہے وہ first charge کہلاتا ہے۔ میرے حلقے کی مل نے growers کا 100 کروڑ روپیہ دینا ہے اور کل کو وہ مل liquidation میں جا سکتی ہے۔ میری آپ کے توسط سے حکومت سے استدعا ہے کہ جتنی ملوں نے growers کا پیسا دینا ہے ان کو under the rules charge one کیا جائے کہ اگر وہ liquidation میں جاتی ہیں جس کا پروگرام ان ملوں نے بنالیا ہے تو وہ پہلا charge کسانوں کی payment کریں۔

جناب سپیکر! دوسری میری استدعا ہے کہ آپ حکومت سے کہیں کہ وہ اس پر آپ کو اور ایوان کو جواب دیں۔ ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان buffer stock کے لئے بنائی گئی تھی کہ کسانوں سے یا مل سے چینی لے کر buffer stock create کیا جائے گا اور اسی طرح PASCO بنائی گئی تھی۔ اگر buffer stock create کر کے بنکوں سے 60 یا 80 فیصد تک انہیں loaning کر دی جائے تو بہتر ہے کیونکہ آپ کے اور بہت سے ممبران کے علم میں ہے کہ اب حالات ایسے ہو گئے ہیں کہ کولڈ سٹوریج والے growers سے کہہ رہے ہیں کہ ہمیں پہلے پیسے دیں تب ہم آپ کا آلو رکھیں گے۔ یہ وہ وقت ہے کہ کسانوں کی مدد کی جائے، ان کی hypothecation اور pledge کی base پر انہیں 60 فیصد payment کر دی جائے۔ اس وقت جو بھی منسٹر بیٹھے ہیں اُن کو آپ کہیں کہ کل وہ اس پر آپ کو جواب دیں پھر اس پر ایک میٹنگ بلائیں تاکہ ان لوگوں کا بھلا ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! گزارش یہ ہے کہ آج فوڈ منسٹر یہاں پر نہیں ہیں لیکن پچھلے اجلاس میں انہوں نے بات کی تھی۔ شوگر مل مالکان کے حوالے سے احسن ریاض فتیانہ صاحب نے point

اٹھایا تھا تو فوڈ منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ ٹوٹل 46 شوگر ملیں ہیں جن میں سے 41 ملوں نے اپنے bill clear کر دیئے ہیں۔ مزید انہوں نے کہا تھا کہ باقی جو چار پانچ ملیں بچتی ہیں ان کا جواب لے کر House میں دوں گا۔ کل تک وہ آ جائیں گے تو اُن سے بات کر لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! گنے کی بات ہے اور میں ثابت کر سکتا ہوں کہ میرے حلقے کی مل نے 100 کروڑ روپیہ دینا ہے۔ میں جو بات عرض کر رہا ہوں اس کا بہت اثر ہو گا۔ آپ اِن سے کہیں کہ بنکوں کو بلائیں اور ان سے کہیں کہ 60 فیصد ان کو pledge پر پیسا دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! وہ کل یہاں پر موجود ہوں گے تو اُن سے ہم انشاء اللہ جواب لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں اور آج کے ایجنڈا پر مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں ہیں۔ پہلی قرار داد محترمہ نگہت شیخ کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

آلودہ پانی سے پیدا ہونے والی بیماریوں کی ویکسین دینے کا مطالبہ

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میں یہ قرار داد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں خسرے، پولیو اور دیگر مہلک بیماریوں کی ویکسین کی طرح آلودہ پانی سے پیدا ہونے والی بیماریوں کی ویکسین دی جائے تاکہ اس پانی سے پیدا ہونے والی بیماریوں بشمول گیسٹرو و دیگر امراض سے بچا جا سکے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں خسرے، پولیو اور دیگر مہلک بیماریوں کی ویکسین کی طرح آلودہ پانی سے پیدا ہونے والی بیماریوں کی ویکسین دی جائے تاکہ اس پانی سے پیدا ہونے والی بیماریوں بشمول گیسٹرو و دیگر امراض سے بچا جا سکے۔"

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! میری request ہے کہ اس کو مناسب وقت کے لئے pending فرمایا جائے کیونکہ متعلقہ منسٹر آئیں گے تو انشاء اللہ جواب دے دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: گوندل صاحب! مجھے بتائیں کہ متعلقہ منسٹر کدھر ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! آج اصل میں کابینہ کی میٹنگ تھی اس لئے نہیں آئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: مجھے پھر بتا دیتے تاکہ ہم اجلاس ہی نہ رکھتے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! کوئی مناسب ٹائم رکھ لیں تو انشاء اللہ وہ آکر اس قرارداد کا جواب دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ مناسب والی بات نہیں ہے۔ گوندل صاحب! مجھے یہ بتائیں کہ کیا منسٹرز اس ایوان کی کارروائی کو مذاق سمجھتے ہیں، آپ مجھے بتائیں کہ یہ کیا مسئلہ ہے؟ اب لاء منسٹر بھی وہی ہیں۔ اگر اُن کی طرف سے request آجاتی کہ ان کی اتنی مصروفیت ہے تو ہم آج کے دن اجلاس ہی نہ رکھتے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! وہ انشاء اللہ آجائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: گوندل صاحب! یہ انتہائی افسوس کی بات ہے۔ راجہ صاحب! آپ یہاں پر موجود ہیں، آپ ماشاء اللہ regular ایوان میں آتے ہیں اور سینئر منسٹر ہیں۔ بہر حال وزراء صاحبان کا اس طرح کا رویّہ انتہائی نامناسب ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جی، صحیح ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: مجھے آج انتہائی افسوس ہو رہا ہے۔ میں پچھلے پانچ سال اس ایوان میں ممبر رہا ہوں لیکن اس قسم کی میں نے کبھی practice نہیں دیکھی تھی جو آج مجھے دیکھنے کو مل رہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! بالکل صحیح ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بہت ہی افسوس کی بات ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! آپ کی observation سے ان کو مطلع کر دیا جائے گا پھر وہ انشاء اللہ آ جائیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ ایوان کی sense لیں تاکہ منسٹر صاحب کو اطلاع ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ایوان کی sense تو مجھے نظر آ رہی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کا غصہ تب ہی وہاں پہنچے گا جب آپ ایوان کی sense لیں کہ مناسب وقت کیا ہوتا ہے؟ اسمبلی کا وقت ہے تو ظاہری بات ہے کہ مناسب وقت ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری بھی یہاں پر نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری rules کے مطابق جواب دے نہیں سکتے جبکہ وہ خود موجود ہیں۔ منسٹر صاحب کا انتہائی افسوسناک روّیہ ہے۔ آپ انہیں کہیں کہ اگر آئندہ آپ نے اس قسم کی نہ آنے کی مہربانی کرنی ہو تو پہلے ہی بتا دیا کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! انشاء اللہ تعالیٰ convey کر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں یہ ساری کارروائی pending کرتا ہوں۔ منسٹر صاحب سے کہیں کہ اگر ہو سکے تو کل تشریف لے آئیں ورنہ ٹائم پر بتا دیں تاکہ کل ہم آتے ہی اجلاس ختم کر دیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

اعلان

قاعدہ(1)36کے تحت اسمبلی کی اجازت کے بغیر مسلسل چالیس نشستوں سے غیر حاضر رہنے والے معزز ممبران کے بارے ایوان کو مطلع کرنا

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب نے کل اس طرح کا روّیہ روا رکھا تو ہم آتے ہی اجلاس ختم کر دیں گے۔ قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 36 کے ذیلی قاعدہ 1 کے تحت ایوان کو مطلع کیا جاتا ہے کہ درج ذیل ممبران صوبائی اسمبلی پنجاب نے اسمبلی کی اجازت کے بغیر اسمبلی کی مسلسل چالیس نشستوں میں شرکت نہیں کی ہے۔ان ممبران کے نام یہ ہیں:

نمبر شمار	نام رکن	حلقہ نیابت
1۔	جناب محمد صدیق خان	پی پی۔7
2۔	ملک تیمور مسعود	پی پی۔8
3۔	جناب آصف محمود	پی پی۔9
4۔	راجہ راشد حفیظ	پی پی۔11
5۔	جناب اعجاز خان	پی پی۔12
6۔	جناب محمد عارف عباسی	پی پی۔13
7۔	جناب اعجاز حسین بخاری	پی پی۔15
8۔	ڈاکٹر صلاح الدین خان	پی پی۔44
9۔	جناب احمد خان بھچر	پی پی۔45
10۔	جناب محمد سبطین خان	پی پی۔46
11۔	جناب خرم شہزاد	پی پی۔72
12۔	محترمہ نگہت انتصار	پی پی۔107
13۔	میاں محمد اسلم اقبال	پی پی۔148
14۔	میاں محمود الرشید	پی پی۔151
15۔	ڈاکٹر مراد راس	پی پی۔152
16۔	جناب مسعود شفقت	پی پی۔189
17۔	جناب ظہیر الدین خان علیزئی	پی پی۔194
18۔	جناب جاوید اختر	پی پی۔195
19۔	جناب وحید اصغر ڈوگر	پی پی۔224

نمبر شمار	نام رکن	حلقہ نیابت
20۔	جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی	پی پی۔239
21۔	جناب احمد علی خان دریشک	پی پی۔243
22۔	سردار علی رضا خان دریشک	پی پی۔247
23۔	جناب عبدالمجید خان نیازی	پی پی۔262
24۔	میاں ممتاز احمد مہاروی	پی پی۔280
25۔	محترمہ سعدیہ سہیل رانا	ڈبلیو۔355
26۔	ڈاکٹر نوشین حامد	ڈبلیو۔356
27۔	محترمہ راحیلہ انور	ڈبلیو۔357
28۔	محترمہ نبیلہ حاکم علی خان	ڈبلیو۔358
29۔	محترمہ ناہید نعیم	ڈبلیو۔359
30۔	محترمہ شنیلا رُوت	این ایم۔371

منسٹر صاحب چونکہ آج موجود نہیں تھے جس کی وجہ سے انتہائی افسوس کے ساتھ مجھے کہنا پڑ رہا ہے کہ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس بروز بدھ یکم اپریل 2015 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2015

بدھ، یکم اپریل2015

(یوم الاربعاء، 11۔ جمادی الثانی1436ھ)

سولہویں اسمبلی: تیرھواں اجلاس

جلد13: شمارہ 4

273

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، یکم اپریل 2015

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات محنت وانسانی وسائل اور ترقی خواتین)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

پری بجٹ بحث

(۔۔۔جاری)

275

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولہویں اسمبلی کا تیرھواں اجلاس

بدھ، یکم اپریل2015

(یوم الاربعاء، 11۔ جمادی الثانی1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح10بج کر50منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالماجد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

وَلَوۡ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنۡ فِی الۡاَرۡضِ كُلُّهُمۡ جَمِيۡعًا ؕ
اَفَاَنۡتَ تُكۡرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۹۹﴾ وَمَا كَانَ لِنَفۡسٍ
اَنۡ تُؤۡمِنَ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ وَيَجۡعَلُ الرِّجۡسَ عَلَى الَّذِيۡنَ لَا
يَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۰۰﴾ قُلِ انْظُرُوۡا مَاذَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَ
مَا تُغۡنِى الۡاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنۡ قَوۡمٍ لَّا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۰۱﴾

سورۃ یونس آیات 99تا101

اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو جتنے لوگ زمین پر ہیں سب کے سب ایمان لے آتے تو کیا تم لوگوں پر زبردستی کرنا چاہتے ہو کہ وہ مومن ہو جائیں ؟(99) حالانکہ کسی شخص کو قدرت نہیں ہے کہ اللہ کے حکم کے بغیر ایمان لائے اور جو لوگ بے عقل ہیں ان پر وہ (کفر وذلت کی) نجاست ڈالتا ہے(100) (ان کفار سے) کہو کہ دیکھو تو آسمانوں اور زمین میں کیا کچھ ہے۔ مگر جو لوگ ایمان نہیں رکھتے ان کی نشانیاں اور ڈراوے کچھ کام نہیں آتے(101)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

دِل ٹھکانہ میرے حضور کا ہے
جلوہ خانہ میرے حضور کا ہے
ہر زمانے کی آپ ہیں رحمت
ہر زمانہ میرے حضور کا ہے
جس پہ اُتری ہے آیۂ تطہیر
وہ گھرانہ میرے حضور کا ہے
ذِکر شامل نماز میں خالد
پنجگانہ میرے حضور کا ہے

سوالات

(محکمہ جات محنت وانسانی وسائل اور ترقی خواتین)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ جات محنت وانسانی وسائل اور ترقی خواتین سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال نمبر 4304 محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 4446 محترمہ ناہید نعیم صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 4447 بھی محترمہ ناہید نعیم صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 739 محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2427 ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے اُن کی request آئی ہے اس سوال کو pending کرتے ہیں۔ اگلا سوال نمبر 2695 محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب امجد علی جاوید صاحب کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 4018 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ: سوشل سکیورٹی کے تحت ڈسپنسریوں سے متعلقہ تفصیلات

***4018: جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سوشل سکیورٹی کے تحت ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کتنی ڈسپنسریاں کہاں کہاں کام کر رہی ہیں؟

(ب) کیا ڈسپنسریوں کی موجودہ تعداد اور سہولیات ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مزدوروں کے لئے کافی ہیں؟

(ج) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مزدوروں کے علاج معالجے، ان کی رہائشیں اور بچوں کی تعلیم کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) ادارہ سماجی تحفظ کے تحت ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تحفظ یافتہ مریض کارکنان اوران کے بیوی بچوں بشمول والدین کو مفت طبی سہولیات مہیا کرنے کے لئے کل سات طبی مراکز قائم ہیں جن میں ایک سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر دو سوشل سکیورٹی ڈسپنسریاں اور چار سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر شامل ہیں ان طبی مراکز کے نام وپتاجات کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام ہسپتال وڈسپنسری	پتاجات
1	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر، چناب فائبرز	چناب فائبرز ٹوبہ، شورکوٹ روڈ، ٹوبہ ٹیک سنگھ
2	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری، کمالیہ شوگر ملز	کمالیہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ
3	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری، چودھری شوگر ملز	پینسرہ روڈ، گوجرہ
4	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر، ٹوبہ ٹیک سنگھ	H-3، ہاؤسنگ کالونی نمبر 1، ٹوبہ ٹیک سنگھ
5	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر سٹی کمالیہ	اسلم ہاؤس گلی نمبر 101، مین روڈ ذیشان کالونی، کمالیہ
6	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر، گوجرہ سٹی	مین روڈ، حسینیہ کالونی، تحصیل گوجرہ
7	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر پیر محل	گلی نمبر 4، محلہ کوثر آباد، نزد جنرل بس سٹینڈ، پیر محل

(ب) جی ہاں! ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں قائم مذکورہ بالا طبی مراکز کی تعداد مذکورہ علاقہ میں کام کرنے والے تحفظ یافتہ کارکنان کی تعداد کے لحاظ سے کافی ہے تاہم ادارہ ہذا سہولیات کی فراہمی کو مزید بہتر بنانے کے لئے کوشاں ہے۔

(ج) ادارہ سماجی تحفظ کا بنیادی مقصد ہی تحفظ یافتہ کارکنان کو مفت اور جامع سہولیات اور نقد مالی معاوضہ جات کی فراہمی ہے۔ ادارہ ہذا کی جانب سے بیماری، دوران کار زخمی اور زچگی کی صورت میں کارکنان کو مفت اور بروقت بہترین علاج معالجہ مہیا کیا جاتا ہے جبکہ صنعتی ملازمین کو رہائشی سہولیات کی فراہمی کے لئے ورکرز ویلفیئر بورڈ نے ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مزدوروں کے لئے دو لیبر کالونیز بنائی ہیں۔ لیبر کالونی ٹوبہ ٹیک سنگھ 301 رہائشی پلاٹس پر مشتمل ہے اور یہ ورکرز کو 1993 میں ماہانہ اقساط پر الاٹ کی گئی ہے۔ لیبر کالونی کمالیہ جو کہ 730 رہائشی پلاٹس پر مشتمل ہے یہ لیبر کالونی ورکرز کی طرف سے درخواستیں وصول نہ ہونے کے باعث الاٹ نہ کی جا سکی ہے۔ مزید برآں ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مزدوروں کے بچوں کی تعلیم کے لئے پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کا کوئی سکول نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں اس سوال کے جواب کا جز (ج) پڑھ دیتا ہوں۔

"ادارہ سماجی تحفظ کا بنیادی مقصد ہی تحفظ یافتہ کارکنان کو مفت اور جامع سہولیات اور نقد مالی معاوضہ جات کی فراہمی ہے۔ ادارہ ہذا کی جانب سے بیماری، دوران کار زخمی اور زچگی کی صورت میں کارکنان کو مفت اور بروقت بہترین علاج معالجہ مہیا کیا جاتا ہے جبکہ صنعتی ملازمین کو رہائشی سہولیات کی فراہمی کے لئے ورکرز ویلفیئر بورڈ نے ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مزدوروں کے لئے دو لیبر کالونیز بنائی ہیں۔ لیبر کالونی ٹوبہ ٹیک سنگھ 301 رہائشی پلاٹس پر مشتمل ہے اور یہ ورکرز کو 1993 میں ماہانہ اقساط پر الاٹ کی گئی ہے۔ لیبر کالونی کمالیہ جو کہ 730 رہائشی پلاٹس پر مشتمل ہے یہ لیبر کالونی ورکرز کی طرف سے درخواستیں وصول نہ ہونے کے باعث الاٹ نہ کی جا سکی ہے۔"

جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا محکمہ یہ اقساط وصول کر رہا ہے یا اب تک کتنی اقساط وصول ہوئی ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر محنت و انسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! چوہدری صاحب اور ایوان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ جتنی بھی پرانی لیبر کالونیاں بنائی گئیں جو آج بھی ہیں ان سب کو revisit کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم ورکرز ویلفیئر بورڈ کو اس بارے میں سفارشات بھیج رہے ہیں۔ ورکرز ویلفیئر بورڈ ان کالونیوں کو revisit کرے گا۔ ہم نے جن مزدوروں کو الاٹمنٹ کی ہے اور جن مزدوروں کو ابھی تک الاٹمنٹ نہیں ہوئی وہ کورٹ کی وجہ سے آج تک نہیں ہو سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا ان کی اقساط وصول کی جا رہی ہیں؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! کورٹ کی وجہ سے سارا process رُکا ہوا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں محترم وزیر صاحب کی خدمت میں زمینی حقائق عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میں خصوصاً ٹوبہ ٹیک سنگھ کی کالونی کا ذکر کروں گا کہ اس میں کوئی کورٹ کیس نہیں ہے۔ مزدور اقساط دینا چاہتے ہیں لیکن محکمہ کے لوگ اقساط وصول نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اتنے سال

ہو گئے ہیں ہمیں ان کے مالکانہ حقوق دیئے جائیں اور واجبات ہم سے وصول کئے جائیں۔ محکمہ کے اندر جو مقامی لوگ بیٹھے ہیں ان کے پاس اس کی کوئی information نہیں ہے کہ ان کو کیا راستہ دینا ہے اور کیا طریق کار بتانا ہے۔ مہربانی فرما کر اس کی کوئی پالیسی وضع کر دیں تاکہ جو لوگ واجبات ادا کرنے کے لئے تیار ہیں وہ ادا کر سکیں اور ان کا مسئلہ حل ہو سکے۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! میں ان کے ساتھ بیٹھ کر particular اس معاملہ کو resolve کراؤں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! امجد جاوید صاحب کو ساتھ رکھیں یہ آپ کی help کریں گے۔ اگلا سوال بھی جناب امجد علی جاوید صاحب کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 3860 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: ورکر وومن ہاسٹل سے متعلقہ تفصیلات

*3860: **جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ورکر وومن ہاسٹل موجود ہے؟

(ب) یہ کب تعمیر ہوا اور اس پر کتنی لاگت آئی؟

(ج) کیا جس مقصد کے لئے یہ ہاسٹل تعمیر کیا گیا تھا اسی مقصد کے لئے استعمال ہو رہا ہے؟

(د) اگر جز (ج) کا جواب نفی میں ہے تو کون لوگ اس عمارت پر قابض ہیں؟

(ہ) کیا محکمہ اس کو خالی کروا کے اس کا مقصد تعمیر کے مطابق استعمال کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو کب تک محکمہ یہ عمارت واپس اپنی تحویل میں لے کر دیگر شہروں کی طرح ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ملازمت کرنے والی خواتین کو ہاسٹل کی سہولت فراہم کر دے گا؟

وزیر ترقی خواتین (محترمہ حمیدہ وحیدالدین):

(الف) جی ہاں! ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ورکر وومن ہاسٹل کے لئے وفاقی وزارت ترقی وخواتین کی مدد سے ہاسٹل کی تعمیر شروع کر دی گئی تھی لیکن یہ بلڈنگ مکمل ہوئی اور نہ ہی اس میں ہاسٹل فار ورکنگ وومن شروع کیا جا سکا۔ مزید ازاں ورکنگ وومن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے دائرہ کار میں شامل ہیں۔

(ب) اس کی تعمیر 1965 تک ہوئی اور اس پر 9.04 لاکھ کی لاگت آئی۔

(ج) یہ بلڈنگ ہاسٹل کے لئے استعمال نہ کی جا رہی ہے۔

(د) ضلعی حکومت نے یہ عمارت سال 2001 میں محکمہ تعلیم کو استعمال کے لئے دی تھی اس وقت اس عمارت میں محکمہ تعلیم اور لٹریسی کے ضلعی دفاتر اور ایڈمنسٹریشن کے دفاتر کام کر رہے ہیں۔

(ہ) ورکنگ وومن ہاسٹل محکمہ ترقی خواتین کے زیر انتظام کام کر رہا ہے لہذا اس کے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے متعلقہ محکمہ ہی مناسب اقدامات کر سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرے سوال کا جز (الف) یہ ہے کہ کیا ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ورکر وومن ہاسٹل موجود ہے؟ اس کا جواب یہ آیا ہے کہ جی ہاں ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ورکر وومن ہاسٹل کے لئے وفاقی وزارت ترقی خواتین کی مدد سے ہاسٹل کی تعمیر شروع کر دی گئی تھی لیکن نہ ہی یہ بلڈنگ مکمل ہوئی نہ ہی اس میں ہاسٹل فار ورکنگ وومن شروع کیا جا سکا۔ مزید ازاں ورکنگ وومن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے دائرہ کار میں شامل ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ کوئی الگ ڈیپارٹمنٹ ہے جو ان کے دائرہ کار میں نہیں آتا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحبہ!

وزیر ترقی خواتین (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! 2012 میں جب وومن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ بنا تو ہمیں دس ورکنگ وومن ہاسٹلز سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ سے وومن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کو transfer کئے گئے تھے تو اس میں ٹوبہ ٹیک سنگھ کا ورکنگ وومن ہاسٹل موجود نہیں ہے۔ اس کے علاوہ یہاں جو جواب پرنٹ ہوا ہے یہ جواب ہمارے ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے نہیں ہے۔ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جو جواب دیا گیا ہے اس کے مطابق یہ ہے کہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کا ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کوئی ہاسٹل موجود نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! پھر یہ جواب کس نے بھجوایا ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہی میرا سوال ہے۔

وزیر ترقی خواتین (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! ہو سکتا ہے کہ سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ نے جواب دیا ہو گا لیکن ہمارے ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے یہ جواب ہے کہ ہمارے محکمہ کے پاس ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کوئی ہاسٹل موجود نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس سوال کو pending کرتے ہیں اور سیکرٹری اس کے بارے میں مجھے ساری detail بتائیں گے۔ اگلا سوال نمبر 4306 محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر عالیہ آفتاب صاحبہ کا ہے۔

محترمہ لبنیٰ فیصل: جناب سپیکر! سوال نمبر 5633 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے ڈاکٹر عالیہ آفتاب کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں ورکنگ وومن ہاسٹل کی تفصیلات

*5633: ڈاکٹر عالیہ آفتاب: کیا وزیر ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں ورکنگ وومن ہاسٹل کی تعداد کتنی ہے اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) اگر حکومت ایسے مزید ہاسٹل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب اور کہاں، تفصیل بیان کریں؟

(ج) سکیورٹی کے پیش نظر ان ہاسٹلز میں خواتین کے داخلے کا کیا طریق کار ہے؟

(د) ان ہاسٹلز میں خواتین سے کتنا خرچہ وصول کیا جاتا ہے؟

وزیر ترقی خواتین (محترمہ حمیدہ وحیدالدین):

(الف) ضلع لاہور میں ورکنگ وومن ہاسٹل کی تعداد چار ہے اور ان کے ایڈریس مندرجہ ذیل ہیں:

(i) ورکنگ وومن ہاسٹل، 12-M ماڈل ٹاؤن، لاہور

(ii) ورکنگ وومن ہاسٹل، 46 سوک سنٹر مون مارکیٹ گلشن راوی، لاہور

(iii) ورکنگ وومن ہاسٹل، 598-C2 ٹاؤن شپ، لاہور

(iv) ورکنگ وومن ہاسٹل، کچلارنس روڈ نزد جناح پارک، لاہور

(ب) 2012 میں 10 ورکنگ وومن ہاسٹل سوشل ویلفیئر سے وومن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کو منتقل ہوئے۔ 2013 میں وومن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ نے پانچ مزید ہاسٹل بنائے۔ مستقبل میں ورکنگ وومن کو سہولیات دینے کے لئے انڈوومنٹ فنڈ پر کام جاری ہے جس میں ورکنگ وومن کے اخراجات کو واؤچر کے ذریعے facilitate کیا جائے گا۔

(ج) سکیورٹی کے پیش نظر ان ہاسٹلز میں خواتین کے داخلے کا طریق کار مندرجہ ذیل ہے:

I. والد / شوہر / نگران کی طرف سے اجازت نامہ۔

II. ادارہ جہاں کام کرتی ہیں ان کا Declaration Certificate۔

III. بھائی / باپ / بیٹا / شوہر جن سے امیدوار ملنا چاہتی ہے ان کا شناختی کارڈ اور ناموں کی لسٹ۔

(د) ان ہاسٹلز میں خواتین سے مندرج ذیل خرچہ وصول کیا جاتا ہے:۔

I. ایڈمشن فیس (ناقابل واپسی) -/1000

II. سکیورٹی فیس (قابل واپسی) -/5000

III. ماہانہ کرایہ سنگل بیڈ -/1500، ڈبل بیڈ -/1000، ٹرپل بیڈ -/800

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ لبنیٰ فیصل: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کب تک انڈوومنٹ فنڈ پر کام جاری رہے گا اور خواتین کو واؤچر کی صورت میں کب سہولیات میسر ہوں گی؟ وزیر صاحبہ کوئی تاریخ، مہینہ یا کوئی سال بتا سکتی ہیں؟

وزیر ترقی خواتین (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! انڈوومنٹ فنڈ کے لئے PC-I تیار ہو چکا ہے اور اس کے لئے وزیر اعلیٰ نے 30 کروڑ روپے کی گرانٹ approve کر دی ہے۔ اس حوالے سے بورڈ کے ممبران جن میں سیکرٹری وومن ڈویلپمنٹ، سیکرٹری پی اینڈ ڈی اور سپیشل سیکرٹری فنانس شامل ہیں۔ اس کے علاوہ سکیورٹی ایکسچینج کمیشن آف پاکستان کو رجسٹریشن کے لئے باقاعدہ بھیج دیا گیا ہے جونہی رجسٹریشن ہو گی انشاء اللہ تعالیٰ کام شروع ہو جائے گا۔

محترمہ لبنیٰ فیصل: جناب سپیکر! کیا منسٹر صاحبہ کوئی تاریخ بتا سکتی ہیں؟

وزیر ترقی خواتین (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! انشاء اللہ تعالیٰ اسی سال کام شروع ہو جائے گا۔

محترمہ لبنیٰ فیصل: شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال نمبر 4448 محترمہ ناہید نعیم صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 4449 بھی محترمہ ناہید نعیم صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 5323 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال

نمبر 5483 چودھری اشرف علی انصاری صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 5484 بھی چودھری اشرف علی انصاری صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 5679 میاں طاہر صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ تمام سوالات مکمل ہو گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ساہیوال میں فیکٹریوں سے متعلقہ تفصیلات

*4304: محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ساہیوال میں کتنی فیکٹریاں / کارخانے اور ادارے محکمہ محنت کے پاس رجسٹرڈ ہیں؟

(ب) ان فیکٹریوں / کارخانوں اور اداروں سے اس وقت محکمہ کس کس مد میں رقم وصول کر رہا ہے؟

(ج) محکمہ ان میں کام کرنے والے ملازمین کو کیا کیا سہولیات فراہم کر رہا ہے؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) محکمہ محنت کے تحت ضلع ساہیوال میں 845 فیکٹریاں / کارخانے اور ادارے رجسٹرڈ ہیں۔

(ب) محکمہ محنت کا ذیلی ادارہ سماجی تحفظ، ضلع ساہیوال میں قائم رجسٹرڈ فیکٹریوں / کارخانوں اور صنعتی اداروں سے سوشل سکیورٹی کنٹری بیوشن اور ایجوکیشن سیس کی مد میں رقم وصول کر رہا ہے۔

(ج) محکمہ محنت کے تحت ضلع ساہیوال میں فیکٹریوں میں کام کرنے والے ورکرز کے لئے ایک لیبر کالونی بنائی گئی ہے۔ کالونی کا رقبہ 10.78 ایکڑ ہے۔ لیبر کالونی ساہیوال 295 رہائشی پلاٹس پر مشتمل ہے۔ یہ ورکرز کو 1998 میں ماہانہ اقساط کی بنیاد پر الاٹ کی گئی۔ علاوہ ازیں پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ ان فیکٹریوں میں کام کرنے والے ملازمین کو:

I. ان کی تمام بچیوں کی شادی پر میرج گرانٹ بحساب ایک لاکھ روپے مہیا کرتا ہے۔

II. دوران سروس وفات پانے والے صنعتی کارکنان کے لواحقین کو ڈیتھ گرانٹ بحساب پانچ لاکھ روپے فی کیس مہیا کرتا ہے۔

III. ان کے بچوں کو ورکرز ویلفیئر سکولز میں میٹرک تک مفت تعلیم مہیا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ کتابیں، کاپیاں، سٹیشنری، یونیفارم اور ٹرانسپورٹ کی سہولیات بھی مفت فراہم کرتا ہے۔

IV. میٹرک کے بعد تعلیم حاصل کرنے والے ملازمین اور ان کے بچوں کو تعلیمی وظائف کے علاوہ داخلہ فیس، ٹیوشن فیس، ٹرانسپورٹ چارجز، ہاسٹل ومیس چارجز، رجسٹریشن فیس، امتحانی فیس، لائبریری فیس، کمپیوٹر فیس اور لیب فیس کی رقم مہیا کرتا ہے۔

تعلیمی وظائف کی شرح درج ذیل ہے:

درجہ بندی	تعلیمی معیار	وظائف کی شرح
1	انٹرمیڈیٹ یا مساوی تعلیم	1600/- روپے ماہوار
2	گریجویشن یا مساوی تعلیم	2500/- روپے ماہوار
3	پوسٹ گریجویشن یا مساوی تعلیم	3500/- روپے ماہوار

مزید برآں محکمہ محنت کے ذیلی ادارے سماجی تحفظ کی طرف سے اپنے تحفظ یافتہ کارکنان کو دی جانے والی سہولیات کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گوجرانوالہ: سوشل سکیورٹی ہسپتال سے متعلقہ تفصیلات

*4446: محترمہ ناہید نعیم: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سوشل سکیورٹی ہسپتال گوجرانوالہ میں کون کون سے شعبہ جات ہیں، ہر شعبہ میں منظور شدہ اسامیوں اور کون سی اسامی کب سے خالی ہے؟

(ب) جن منظور شدہ اسامیوں پر عملہ تعینات نہ ہے، اس کی وجوہات کیا ہیں نیز خالی اسامیوں کو حکومت کب تک پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) مذکورہ بالا ہسپتال میں علاج کی فراہمی کا معیار کیا ہے نیز اہل مریضوں کو کون سی سہولیات میسر ہیں؟

(د) ہسپتال ہذا میں missing facilities کی تفصیلات کیا ہیں، ان کو پورا کرنے کا حکومتی منصوبہ کیا ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) سوشل سکیورٹی ہسپتال گوجرانوالہ میں اس وقت 20 شعبہ جات کام کر رہے ہیں ان شعبہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام شعبہ جات	نمبر شمار	نام شعبہ جات
1۔	انتہائی نگہداشت یونٹ	2۔	شعبہ ایمرجنسی
3۔	شعبہ میڈیکل	4۔	شعبہ سرجری
5۔	شعبہ گائنی	6۔	شعبہ ہڈی جوڑ
7۔	شعبہ ناک، کان، گلا	8۔	شعبہ لیبارٹری
9۔	شعبہ نرسری نوزائیدگان	10۔	شعبہ برائے آنکھ
11۔	شعبہ جلدی امراض	12۔	شعبہ برائے ایکسرے الٹراساؤنڈ
13۔	شعبہ نفسیات / ذہنی امراض	14۔	شعبہ ٹی بی وامراض سینہ
15۔	شعبہ امراض دندان	16۔	شعبہ بچگان
17۔	شعبہ فزیوتھراپی	18۔	شعبہ امراض دل
19۔	شعبہ برائے امراض گردہ مثانہ	20۔	آپریشن تھیٹر

مذکورہ بالا شعبہ جات میں منظور شدہ اسامیوں اور خالی اسامیوں کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

(ب) خالی اسامیوں پر بھرتی حکومت کی پالیسی کے مطابق اوراجازت سے ہوتی ہے اور خالی اسامیوں کو سوشل سکیورٹی ہیڈ آفس اخبارات میں مشتہر کرتا ہے اور جب بھی حکومت کی طرف سے اجازت ملتی ہے تو ان اسامیوں پر وقتاً فوقتاً بھرتی ہوتی رہتی ہے اور جونہی حکومت موجودہ خالی اسامیوں پر بھرتی کا حکم دے گی تو اسامیوں پر بھرتی کا عمل شروع کر دیا جائے گا۔

(ج) ادارہ سوشل سکیورٹی تحفظ یافتہ کارکنان اور اُن کے لواحقین کو ہسپتال ہذا میں جامع اور اعلیٰ معیار کی سہولیات مہیا کر رہا ہے۔ ادارہ ہذا میں فراہم کی جانے والی علاج معالجہ کی سہولیات کسی بھی طرح سرکاری ہسپتالوں میں مہیا کی جانے والی سہولیات سے کم نہ ہیں۔ حال ہی میں حکومت پنجاب کے قائم کردہ پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن کی ایک ٹیم نے گوجرانوالہ کے تمام سرکاری و نجی ہسپتالوں کا تفصیلی معائنہ کیا اور معائنے کے بعد اپنی حالیہ رپورٹ میں معیار کے لحاظ سے سوشل سکیورٹی ہسپتال گوجرانوالہ کو بہترین ہسپتال قرار دیا ہے۔ اس ہسپتال میں مریضوں کو تمام شعبہ جات میں عمدہ معیار کی طبی سہولیات فراہم کرنے کی بناء پر سب ہسپتالوں سے زیادہ 64.7 فیصد نمبر دے کر بہترین ہسپتال کے اعزاز سے نوازا گیا ہے۔

(د) سوشل سکیورٹی ہسپتال گوجرانوالہ میں درج ذیل شعبہ جات موجود نہ ہیں۔

1۔ سی سی یو 2۔ کارڈیک سرجری

3۔ نیوروسرجری 4۔ آنکالوجی(کینسرڈیپارٹمنٹ)

سوشل سکیورٹی ہسپتال گوجرانوالہ میں دل کی بیماریوں کے علاج کے لئے آنے والے تحفظ یافتہ مریض کارکنان یا ان کے لواحقین کو لاہور میں قائم کردہ60 بستروں پر مشتمل رحمت اللعالمین سوشل سکیورٹی انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی و کارڈیک سرجری میں ریفر کر دیا جاتا ہے جو تمام ضروری آلات سے لیس ہے اور مستند عملہ ہمہ وقت مریضوں کی دیکھ بھال کے لئے موجود ہوتا ہے جبکہ نیوروسرجری اور آنکالوجی کے مریضوں کو دوسرے سرکاری یا پرائیویٹ ہسپتالوں میں ریفر کر دیا جاتا ہے اور ان کے علاج معالجہ کے اخراجات محکمہ خود برداشت کرتا ہے۔

مزید برآں ہسپتال ہذا میں جو شعبہ جات موجود نہ ہیں اُن کا منصوبہ سوشل سکیورٹی ہیڈ آفس لاہور میں بجٹ کو سامنے رکھتے ہوئے تخمینہ لگایا جاتا ہے اور محکمہ کے بجٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے نئے شعبہ جات کے منصوبہ جات بنتے رہتے ہیں اور سہولیات وقتاً فوقتاً فراہم کی جاتی ہیں۔

گلشن لیبر کالونی گوجرانوالہ میں ووکیشنل سنٹر بنانے سے متعلقہ تفصیلات

*4447: محترمہ ناہید نعیم: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گلشن لیبر کالونی گوجرانوالہ میں سرکاری اراضی خواتین کے ووکیشنل سنٹر کے لئے مختص شدہ ہے جو25 سال سے خالی پڑی ہے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ بالا پلاٹوں پر ووکیشنل سنٹر قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) جی ہاں! مذکورہ جگہ بی بلاک اور پی بلاک کے درمیان ہے اور اس کا کل رقبہ 8 مرلہ ہے۔

(ب) مذکورہ بالا پلاٹ پر ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ بنانے کے لئے PVTC کو پیشکش کر دی گئی ہے۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع وہاڑی: سال2013-14 کے بجٹ میں خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے رکھی گئی رقم کی تفصیلات

*739: محترمہ شمیلہ اسلم: کیاوزیر ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں2013-14 کے بجٹ میں خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟

(ب) ضلع وہاڑی میں خواتین کی ترقی کے لئے کون کون سے منصوبے شروع کئے جارہے ہیں اور ان کے لئے کتنی رقم بجٹ میں مختص کی گئی ہے؟

(ج) یہ منصوبہ جات کس کس جگہ شروع کئے جارہے ہیں اوراس سے خواتین کو کیا ریلیف ملے گا؟

وزیر ترقی خواتین (محترمہ حمیدہ وحیدالدین):

(الف) ضلع وہاڑی میں2013-14 کے بجٹ میں خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے قائم شدہ ورکنگ وومن ہاسٹل کے لئے حکومت پنجاب نے3.571 ملین روپے جاری کئے ہیں۔

(ب) ضلع وہاڑی میں محکمہ وومن ڈویلپمنٹ نے ورکنگ وومن ہاسٹل قائم کیا ہے جس کے لئے حکومت پنجاب نے دوران مالی سال2013-14 میں3.571 ملین روپے جاری کئے ہیں۔

(ج) ضلع وہاڑی میں ضلعی سطح پر وہاڑی شہر میں ورکنگ وومن ہاسٹل قائم کیا گیا ہے جس میں ملازمت پیشہ خواتین کو باکفایت اور محفوظ قیام گاہ کی سہولیات بہم پہنچائی جارہی ہیں۔

ضلع ساہیوال: ترقی خواتین کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*2695: محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: کیاوزیر ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا ترقی خواتین کا کوئی دفتر ضلع ساہیوال میں کام کر رہا ہے، اگر ہاں تو کس جگہ پر قائم ہے اس دفتر میں کتنے ملازم کام کر رہے ہیں؟

(ب) سال2011-12 اور2012-13 کے دوران کتنی رقم اس ضلع میں ترقی خواتین پر خرچ ہوئی، ان کاموں کی تفصیلات بتائیں؟

(ج) سال2013-14 کے دوران کتنی رقم اس ضلع کو ترقی خواتین کے لئے دی گئی اوراس رقم سے کون کون سے کام سرانجام دیئے گئے؟

وزیر ترقی خواتین (محترمہ حمیدہ وحیدالدین):

(الف) جی ہاں! محکمہ ترقی خواتین کے تحت ورکنگ ووِمن ہاسٹل نور شاہ کچا روڈ نزد اولڈ ایج ہوم، طارق بن زیاد کالونی ساہیوال میں نیا بنا ہے جس کی عمارت مئی 2014 میں مکمل ہوئی ہے۔

(ب) سال 12-2011 کے دوران 10 ملین اور سال 13-2012 میں 19.929 ملین روپے سے ہاسٹل کی بلڈنگ تعمیر کی گئی۔

(ج) سال 14-2013 میں 4.583 ملین روپے مختص کئے گئے اور اس رقم سے مشینری، آلات اور فرنیچر اور فکسچر خریدے جائیں گے۔

ساہیوال: محکمہ لیبر کے ہسپتال / ڈسپنسریوں سے متعلقہ تفصیلات

*4306: محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع ساہیوال میں محنت وانسانی وسائل کے ہسپتال اور ڈسپنسریاں کہاں کہاں چل رہی ہیں، ان کے نام، جگہ اور بیڈز کی گنجائش کتنی ہے؟

(ب) ان میں صنعتی مزدوروں کو کیا کیا سہولیات فراہم کی جاتی ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) ضلع ساہیوال میں ادارہ سماجی تحفظ کے تحت کام کرنے والے ہسپتال اور ڈسپنسریوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام ہسپتال / میڈیکل یونٹ	پتاجات	بستر کی تعداد
1	سوشل سکیورٹی ہسپتال، ساہیوال	B-21 سال انڈسٹریل اسٹیٹ، ساہیوال	10 عدد
2	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری، مہتاب	166-ابوبکر بلاک، شاداب ٹاؤن، ساہیوال	0
3	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر، چیچہ وطنی	غریب محلہ، کچہری روڈ، چیچہ وطنی	0
4	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی، ہڑپہ	جناح ٹاؤن، جی ٹی روڈ، ہڑپہ	0
5	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی، قادر آباد	جی ٹی روڈ، اڈہ قادر آباد	0

(ب) صنعتی مزدوروں کو ضلع ساہیوال میں ہسپتال، ڈسپنسریوں اور ایمرجنسی سنٹر میں دی جانے والی سہولیات کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام ہسپتال / میڈیکل یونٹ	سہولیات
1	سوشل سکیورٹی ہسپتال، ساہیوال	اوپی ڈی، گائنی، ایکسرے، مائیکرو لیب (تمام ٹیسٹ ای سی جی اور تمام ادویات کی سہولت
2	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری، متاب	اوپی ڈی، لیبارٹری ٹیسٹ، مثلاً، حمل ٹیسٹ، ہیپاٹائٹس بی سی، خون کی شوگر کا ٹیسٹ اور تمام ادویات کی سہولت۔
3	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر، چیچہ وطنی	اوپی ڈی اور تمام ادویات کی سہولت
4	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی، ہڑپہ	اوپی ڈی اور تمام ادویات کی سہولت
5	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی، قادرآباد	اوپی ڈی اور تمام ادویات کی سہولت

گوجرانوالہ کی لیبر کالونی میں آلودہ پانی سے متعلقہ تفصیلات

*4448: **محترمہ ناہید نعیم:** کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ میں واقع لیبر کالونی میں لوگ گندہ/آلودہ پانی پینے پر مجبور ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عرصہ 25 سال قبل ڈالی جانے والی واٹر سپلائی کی پائپ لائنیں شدید زنگ آلودہ اور ناکارہ ہو چکی ہیں؟

(ج) کیا حکومت پائپوں کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) جی نہیں۔ گلشن لیبر کالونی سے پانی کے دو نمونے پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی لیبارٹری سے چیک کروائے گئے رپورٹ کے مطابق پانی پینے کے قابل ہے۔ رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ لیبر کالونی میں واٹر سپلائی لائنوں میں PVC پائپ کا استعمال کیا گیا ہے لہٰذا ان پائپ لائنوں کے زنگ آلودہ اور ناکارہ ہونے کا جواز نہ ہے۔

(ج) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ واٹر سپلائی لائنوں میں PVC پائپ کا استعمال کیا گیا ہے جن کو زنگ نہ لگتا ہے اور لیبارٹری رپورٹ کے مطابق مذکورہ لیبر کالونی کو سپلائی ہونے والا پانی پینے کے قابل ہے لہٰذا پائپ لائنوں کی تبدیلی کی ضرورت نہ ہے۔

گوجرانوالہ: گلشن کالونی میں سالڈ ویسٹ مینجمنٹ سے متعلقہ تفصیلات

*4449: محترمہ ناہید نعیم: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ میں واقع گلشن لیبر کالونی میں سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کا کوئی نظام موجود نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کالونی کی سڑکیں اور گلیاں ٹوٹ پھوٹ چکی ہیں؟

(ج) کیا حکومت اس کالونی میں صفائی کا انتظام قائم کرنے اور گلیوں / سڑکوں کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کا کسی بھی کالونی میں سالڈ ویسٹ اٹھانے کا اپنا نظام نہیں ہے اس سلسلہ میں متعلقہ ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن سے یہ کام کروایا جاتا ہے۔

(ب) کالونی کی زیادہ تر سڑکیں ٹھیک ہیں ان میں سے کچھ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں جن کی مرمت کا تخمینہ لگایا جارہا ہے جن کو موجودہ مالی سال میں مرمت کرایا جائے گا۔

(ج) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ سالڈ ویسٹ اٹھانے کا کام متعلقہ ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن سے کروایا جاتا ہے اور کچھ سڑکیں جو کہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں ان کی مرمت کا تخمینہ لگایا جارہا ہے جن کی موجودہ مالی سال میں مرمت کردی جائے گی۔

پنجاب بھر میں بچوں سے جبری مشقت سے متعلقہ تفصیلات

*5323: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں کمسن بچے ورکشاپس، ٹی سٹالز اور فیکٹریوں میں کام کررہے ہیں جبکہ محکمہ لیبر خاموش ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ لیبر کے ساتھ ساتھ مختلف رجسٹرڈ این جی اوز بھی بچوں سے جبری مشقت پر خاموش ہیں؟

(ج) کیا حکومت محکمہ لیبر کی مجرمانہ غفلت پر کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) Employment of Children Act,1991 کے تحت بچوں کی ملازمت بعض خطرناک (Hazardous) شعبہ جات میں ممنوع قرار دی گئی ہے جن کی تفصیل بطور ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان ممنوعہ شعبہ جات میں بچوں سے کام لینے والے آجران کے خلاف محکمہ لیبر سے متعلقہ افسران اور انسپکٹرز معائنہ کے بعد مجاز عدالتوں میں چالان دائر کرتے ہیں تاکہ قانون شکن عناصر کا مؤثر طور پر محاسبہ ہو سکے اور عدالتوں کی طرف سے زیادہ سے زیادہ جرمانہ اور سزا کو یقینی بنایا جا سکے۔ سال 2014 کے دوران انسپکٹرز نے 1163 چالان عدالتوں میں دائر کئے اور مؤثر پیروی کے ذریعے مبلغ -/2,95,700 روپے جرمانہ کروایا جو کہ اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ محکمہ لیبر قوانین کے مطابق اپنا کام کر رہا ہے۔

(ب) محکمہ لیبر کے حوالے سے تفصیلی وضاحت درج بالا سوال کے جواب میں دی جا چکی ہے تاہم رجسٹرڈ این جی اوز کا معاملہ محکمہ لیبر کے دائرہ کار میں نہیں آتا۔

(ج) جیسا کہ سوال (الف) کے جواب میں تفصیلی طور پر وضاحت کی جا چکی ہے کہ محکمہ لیبر اپنا مؤثر قانونی کردار بطریق احسن ادا کر رہا ہے اور بمطابق قانون مجاز عدالتوں میں چالان دائر کرنے کے بعد defaulters کو قرار واقعی جرمانے اور سزائیں بھی کروانے میں کوشاں ہے۔ اندریں حالات محکمہ لیبر پر غفلت کا الزام حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔

ضلع گوجرانوالہ میں سوشل سکیورٹی ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں سے متعلقہ تفصیلات

*5483: چودھری اشرف علی انصاری: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ کے زیر اہتمام کتنے سوشل سکیورٹی ہسپتال اور ڈسپنسریاں کہاں کہاں کام کر رہی ہیں اور یہ کتنے بستروں پر مشتمل ہیں؟

(ب) ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں ڈاکٹرز اور پیرامیڈیکل سٹاف کی کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں، ان اسامیوں کی تفصیل بتائی جائے؟

(ج) ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کو یکم جولائی 2011 سے آج تک سالانہ کتنا بجٹ کس کس مد میں دیا گیا؟

(د) ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں مریضوں کو کون کون سی سہولتیں فراہم کی جا رہی ہیں؟

(ہ) مذکورہ ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی missing facilities کون کون سی ہیں اور ان کو کب تک پورا کر دیا جائے گا، معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ کے زیرِ انتظام ایک سوشل سکیورٹی ہسپتال اور گیارہ ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	پتا جات	بستروں کی تعداد
1	سوشل سکیورٹی ہسپتال گوجرانوالہ	ماڈل ٹاؤن، گوجرانوالہ	100
2	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر	گلشن کالونی، جی ٹی روڈ، راہوالی	---
3	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر	A/31-272 ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ	---
4	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری کلا ئمیکس آباد	نزد گلشن اقبال پارک شاہین آباد، گوجرانوالہ	---
5	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری سٹی	اسلامیہ کالج روڈ، گوجرانوالہ	---
6	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری جی ٹی روڈ	ڈائریکٹوریٹ آف سوشل سکیورٹی سول لائنز گوجرانوالہ	---
7	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری قلعہ چند	گلی نمبر 5، A/55 جلیل ٹاؤن، گوجرانوالہ	---
8	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری کامونکی	ورک ٹاؤن، جی ٹی روڈ، کامونکی	---
9	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری سیالکوٹ روڈ	کمشنر روڈ، غازی سٹریٹ، محلہ نور پورہ، گوجرانوالہ	---
10	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر گکھڑ	جی ٹی روڈ میٹ پروڈکٹس، گکھڑ	---
11	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر ایمن آباد	دیوان شاہ روڈ، ایمن آباد	---
12	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر علی پور چٹھہ	نزد ریلوے پھاٹک، علی پور چٹھہ	---

(ب) ضلع گوجرانوالہ میں ادارہ سوشل سکیورٹی کے تحت کام کرنے والے ہسپتال میں کل منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 306 ہے جبکہ طبی مراکز میں کام کرنے والے ڈاکٹرز اور پیرامیڈیکل سٹاف کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 51 ہے۔ ضلع ہذا میں ہسپتال و ڈسپنسریوں میں منظور شدہ اسامیوں کی مکمل شعبہ وار تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع گوجرانوالہ میں سوشل سکیورٹی ہسپتال اور ڈسپنسریوں کو یکم جولائی 2011 سے دیئے جانے والے بجٹ کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

بجٹ برائے سوشل سکیورٹی ہسپتال گوجرانوالہ و سوشل سکیورٹی ڈسپنسریاں

بجٹ برائے	سال 2011 تا 2012	سال 2012 تا 2013	سال 2013 تا 2014	سال 2014 تا 2015
ہسپتال	15 کروڑ 38 لاکھ 28 ہزار	19 کروڑ 54 لاکھ 1 ہزار	21 کروڑ 25 لاکھ 98 ہزار	26 کروڑ 37 لاکھ 73 ہزار
ڈسپنسریاں	5 کروڑ 83 لاکھ 67 ہزار	7 کروڑ 31 لاکھ 93 ہزار	7 کروڑ 31 لاکھ 23 ہزار	8 کروڑ 54 لاکھ 86 ہزار

بجٹ کی یہ رقم جس مد میں سوشل سکیورٹی ہسپتال اور سوشل سکیورٹی ڈسپنسریوں کو ادا کی گئی اس کی مکمل تفصیل ضمیمہ (ب وج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) سوشل سکیورٹی ہسپتال گوجرانوالہ میں مریضوں کے علاج معالجہ کی سہولیات کے لئے درج ذیل شعبہ جات کام کر رہے ہیں۔

1۔	آئی سی یو	2۔	ایمرجنسی
3۔	شعبہ میڈیکل	4۔	شعبہ سرجری
5۔	شعبہ زچہ بچہ	6۔	شعبہ ہڈی جوڑ
7۔	شعبہ ناک کان گلہ	8۔	شعبہ لیبارٹری
9۔	شعبہ برائے نوزائیدگان	10۔	شعبہ آنکھ
11۔	شعبہ جلدی امراض	12۔	شعبہ ریڈیالوجی
13۔	شعبہ ذہنی امراض	14۔	شعبہ برائے امراض سینہ
15۔	شعبہ برائے دندان	16۔	شعبہ برائے بچگان
17۔	شعبہ فزیوتھراپی	18۔	شعبہ امراض دل
19۔	شعبہ گردہ مثانہ	20۔	آپریشن تھیٹر

(ہ) سوشل سکیورٹی ہسپتال گوجرانوالہ میں مندرجہ ذیل سہولیات / شعبہ جات موجود نہ ہیں:

1۔ سی سی یو (کارڈیالوجی کے تمام مریض سوشل سکیورٹی رحمت اللعالمین ہسپتال لاہور ریفر کئے جاتے ہیں جو 60 بستروں پر مشتمل ہے)

2۔ نیوروسرجری

3۔ آنکالوجی (کینسر)

4۔ ڈائیبیٹک سنٹر

ہسپتال ہذا اور ڈسپنسریوں میں جو شعبہ جات اور سہولیات موجود نہ ہیں محکمہ کے سالانہ بجٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے ان نئے شعبہ جات کے قیام کی منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔

پٹرول پمپس اور سی این جی سٹیشنز کی چیکنگ سے متعلقہ تفصیلات

*5484: چوہدری اشرف علی انصاری: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لیبر ڈیپارٹمنٹ نے پٹرول پمپس اور سی این جی سٹیشنز کی چیکنگ کے لئے پنجاب کے اضلاع کو مختلف کیٹیگریز میں تقسیم کیا ہوا ہے اگر درست ہے تو پنجاب کے کون سے اضلاع کس کیٹیگری میں آتے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اکثر پٹرول پمپس اور سی این جی سٹیشنز مالکان مقررہ پیمانہ سے کم پٹرولیم مصنوعات مہیا کرتے ہیں؟

(ج) کیا چیکنگ ٹیم صرف پیمانہ ہی چیک کرتی ہے یا پیمانہ کے ساتھ کوالٹی کو بھی چیک کیا جاتا ہے؟

(د) ضلع گوجرانوالہ میں قائم مذکورہ پٹرول پمپس اور سی این جی سٹیشنز کو جنوری 2014 سے آج تک کتنی مرتبہ چیک کیا گیا، ان میں سے کتنے پٹرول پمپس اور سی این جی سٹیشنز کے خلاف کم پیمانہ یا غیر معیاری ملاوٹ شدہ پٹرولیم مصنوعات بیچنے پر کیا کارروائی عمل میں لائی گئی، معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) یہ درست نہ ہے جبکہ لیبر ڈیپارٹمنٹ نے پنجاب کے اضلاع کو قائم شدہ صنعتوں کے حوالے سے کیٹیگری (اے وبی) میں تقسیم کیا ہوا ہے لاہور، گوجرانوالہ، راولپنڈی، ملتان، فیصل آباد، قصور، شیخوپورہ، گجرات اور سیالکوٹ کیٹیگری اے میں آتے ہیں ان کے علاوہ اوکاڑہ، ساہیوال، بہاولپور، جھنگ، سرگودھا، ڈی جی خان، اٹک، مظفر گڑھ، رحیم یار خان، جہلم، ننکانہ صاحب، خانیوال، وہاڑی، لودھراں، پاکپتن، بہاولنگر، راجن پور، لیہ، میانوالی، خوشاب، بھکر، ٹوبہ ٹیک سنگھ، نارووال، منڈی بہاؤالدین، حافظ آباد، چکوال اور چنیوٹ کیٹیگری (بی) میں آتے ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ اکثر پٹرول پمپس اور سی این جی سٹیشنز مالکان مقررہ پیمانہ سے کم پٹرولیم مصنوعات مہیا کرتے ہیں دوران معائنہ جن مالکان کے پٹرول پمپ اور سی این جی سٹیشن کا پیمانہ کم ہوتا ہے اُسے سیل کر دیا جاتا ہے اور چالان متعلقہ عدالت کو بھیج دیئے جاتے ہیں جو مالکان کو جرمانہ کرتی ہیں۔ جنوری 2014 سے آج تک پنجاب میں 72309 پٹرول پمپ اور سی این جی سٹیشنز چیک کئے گئے اور پیمانہ کم ہونے پر 4559 چالان کئے گئے جس پر عدالت کی طرف سے انہیں۔/51,20,400 روپے جرمانہ کیا گیا۔

(ج) لیبر ڈیپارٹمنٹ کی ٹیم صرف پٹرول پمپس اور سی این جی سٹیشنز کا پیمانہ چیک کرتی ہے۔ کوالٹی چیک کرنے کے اختیارات محکمہ محنت کے پاس نہ ہیں۔

(د) ضلع گوجرانوالہ میں قائم کردہ پٹرول پمپس کی تعداد 140 ہیں جو کہ جنوری 2014 سے 17۔فروری 2015 تک چودہ مرتبہ چیک کئے گئے اور سی این جی سٹیشنز کی تعداد 102 ہے جو کہ بوجہ گیس لوڈشیڈنگ صرف ایک مرتبہ چیک کئے گئے ہیں۔ان میں پیمانہ کم ہونے پر 92 چالان کئے گئے اور متعلقہ عدالت نے 7,66,000 روپے جرمانہ عائد کیا گیا۔
مزید برآں پٹرولیم مصنوعات کا معیار چیک کرنا محکمہ ہذا کے دائرہ اختیار میں نہ ہے۔

فیصل آباد: محکمہ محنت میں ہسپتال سے متعلقہ تفصیلات

*5679: میاں طاہر: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ محنت کے زیر انتظام ضلع فیصل آباد میں کتنے ہسپتال کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان ہسپتالوں میں کون کون سی missing facilities ہیں؟

(ج) کیا حکومت ان ہسپتالوں میں missing facilities فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) ادارہ سماجی تحفظ کے تحت ضلع فیصل آباد میں تحفظ یافتہ مریض کارکنان اور ان کے لواحقین کو مفت طبی سہولیات مہیا کرنے کے لئے دو ہسپتال کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام ہسپتال	پتا جات	بستروں کی تعداد
01	سوشل سکیورٹی ہسپتال مدینہ ٹاؤن	مدینہ ٹاؤن، سوساں روڈ، فیصل آباد	300
02	سوشل سکیورٹی منی ہسپتال	بلاک نمبر 06، جوہر آباد، جڑانوالہ	25

(ب) سوشل سکیورٹی ہسپتال مدینہ ٹاؤن فیصل آباد ایک سیکنڈری کیئر ہسپتال ہے۔اس میں سیکنڈری کیئر کے مطابق تمام شعبہ جات موجود ہیں اور بہترین طریقے سے کام کر رہے ہیں۔ وہ شعبہ جات (نیوروسرجری اور کارڈیک سرجری) جو ہسپتال ہذا میں موجود نہیں ہیں کے مریضوں کو ضرورت کے مطابق الائیڈ ہسپتال فیصل آباد، سول ہسپتال فیصل آباد اور نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال لاہور میں refer کر دیا جاتا ہے۔

سوشل سکیورٹی ہسپتال، جڑانوالہ ایک منی ہسپتال ہے اور یہاں صرف مائنر پروسیجرز ہی کئے جاتے ہیں جبکہ میجر پروسیجرز کے لئے مریضوں کو سوشل سکیورٹی ہسپتال مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد میں refer کر دیا جاتا ہے۔

(ج) ضلع فیصل آباد میں موجود سوشل سکیورٹی ہسپتال اپنے وسائل کے مطابق بہترین طریقہ سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور ادارہ ہذا وقت اور ضرورت کے مطابق ان ہسپتالوں میں موجود سہولیات میں مزید بہتری کے لئے کوشاں ہے۔ اس ضمن میں امسال 120 بستروں پر مشتمل میٹرنل، نیو بارن اینڈ چائلڈ ہیلتھ سنٹر کے قیام کی منظوری دی گئی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شاہ صاحب!

پاکپتن میں زمینداروں کے ٹیوب ویلوں کے ٹرانسفارمر چوری کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کا مطالبہ

(---جاری)

جناب احمد شاہ کھگہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بڑے بھائی محترم کرنل شجاع خانزادہ صاحب بھی آج تشریف لائے ہیں۔ میں نے پہلے بھی request کی تھی کہ نہ صرف میرے حلقہ بلکہ پورے ضلع پاکپتن میں ٹرانسفارمر چوری ہو رہے ہیں۔ وہاں پر مشکلات یہ ہیں کہ ٹرانسفارمر چوری کرنے کی ایف آئی آر تھانے والے درج نہیں کرتے جبکہ وہ لوگ جو چوری کرتے ہیں وہ اس سے تاریں نکال کر چار پانچ ہزار روپے میں بیچ دیتے ہیں۔ زمیندار کو جب دوبارہ ٹرانسفارمر لینا پڑتا ہے یا نیا بنوائے تو پچاس ساٹھ ہزار روپیہ اس پر خرچ آتا ہے۔ اگر وہ متعلقہ محکمہ کے پاس جائے تو وہ کہتے ہیں کہ ایف آئی آر کٹوا کر اس کی نقل لے آئیں۔ اب رکاوٹ یہ ہے کہ ایف آئی آرز درج نہیں کی جا رہیں جبکہ اس کی وجہ سے زمینداروں کو اس چیز کا بڑا نقصان ہو رہا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس کی ایف آئی آر فوری درج کی جائے کیونکہ یہ ایک genuine معاملہ ہے تاکہ زمیندار کو محکمہ سے اپنا ٹرانسفارمر مل جائے۔ ٹرانسفارمر نہ ہونے سے ٹیوب ویل بھی بند ہو جاتے ہیں اور جب وہ تھانے جاتے ہیں تو دس

پندرہ ہزار روپے دو پھر تمہاری ایف آئی آر کاٹتے ہیں۔ یہ بہت سادہ سا کام ہے۔ پورے پنجاب کی سطح پر اس پر ایکشن ہونا چاہئے اور خصوصاً میرے حلقہ میں بہت سارے کیس ہیں جن کی وجہ سے لوگ پریشانی کا باعث ہیں۔ اس پر معزز منسٹر مہربانی فرمائیں اور کوئی طریق کار بنائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو بات کی ہے بالکل صحیح کی ہے۔ آج کل رورل علاقوں میں ٹرانسفارمر چوری کئے جاتے ہیں جن میں سے کوائل نکالی جاتی ہے۔ واپڈا اس وقت تک ٹرانسفارمر replace نہیں کرتا جب تک کہ اس کی ایف آئی آر درج نہ ہو۔ جتنے بھی تھانے ہیں وہ ایف آئی آر درج کرنے کے لئے تقریباً reluctant ہوتے ہیں۔ معزز ممبر نے یہ بات آج on the floor of the House لائی ہے تو میں آج ہی آئی جی سے یہ بات discuss کروں گا تاکہ ہم اس کا کوئی لائحہ عمل نکالیں۔ اس قسم کی جب واردات ہوتی ہے تو پولیس والے خود جائیں اور اس کو دیکھیں۔ اگر موقع پر انہوں نے دیکھا ہے کہ ٹرانسفارمر کا outer casing باہر پڑا ہے اور کوائل نکالی گئی ہے تو automatically اس کی ایف آئی آر پولیس والے درج کر دیں تو لوگوں کو بڑی آسانی ہو گی۔ یقیناً اس چیز سے زمینداروں کو خاص کر بڑی پریشانی ہوتی ہے۔ یہ بالکل جائز بات ہے اور میں اس پر انشاء اللہ ایکشن لوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کرنل صاحب! یہ بالکل جائز بات ہے۔ آپ اس کو assure کروائیں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: بہت مہربانی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، امجد صاحب!

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تجاوزات کی بھرمار

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ٹوبہ ٹیک سنگھ کے اندر تجاوزات کی بھرمار ہے۔ ہم نے جب کوشش کی اور مقامی افسران سے کہا کہ آپ اس معاملہ کو take up کریں تو ان کا کہنا تھا کہ پولیس ہمارے ساتھ تعاون نہیں کرتی اور ہمیں عملہ نہیں دیا جاتا۔ میں ڈی پی او سے خود ملا اور گزارش کی کہ یہاں پر دن بدن زمینوں پر قبضے ہو رہے ہیں۔ اگر انتظامی محکمے ساتھ نہیں دیں گے تو قبضہ مافیا کو روکنا ممکن نہیں ہو گا۔ انہوں نے مجھے اور کہانی سنائی جو میں یہاں بیان نہیں کرنا چاہتا۔ اس میں

ایک واقعہ یہ ہوا کہ محکمہ مال کا عملہ ایک جگہ encroachment روکنے کے لئے گیا اور انہوں نے ناجائز قابضین و قبضہ گروپ کو روکنے کی کوشش کی تو انہیں وہاں اچھی طرح مارا پیٹا گیا۔ اس کے بعد جب جناب اے سی نے لکھ کر بھیجا کہ ان کے خلاف ایف آئی آر درج کی جائے تو ایس ایچ او نے ایف آئی آر درج کرنے سے انکار کر دیا۔ مجھے انہوں نے بتایا تو میں نے جناب ڈی پی او کو پھر گزارش کی اور ڈی ایس پی کو کہا کہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ اگر state functionaries کے ساتھ یہ ہوگا تو پھر یہ نظام کیسے چلے گا تو مہربانی کر کے اس کی کوئی direction جاری کریں کہ جہاں State function کا معاملہ ہو تو وہاں پر reluctant نہ ہوا جائے وہاں فوری ایکشن لیا جائے ورنہ یہ معاملات رکیں گے نہیں اور دن بدن لوگوں کا حوصلہ ختم ہو جائے گا اور جیسا کہ سانحہ یوحنا آباد اسی کا شاخسانہ ہے۔ جب آپ State function کو تحفظ نہیں دیتے تو پھر ان کے ساتھ یہ معاملات ہوتے ہیں۔

وزیر تحفظ ماحول/داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں اس پر تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں اس پر SOP's already ہیں اگر کہیں encroachment ہٹانی ہوتی ہے تو ڈسٹرکٹ اور تحصیل level پر کس کی کیا responsibility ہوتی ہے؟ اس قسم کی encroachment جب بڑھتی رہتی ہیں تو پہلے ڈی سی او کو confidence میں لیا جاتا ہے یا تحصیل کے اے سی کو confidence میں لیا جاتا ہے، ٹی ایم او کو confidence میں لیا جاتا ہے وہ پوری ایک ٹیم بنتی ہے وہ ٹیم مل کر جاتی ہے اور وہاں سے encroachment ہٹاتی ہے۔ یہ مجھے پتا نہیں ہے کہ یہ واقعہ isolation میں کیوں ہوا ہے کہ یہاں پر پولیس نے تعاون نہیں کیا لیکن جو SOP's ہیں اس پر میں معزز ممبر سے request کروں گا کہ اگر میرے ساتھ بات کر کے مجھے specifically یہ بتا دیں کہ کدھر یہ واقعہ ہوا تھا میں وہ check بھی کر لوں گا؟ اس قسم کی جتنی بھی تجاوزات ہم دور کرتے ہیں ان کی SOP's ہوتی ہیں اور اس وقت ان پر پورے پنجاب میں عمل ہو رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ محترم منسٹر کے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! محترم منسٹر نے یہ کہا تھا کہ 15۔ فروری سے اسلحہ لائسنس جاری ہونا شروع ہو جائیں گے آپ آج تاریخ دیکھ لیں ابھی تک وہ جاری ہونا شروع نہیں ہوئے۔

وزیر تحفظ ماحول/داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! بالکل ہمارا یہی پلان تھا لیکن جتنے پرانے لائسنس ہیں جو کہ already نادرا میں submit ہو چکے ہیں ان کی تعداد اتنی ہو گئی تھی کہ نادرا کی جو capacity ہے جو کہ بڑھانا چاہتے تھے وہ کم ہو گئی ہے اس لئے اس کو ہم نے تھوڑا delay کر

دیا ہے لہٰذا ابھی تک نادرا پرانے جتنے لائسنس ہیں وہی register کر رہا ہے جونہی یہ ختم ہوں گے اس کے بعد ہم لائسنس issue کرنے کی نئی date دے دیں گے۔ جہاں تک security companies, schools and other institutions ہیں ان کے لئے جناب ڈی سی او لائسنس issue کر رہے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ابھی میرے بھائی جناب امجد علی جاوید نے تجاوزات کے حوالے سے بات کی ہے اور انہوں نے تو گول مول بات کر دی ہے میں اس کی نشاندہی کرتا ہوں۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ شہر کا جو مین بازار ہے اس کے دونوں اطراف میں بڑے antique قسم کے فٹ پاتھ آٹھ فٹ اُدھر آٹھ فٹ اِدھر جو کہ چھتے ہوئے تھے، اس مین بازار کے دکانداروں نے اس فٹ پاتھ کو آٹھ فٹ اُدھر اور آٹھ فٹ اِدھر تقریباً سولہ فٹ مین روڈ کو rob کر کے اپنی دکانوں میں شامل کر لیا ہے۔ میں نے اس پر بھی تحریک التوائے کار دی ہے لیکن کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ یہ encroachment انتظامیہ کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ اسی طرح چالیس چالیس اور پینتالیس مربعوں پر ناجائز قابض لوگ بیٹھے ہیں۔ میں نے محترم وزیر اعلیٰ سے directive حاصل کیا، انہوں نے قبضہ گروپ کے خلاف ایکشن لینے کا بھی لکھا لیکن کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ محکمہ مال کی کتی اور ریونیو بورڈ محکمہ مال کی کتی چوروں کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ جب تک یہ چوروں کے ساتھ ملے رہیں گے تب تک یہ ناجائز قبضے نہیں چھڑوائے جا سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! میں اس پر گزارش کروں کہ راجن پور میں بھی کافی زمینوں پر اس طرح قبضہ تھا۔ محترم وزیر اعلیٰ نے وہاں سے اس کو start کیا ہے وہاں پر جتنے بھی بڑے سردار تھے یا جو بھی پچاس پچاس اور ساٹھ سال سے قابضین تھے ان کے خلاف ایکشن شروع ہو چکا ہے۔ جہاں تک میرے نوٹس میں ہے کہ پورے پنجاب میں آئی جی اور چیف سیکرٹری کی سربراہی میں کمیٹی بنادی گئی ہے، راجن پور کے آپریشن کے بعد پورے پنجاب میں محترم وزیر اعلیٰ ناجائز قبضہ واگزار کروانے کے اقدامات کر رہے ہیں تو آپ ان کے نوٹس میں لائیں پھر ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بھی آپریشن ہوگا اور ناجائز قابضین سے زمین واگزار کروائی جائے گی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں یہ بات انتظامیہ کے نوٹس میں لا چکا ہوں اور اسمبلی کے floor پر بھی کہہ چکا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! کرنل صاحب نے اس کو note کر لیا ہے۔ وہ یہاں پر موجود ہیں تو اس پر وہ ایکشن بھی لیں گے۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ محمد منشاء اللہ بٹ مجلس قائمہ برائے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون پنجاب سوشل پروڈکشن اتھارٹی 2015 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

خواجہ محمد منشاء اللہ بٹ: جناب سپیکر! میں

"پنجاب سوشل پروڈکشن اتھارٹی بل 2015 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے پہلی تحریک التوائے کار نمبر 178 سردار وقاص حسن موکل، چودھری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی ہے۔ شاہ صاحب! سردار شہاب الدین خان اور سردار وقاص حسن موکل کدھر ہیں کل تو بڑا یہاں پر منسٹر صاحبان کے بارے میں کہہ رہے تھے۔ اب منسٹر صاحبان تو حاضر ہیں وہ خود ہی آج حاضر نہیں ہیں؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! وہ تھوڑا late ہو گئے ہیں لیکن آج ماشاء اللہ ایوان بڑا اچھا لگ رہا ہے جس پر میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! آپ کی بات ٹھیک ہے۔ کل محترم منسٹر یہاں پر موجود نہیں تھے جس کی انہوں نے نشاندہی کی تھی لیکن آج ان کو بھی یہاں پر حاضر ہونا چاہئے تھا۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں اس بات پر آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ آج معزز وزراء آئے ہیں تو مسئلے حل ہو رہے ہیں جیسا کہ میں نے اپنا مسئلہ پیش کیا ہے تو کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ صاحب نے فوری طور پر آرڈر کیا ہے۔ آج ایوان ماشاء اللہ بڑا اچھا لگ رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محرک موجود نہیں ہیں لہذا اس تحریک التوائے کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 179 چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار وقاص حسن موکل، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس تحریک التوائے کار کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 180 جناب امجد علی جاوید صاحب کی ہے وہ اسے پڑھیں۔

پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کے زیر انتظام ہونے والے پنجم اور ہشتم کے سالانہ امتحانات میں متعدد اغلاط اور بد نظمی کا انکشاف

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 11۔ مارچ 2015 کی خبر کے مطابق صوبہ بھر میں آٹھویں جماعت کے پرچوں کی مارکنگ روک دی گئی۔ پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کی طرف سے اردو، اسلامیات کی جوابی کاپی KEY نہ ملنے کی وجہ سے مارکنگ روکی گئی ہے۔ تفصیلات کے مطابق پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کے زیر انتظام پنجم اور ہشتم کے سالانہ امتحانات میں متعدد اغلاط اور بد نظمی ہوئی لیکن جیسے ہی مارکنگ کا کام شروع ہوا ایک تو میڈیا کا مارکنگ سنٹروں میں داخلہ روک دیا گیا اور دوسرا مارکنگ سنٹروں میں تعینات عملے کو مارکنگ بھی روکنا پڑ گئی کیونکہ پہلے تو انگلش کے پرچے کی جوابی KEY ہی غلط بھیج دی اور اب اردو اور اسلامیات کے پرچوں کی جوابی KEY ابھی تک فراہم نہیں کی گئی جس کی وجہ سے مارکنگ نہیں ہو رہی۔ سیکرٹری ایجوکیشن پنجاب نے پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کے امتحانی نظام میں بد نظمی کو تسلیم کرتے ہوئے پنجم، ہشتم کے تمام طلباء کو پاس کرنے کی یقین دہانی کروا دی ہے۔ نااہل منتظمین کی وجہ سے نہ صرف بچوں کے مستقبل سے کھلواڑ ہو رہا ہے بلکہ سرکاری خزانے کا کروڑوں روپیہ جو اس نظام کو چلانے کے لئے خرچ کیا جا رہا ہے وہ ضائع ہو رہا ہے۔ اس صورتحال سے بچوں، والدین اور عوامی حلقوں میں

شدید بے چینی، شدید اضطراب اور غم وغصہ پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 181 اور 188 ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے ان کی طرف سے request آئی ہوئی ہے لہٰذا ان کی یہ دونوں تحاریک pending کر دی جائیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 191 محترمہ خدیجہ عمر، جناب احمد شاہ کھگہ اور سردار محمد آصف خان نکئی کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

صوبہ میں بھکاریوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جہان پاکستان" مورخہ 13۔مارچ 2015 کی خبر کے مطابق صوبہ بھر میں گزشتہ پانچ سالوں میں بھکاریوں کی تعداد میں 60 فیصد تک اضافہ ہو گیا ہے۔ اس اضافے کی وجہ بیروزگاری، افلاس اور غربت کے علاوہ بھکاریوں میں پایا جانے والا بھکاری پن کا پیشہ بھی ہے۔ "جہان پاکستان" سروے کے مطابق پنجاب میں لاہور، فیصل آباد، ملتان، راولپنڈی اور گوجرانوالہ میں ایک ہزار سے زائد ایسے چوراہے اور سڑکیں ہیں جہاں پروفیشنل بھکاریوں نے اپنے مستقل ٹھکانے بنا رکھے ہیں۔ یہ ٹھکانے باقاعدہ طور پر ایک دوسرے کو فروخت کئے جاتے ہیں، کسی نئے بھکاری کو اپنے ٹھکانے پر کھڑا نہیں ہونے دیا جاتا، خواتین بھکاریوں کے لئے باقاعدہ طور پر کرائے پر بچے دستیاب ہوتے ہیں، گود میں اٹھانے کے لئے ایک بچے کا روزانہ کا کرایہ 500 سے 2000 تک ہوتا ہے۔ بھکاریوں کے بعض گروہ چھوٹے بچوں کو اغواء کر کے معذور بنا دیتے ہیں اور پھر ان معذور بچوں کو دوسرے گروہوں کے آگے بیچ دیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صرف صوبہ پنجاب میں ہر سال تین سے چار ہزار تک بچے اغواء کر لئے جاتے ہیں۔ گزشتہ پانچ سالوں میں بھکاریوں میں ایک نیا رجحان دیکھنے کو ملا ہے لیکن بھکاری پن کے خاتمے کے ذمہ دار ادارے کوئی کردار انجام نہیں دے رہے بلکہ مبینہ طور پر کچھ اہلکار ان کی پشت پناہی بھی کرتے ہیں۔ بھکاریوں کے روپ میں بہت ساری وارداتیں بھی ہو رہی ہیں، عوام کو اس لعنت سے بچانے کے

لئے حکومت کو خاطر خواہ اقدامات کی ضرورت ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کرنے کی استدعا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار چودھری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی طرف سے ہے۔ وہ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

محترمہ گلناز شہزادی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ گلناز شہزادی: شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی ہمارے ایک معزز ممبر نے یہاں پر پنجاب ایجوکیشن کمیشن کے reference سے بات کی تو میں یہ بتانا چاہوں گی کہ کل اس کا result declare ہو چکا ہے اور ماشاء اللہ ہمارے گورنمنٹ سیکٹر کے ایک student نے آٹھویں کلاس میں پنجاب میں پہلی پوزیشن حاصل کی ہے جو بہت بڑی achievement ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ماشاء اللہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ گلناز شہزادی: جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ mismanagement کی بات ہے تو اگر انہوں نے highlight کیا ہے تو it's a human nature کہ کہیں پر کچھ نہ کچھ غلطیاں رہ جاتی ہیں بہر حال overall بہت اچھا conduct ہوا اور جو بچہ fail ہے اس کو fail declare کیا گیا ہے۔ آپ کل کا result check کر سکتے ہیں مگر ایسا کوئی ensure نہیں کیا گیا کہ سارے students کو پاس کر دیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آ جائے گا۔ اگلی تحریک التوائے کار چودھری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 196 جناب امجد علی جاوید صاحب کی ہے۔

پنجاب کے گورنمنٹ کامرس کالجز کے کنٹریکٹ ملازمین کو تنخواہوں کی عدم ادائیگی

جناب امجد علی جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 14۔مارچ 2015 کی خبر کے مطابق اڑھائی ماہ سے تنخواہ نہ ملنے پر کامرس کالجز کے کنٹریکٹ اساتذہ کا احتجاج کا اعلان۔ تفصیلات کے مطابق پنجاب کے 118 گورنمنٹ کامرس کالجز کے 866 کنٹریکٹ لیکچرارز اور نان گزیٹڈ ملازمین نے 16۔مارچ سے احتجاج کا اعلان کر دیا۔ وزیراعلیٰ پنجاب کی منظوری کے باوجود گزشتہ گیارہ برسوں سے گورنمنٹ کامرس کالجز میں کام کرنے والے کنٹریکٹ لیکچرارز و ملازمین پر کنٹریکٹ پالیسی 2004 لاگو ہو سکی اور نہ ہی تنخواہوں کے ادا کرنے کا طریق کار طے ہو سکا۔ گزشتہ تین برسوں سے حکومتی بجٹ میں اعلان کردہ اضافہ بھی ان کنٹریکٹ ملازمین کی تنخواہوں میں نہیں ہو سکا اور ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے کنٹریکٹ ملازمین کو کنوینس الاؤنس، میڈیکل الاؤنس، ہاؤس رینٹ، سوشل سکیورٹی الاؤنس اور ہارڈ ایریا الاؤنس وغیرہ بھی نہیں دیئے جا رہے جس کی وجہ سے ان 118 کامرس کالجز کے اساتذہ اور ملازمین کو ان کے سکیل سے نصف تنخواہ دی جا رہی تھی۔ اب ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے مزید ظلم یہ کیا جا رہا ہے کہ گزشتہ اڑھائی ماہ سے وہ آدھی تنخواہ جن سے ان کا چولہا جل رہا تھا وہ بھی ادا نہیں کی جا رہی جس کی وجہ سے اساتذہ سڑکوں پر آنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اساتذہ کے احتجاج کے اعلان سے طلباء جن کا سالانہ امتحان سر پر ہے ان کا قیمتی سال ضائع ہونے کا خدشہ پیدا ہو گیا ہے جس سے طلباء اور ان کے والدین میں سخت بے چینی اور غصہ پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کرنے کی استدعا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 197 میاں طارق محمود صاحب کی ہے۔

ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال گجرات کے ایم ایس کا سیاسی مداخلت پر تبادلہ

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جذبہ" مورخہ 27۔فروری 2015 کی خبر کے مطابق پچھلے چار سالوں سے سیاسی بنیاد پر ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال گجرات میں تعینات ہونے والے ہر ایم ایس تبدیل، ضلعی انتظامیہ کے خلاف پی ایم اے گجرات کے ہمراہ شہریوں کا شدید احتجاج۔ تفصیلات کے مطابق ڈاکٹر ایسوسی ایشن ڈسٹرکٹ گجرات نے گورنمنٹ عزیز بھٹی شہید ہسپتال میں ایم ایس ڈاکٹر میاں واجد کو سیاسی مداخلت پر تبدیل کرنے کے خلاف گجرات پریس کلب کے باہر پُرامن احتجاج کیا۔ گجرات پریس کلب میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے پی ایم اے کے ضلعی صدر ڈاکٹر مقصود زاہد نے کہا کہ کسی بھی سرکاری ادارے کے ہیڈ کو مروجہ آئین و قانون اور طریق کار کے تحت ہٹایا جاتا ہے مگر گجرات میں تمام قوانین کو پس پشت ڈالتے ہوئے سیاسی لیڈران کو خوش کرنے کے لئے دیانتدار اور بگڑے معاملات کو درست کرنے والے ایم ایس کو ہٹا دیا گیا جس کی ہم ہرگز اجازت نہیں دیں گے کیونکہ سیاسی مداخلت بند ہونے سے ہی علاج معالجے کی صورتحال بہتر ہو سکتی ہے۔ ایسے فیصلے میرٹ پر کئے جانے چاہئیں۔ ڈی سی او گجرات کا احترام اپنی جگہ لیکن جب تک تبادلہ منسوخ نہیں کیا جاتا ڈاکٹر پُرامن احتجاج جاری رکھیں گے۔ انتظامیہ تبادلوں کی طرف توجہ مرکوز کرنے کی بجائے ادویات کی فراہمی اور ہسپتال میں مریضوں کی بہتر فلاح و بہبود کے لئے وسائل بروئے کار لائے کیونکہ چھ سال سے ٹیچنگ ہسپتال کا قیام عمل میں آ چکا ہے لیکن سیاسی مداخلت کی وجہ سے اس میں ایک بیڈ کا اضافہ بھی ممکن نہیں بنایا گیا حالانکہ وہاں اب بیڈز کو دُگنا ہو جانا چاہئے تھا۔ گورنمنٹ عزیز بھٹی شہید ہسپتال اور نواز شریف میڈیکل کالج کی سکیورٹی کو مسلسل نظرانداز کیا جا رہا ہے۔ جب تک ان کے مطالبے پورے نہیں ہوتے سرکاری ہسپتال میں پُرامن احتجاج جاری رہے گا۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی action نہ لیا گیا تو پھر سرکاری ہسپتال کی ایمرجنسی سروسز اور پرائیویٹ ہسپتال بھی بند کر دیں گے۔ اگر پھر بھی حکومت نے کوئی action نہ لیا تو ضلع بھر کے تمام ٹی ایچ کیو ہسپتالوں، آر ایچ سیز اور بی ایچ یوز میں بھی ڈاکٹر کام کرنے بند کر دیں گے اور ان مراکز صحت کی ایمرجنسی اور آؤٹ ڈور میں مریضوں کو check نہیں کیا جائے گا۔ ضلعی ہیڈکوارٹر ہسپتال میں پچھلے تین چار سال سے ایم ایس کو مسلسل تبدیل کیا جا رہا ہے۔ ضلعی انتظامیہ کے نامناسب روّیہ کی وجہ سے نہ صرف ہسپتال ہذا کے ڈاکٹر و ملازمین میں سخت بے چینی پائی جاتی ہے بلکہ ضلع بھر کے شہریوں میں سخت

غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ صورتحال اسمبلی کی فوری دخل اندازی کی متقاضی ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ جب سے یہ ہڑتال شروع ہوئی ہے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ یہ strike تین چار ہفتے رہی پھر وہ معاملہ طے ہو گیا لیکن گزارش یہ ہے کہ جو کچھ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور ٹیلی فون سے سنا کہ ڈنگہ میں واقعہ کے دوران ایک آدمی کو گولیاں لگیں جو بے چارہ شدید زخمی ہو گیا۔ جب وہ ہسپتال آیا تو وہاں اس کی کسی نے نہ سنی۔ وہ دو دن وہاں پر پڑا رہا پھر میو ہسپتال میں لایا گیا مگر آج تک وہ بے چارہ زندگی اور موت کی کشمکش میں ہے۔ میری صرف یہ گزارش ہے کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے ڈاکٹر صاحبان اگر ایمرجنسی بھی بند کر دیں اور strike پر چلے جائیں تو اس پر گورنمنٹ کو باقاعدہ کوئی پالیسی بنانی چاہئے۔ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال گجرات تین ہفتے بند رہا پھر جا کر اس کے معاملات طے پائے مگر لوگ کہاں پر جائیں گے اور غریب آدمی تو مر ہی جائے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترم پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending فرما دیں تو جواب منگوا لیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: گوندل صاحب! آپ next week میں اس تحریک التوائے کار کا detailed جواب منگوائیں۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

قبل از بجٹ بحث

(---جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ سالانہ بجٹ 16-2015 کے لئے ممبران سے بجٹ تجاویز لینے کی غرض سے مورخہ 27۔ مارچ 2015 کو وزیر خزانہ بحث کا آغاز کر چکے ہیں اور آج بھی pre-budget discussion جاری رہے گی۔ جو ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام مجھے بھجوا دیں اور جو ممبران اپنے نام نہیں بھجوا سکے وہ اپنے نام مجھے آج بھجوا دیں۔ جناب مناظر حسین رانجھا صاحب!--- موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد حسّان

ریاض!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری محمد اشرف صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ میاں محمد رفیق صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! آج بہت سارے مقررین نہیں ہیں تو براہِ مہربانی میاں صاحب کو ذرا ٹائم زیادہ دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، بہت سارے مقررین اور بھی موجود ہیں۔ میاں صاحب! بسم اللہ کریں۔

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! Pre-budget discussion میں مجھے حیرت ہوتی ہے جب پانچ پانچ منٹ کا سندیسہ دیا جاتا ہے کہ پانچ منٹ ہی بات ہو گی تو اُس وقت میں پنجابی محاورہ کی طرح سوچتا ہوں کہ "گنجی کیا نہائے گی اور کیا نچوڑے گی" اور ایسی ہی صورتحال سالانہ بجٹ کی تقاریر میں بھی ہوتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ بات شروع کر دیں تو آپ کی مہربانی ہو گی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ جب پنجاب اسمبلی کا 1935 میں اجراء ہوا تو اُس وقت 35/40 ممبران ہوتے تھے اور اُس وقت چار دن بحث کے لئے مقرر تھے لیکن آج جب اس ایوان کے اندر 371 ممبران ہیں تو اِس وقت بھی چار دن ہی بحث کے لئے دیئے جاتے ہیں جس کی وجہ سے بات تشنہ رہ جاتی ہے اور مکمل ہو نہیں سکتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ بات کریں۔ جی، آپ اصل موضوع پر آ جائیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بہر حال میں اپنی بات کو شروع کرتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ندیم کامران صاحب! جب تک وزیر خزانہ صاحب نہیں آتے آپ ان کی تجاویز note کریں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں تعلیم سے شروع کرتا ہوں۔ میں قطعی طور پر rationalization, nationalization, allocation and reallocation کے ہمیشہ خلاف رہا ہوں۔ یہ ایسے ہے جیسے دو چار درزیوں میں مقابلہ ہوتا ہے اور کوئی کہتا ہے کہ سات میٹر میں تمہارا سوٹ بنا دوں گا، دوسرا کہتا ہے کہ میں چھ میٹر میں بنا دوں گا، تیسرا کہتا ہے کہ پانچ میٹر میں بنا دوں گا اور ایک کہتا ہے کہ میں تین میٹر میں بھی سوٹ بنا سکتا ہوں۔ بھئی کھینچ تان کر سٹاف دے کر 40 بچوں پر ایک ٹیچر اور 40 سے پھر 60 تک لے جاؤ پھر بھی ایک ہی ٹیچر۔ 60 طلباء پر دو ٹیچر، اسی طرح سے ملازمین کا بھی کوٹا کم کر کے یہ

ظلم کیا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ سارے پنجاب میں ہوا لیکن ٹوبہ ٹیک سنگھ میں خاص طور پر یہ ظلم ہوا ہے۔ جب تک آپ each teacher for each class نہیں مہیا کریں گے کوئی معیار حاصل نہیں کر سکتے اور یہی وجہ ہے کہ پبلک سیکٹر کے نظام تعلیم میں پرائیویٹ سیکٹر فروغ پا رہا ہے۔ یہ جان بوجھ کر میرے خیال میں ایسا ہو رہا ہے اور میں یہ گزارش کروں کہ میرے اپنے حلقہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں درکھانہ قانونگوئی ایک ایسا علاقہ ہے جو بلوچستان کی طرح scattered ہے اور میں نے ہمیشہ اسے بلوچستان ہی کہا ہے کہ میرے حلقہ میں ایک علاقہ بلوچستان جیسا ہے جہاں پر سڑکیں ہیں نہ دیگر سہولیات حتیٰ کہ سکولز بھی نہیں ہیں۔ یہ "پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب" کیسے ممکن ہو گا؟ "پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب" یہ لکھنے میں، باتیں کرنے میں اور اعلان کرنے میں تو ممکن ہو سکتا ہے لیکن عملی شکل نہیں ہو سکتی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کی نہایت اچھی پالیسی تھی کہ ایجوکیٹرز کی بھرتی منصفانہ اور میرٹ پر ہو، دو تین چار دفعہ جتنی بھی بھرتیاں ہوئی ہیں، وہ میں نے میرٹ پر ہونے دی ہیں لیکن اس سال ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بھرتی کے حوالے سے تحریک التوائے کار بھی دی ہے کہ وہاں پر processing میں بہت بڑی irregularities ہوئی ہیں۔ اگر میری تحریک التوائے کار نہ آتی تو وہاں پر بہت سارے گھپلے ہو سکتے تھے۔ اب میں اس پر چاہوں گا کہ اگر اچھے نتائج لینا چاہتے ہیں اور اچھا معیار پیدا کرنا چاہتے ہیں تو each teacher for each class کا تہیہ کیا جائے، مقرر کیا جائے اور provide کیا جائے تو پھر ہی یہ ممکن ہو گا۔ اس کے بغیر کم عرصہ میں یہ ہرگز ممکن نہیں ہو سکتا کہ ہم وہاں پر اچھا معیار پیدا کر سکیں وگرنہ "پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب" کا یہ خواب، خواب ہی رہے گا۔

جناب سپیکر! اب میں تھوڑا سا زراعت کی طرف آنا چاہوں گا کیونکہ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے اور کہا جاتا ہے کہ کسان ریڑھ کی ہڈی ہے اور زراعت ریڑھ کی ہڈی ہے۔ یہ درست بات ہے کہ کسان اور زراعت ریڑھ کی ہڈی تو ہے لیکن جو توجہ دی گئی اور جو focus دیا گیا، وہ urbanization پر دیا گیا، صنعتکاروں کو دیا گیا اور ان کو incentives اور آسان شرائط یا مفت شرائط پر قرضے مہیا ہوتے تھے جبکہ کسان کو بھاری شرح سود پر قرضے ملتے ہیں جنہیں وہ ادا نہیں کر سکتے جس کی بناء پر وہ behind the bar چلا جاتا ہے اور ہمارا زراعت پیشہ طبقہ جس میں کسان ہے، مزدور ہے اور کھیت مزدور ہے۔ اگر زراعت میں ہم لوگ گنا پیدا نہ کر رہے ہوتے، ہم گندم پیدا نہ کر رہے ہوتے اور ہم کپاس پیدا نہ کر رہے ہوتے تو آپ یقین کریں کہ ہم کبھی کے اقتصادی طور پر ناکام ہو چکے ہوتے اور پاکستان ایک ناکام ریاست بن جاتی اس لئے میں چاہوں گا کہ زراعت پر زیادہ توجہ دی جائے، اس کی سپورٹ پرائس دی جائے۔

بھارت میں32crops پر انہیں سپورٹ پرائس ملتی ہے جبکہ ہمارے ہاں صرف گندم کی سپورٹ پرائس ملتی ہے اور جب سپورٹ پرائس ملتی ہے تو فوراً ہی کھادوں کی قیمتیں بڑھا دی جاتی ہیں۔ In puts اور پیداواری اخراجات اتنے زیادہ ہیں کہ ہمارے کسان کو زمین کا ٹکڑا اسے جینے دیتا ہے اور نہ مرنے دیتا ہے جبکہ بھارت کے اندر crops 32 پر چھوٹے کسان کو سپورٹ پرائس ملتی ہے جبکہ in puts، پیداواری اخراجات بھی کم ہیں اور آمدنی زیادہ ہے تو وہاں کا کسان بہت خوشحال ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک نئی بات کا اضافہ کرنا چاہوں گا کہ پنجاب ایگریکلچرل ریسرچ بورڈ جو کسانوں کو funding بھی کرتا ہے، ٹیکنیکل اسسٹنٹس بھی دیتا ہے اور سائنٹیفک اسسٹنٹس بھی دیتا ہے۔ وہ لوگ چاہتے ہیں کہ اگر پنجاب کی حکومت اس matching grant میں share یا حصہ ڈال دے تو ہمارے جتنے بھی ادارے ہیں، ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ یا یونیورسٹیاں ہیں، ان کو بھی لوگ finance کر سکتے ہیں اس لئے میں یہ بھی چاہوں گا کہ اگر ہم نے زراعت کو پروموٹ کرنا ہے تو تمام فصلوں جن میں دالیں، فروٹ اور سبزیوں میں ہم نے خودکفالت حاصل کرنی ہے تو یہ سپورٹ پرائس مقرر کئے بغیر ممکن نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر! اگلی بات پانی کے متعلق کروں گا کہ ہمارا ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ ایک brackish zone ہے، زیر زمین پانی کڑوا ہے اور ایل سی ایسٹ نہر کی ٹیل پر بیٹھے ہیں۔ میرے حلقے ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لوگ گیلے میں مرتے ہیں زندہ لاشوں پر سے پانی گزار کے یہ تریموں سدھنائی کینال جو کہ تین اضلاع کی تین تحصیلوں میں سے گزرتی ہے، واٹر لائننگ کے ذریعے دو دو، چار چار مربعوں کے مالک بھی مزدور کھیت بن چکے ہیں اور وہ لوگ دہاڑیاں کرنے پر مجبور ہیں۔ واٹر لائننگ اتنی ہے کہ نہ وہ فصل کاشت کر سکتے ہیں اور نہ وہ اس کو کاٹ سکتے ہیں لیکن آپ کے توسط سے میں ایوان بالا تک یہ باتیں پہنچانا چاہتا ہوں، اس معزز ایوان کو بھی، پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کو بھی اور وزیراعلیٰ تک بھی۔ وزیراعلیٰ نے 2012 میں اس کا directive دیا کہ اس کی لائننگ کر دی جائے۔ اس کا وژن دیکھیں کہ 1964 میں یہ نہر تریموں ہیڈ سے نکالی گئی اور سدھنائی ہیڈ میں ڈالی گئی اور سدھنائی ہیڈ سے آگے چار اضلاع کو پانی دیا گیا۔ وہ زیر زمین بنائی گئی جس کی ضرورت نہیں تھی، اس کی لائننگ کرنی تھی تو اس کی لائننگ کر دی گئی جبکہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! wind up کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ نہر سدھنائی تریموں سے لنک کینال 1964 میں بنائی گئی جہاں پر log book میں لکھا گیا کہ اس کی لائننگ ہو گی، وژن نہیں تھا اس لئے اس وقت وسائل بھی اتنے زیادہ نہ تھے اور ضرورت بھی نہ تھی اور اس کی لائننگ نہ کی گئی۔ انگریزوں نے 1926 میں یہ حویلی لنک کینال بنائی، ان کا وژن اور ان کے دماغ کے پیچھے میں وژن تھا، وسائل نہ ہونے کے باوجود اس کی لائننگ کر دی گئی اور یہ تین اضلاع جن میں جھنگ، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور خانیوال کی تین تحصیلیں اور شورکوٹ شہر، ٹوبہ ٹیک سنگھ، پیر محل اور کمالیہ تحصیل جبکہ خانیوال کی تحصیل کبیر والا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ نہایت اہم بات ہے اور مجھے wind up تو کرنے دیں اور میں آخری بات کرنے لگا ہوں جو کہ بہت اہم ہے کہ لاکھوں لوگوں کی زندہ لاشوں کے اوپر سے پانی گزار کے آگے بھیجا جا رہا ہے تو kindly اس کی لائننگ نہیں کی جا رہی۔ آخری بات کی مجھے اجازت دے دیں کہ ایک دو منٹ میں کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ نے جو directive دیئے اس روڈ کے بھی دیئے، اس لائننگ کے لئے بھی دیئے اور جتنے بھی میرے directive ہیں وہ سات کلب اور آٹھ کلب پر ان کا پری دھان دے دیا جاتا ہے۔ میں ٹوبہ ٹیک سنگھ کا واحد ایم پی اے ہوں خاص طور پر اور سارے پنجاب میں بھی جن کو discretionary grant میں وہ لوگ گڑائیں گڑائیں کر رہے ہیں اور میں خالی بیٹھا ہوں، routine کی جو ڈویلپمنٹ ہے وہ مجھے بھی ملی لیکن وہ جو گڑائیں گڑائیں کرنے والی ڈویلپمنٹ ہے، وہ مجھے نہیں ملی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! وزیر اعلیٰ تو آپ سے پیار کرتے ہیں اور انہیں آپ۔۔۔

میاں محمد رفیق: پیار تو خالی پیار ہی کرتے ہیں اور۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ میاں صاحب! مزید اپنی تجاویز معزز منسٹر کو دے دیں۔ میاں محمد اسلام اسلم!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، محترمہ حنا پرویز بٹ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ سردار خالد محمود وارن۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب شہزاد منشی!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، محترمہ زیب النساء اعوان صاحبہ!

محترمہ زیب النساء اعوان: شکریہ۔ جناب سپیکر! کہ آپ نے مجھے pre-budget discussion پر بات کرنے کا موقع دیا۔ کچھ گزارشات ہیں جس طرح کہ ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف کی خصوصی توجہ تعلیم، صحت اور پانی پر ہے تو تحصیل تلہ گنگ میں میرا آبائی گاؤں ممدوٹ ہے جہاں پر مڈل سکول ہے جسے اپ گریڈ کر کے ہائی سکول کیا جائے کیونکہ وہاں پر بچوں اور بچیوں کی تعداد 200 سے زائد ہے۔ اس کے علاوہ وہاں پر تلہ گنگ سے ممدوٹ اور ممدوٹ سے چکوالیاں تک ایک روڈ ہے جو کہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے جس کی لمبائی 17 کلو میٹر پر محیط ہے اسے مرمت کیا جائے۔ راولپنڈی جھنڈا چیچی میں ایک گورنمنٹ شاہین گرلز ہائی سکول ہے جس کو اپ گریڈ کرنا مقصود ہے اور یہاں چار مزید کمروں کی ضرورت ہے۔ اس کو ہائی کیا جائے اُس کے علاوہ کھوٹہ میں ایک گاؤں ہے وہاں پر ایک پرائمری سکول ہے وہ 1929 میں بنا تھا اُس کو اپ گریڈ کر کے مڈل سکول کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے pre-budget discussion پر بولنے کا وقت دیا میں ایک شعر اس ایوان کی نذر کرتی ہوں۔

بقا کی فکر کرو خود ہی زندگی کے لئے
زمانہ کچھ نہیں کرتا کسی کے لئے
مزہ تو تب ہے اس راہ میں جلاؤ چراغ
جو ترسے ہے روشنی کے لئے

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، جناب احمد شاہ کھگہ!

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! بہت شکریہ وقت دینے کا اور میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرا حلقہ پی پی۔229 تقریباً دیہات پر مشتمل ہے اُس میں تین بڑے قصبے ہیں۔ جب میں اسمبلی میں ممبر بن کر آیا تو پہلے دن ہی میں نے ایک سوال بھیجا تھا کہ میرے حلقے میں کون سے اور کتنے ایسے گاؤں ہیں جن میں زیر زمین پینے والا پانی زہر آلودہ ہے۔ اُس سوال کے جواب میں محکمہ کی طرف سے جواب آیا تھا کہ تقریباً 20 یا 22 گاؤں ایسے ہیں جن کا زیر زمین پانی زہر آلودہ ہے اور وہ صحت کے لئے مضر ہے تو میں نے گزارش کی تھی کہ کم از کم اُن کو پینے کا پانی مہیا کیا جائے تو اُس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔ میری ایک دفعہ پھر گزارش ہے کہ اس pre-budget میں چونکہ آپ نے ہمیں موقع دیا ہے تو مہربانی فرمائیں اور اس

کو خاص طور پر شامل کیا جائے وہ جو دریائے بیاس کے کنارے زہر آلودہ ہیں جہاں فیکٹریوں کا گندہ پانی ہے جس کی وجہ سے وہ زہر آلودہ ہوا ہے تو وہاں پلانٹ لگائے جائیں وہ تقریباً 22 گاؤں بنتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں تعلیم پر آنا چاہتا ہوں جیسا وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا بھی یہ منشور ہے کہ تعلیم عام کی جائے تو اس میں ہمیں بھی حصہ دیا جانا چاہئے چونکہ ہم بھی پاکستان کے شہری ہیں اور اس اسمبلی میں ووٹ لے کر آئے ہیں اور اپنے عوام کا اعتماد لے کر آئے ہیں۔ میرے حلقے میں تین بڑے قصبے ہیں ملکہ ہانس، نور پور اور چک شفیع، میں نے پہلے بھی بارہا گزارش کی ہے کہ میٹرک کے بعد لوگوں کو ساہیوال آنے جانے میں تقریباً 60 کلو میٹر کا فاصلہ ہے، پاکپتن 50 کلو میٹر ہے اور عارف والا 50 کلو میٹر آنے جانے میں سفر بنتا ہے اور بہت سی میری بیٹیاں، میری بہنیں، میرے بھائی وہاں تعلیم برقرار نہیں رکھ سکتے تو اس بارے میں سابقہ دور حکومت آپ کا ہی تھا اُس میں چودھری جاوید صاحب نے ایک ڈائریکٹو بھی جاری کروایا تھا نور پور کے لئے تو وہاں کالج نہیں بن رہا۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ یہ تینوں بڑے قصبے ہیں پورا علاقہ وہاں پڑھائی کی طرف جانے سے قاصر ہے اس لئے وہاں تینوں قصبات میں لڑکیوں اور لڑکوں کے لئے ڈگری کالج بنائے جائیں۔ اسی سال میں بے شک آپ سروے کروالیں اگر میری بات غلط ہو تو بے شک فنڈ نہ جاری کئے جائیں۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ان تین قصبوں کے لئے کالجز بے حد ضروری ہیں۔ میرے حلقہ میں بہت سارے ایسے سکول ہیں جن کی بلڈنگز تعمیر شدہ ہیں کوئی پانچ سال سے، کوئی دس سال سے لیکن وہاں اساتذہ نہیں ہیں۔ ایک یہ بھی اہم مسئلہ ہے اس پر بھی غور کیا جائے اور جو بلڈنگز بن گئی ہیں کافی عرصہ سے کھڑی ہیں اُن کو چالو حالت میں لایا جائے اس بارے میں بھی کوئی خصوصی شفقت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں کھیل کی طرف آتا ہوں یہ بھی وزیر اعلیٰ کا ایک بہت اچھا قدم ہے کہ کھیلیں زیادہ کروائی جائیں تاکہ تندرستی آئے تو میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ میرے حلقے میں ایک بھی گراؤنڈ نہیں ہے اس لئے بچے کھیلنے سے بھی قاصر ہیں۔ وہ نشہ کے عادی ہو رہے ہیں اگر اُن کو پلے گراؤنڈز ملیں وہ فٹبال کھیلیں، کرکٹ کھیلیں، آپ یقین کریں اتنا talent ہے کہ وہاں سے لوگ کھیلوں میں آگے آسکتے ہیں میرے پورے حلقہ میں ایک گراؤنڈ نہیں ہے جبکہ وہاں گورنمنٹ کے رقبے پڑے ہیں، اوقاف کے رقبے پڑے ہیں اور خاص کر یہ جو میں نے چار پانچ قصبے گنوائے ہیں ان میں تو

لازمی چاہئے۔ ملکہ ہانس کی ایک لاکھ آبادی ہے، نور پور کی چالیس ہزار آبادی ہے، چک شفیع کی تیس ہزار آبادی ہے اور اگر کھیل کو فروغ دینا ہے تو اس میں ہمارے حلقے کا بھی حق بنتا ہے وہاں بھی توجہ فرمائی جائے، وہاں ہمیں کھیل کے میدان دیئے جائیں بے شک جہاں رقبہ نہیں ہے وہاں گورنمنٹ خرید کر دے سکتی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں نہری نظام کی طرف آتا ہوں نہری نظام ہمارے حلقے پاکپتن میں بلکہ پورے پنجاب میں ماشاءاللہ بڑا بہترین ہے بڑا پانی ہمیں ملتا ہے لیکن جب اُس کو لوگ راستے میں چوری کرتے ہیں اُس کو کٹ لگاتے ہیں تو پھر پانی ٹیلوں پر نہیں پہنچتا۔ میرا حلقہ تمام ٹیلوں پر آتا ہے اس میں دس ٹیلیں ہیں جن میں سے تین چار پر گورنمنٹ نے کام کیا ہے۔ میں نے پچھلی دفعہ یہاں ایوان میں بات اُٹھائی تھی انہوں نے ان کو پکا بھی کیا ہے اس پر میں اُن کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ جو باقی ہیں اُن ٹیلوں کو اسی بجٹ میں پکا کیا جائے۔ ایک جو بڑا مسئلہ ہے کہ وہاں کے جو موگے ہیں، ہمارے سادہ لوگ ہیں وہاں کے جو چھوٹے آفیسر ہیں جن کو ہم مستری بھی کہتے ہیں، وہ لوگوں کو ڈراتے ہیں کہ آپ کا موگہ جو ہے اُس کو چھوٹا کر رہے ہیں اس نام سے وہ پیسے لیتے ہیں جبکہ وہ اُس کو چھوٹا کر سکتے ہیں اور نہ ہی بڑا کر سکتے ہیں تو اس میں میری درخواست ہے کہ محکمہ کو ہدایت کی جائے کہ لوگوں کو ڈرایا نہ جائے اور وہاں ٹیلوں پر پانی پہنچایا جائے۔ جہاں بھل صفائی کی ضرورت ہے اُس میں پیسے رکھے جائیں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں سڑکوں کی طرف آتا ہوں جو ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں میرے ہمسائے اور بھی پاکپتن سے معزز ممبران ہیں وہ بھی اس بات کی تصدیق کریں گے کہ وہاں repairing کی مد میں کوئی پیسا نہیں دیا جا رہا۔ میری گزارش ہے کہ جو پرانی سڑکیں وہاں بنی ہوئی ہیں ان کو repair کیا جائے اور سہولت کو آسان کیا جائے تاکہ ہمارے کسان کھیتوں سے فصلیں منڈی تک لا سکیں۔ وہاں سڑکیں بہت ضروری ہیں اُس میں ایک گاؤں ہے کرتار پور سیروانہ وہاں سڑک کی بہت ضرورت ہے وہ تقریباً لنک کرتی ہے سکندر چوک روڈ اور نوشیر جگیانہ سے، اس کے درمیان 2 کلومیٹر کا فاصلہ ہے جبکہ لوگ اوپر سے جاتے ہیں جس کی وجہ سے انہیں تقریباً 15 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے۔ وہ بڑا مشہور روڈ ہے اگر وہ اڑھائی کلومیٹر روڈ عنایت فرمادیں تو جناب کی نوازش ہوگی اور بھی بہت ساری سڑکیں ہیں جن میں مناسب سمجھیں تو فنڈ دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، wind up کریں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! اس کے بعد میں گیس کی فراہمی کی طرف آنا چاہتا ہوں اس کے بارے میں ایوان سے گزارش ہے کہ وہ وفاق کو سفارش کر دے کہ گیس ساہیوال روڈ سے پاکپتن جارہی ہے راستے میں ایک قصبہ نورپور سب تحصیل بھی ہے اور ملکہ ہانس بڑا قصبہ ہے اسی طرح ایک چانوٹ، ایک 20 ایس پی ہے، لوہاراں والی کھوئی ہے وہاں گیس کی فراہمی ہو جائے تو بہت سارے لوگ آپ کو دعائیں بھی دیں گے کیونکہ اس وقت ایندھن بھی نہیں ہے لکڑی ہم ویسے ہی ختم کر چکے ہیں اور اب یہی ایک سلسلہ ہے اگر اس پر بھی نوازش ہو جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! بہت شکریہ

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! صرف ایک بات رہ گئی ہے۔ اس کے بعد صرف گزارش یہ ہے کہ میرے حلقے میں جتنے بھی ہسپتال چل رہے ہیں۔ وہاں نگرانی کروائی جائے ادویات تو جاتی ہیں آیا صحیح تقسیم بھی ہو رہی ہیں یا نہیں؟ اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ وہاں کسی کے ذمہ لگایا جائے، نگرانی کی جائے اور مفت ادویات دی جائیں۔ بہت مہربانی

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ چنیوٹی صاحب! آپ تشریف لے آئے ہیں، بات کریں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے pre-budget discussion میں بات کرنے کی اجازت دی۔ **الحمد للہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ**

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کروڑوں روپے کی لاگت سے مختلف محکموں کی عمارتیں بنتی ہیں جب حکومتیں تبدیل ہوتی ہیں تو وہ تعمیراتی کام رُک جاتے ہیں اور عمارتیں کھنڈرات کی شکل اختیار کر جاتی ہیں جبکہ اس پر کروڑوں روپے لگ چکے ہوتے ہیں۔ حکومتی اور عوام کے پیسے کو بچانے کے لئے میری تجویز یہ ہے کہ تمام نامکمل منصوبوں کو مکمل کروا کر ان کو functional کروایا جائے۔ ہر یونین کونسل level پر فلٹریشن پلانٹ لگانے کا اعلان ہوتا ہے، دعوے ہوتے ہیں لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے اور لوگ مختلف بیماریوں میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ہر یونین کونسل level پر فلٹریشن پلانٹ لگائے جائیں۔ TEVTA کے زیر اہتمام چنیوٹ میں ٹیکنیکل کالج بنانے کے لئے زمین خریدنے کے لئے پیسے مختص کئے گئے ہیں میری گزارش یہ ہے کہ اس کی تعمیر اور آلات کے لئے بھی پیسے مختص کئے جائیں۔ گزشتہ

سال جب سیلاب آیا تو دریائے چناب نے چنیوٹ کے دونوں اطراف بڑی تباہی مچائی۔ میری گزارش یہ ہے کہ میرے حلقے سے گزرنے والے دریا پر موضع ہسا شیخ سے لے کر بھوانہ تک دونوں اطراف میں پتھروں کا ایسا مضبوط بند بنایا جائے جس سے ساری زمینیں محفوظ ہو جائیں۔ اس وقت ہلکے درجے کا سیلاب آیا ہے ہمارے ایک دوست کی ڈیڑھ سو ایکڑ مکئی کی فصل تباہ ہو گئی ہے اور آلو کی فصل بھی تباہ ہو گئی ہے۔ میرا حلقہ زیادہ تر شہری ہے چار یونین کونسلز دیہاتی ہیں تو سیلاب سے جو سڑکیں متاثر ہوئی تھیں ان کے لئے الحمدللہ فنڈز جاری ہو گئے ہیں اور کام بھی شروع ہے لیکن شہری حلقہ میں سڑکیں بڑی مدت سے تباہ ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ ان کے لئے بھی ہمیں خصوصی پیکج دیا جائے۔

جناب سپیکر! تعلیم کی ضرورت واہمیت سے کوئی بھی ذی شعور پہلو تہی اختیار نہیں کر سکتا لیکن جو فنڈز دیئے جاتے ہیں اس سے مشکل سے missing facilities پوری ہوتی ہیں۔ اخبارات سے پتا چلا ہے کہ اس سال پہلی کلاس سے تیسری کلاس تک نظام تعلیم اردو میڈیم کیا جا رہا ہے یہ تو ٹھیک ہے لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ پاکستان کو بنے ہوئے تقریباً 60 سال ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک ہم تجربات ہی سے گزر رہے ہیں۔ ہر سال نیا نصاب آتا ہے اور بجٹ ضائع ہوتا رہتا ہے لہٰذا ایسی کوئی جامع پالیسی بنائی جائے کہ ہمیں ہر سال اپنے نصاب کو تبدیل نہ کرنا پڑے۔ دہشت گردی کی وجہ سے اے کیٹیگری والے سکولوں کی دیواریں تو بلند ہو گئی ہیں لیکن جو سکول اے کیٹیگری سکول میں نہیں آتے تھے ان کی سرے سے چار دیواری ہی نہیں ہے جس سے پتا ہی نہیں چلتا کہ یہ سکول ہے یا کھیلنے والا گراؤنڈ ہے اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ چھوٹے سکولز جن کی چار دیواری نہیں ہے ان کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔ اسی طریقے سے اپ گریڈیشن کی اشد ضرورت ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس سال کم از کم پانچ بوائز سکول اور پانچ گرلز سکول کو اپ گریڈ کرنے کے لئے فنڈز مہیا کئے جائیں۔ میں نے سات سکولوں کے لئے وزیراعلیٰ کو درخواست دی تھی اس پر ایک directive بھی جاری ہوا ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ اس پر عملدرآمد کرایا جائے۔

جناب سپیکر! ضلع چنیوٹ آلو، مکئی، مٹر، دھان اور گنا پیدا کرنے والا ایک اہم ضلع ہے مگر صورتحال یہ ہے کہ آلو تیار کرنے پر تین من کی بوری پر تقریباً چھ سات سو روپے کی لاگت آ رہی ہے آج آلو کی بوری دو سو روپے میں فروخت ہو رہی ہے۔ میری گزارش ہے کہ زمیندار اور محکمہ زراعت کے افسران کو بٹھا کر زراعت کے لئے ایک جامع پالیسی بنائی جائے۔ زمیندار جو پیسا لگاتے ہیں ان کو نفع نہیں

ملتا اور ان کو اپنا اصل زر بھی واپس نہیں ملتا لہٰذا ان کو نقصانات سے بچایا جائے۔ زرعی ادویات اور کھاد کو سستا کیا جائے۔ بجلی کے بلوں کو کم کیا جائے تاکہ زمینداروں کو اس کا فائدہ ہو سکے۔

جناب سپیکر! میں نے سنا ہے کہ PPI کی ایک رپورٹ کے مطابق اس سال پولٹری فارم والوں کو 30 کروڑ روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔ پتا یہ چلا ہے کہ 27 روپے میں ایک چوزہ تیار ہوتا ہے لیکن ہیچری والے وہی چوزہ 60,60 روپے کا فروخت کر رہے ہیں۔ جب چوزہ اتنا مہنگا جائے گا تو ان کی تجوریاں تو بھر جائیں گی لیکن سارا بوجھ عوام کے اوپر پڑے گا۔ میرے علم میں یہ بات بھی آئی ہے کہ ضلع چنیوٹ کے لئے electronic games قائم کی جا رہی ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ وہاں ہمارے ضلع میں نوجوانوں کے کھیلوں کی پریکٹس کے لئے کوئی قابل ذکر گراؤنڈ ہی نہیں ہے صرف اِدھر اُدھر کوئی جگہ بنائی گئی ہے۔ وہاں صرف ہاکی کا چھوٹا سا سٹیڈیم ہے جس کو ٹی ایم اے چلا رہا ہے۔ وہاں پر multipurpose hall اور ایسے سٹیڈیم بنائے جائیں تاکہ ہمارے بچے اچھی خدمات دے سکیں۔

جناب سپیکر! میری آخری بات یہ ہے کہ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی خصوصی دلچسپی سے چنیوٹ کے خام لوہا کے لئے سروے ہو رہا ہے۔ پہلے سات مشینیں آئی تھیں اب پانچ مشینیں مزید آ رہی ہیں اور الحمد للہ کام جاری ہے۔ میری اللہ پاک سے بھی دعا ہے کہ ہمارے یہ ادارے جنہوں نے ٹائم دیا ہے کہ ہم اتنے مہینوں میں feasibility report تیار کر دیں گے۔ وہ اس میں کامیاب ہو جائیں اس طرح یہ منصوبہ پورے پاکستان کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لئے سنگ میل ثابت ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مل جل کر کام کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین) اسلام زندہ باد، پاکستان پائندہ باد۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب ظفر اقبال!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ فائزہ احمد ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک مسئلہ کی طرف مبذول کروانا چاہوں گی کہ آپ نے Rules and Business کی amendment Committee کا نوٹیفکیشن کیا تھا۔ میرے حساب سے وہ time barred بھی ہو چکا ہے۔ میں جاننا چاہوں گی اور ایوان میں بھی کافی تشویش پائی جا رہی ہے کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! میرے پاس کل فائل آئی تھی میں نے اس کا ٹائم تین دن کے لئے extend کر دیا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! Rules and Business میں جو اس وقت ترامیم درکار ہیں، اس حوالے سے یہ بہت immediate معاملہ تھا میرا خیال تھا کہ جس seriousness کے ساتھ آپ نے یہ کمیٹی تشکیل دی ہے اسی seriousness سے اس کمیٹی کی چیئر اس issue کو لے گی اور ہم بھی rules میں ترمیم کی تیاری کریں گے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے آج ان سے بات کرنی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! آپ نے کمیٹی کی سفارشات کے بغیر ہی rules amend کرنا شروع کر دیئے ہیں۔ ایک تو اسمبلی کا ٹائم 3:00 بجے تھا اب 2:00 بجے ہو گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس میں کچھ اس قسم کے securities issues تھے جس کی وجہ سے ٹائم تبدیل کیا تھا۔ یہ فیصلہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں کیا گیا تھا جس میں پیپلز پارٹی کی بھی نمائندگی تھی تو ہم نے متفقہ طور پر سکیورٹی کی وجہ سے یہ decision کیا تھا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! اس کے علاوہ ایک حالیہ نوٹیفکیشن ہوا ہے اس پر بھی بہت زیادہ اخبارات میں آیا ہے آپ نے بھی پڑھا ہو گا کہ چیئرمین پی اے سی کی اتھارٹی سیکرٹری اسمبلی کو دی گئی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! کیونکہ محمود الرشید صاحب نہیں آ رہے تھے تو یہ میرا اختیار ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جب rules میں چیزیں موجود ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کو دیکھ رہے ہیں۔ بہت شکریہ

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جب کمیٹی کے ممبران موجود ہیں تو اُن میں سے کسی کو یہ اختیار کیوں نہیں دیا گیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: میرا اختیار ہے اس لئے میں نے ان کو کیا ہے۔ جی، جناب ظفر اقبال!

جناب ظفر اقبال: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے بجٹ 16-2015 کی pre-budget discussion میں اپنے خیالات کے اظہار کا موقع فراہم

فرمایا۔ سب سے پہلے میں وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کا شکرگزار ہوں جنہوں نے میری گزارشات

پر15-2014 کے بجٹ میں میرے علاقے کی سڑکات اور واٹر سپلائی سکیم کو شامل کیا جن پر کام شروع ہو چکا ہے۔ سڑکوں کی تفصیل یہ ہے کہ ایک سڑک بھٹیوٹ سے اٹک کو لنک کرتی ہے جو 12 کلو میٹر لمبی ہے وہ انہوں نے منظور فرمائی۔ جو سکیم میں نام بھٹیوٹ سے سالار تھا وہاں ہمارا احساس ایریا کالا چٹا پہاڑ ہے۔ وہ ایریا کچھ آرمی کے کنٹرول میں ہے اس مجبوری کی بناء پر میرے حلقے کے ایم این اے نے دوبارہ امداد اللہ بوسال کو گزارش کی تو اس کو تھوڑا سا تبدیل کر رہے ہیں اور اس کا لیٹر بھی جا چکا ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ مہربانی فرما کر اس کو بھٹیوٹ سے بوٹا گاؤں جو تحصیل اٹک کا ہے اس کے ساتھ لنک کیا جائے۔ پائی خیل سے گڈی تک تین کلو میٹر تک وزیر خزانہ نے شفقت فرمائی اس روڈ کا کام بھی شروع ہے۔ امن پور سے بھروالا دو موضعات کو لنک کرتا ہے اس پر بھی کام شروع ہے۔

جناب سپیکر! میری گزارشات پر نکا چوک سے کھڈ شریف تیرہ کلو میٹر جو تقریباً تیس سال پہلے روڈ بنی تھی اس کی حالت غیر تھی اس کی rehabilitation کے لئے فنڈز فراہم کئے ہیں وہاں بھی کام شروع ہو چکا ہے۔ بسال میں روندا بھٹیوٹ جو تقریباً چوبیس کلو میٹر بنتا ہے سولہ کلو میٹر کی approval فرمائی ہے اس پر بھی کام شروع ہو چکا ہے دو واٹر سپلائی سکیم جو یونین کونسل پنڈ سلطانی میں آتی ہیں ڈوک کھٹنا اور ڈوک رحمت ان پر بھی کام جاری ہے۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہی ہو گی کہ آئندہ بجٹ16-2015 میں ڈی ڈی سی کمیٹی اور اپنے ضلع کے توسط سے اپنی سکیمیں بھجوائیں گے۔ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ آئندہ بجٹ میں ان کو شامل فرما کر ایک پسماندہ ترین تحصیل کے عوام کی دادرسی فرمائیں گے۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ 6۔ ستمبر کو سیلاب نے میرے حلقہ کی ایک اہم پل جو تراب اور شاہ محمد والی دریا سواں پر واقع ہے وہ ٹوٹ گیا تھا اور میں نے اسی وقت متعلقہ ڈی سی او اور جناب کمشنر کے notice میں لایا اور خود بھی وہاں پہنچ گیا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی خدمت میں 22۔ اکتوبر کو اس سے متعلق عرض کیا اس وقت منشاء اللہ بٹ موجود تھے جو کہ ہمارے راولپنڈی ڈویژن کو deal کر رہے ہیں اور وزیر اعلیٰ نے حکم جاری کیا کہ اس پل کی تعمیر ہونی چاہئے۔ اسی سال مواصلات و تعمیرات ڈیپارٹمنٹ نے ایک میٹنگ کال کی جس میں میرے ایم این اے ملک اعتبار خان صاحب بھی حاضر تھے اور ڈی سی او اٹک بھی حاضر تھے تو انہوں نے اپنی سفارشات مرتب فرما کر وہ وفاق کو بھجوا دیں۔ یہ علاقے کا ایک اہم مسئلہ ہے اور میری آپ کے توسط

سے گزارش ہو گی کہ وزیر خزانہ اس میں ذاتی دلچسپی لے کر اس پل کی تعمیر کا کام جلد از جلد مکمل کرائیں۔ علاقے کے لوگوں میں اضطراب پایا جاتا ہے۔ میری گزارش یہی ہے کہ جتنی جلدی ممکن ہو سکے اس پل کی تعمیر ہونا ضروری ہے۔ تراپ یونین کونسل ڈسٹرکٹ اٹک تحصیل جنڈ پی پی۔19 میں آتی ہے اور شاہ محمد والی ڈسٹرکٹ چکوال میں آتی ہے، 260 بچے ملتان خرد کے ایک مکہ سکول میں زیر تعلیم ہیں، ان کا تعلیمی زیاں ہو رہا ہے۔ ہم نے عارضی طور پر وہاں لفٹ لگوائی ہے کیونکہ بارانی علاقہ ہونے کی وجہ سے وہاں کا source of income نہیں ہے اور لفٹ والے 40 روپے فی کس اس کراسنگ کا لے رہے ہیں اور جن 260 بچوں نے وہاں سکول میں جانا ہے ان کے لئے یہ رقم afford کرنا ناممکن ہے لہٰذا میری گزارش ہو گی کہ وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ کے notice میں لائیں تاکہ جتنی جلدی ممکن ہو سکے اس پل کی تعمیر کا کام مکمل ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! ہمارے ٹی ایچ کیو جنڈ میں ایمبولینس کی حالت ناقابل استعمال ہے اگر کوئی بھی ایمرجنسی ہو جائے تو ہم وہاں دکھنی آئل پلانٹ سے help لیتے ہیں یا پرائیویٹ ایمبولینس ہائر کر کے مریضوں کو ڈی ایچ کیو تک پہنچایا جاتا ہے تو میری گزارش ہو گی کہ آئندہ بجٹ میں ٹی ایچ کیو جنڈ کے لئے ایک ایمبولینس اور 500 ایمپیئر کی ایکسرے مشین فراہم فرما کر علاقے کے لوگوں کی داد رسی فرمائیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب محمد آصف باجوہ صاحب!

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ پی پی۔130 ڈسکہ سٹی اور 82 دیہات پر مشتمل ہے۔ میں وزیر خزانہ کی توجہ بھی اپنی جانب مبذول کرانا چاہوں گا کہ وہ kindly تھوڑی سی توجہ فرمائیں۔ گزارش یہ ہے کہ 2013-14 اور 2014-15 دو سال کی ADP's میں پی پی۔130 کی ایک بھی سکیم نہیں رکھی گئی، ریکارڈ گواہ ہے اور وزیر خزانہ بھی موجود ہیں۔

جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ میری چند ایک گزارشات ہیں ان پر خصوصی توجہ دی جائے کیونکہ میں حلقے کے عوام کو جوابدہ ہوں اور وہ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ آپ کی efforts کیا ہیں؟ مثال کے طور پر ڈسکہ چونکہ پنجاب کی ایک بہت بڑی زرعی تحصیل ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہاں پر چھوٹی سمال انڈسٹریز بھی ہیں۔ ایگریکلچر کے آلات بنتے ہیں، auto parts کی صنعت ہے، وہاں سرجیکل کے آلات بنتے ہیں، فٹبال کی manufacturing ہے اور لیدر گارمنٹس بنتے ہیں جو کہ

export ہوتے ہیں ان وجوہات کی بناء پر وہاں لیدر کی وجہ سے پانی آلودہ ہو چکا ہے اور لوگ ہیپاٹائٹس (سی) کا شکار ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ پی پی۔130 ڈسکہ کے ملحقہ دیہات کو بھی واٹر فلٹریشن پلانٹ کے پلان میں شامل کیا جائے۔ اس کے علاوہ میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ تحصیل ڈسکہ میں جو سول ہسپتال ہے وہ ڈی ایچ کیو level ہے اور وہ ڈی ایچ کیو level صرف declare کر دیا گیا ہے لیکن ڈی ایچ کیو level کی کوئی بھی facilities وہاں پر موجود نہیں ہیں اور وہاں صرف ایک آپریشن تھیٹر ہے۔ اگر کسی آدمی کا آپریشن کرنا ہوتا ہے تو پندرہ دن کے بعد باری آتی ہے تو ہر پندرہ دن کے بعد چار پانچ یا چھ operations کرتے ہیں۔ اس کے بعد پھر لوگوں کی لمبی لائن اور پریشر بڑھتا ہے اور لوگوں کو پھر پرائیویٹ ہسپتال جانا پڑتا ہے۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ آئندہ ADP میں سول ٹی ایچ کیو کی بجائے جو ڈسکہ میں ڈی ایچ کیو level کا ہسپتال ہے جس میں کم از کم تین آپریشن تھیٹر مہیا کئے جائیں اور ان کے لئے فنڈز allocate کئے جائیں تاکہ عوام کو سہولت میسر ہو سکے۔ اس کے علاوہ وہاں ہارٹ کے سپیشل ڈاکٹر کی تعیناتی کر دی گئی ہے لیکن ہارٹ کے متعلقہ کوئی بھی مشینری وہاں نہیں دی گئی تو میری گزارش یہ ہے کہ ڈسکہ کے سول ہسپتال ڈی ایچ کیو level میں echography کے لئے دیگر مشینری دی جائے اور اس کے لئے ٹیکنیکل سٹاف کی ضرورت ہے وہ بھی دیا جائے۔

جناب سپیکر! جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ ڈسکہ میں سمال انڈسٹریز ہیں جس میں ہزاروں لوگ کام کرتے ہیں لیکن وہاں پر skilled labour پیدا کرنے کے لئے کوئی institution نہیں ہے۔ میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ skilled labour پیدا کرنے کے لئے ٹریننگ institution وہاں پر تعمیر کیا جائے تاکہ لوگوں کے جو مسائل ہیں اور لیبر کی جو shortage ہے اس سے skilled Labour پیدا کی جا سکے کیونکہ ڈسکہ میں ایگریکلچر اور سرجیکل کی بہت بڑی صنعتیں ہیں اور اس کے لئے skilled Labour کی ضرورت ہے۔ میری گزارش ہے کہ لیبر کی shortage problem ختم کرنے کے لئے وہاں پر کمرشل ٹریننگ institute کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں یہ گزارش کروں گا کہ ڈسکہ ایک بہت بڑی تحصیل ہے اور یہاں ٹریفک کا بہت رش ہے، وہاں پر بے پناہ لوگوں کے accidents ہوتے ہیں اور لوگوں کو بہت سے problems ہیں لیکن وہاں پر ٹراما سنٹر نہیں ہے۔ اس سے پہلے ٹراما سنٹر کے لئے دو سے تین سال تک

وہاں پر کام ہوتا رہا لیکن نامعلوم وجوہات کی بناء پر ڈسکہ میں ٹراما سنٹر آج تک تعمیر نہیں کیا جا سکا جبکہ وہاں ہسپتال میں ٹراما سنٹر کے لئے جگہ بھی مختص کی جا چکی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ تحصیل ڈسکہ میں دو تین نہریں ہیں وہاں روزانہ کچھ نہ کچھ incidents ہوتے ہیں لیکن آج تک ڈسکہ میں 1122 کی کوئی سروس مہیا نہیں کی گئی تو میری گزارش ہے کہ 1122 کی سہولت بھی وہاں پر دی جائے۔ اس کے علاوہ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ڈسکہ ایک بہت بڑا شہر ہے اس میں بچوں کے لئے ایک بھی پبلک پارک نہیں ہے۔ اگر ہم بچوں کو کھیلوں کے میدان اور پارک نہیں دیں گے تو ان کی غیر نصابی سرگرمیوں کو improve نہیں کیا جا سکے گا۔

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ وہاں پر سرکاری زمین بھی موجود ہے اس کو پبلک پارک کے لئے مختص کئے جانے کا حکم صادر فرمایا جائے۔ اس کے علاوہ ڈسکہ میں تین چار بڑے بڑے گاؤں ہیں ایک گاؤں کا نام گلوٹیاں ہے اور گلوٹیاں میں ہزاروں کی تعداد میں بچیاں ہیں لیکن وہاں پر کوئی کالج نہیں ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ گلوٹیاں کے لئے ایک گرلز کالج کا قیام عمل میں لایا جائے تاکہ بچیوں کو جو ایجوکیشن کے لئے مسائل ہیں ان پر قابو پایا جا سکے۔ اس کے علاوہ وہاں اور بھی بہت زیادہ problems ہیں وہاں ایک گلوٹیاں سڑک ہے جو PHP سے گلوٹیاں سرائے تک جاتی ہے تو اس میں کم از کم پندرہ گاؤں ہیں لیکن کچہ راستہ ہے اور لوگوں کو شہر میں آنے کے لئے بے پناہ مشکلات ہیں۔ میری گزارش ہے کہ PHP گوجرانوالہ روڈ سے لے کر گلوٹیاں صابو سرا، گھوکل تک جو سڑک ہے اس کو تعمیر کیا جائے اور ایک سڑک آدم کے چیمہ اڈا سے لے کر براستہ وصن کے، شمسا کے چیمہ اور بھلر کو جاتی ہے وہ آج سے تقریباً 20 سال پہلے تعمیر ہوئی تھی لیکن آج تک اس کی repair پر ایک سو روپیہ بھی خرچ نہیں کیا گیا۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس کی widening اور repair کے لئے بھی فنڈز رکھے جائیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ڈسکہ ایک بہت بڑا شہر ہے وہاں لیبر کے مسائل ہیں اور غریب لوگ ہیں جس طرح میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا وژن ہے کہ غریب لوگوں کو حکومت گھر دے گی۔ ڈسکہ میں کئی جگہیں خالی پڑی ہوئی ہیں اور محکمہ ہاؤسنگ والوں نے visit بھی کیا ہے اور انہوں نے مجھے کہا کہ ہم بہت جلد وہاں پر ہاؤسنگ کالونی غریب لوگوں کے لئے شروع کرنے جا رہے ہیں لیکن آج تک وہاں پر جگہ ہونے کے باوجود ہاؤسنگ کالونی شروع نہیں کی جا سکی۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس ADP میں ڈسکہ کے شہریوں کے لئے ایک ہاؤسنگ کالونی بنائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، wind up کریں۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں wind up کرتا ہوں۔ میں ایک گزارش کرنا چاہوں گا کہ آج سے دس سال پہلے جب ایک لاکھ روپے رجسٹریشن فیس پر 16 فیصد ٹیکسز لیتے تھے تو لوگ ٹیکس بچاتے تھے آج ایک لاکھ پر 4 فیصد ہے تو آج بے پناہ لوگ رجسٹریشن کرا رہے ہیں اور حکومت کو فنڈز دیئے جاتے ہیں۔ میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ ٹیکس کی ratio کو کم کیا جائے۔ اگر ہم ٹیکس کی ratio کو کم کریں گے تو لوگ ٹیکس دیں گے اور اگر ہم ٹیکس کی ratio کو بڑھائیں گے تو لوگ کرپشن کی طرف مائل ہوں گے اور ٹیکس نہیں دیں گے۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ کسی بھی قسم کے جو ٹیکس ہیں ان کو نہ بڑھایا جائے اور جو لوگ پہلے ٹیکس دے رہے ہیں ان کا مزید گلہ نہ گھونٹا جائے۔ نئے لوگوں کو ٹیکس کلچر میں شامل کیا جائے اور ان کو ٹیکس نیٹ میں لایا جائے تاکہ جو لوگ ٹیکس نہیں دیتے ان سے ٹیکس لیا جا سکے اور یہ ملک ترقی کر سکے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری عبدالرزاق ڈھلوں صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، ملک محمد وارث کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ میرا تیرھواں بجٹ ہے لیکن جو میں نے دیکھا ہے یہ ایک ریت ہے، روایت ہے اور وہ پوری کی جاتی ہے۔ Pre-budget and budget session میں بھی تقاریر ہوتی ہیں، اس کا اہتمام حجت میں بھی کر رہا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں conclude کروں گا کہ میرے ذہن میں کیا خیالات ہیں یا میں کیا چاہتا ہوں اور کیا proposal دینا چاہتا ہوں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کلو صاحب! آپ بولیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! حکومت کے حوالے سے، ریاست کے حوالے سے، آج کل اس ماڈرن دور میں، اکیسویں صدی میں کس طرح کی ریاستیں چل رہی ہیں، کس طرح کی حکومتیں چل رہی ہیں، اس میں ہمیں کیا کرنا چاہئے اور کیسے کرنا چاہئے؟ اس میں بہت کچھ ہو بھی رہا ہے لیکن کافی چیزیں رہ بھی جاتی ہیں کیونکہ ہمیشہ کوئی بھی چیز complete نہیں ہوتی اور ہر جگہ پر گنجائش ہوتی ہے۔ میں تھوڑا سا sectorial کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا۔ میں یہ دیکھتا ہوں کہ 70 فیصد لوگ یہاں پر کاشتکار

بیٹھے ہیں، میں لفظ زمیندار اس لئے use نہیں کرتا کیونکہ زمیندار اگر کوئی تھا تو آج کل سندھ میں ہے۔ Reforms کے بعد یہاں پر تو سب لوگ کاشتکار ہیں۔ 70 فیصد کاشتکار لوگ بیٹھے ہیں اور جو باقی 30 فیصد ہیں وہ لوگ بھی کسی نہ کسی حوالے سے تو کیا بلکہ ہر حوالے سے وہ بھی زمین کے ساتھ attached ہیں۔ ان کا گزر بسر، ان کی رہائش اور ان کا کھانا پینا ہر شے زمین کے ساتھ وابستہ ہے لیکن سب سے neglected محکمہ مال ہے جس کو ہم محال کہتے ہیں، محکمہ مال کہتے ہیں، اس حوالے سے پچھلے تیرہ سال سے جو میں نے دیکھا ہے، سب سے زیادہ neglected ہمارا محکمہ مال ہی ہے۔ بہت اچھا ہوا ہے ابھی کمپیوٹرائزیشن بھی شروع ہو چکی ہے اور اس کے بڑے positive result بھی ہوں گے لیکن جو اس کی basics ہیں۔

جناب سپیکر! آپ بھی زمیندار ہیں، میں بھی ایک چھوٹا سا زمیندار ہوں basics کیا ہیں؟ آج بھی اس وقت جس لاہور میں، میں ہوں اس کے سارے جھگڑے، سو فیصد صرف اس وجہ سے ہیں کہ محکمہ مال کا جو ریکارڈ ہے اس کو کبھی چھیڑا ہی نہیں گیا، اس کو کبھی درست ہی نہیں کیا گیا وہ آج بھی قسط وار پر پڑا ہے۔ اس کی کلہ بندی ہوئی ہے اور نہ اس کی اشتمال ہوئی ہے۔ پرانے زمانے کی تاریخ میں ہم پڑھتے آ رہے ہیں اور سنتے چلے آ رہے ہیں کہ شیر شاہ سوری یہ کر گیا تھا۔ مسلمانوں کی اصلاحات میں یہ ہوا اور فلاں یہ کر گیا۔ ہمارے ہاں زمین کے حوالے سے کوئی اصلاحات نہیں ہوئیں اور آج بھی جس آفیسر کو سزا دینی ہوتی ہے اس کو ممبر ریونیو بورڈ بنا کر، ریونیو بورڈ میں dump کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو یہ تجویز دوں گا کہ خدارا ہمارے سو فیصد جھگڑے، زمینوں کے ہیں، کچہریاں بھری پڑی ہیں، جیلیں بھری پڑی ہیں اور یہ اسی وجہ سے بھری پڑی ہیں اس کے لئے سپیشل زمین کے جو disputes arise ہو رہے ہیں، یہ سارے کے سارے اس لئے ہو رہے ہیں کہ ہم اس پر کوئی توجہ نہیں دے رہے۔ کہیں قسط وار چل رہی ہے اور کہیں کلہ بندی لٹکی ہوئی ہے۔ آج تک اس میں سب سے بڑا ظلم یہ ہوا ہے کہ ہم میں سے ایک نعرہ لگتا ہے اور ہم سب اس نعرے کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ نعرہ یہ لگا ہے کہ "پٹواری کو ختم کر دو" بہت بڑی بات ہے پٹواری کو ختم کر دو۔ پٹواری کو ختم کر کے، پٹوار کی جو چیزیں تھیں وہ بھی ختم ہو گئیں۔ اب کسی کو تریڑی کا پتا ہے اور نہ کسی کو قسط وار کا پتا ہے بلکہ آج کل کے پٹواریوں کو بھی نہیں پتا۔ ہم نے جو کمپیوٹر پر بندے بٹھا رکھے ہیں ان بے چاروں کو کیا پتا۔ عرصہ دراز ہو گیا ہے کم از کم ان تیرہ سالوں میں، میں نے کوئی ٹریننگ ہوتی نہیں دیکھی۔ اس سلسلے

میں میری یہ عرض ہے کہ زمین کے لئے ریونیو بورڈ کو ایک نئے سرے سے revamp کرنے کے لئے record establish کرنے کے لئے اس محکمہ پر توجہ دی جائے۔

جناب سپیکر! اب میں اسی زمین کے حوالے سے اریگیشن کی طرف آؤں گا۔ آج میں نے ادھر تقریر کرنی تھی، مجھے آج صبح صبح بڑی اچھی خبریں ملیں چونکہ میں پہلے بھی ایک دفعہ یہاں تقریر کر چکا ہوں سی جے لنک بنی، سی جے لنک آگے پانی دے رہی تھی اور سی جے لنک میں سے ہی گریٹر تھل نے نکلنا تھا۔ سال 2000 میں گریٹر تھل شروع ہوئی اور 05-2004 میں اس کا first phase complete ہو گیا اربوں روپے اس پر لگ گئے، وہاں پر چیف انجینئر ہے، ایس ای ہے، ایکسیئن ہے بلکہ سارا عملہ موجود ہے۔ آج صبح ہی مجھے پتا چلا ہے کہ اس کے لئے انہوں نے پورا پروگرام بنایا ہے، میں نے یہاں پر آپ کے توسط سے بھی بات پہنچائی، سیکرٹری سے بھی ملا، وزیراعلیٰ سے بھی گزارش کی اور اب وہ کام شروع ہو رہا ہے۔ اللہ کرے کہ وہ گریٹر تھل کا جو first phase ہے اس کے لئے پیسے رکھے جائیں تاکہ وہ اربوں روپے جو اس وقت ضائع ہو رہے ہیں ضائع نہ ہوں۔ میرا سارا علاقہ صحرا ہے نور پور تھل اور منکیرہ جو finally چوبارہ تک جاتا ہے۔ سونا اگلتی ہوئی یہ زمینیں ہیں لیکن وہاں پر توجہ کوئی نہیں، عملہ سمیت ہر چیز موجود ہے اور وہ تنخواہیں لے رہے ہیں لیکن کام کوئی نہیں ہے۔ اسی سلسلے میں میری گزارش ہو گی کہ اس کے لئے پیسے رکھیں، فنڈز رکھیں تاکہ گریٹر تھل کا جو first phase ہے وہ مکمل ہو، وہ first phase تو چلائیں جس پر اربوں روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح اب میں محکمہ صحت اور تعلیم کے متعلق عرض کرتا ہوں۔ اس میں بے انتہا کام ہونے والا ہے۔ ابھی کل پرسوں ہمیں تو دعوت بھی نہیں تھی، ہمیں تو اس کا پتا ہی نہیں تھا "پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب" یہ ایک بڑا نعرہ لگا اور اس کا یہاں پر function بھی ہوا اور اس میں ہمارے کئی دوست بھی گئے تھے جن کو invitation تھا۔ ایک طرف تو ہم کہہ رہے ہیں کہ 2018 تک ہم ہر بچے کو سکول بھیجیں گے۔ On the contrary Mr. Chairman آپ ریکارڈ دیکھ لیں کہ ہم نے پابندی لگا دی ہے کہ کوئی نیا پرائمری سکول نہیں کھلے گا، گورنمنٹ سیکٹر میں پرائمری سکول نہیں کھلے گا۔

جناب سپیکر! آپ اپنے علاقے کو دیکھیں، دور دراز کے علاقوں کو دیکھیں، میرے علاقے کو دیکھیں چوبارہ کو دیکھیں، منکیرہ کو دیکھیں۔ یہاں بیٹھے فیصلہ ہو جاتا ہے کہ یہاں لاہور میں ایک وارڈ میں، ایک ایک محلے میں اتنے سکول ہیں لہٰذا اب کسی پبلک سکول کی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ پرائیویٹ سکول آ گئے ہیں۔ کیا فیصلے اس طرح سے ہوتے ہیں۔ اب آپ دیکھیں کہ یہاں لاہور سے

فیصلہ ہو گیا ہے کہ "New School Opening" نہیں ہو گی، وہ ہم نے اب PEF کو دے دی ہے۔ اب PEF کی شرائط اتنی سخت ہیں جو ہمارے علاقہ میں میسر ہی نہیں ہیں۔ پہلے وہ بندہ گریجویٹ ہو، ماسٹر ہو اور وہ یہ ہو۔ پہلے تو ہم اس بندے کو ڈھونڈیں جو ان شرائط پر پورا اترتا ہو۔ ہمارے علاقے میں کون گریجویٹ ہے، کدھر سے گریجویٹ ملے گا، اسے ہم کدھر سے لائیں گے؟ پھر وہ اپنا مکان لائے، وہ اتنی سخت شرائط پوری نہیں ہو سکتیں۔

جناب سپیکر! دوسری طرف ہم نے ایک اور سکیم بھی بنائی جس میں ہم نے لڑکے اور لڑکیوں کو کہا کہ ہم ماڈرن لوگ ہیں۔ ہاں لاہور میں تو ہم ماڈرن ہیں، میں تو خود ماڈرن ہوں، ہم لاہور میں تو ماڈرن ہو گئے۔ میری تو اب ضرورت ہی نہیں ہے کوئی صنف کی بات ہی نہیں ہے، بچوں اور بچیوں کے سکول یہاں پر اکٹھے ہیں، وہ ہم نے اکٹھے کر دیئے ہیں۔ بہترین بلڈنگز خالی پڑی ہیں وہاں پر "رل" رہی ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ زمیندار وہاں پر کھوتے باندھتے ہیں اور گدھے باندھتے ہیں اور ہمارا فیصلہ ہو گیا ہے، ہم نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ لڑکے اور لڑکیوں کا سکول ہم اکٹھا کریں گے۔ اب ان کا کیا کریں، یہاں میں ماڈرن ہو چکا ہوں، میری یہ psyche اور ہے، میرے گاؤں کی میرے رشتہ داروں کی، میری برادری کی psyche اور ہے۔

جناب سپیکر! آپ تو اسی قسم کے علاقے سے تعلق رکھتے ہیں، وہاں کے لوگ چوتھی پانچویں کی بچیوں کو بچوں کے سکولوں میں نہیں بھیجتے۔ وہ کہتے ہیں ہم نے اپنی بچیوں کو بچوں کے سکول میں نہیں بھیجنا۔ اب آپ زبردستی کریں گے؟ اس طرح تو پھر امریکہ بھی چاہتا ہے کہ یہ کیوں نہیں سیدھے ہوتے، اسی طرح چلیں، آج دنیا میں، ورلڈ میں "رولا" کیا ہے یہی "رولا" ہے کہ امریکہ چاہتا ہے کہ دنیا پوری اس طرح چلے جس طرح ہم چاہتے ہیں۔ اگر یہاں بھی ہم یہ چاہیں گے کہ لاہور کی طرح پورا ڈیرہ غازی خان، راجن پور اور نور پور تھل، منکیرہ بھی اس طرح ہو جائے جس طرح کی سوچ لاہور کی ہے، یہ بھی اسی سوچ پر چل پڑیں یہ ممکن نہیں ہے۔ یہاں پر میرے وزیر خزانہ بیٹھے ہیں میں ان کو یہ عرض کروں گا کہ آپ کی وہ بلڈنگیں ختم ہو رہی ہیں، وہ غلط فیصلہ ہوا تھا اور دلیری اسی میں ہے کہ غلط فیصلے کو آپ مانیں۔ آپ ان سکولوں کو دوبارہ کھولیں اور ان کے لئے بجٹ رکھیں۔ وہاں سکول چلائیں، اگر آپ نے 2018 میں جانا ہے تو پھر new school open کریں، اگر آپ نے "پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب" کے targets پورے کرنے ہیں تو پھر آپ ادھر جائیں۔

جناب سپیکر! دوسری طرف یہ حال ہے جیسے کل میرے بھائی فرما رہے تھے کہ یہاں واقعی پرائیویٹ سکول نرسری کے بچے کا تیس تیس ہزار روپیہ لے رہے ہیں اور ہم سارے لوگ مقابلے میں نرسری کے بچے کا تیس تیس ہزار روپیہ دے رہے ہیں۔ یہ نئی shape آئی ہے نیا زمانہ آیا ہے تو یہاں کوئی اتھارٹی ہی بنا دیں جو ان کو کنٹرول کرے جو لوگوں کا خون چوس رہے ہیں۔ یہاں کوئی آرگنائزیشن نہیں ہے جو حکومتی سطح پر پرائیویٹ سکولوں کو کنٹرول کر سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کلو صاحب! بہت شکریہ

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ مجھے تھوڑا سا بولنے دینا۔ میں کہہ رہا تھا کہ ان لوگوں کو کنٹرول کرنا ضروری ہے اس کے لئے ایک اتھارٹی بنائیں اور ان کو کنٹرول کریں۔ آپ ہیلتھ کی طرف آ جائیں میں نے ادھر تین دفعہ قرارداد پاس کروائی کہ میرے علاقے بھکر، نور پور تھل اور منکیرہ سے مریض چلتے چلتے لاہور آتے آتے پنڈی بھٹیاں کراس نہیں کرتا اور اس کی death ہو جاتی ہے لیکن آج تک کبھی کسی نے اسے درخور اعتنا نہیں سمجھا۔ آپ ڈائریکٹ ٹیکسیشن کرتے ہیں اور پوری ٹیکسیشن کر رہے ہیں اس ڈائریکٹ ٹیکسیشن میں نور پور تھل کے بندے کا بھی اتنا ہی contribution ہے جتنا لاہور کے بندے کا ہے۔ بھائی خدا کے لئے ہمیں کارڈیالوجی سنٹر تو بنا دیں، چھ اضلاع کے درمیان ہی بنا دیں۔ مجھے خوشاب میں نہ دیں، سرگودھا میں دے دیں اور بھکر میں دے دیں، میانوالی میں دے دیں چونکہ مریض وہاں سے آتے ہوئے لاہور نہیں پہنچتا۔ آپ پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں جا کر اس کا حشر دیکھیں۔ وہاں صورتحال یہ ہے کہ اگر ایک بندے نے انجیو گرافی کرانا ہوتی ہے تو ایک ایک بستر پر چھ چھ بندے لیٹے ہوئے ہیں۔ اگر تو بجٹ یہی ہے کہ ہم نے 350۔ ارب روپے کا ڈویلپمنٹ بجٹ رکھ لیا، آپ کو یاد ہو گا کہ جب ہمارے ہاں چنے کی فصل آتی ہے تو درانتیاں صاف ہوتی ہیں، دوسری چیزیں تیز ہوتی ہیں چونکہ ہماری فصل آ رہی ہے۔ جب یہ بجٹ آتا ہے اور پھر آپ بجٹ کے بعد جو مرضی سیکرٹری لگا لیں یا اوپر سے جو مرضی کر لیں لیکن نیچے سے محکمہ مواصلات و تعمیرات چھریاں تیز کر لیتا ہے جس طرح قربانی پر بکرے کے لئے کی جاتی ہیں اور وہ سارا 400،300۔ ارب روپیہ eat up ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! کل میرے بھائی وسیم صاحب نے کہا کہ NFC کی طرح PFC بنایا جائے، نہ بنائیں لیکن sectorial need کے مطابق پیسا تقسیم کریں کہ کس سیکٹر کو کتنی ضرورت ہے، علاقائی ضرورت کے مطابق کریں۔ اگر اس وقت نور پور تھل میں میری بہنیں، میری بیٹیاں اور ہم صحرا میں

گھوڑوں اور اونٹوں پر سفر کرتے ہیں لیکن ہم ٹیکس تو برابر کا دیتے ہیں۔ آپ راجن پور کی حالت بتا دیں، ڈیرہ غازی خان کی حالت بتا دیں ادھر میرے دوست بیٹھے ہیں کیا صرف اس لئے آئے ہیں کہ ہم ان لوگوں سے آکر ایم پی اے صاحب بن گئے اور ایم پی اے صاحب بن کر اپنے علاقوں میں چلے جائیں۔ نہیں، ہم نے دُہائی تو دینی ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری جائز معروضات ہیں وزیر خزانہ ناراض بھی نہیں ہوں گے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں کہ لاہور پر پیسے لگائیں، اسلام آباد پر لگائیں، میں نے آج سے پانچ سال پہلے تجویز دی تھی کہ آپ لاہور پر پیسا لگا کر لاہور کے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں ہر کوئی بھاگا بھاگا لاہور آ رہا ہے اور آپ سے لاہور کی آبادی سنبھالی نہیں جائے گی اس لئے آپ ایسا کریں کہ بھیرہ کے پاس بے شمار زمین پڑی ہے جو اسلام آباد سے خوبصورت علاقہ ہے، وہاں ایک نیا شہر بسا دیں اور وہاں پوری ایجوکیشن، ہیلتھ اور باقی سہولتیں دیں۔ اگر ملک ریاض جنگلوں میں جا کر بسا سکتا ہے تو ہم کیوں نہیں کر سکتے؟ ہماری ساکھ ہے آپ کو profit ہو گا۔ آپ کو بجٹ میں سے بھی کچھ نہیں دینا پڑے گا۔ آپ بھیرہ سے آگے ایک نیا اسلام آباد، ایک نیا لاہور بسائیں اور اگر وہاں آپ کو profit نہ ہو تو میں ذمہ دار ہوں۔

جناب سپیکر! ہم نے manage کرنا ہے، ہم نے روایتی ہتھکنڈوں کو چھوڑنا ہے، ہم نے ایڈہاک ازم کو چھوڑنا ہے، ہم نے صرف وہ نہیں کرنا کہ اس سے پبلک خوش ہو گی اور اس سے خوش نہیں ہو گی۔ جب ہم cogent قسم کے کام کریں گے اور صوبے میں کام کر کے دکھائیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ پبلک آپ کے پیچھے پیچھے ہو گی۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے برداشت کیا once again میں وزیر خزانہ سے بھی معذرت چاہتا ہوں میں اپنے علاقے کے لوگوں کے مسائل یہاں بیان کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ گریٹر تھل کینال بنے پندرہ سال ہو گئے ہیں اور اس پر اربوں روپے لگ گئے ہیں لیکن وہ چالو نہیں ہو رہی ادھر محکمے کے چیف سے لے کر نیچے تک افسران و اہلکاران موجود ہیں لیکن پانی نہیں مل رہا۔ زرخیز زمینیں ایسے ہی بنجر پڑی ہیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: کلو صاحب! بہت شکریہ۔ جناب محمد نعیم انور صاحب!

جناب محمد نعیم انور: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔ میرا تعلق پنجاب کے انتہائی پسماندہ ضلع بہاولنگر کی انتہائی پسماندہ تحصیل فورٹ عباس سے ہے۔ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہاکڑہ اور صادقیہ نہر کی remodeling کے لئے ایک ارب روپیہ مختص کیا جس سے انشاء اللہ جلد کام شروع ہو رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے میرا

علاقہ جو ٹیل در ٹیل ہے وہاں پر ہمارا پانی کا جو بہت دیرینہ مسئلہ تھا یہ منصوبہ مکمل ہونے پر انشاء اللہ تعالیٰ وہ حل ہو جائے گا۔ تحصیل فورٹ عباس اور تحصیل ہارون آباد کے پچاس ایسے دیہات ہیں جو سیم کی وجہ سے ختم ہو چکے ہیں یہ وہ علاقے تھے جن کی زمینیں سونا اگلتی تھیں، کاٹن کا بہترین علاقہ تھا لیکن آج بد قسمتی سے وہ سیم کی وجہ سے ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ لوگ وہاں سے نقل مکانی کر کے چلے گئے ہیں وہ زمیندار جو رقبوں کے مالک تھے آج وہ محنت مزدوری کر کے اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پال رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس بجٹ میں ان پچاس دیہات کے رقبے کو بحال کیا جائے تاکہ جو لوگ وہاں سے نقل مکانی کر کے چلے گئے ہیں وہ واپس آ کر اپنی زمین بحال کر کے اپنا پیٹ پوجا کریں۔ میرے حلقے کا نصف رقبہ چولستان پر ہے اور چولستان لاکھوں ایکڑ پر محیط ہے یہ رقبہ انتہائی زرخیز ہے صرف پانی کی کمی ہے۔

جناب سپیکر! میری تجویز ہے کہ اس بجٹ میں کوئی ایسا منصوبہ رکھا جائے جس سے چولستان کا انتہائی زرخیز رقبہ آباد کیا جائے اس سے ہمیں روزگار ملے گا اور ملکی معیشت بھی مضبوط ہو گی۔ چولستان میں چولستانیوں کا انحصار مال مویشی اور بھیڑ بکریاں پالنے پر ہے۔ لائیو سٹاک ڈیری ڈویلپمنٹ کے حوالے سے میری یہ تجویز ہے کہ ان چولستانیوں کو بلا سود قرضے دیئے جائیں اس سے لائیو سٹاک میں بہت بہتری آئے گی، اس سے مقامی لوگوں کو روزگار ملے گا اور ملک کو دودھ اور گوشت ملے گا۔

جناب سپیکر! دور دراز اور پسماندہ علاقوں میں ڈاکٹروں کی کمی ایک دیرینہ اور پیچیدہ معاملہ ہے۔ ایسی پالیسی بنائی جائے جس میں ڈاکٹروں کو خصوصی پیکیج دے کر انہیں پسماندہ علاقوں میں راغب کیا جا سکے۔ ٹی ایچ کیو فورٹ عباس میں 27 ڈاکٹروں کی بجائے صرف 10 ڈاکٹر ہیں وہاں لیڈی ڈاکٹروں کی 13 اسامیاں ہیں لیکن وہاں ایک بھی لیڈی ڈاکٹر نہیں ہے۔ میں نے پچھلے اجلاس میں بھی یہی عرض کی تھی کہ ہمیں لیڈی ڈاکٹر مہیا کی جائے لیکن بد قسمتی دیکھئے کہ گزشتہ ڈیڑھ دو سال سے ٹی ایچ کیو ہسپتال میں کوئی لیڈی ڈاکٹر نہیں ہے اور ہماری مائیں، بہنیں، بیٹیاں دائیوں اور عطائیوں کے رحم و کرم پر ہیں۔ چھ سات سال پہلے ایک این جی او نے ٹی ایچ کیو ہسپتال میں کارڈیالوجی set up بنایا تھا اس میں latest مشینری لگائی گئی لیکن وہ مسلسل چھ سال سے بند پڑا ہوا ہے۔ بد قسمتی دیکھئے کہ وہ آج تک functional نہیں ہو سکا۔ وہاں پر کوئی سٹاف، ان کا بجٹ اور فنڈز مہیا نہیں کئے جا سکے اس لئے وہ مشینری زنگ آلود ہو رہی ہے۔ یہ پسماندہ ترین علاقہ ہے اور ایک این جی او نے ہمیں یہ سنٹر بنا کر دیا تھا

لیکن گزشتہ چھ سات سالوں سے وہ کارڈیالوجی سنٹر بند پڑا ہوا ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس کارڈیالوجی سنٹر کے لئے funds مختص کئے جائیں، وہاں پر ٹیکنیکل سٹاف اور ڈاکٹرز مہیا کئے جائیں۔

جناب سپیکر! بڑے شہروں کے ہسپتالوں کے ساتھ ساتھ ہمارے پسماندہ علاقوں میں قائم شدہ چھوٹے ہسپتالوں پر بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ہمارے علاقے میں BHUs اور RHCs کی بہت بُری حالت ہے۔ میرے حلقے کے اندر چودہ BHUs ہیں لیکن کسی ایک میں بھی ڈاکٹر یا لیڈی ڈاکٹر موجود نہیں اور سارے BHUs خالی پڑے ہوئے ہیں۔ ہمیں شعبہ صحت، تعلیم، پینے کے صاف پانی اور زراعت پر بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! تھانہ کلچر کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ پولیس ملازمین کی تنخواہیں اور محکمہ پولیس کا بجٹ بڑھایا گیا لیکن اس کے کوئی مثبت نتائج نہیں نکل سکے۔ اس وقت ہمارے کسان اور کاشتکار مفلوک الحال ہیں۔ وہ اس وقت پس چکے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ کسان کو بجلی، زرعی ادویات، ٹریکٹر، کھادوں اور زرعی مشینری پر subsidy دی جائے تاکہ شعبہ زراعت میں بہتری آسکے۔

جناب سپیکر! ٹیکنیکل تعلیم پر زیادہ توجہ دی جائے اور اس حوالے سے ایک جامع منصوبہ بندی کی جانی چاہئے کیونکہ ہم قوم کے نوجوانوں کو ہنرمند بنا کر بے روزگاری کو ختم کر سکتے ہیں۔ میرے پورے حلقے کے اندر کھیلوں کے لئے کوئی میدان یا سٹیڈیم نہیں بنایا گیا۔ ملک میں اس وقت لوڈشیڈنگ کا بحران ہے اور حکومت اس پر قابو پانے کے لئے بھرپور کوشش کر رہی ہے۔ میری تجویز ہے کہ بجلی اور ڈیزل سے چلنے والے ٹیوب ویلوں کو سولر انرجی پر منتقل کیا جائے اور اس مقصد کے لئے کسانوں کو subsidy دی جائے۔ اسی طرح ٹیکس وصولی کے نظام میں جو بدانتظامی ہے اسے بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔ ٹیکس وصولی کے نظام میں موجود خامیوں کو دُور کرنے اور corruption پر کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے۔ محاصل بڑھانے کی ضرورت ہے اور جو لوگ ٹیکس نہیں دیتے انہیں tax network میں لایا جائے۔

جناب سپیکر! ٹمبر مافیا کے سدّباب کے لئے کوئی منصوبہ بندی نہیں کی گئی۔ میرے حلقے میں دودھلاں جنگل بارہ ہزار ایکڑ پر مشتمل ہے۔ پہلے وہ بڑا گھنا جنگل تھا لیکن بدقسمتی سے ٹمبر مافیا نے اس کا مکمل صفایا کر دیا ہے۔ وزیراعلیٰ پنجاب کے حکم پر ایک نہر کی انکوائری ہوئی جس کے نتیجے میں ساڑھے سولہ کروڑ روپے غبن کی ایف آئی آر درج کی گئی۔ ٹمبر مافیا نے اس دودھلاں جنگل کا مکمل صفایا کر دیا ہے۔ اس جانب توجہ دی جائے اور اس ٹمبر مافیا کے خلاف action لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ wind up کر لیں۔

جناب محمد نعیم انور: جناب سپیکر! میرے حلقے میں پانچ قلعے ہیں لیکن شاید یہ محکمہ آثار قدیمہ کو نظر نہیں آتے۔ ہمیں اپنے اس تاریخی ورثہ کو محفوظ کرنا چاہئے اس سے سیاحت کو فروغ ملے گا۔ میرے حلقے میں بہت سے ایسے دیہات ہیں کہ جہاں زیر زمین پانی انتہائی کڑوا ہے۔ لوگوں کو صاف پانی مہیا کرنا حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ جن علاقوں کا پانی انتہائی کڑوا اور زہریلا ہے وہاں ترجیحی بنیادوں پر صاف پانی مہیا کیا جائے۔ بہت مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اب جناب جاوید اختر بات کریں گے۔

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے pre-budget discussion میں participate کرنے کا موقع عنایت فرمایا ہے۔ سب سے پہلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا۔ ہمارے ہاں رود کوہی کا نظام ہے جو کہ قیام پاکستان سے لے کر آج تک چل رہا ہے۔ وزیر اعلیٰ کی مہربانی سے Sori Lund Hill Torrent پر کام شروع ہو چکا ہے اور اس کا تخمینہ 2۔ارب روپے لگایا گیا ہے۔ اس پراجیکٹ سے جو فوائد حاصل ہوں گے میں وہ بھی بتانا چاہوں گا۔ سیلاب کی وجہ سے ہر سال ہزاروں ایکڑ رقبہ برباد اور لاکھوں لوگ بے گھر ہو جاتے ہیں۔ اب اس پراجیکٹ کے مکمل ہونے سے تقریباً 38 ہزار ایکڑ رقبہ زیر کاشت آئے گا اور لوگوں کے معاشی حالات بدلیں گے۔ میں اس پر وزیر اعلیٰ پنجاب کو ایک مرتبہ پھر مبارکباد دینا چاہوں گا اور تہہ دل سے ان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! اب میں آئندہ مالی سال کے بجٹ کے حوالے سے بات کروں گا۔ میرا خیال ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ وسائل کا رُخ شہروں کی بجائے دیہات کی طرف موڑا جائے اور آپ کو اس کے بڑے دُور رَس نتائج ملیں گے۔ ہماری ستّر فیصد سے زیادہ آبادی دیہات میں رہتی ہے۔ جب NFC Award آبادی کی بنیاد پر دیا جاتا ہے تو پھر صوبے کے وسائل آبادی کے تناسب سے کیوں نہ خرچ کئے جائیں؟ لاہور، ملتان، ڈیرہ غازی خان اور راولپنڈی بھی ہمارے شہر ہیں ان پر ضرور خرچ کریں لیکن میری وزیر خزانہ سے خصوصی گزارش ہے کہ آبادی کے تناسب سے دیہی علاقوں کی طرف زیادہ توجہ دی جائے اس سے دُہرا فائدہ ہوگا ایک تو 70 فیصد سے زیادہ آبادی کو اس کے حقوق ملیں گے اور دوسرا حکومت وقت کو اس کا سیاسی فائدہ بھی ہوگا۔

جناب سپیکر! چونکہ آپ نے وقت بہت محدود رکھا ہوا ہے اس لئے میں صرف تین چار محکمہ جات کے حوالے سے بات کروں گا۔ میں شعبہ تعلیم، صحت، زراعت، آبپاشی اور امن وامان کے حوالے سے بات کرنی چاہوں گا۔ محکمہ صحت کے حوالے سے کافی دوستوں نے بات کی ہے۔ ہمارے علاقوں کے BHUs اور RHCs کی حالت انتہائی خراب ہے۔ اس حوالے سے میری ایک تجویز ہے کہ جو بھی ڈاکٹر یا لیڈی ڈاکٹر بھرتی کئے جائیں ان کے لئے دو سال تک دیہی علاقوں میں سروس کرنا لازمی قرار دے دیا جائے۔ میرا قصبہ شادن لنڈ ساٹھ ہزار آبادی پر مشتمل ہے۔ اگر کوئی حادثہ ہو جائے تو ڈیرہ غازی خان جاتے جاتے مریض ادھ موا ہو جاتا ہے۔ وہ وہاں سے ملتان refer کرتے ہیں اور اس طرح وہ راستے میں ہی expire ہو جاتا ہے لہٰذا جو بھی نئے ڈاکٹر یا لیڈی ڈاکٹر بھرتی ہوں ان کے لئے یہ شرط لگا دی جائے کہ وہ BHU یا RHC میں ضرور تعینات ہوں گے۔ اس سے دیہاتی ہسپتالوں میں حالات بہتر ہوں گے اور لوگوں کو صحت کی سہولتیں میسر آئیں گی۔ دیہات میں صحت اور تعلیم کے بُرے حالات کے حوالے سے ابھی بہت سے معزز ممبران نے بات کی ہے تو ان کو بہتر کرنے کے لئے چند ٹھوس اقدامات کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! اب میں تعلیم کے حوالے سے بات کروں گا۔ شادن لنڈ اور شاہ صدر دین تقریباً ساٹھ ساٹھ ہزار آبادی کے قصبے ہیں۔ تیس تیس، چالیس چالیس کلو میٹر کا فاصلہ ہے اور وہاں پر کوئی گرلز کالج ہے اور نہ ہی بوائز۔ میری گزارش ہے کہ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں بوائز ڈگری کالج شادن لنڈ اور گرلز ڈگری کالج پیر عادل میں قائم کئے جائیں اس سے بچوں کی تعلیم کا مسئلہ کسی حد تک حل ہو جائے گا۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارکباد دینا چاہوں گا کہ شعبہ تعلیم میں بہت زیادہ کام ہو رہا ہے اور ماشاء اللہ اس سے کافی بہتری آئی ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک بہت ہی اہم تجویز دینی چاہوں گا۔ امن وامان کا مسئلہ پورے پنجاب کا ہے صرف ہمارا نہیں۔ ملک اور صوبے میں امن وامان کی جو صورتحال بنی ہوئی ہے اس پر قابو پانے کے لئے کام تو ہو رہا ہے لیکن کوئی positive تجویز نہیں آ رہی۔ میری امن وامان کے سلسلے میں ایک تجویز ہے کہ جس ضلع میں لاء اینڈ آرڈر کی situation بہتر نہ ہو تو اُس ضلع کے افسران کی ترقیاں روک لی جائیں یا اُن سے مراعات واپس لی جائیں تو اس سے حالات بہتر ہو سکتے ہیں۔ آپ اور سارا ایوان میری اس تجویز پر غور کرے کیونکہ جب اُن کی ترقیاں رُکیں گی تو وہ خود ہی لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہتر کریں گے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر ایک دو اور چھوٹے چھوٹے مسئلے گوش گزار کرنا چاہوں گا۔ میں دو سال سے یہ بات کہہ رہا ہوں اور میں نے یہ بات وزیر اعلیٰ کو بھی کہی تھی کہ انڈس ہائی وے کے اوپر ہائی وے کا ایک ریسٹ ہاؤس ہے وہ بہت قیمتی زمین ہے۔ اُس ریسٹ ہاؤس کے دروازے، کھڑکیاں وغیرہ لوگ اُکھاڑ کر لے گئے ہیں۔ اُس ریسٹ ہاؤس کی زمین بچی ہوئی ہے وہ بھی قبضہ گروپوں کے رحم وکرم پر پڑی ہوئی ہے تو میری یہ تجویز ہے کہ وہاں پر بچیوں کے لئے کوئی دستکاری سکول قائم کر دیا جائے تاکہ وہ زمین بھی محفوظ رہے اور بچیوں کا بھی فائدہ ہو جائے۔

جناب سپیکر! ڈی جی خان سے شادن لنڈ کا فاصلہ تقریباً 50 کلو میٹر ہے تو آپ کے توسط سے میری یہ بھی گزارش ہے کہ شادن لنڈ میں وافر جگہ بھی موجود ہے تو RHC، شادن لنڈ میں 1122 کا دفتر قائم کیا جائے اور شادن لنڈ کے RHC کو بھی upgrade کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک چھوٹی سی گزارش کروں گا جو آپ کا بھی مسئلہ ہے کیونکہ یہ راجن پور اور ڈی جی خان کا مشترکہ اور بہت اہم مسئلہ ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ وہاں پر پینے کا پانی نہیں ہے۔ میں نے وزیر اعلیٰ سے گزارش کی تھی اور انہوں نے وعدہ بھی فرمایا تھا کہ water filtration plants لگ رہے ہیں تو فیز۔1 میں ڈی جی خان اور راجن پور کو شامل کریں گے۔ وہ plants جب لگیں گے تو لگیں گے۔ شادن لنڈ گریڈ سے پہاڑ تک جو فیڈر نکلتا ہے اُس پر 455 ٹیوب ویل ہوا کرتے تھے اور آج 15/10 ٹیوب ویل رہ گئے ہیں تو وزیر خزانہ سے میری یہ گزارش ہے کہ ہمارے علاقہ میں بلوچستان کی طرز پر flat rate بحال کئے جائیں کیونکہ ہمارے علاقہ میں بلوچستان سے بھی زیادہ غربت ہے اور آپ کو اس بات کا پتا بھی ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سردار صاحب! بہت شکریہ۔ میاں طارق محمود صاحب!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! ہم نے پچھلے سال جو بجٹ تقریر سُنی تھی اُس میں جن مراعات کا ذکر کیا گیا تھا اور اُس میں جو کڑوے فیصلے بھی سُنائے گئے تھے تو اُن کو سامنے رکھ کر ہمیں next budget بنانا چاہئے۔ ہم نے کیا وعدے کئے تھے، وہ ہم نے پورے کئے یا نہیں کئے اور ہم نے اگر کوئی ٹیکس لگایا ہے تو اُس کی وجہ سے نقصان ہوا ہے یا فائدہ ہوا ہے؟ میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر خزانہ آج زمیندار کی طرف دیکھیں کہ زمیندار جو گندم کاشت کرتا ہے آج اُس کا کیا حال ہے، کیا اُس کو گندم کے پیسے مل رہے ہیں؟ صوبہ پنجاب کے پاس کتنی گندم موجود ہے اور اتنی گندم موجود ہونے کے باوجود ہم نے گندم import کرنے کے لئے لوگوں کو اجازت دے دی اور پھر ہم آٹا باہر بھیجنے کے لئے سبسڈی دے

رہے ہیں۔ ہمیں اپنی planning پر ضرور غور و فکر کرنا چاہئے کہ ہم اپنے صوبے کو کیسے اچھے طریقے سے چلا سکتے ہیں۔ اگر ہم صرف اپنی گندم پر base کرتے تو ہمیں گندم import کرنی پڑتی، نہ آٹے پر سبسڈی دینی پڑتی اور ہمارے کاشتکار کو پورے پیسے ملتے۔ اب آپ دوسری طرف آ جائیں ہم کہتے ہیں کہ گھی کے ڈبے کے اوپر اُس کی قیمت لکھیں تو ہم فیکٹری والے کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ کھاد کی بوری پر بھی پیسے لکھیں تاکہ زمیندار کے ساتھ کوئی زیادتی نہ کر سکے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! بڑی غور طلب بات یہ ہے کہ ہم نے پچھلے بجٹ میں کہا تھا کہ ہم 10۔ارب روپے کے سولر ٹیوب ویل لگائیں گے اور 10۔ارب روپیہ ہم فیڈرل گورنمنٹ سے بھی لگوائیں گے۔ میرے ضلع میں تو کوئی بھی سولر ٹیوب ویل نہیں لگا۔ آج میرے علاقہ میں زمینداروں کے پاس بے پناہ چاول پڑا ہوا ہے اور وہ میرے پاس آ کر روتے ہیں کہ ہمارا چاول کدھر جائے گا اور ہم آگے سے اپنی ضروریات کیسے پوری کریں، کیا بین الاقوامی منڈی تک ہماری کوئی رسائی نہیں؟ صوبہ میں اور مرکز میں بھی ہماری حکومت ہے لیکن ہم زمینداروں کے لئے کوئی کام نہیں کر رہے۔ ہمیں یہ سوچنا پڑے گا کہ جن زمینداروں کے گھر میں چاول پڑا ہوا ہے کسی نہ کسی طریقے سے اُن کے پیسے پورے ہوں۔ ہم زمیندار کو اپنے ملک کی ریڑھ کی ہڈی کہتے ہیں تو ہم زمیندار سے کس طرح سے فصل کی پیداوار کروا سکتے ہیں؟

جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ ہم نے پچھلے بجٹ میں CC 2000 کی گاڑی کی ٹرانسفر پر 2 لاکھ روپیہ فیس بڑھا دی۔ جو شخص گاڑی خریدتا ہے تو 3 لاکھ روپیہ اُس کی جیب میں ہو تو وہ پھر جا کر رجسٹریشن کروا سکتا ہے۔ لوگ سندھ، کے پی کے اور بلوچستان میں جا کر اپنی گاڑیوں کی رجسٹریشن کراتے ہیں تو ہم اس معاملہ پر غور کریں اور دیکھیں کہ اس فیصلے کی وجہ سے ہمارے Excise and Taxation کے revenue کی مد میں کتنی کمی ہوئی ہے۔ اگر ہم اُس فیس کو تھوڑا سا بڑھاتے اور اگر لاہور کی رجسٹریشن دیکھی جائے تو اُس میں بڑا فرق پڑ گیا ہے۔ ہم نے منڈی مویشیاں بند کر دیں جن سے ایک سال کا 30۔ارب روپیہ ملتا تھا اور اس دفعہ ہمیں 60۔ارب روپیہ ملنا تھا۔

جناب سپیکر! اس بات میں شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ میں وزیراعلیٰ اور اپنی حکومت کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ڈویلپمنٹ ہو رہی ہے لیکن یہاں پر میرے بہت سارے بھائیوں نے کہا کہ میرے پاس سٹیڈیم یا سپورٹس کے لئے کچھ نہیں ہے میں بھی یہ کہتا ہوں کہ ڈنگہ شہر گجرات کا تیسرا بڑا شہر ہے لیکن وہاں پر سٹیڈیم ہے نہ سپورٹس کا کوئی میدان ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے ہاں ایک سڑک ڈنڈور کی طرف سے آتی ہے تمام فیکٹریوں کا سامان میرے حلقہ سے گزر کے جاتا ہے۔ ہم نے ڈنگہ گجرات سڑک دو سال پہلے بنائی اور دو سال کے بعد آپ جا کر دیکھیں کہ اُس سڑک کا حشر کیا ہوا ہے؟ جب ہم سڑک بناتے ہیں اُس پر 10 ٹن یا زیادہ سے زیادہ 15 ٹن کا رولر چلتا ہے اور اُس سڑک پر سے ٹرالا 40 ٹن وزن لے کر گزرتا ہے اور جب وہ ٹرالا ایک دفعہ 40 ٹن وزن لے کر گزرتا ہے تو وہ سڑک ختم ہو جاتی ہے۔ اس حوالے سے legislation بھی ہو اور ہمیں اس پر سوچنا چاہئے کہ کوئی بھی گاڑی ہو اُس کا weight measure ہونا چاہئے کیونکہ ان گاڑیوں سے جی ٹی روڈ ختم ہو گئے ہیں لہٰذا اس طرف ہماری توجہ ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! میرے حلقہ میں حیوانات کے ہسپتال کچھ عرصہ پہلے بننا شروع ہوئے یہ آدھے آدھے بنے ہوئے ہیں اُس کے بعد اُن پر کوئی کام نہیں ہوا۔ ہمیں پتا ہے کہ لوگوں کو دودھ اور گوشت کی اشد ضرورت ہے تو ہمیں اس طرف بھی خاص طور پر توجہ دیتے ہوئے اس کے لئے بجٹ رکھنا چاہئے تاکہ حیوانات کے ہسپتال بہتر ہوں اور لوگوں کے مویشیوں کی بہتر طور پر دیکھ بھال ہو سکے۔

جناب سپیکر! میری ایک اور گزارش ہے کہ میں بھی فنانس کمیٹی، پنجاب اسمبلی کا ممبر ہوں۔ فنانس کمیٹی نے ایک بل پاس کر کے بھیجا وہ ابھی تک اُسی طرح پڑا ہوا ہے۔ جب بھی وزیر خزانہ آتے ہیں تو اسمبلی کے ملازم کہتے ہیں کہ وزیر خزانہ صاحب آ گئے ہیں تو ان سے میری صرف یہ گزارش ہے کہ ان کا مسئلہ حل کر دیں۔ بڑی مہربانی

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ محترمہ راشدہ یعقوب صاحبہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! دو تین ممبران رہ گئے ہیں ان کے بعد آپ کو موقع دیتا ہوں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر Pre-budget سے متعلق ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ! بات کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آج Pre-budget پر بحث کا تیسرا روز ہے۔ میری معلومات کے مطابق اگر ہم اسے اردو میں کہیں تو اس کو بحث برائے بجٹ کا نام دیا جائے گا۔ مجھے یہ پتا نہیں کیوں لگ رہا ہے کہ آج یکم اپریل ہے اور سابقہ روایت بجٹ کے حوالے سے یہ ہے اور میری معلومات کے مطابق بجٹ کی سفارشات کے لئے 31۔ مارچ کی تاریخ deadline ہوتی ہے۔

اس سے پہلے پہلے محکموں اور اسمبلی نے سفارشات مرتب کر کے محکمہ خزانہ کو بھیجنی ہوتی ہیں۔ یہ Pre-budget discussion ہے یا بحث برائے بحث ہے۔ مجھے تو اس کی سمجھ نہیں آ رہی کہ ہم یہاں بیٹھ کر کیا کر رہے ہیں؟ یہ ممبران جو اتنی محنت کر کے اپنے حلقوں کے مسائل لے کر اسمبلی میں آتے ہیں اگر ان کو صرف lollypop کے لئے یہاں بٹھانا ہے اور انہیں کہنا ہے کہ آپ تقریریں کریں ریکارڈ پر آپ کی تقریریں آ جائیں تو میرے خیال میں ہمیں اس بحث کا حصہ بننا ہی نہیں چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ کو اس بات سے avoid کرنا چاہئے۔ معزز منسٹر یہاں پر موجود ہیں۔ وہ جب wind up کریں گے تو آپ ان کی بات سن لیجئے گا۔ آپ نے اپنا رویّہ بنا لیا ہے کہ ہر بات پر آپ نے تنقید کرنا ہوتی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جب سفارشات کا ٹائم ختم ہو چکا ہے تو ہم کس چیز کی سفارشات یہاں دے رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ راشدہ یعقوب صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری محمد اکرم صاحب!

چودھری محمد اکرم: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں سب سے پہلے اپنے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے پچھلے مہینے سیالکوٹ کے لئے ایک ایکسپریس وے سیالکوٹ تا لاہور اور ایک ٹیکنالوجی یونیورسٹی کا اعلان کیا۔ میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے سالوں میں ایکسپریس وے اور ٹیکنالوجی یونیورسٹی کا سیالکوٹ کے لوگوں کو بہت فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر! سیالکوٹ میں آج سے تقریباً 50 سال پہلے واٹر سپلائی کے پائپ ڈالے گئے تھے جو کہ ناکارہ ہو چکے ہیں۔ میرے حلقہ پی پی۔122 اور حلقہ پی پی۔123 میں جو پانی فراہم کیا جا رہا ہے وہ گندہ ہے وہاں ہیپاٹائٹس اتنا پھیل رہا ہے جو ہم بیان نہیں کر سکتے۔ میری یہ تجویز ہو گی کہ اس بجٹ میں ہمارے سیالکوٹ کے لئے نئے واٹر سپلائی پائپوں کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔

جناب سپیکر! سیالکوٹ میں پچھلے سال سیلاب آیا تھا اس سیلاب کی وجہ سے تمام سیوریج سسٹم خراب ہو گیا تھا خصوصاً میرے حلقہ پی پی۔122 میں خراب ہو گیا تھا۔ ہم کئی بار درخواست کر چکے ہیں کہ ہمارے سیوریج پائپوں کو ٹھیک کیا جائے تاکہ سیوریج کا نظام ٹھیک ہو اور گلیوں میں پانی کھڑا نہ ہو۔ آج

تک ہمارے سیوریج کے لئے کوئی پیسا ہمیں نہیں دیا گیا۔ میری یہ تجویز ہو گی کہ آنے والے بجٹ میں ہمارے علاقہ کے سیوریج کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔

جناب سپیکر! ہمارے شہر سے ایک نالہ ڈیک اور دوسرا نالہ ایک گزرتا ہے۔ انڈیا سے آنے والا پانی سب سے پہلے سیالکوٹ میں داخل ہوتا ہے اور جب نالہ overflow ہوتا ہے تو میرے علاقہ میں نقصان پہنچاتا ہے۔ میری تجویز ہو گی کہ نالہ ایک میں جو stone pitching شروع کی گئی تھی اس کو آنے والے مون سون سے پہلے پہلے مکمل کیا جائے۔ اسی طرح نالہ بھیڑ ہے جو ہمارے سیالکوٹ کے وسط سے گزرتا ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ اس کی دیواروں کو پختہ کیا جائے اور اس کی صفائی کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں تاکہ آنے والے مون سون میں شہر کو سیلاب سے بچایا جا سکے۔

جناب سپیکر! میں نے پچھلے سال بھی یہی درخواست کی تھی کہ سیالکوٹ میں ٹریفک اتنی بے ہنگم ہو گئی ہے کہ ہمیں وہاں دو تین جگہوں پر overhead bridges بنا کر دیئے جائیں اور ان کے لئے پیسے اس بجٹ میں ضرور رکھے جائیں۔ ان میں شہاب پورہ روڈ، کوٹلی بہرام، کشمیر روڈ اور رنگ پورہ چوک ہے ان پر ہمیں overhead bridges کے لئے فنڈز دیئے جائیں۔ سیالکوٹ کا نام آلات جراحی، فٹبال انڈسٹری اور گارمنٹس میں دنیا بھر میں مشہور ہے لیکن یہاں پر ٹریفک بے ہنگم ہے۔ ہمارے لوگوں کو فیکٹریوں میں جانے کے لئے کئی گھنٹے لگ جاتے ہیں۔ سیالکوٹ کے لئے ایک رنگ روڈ منظور کی جائے اور بنائی جائے اس کے لئے اس بجٹ میں پیسے ضرور رکھے جائیں۔ سیالکوٹ ایمن آباد روڈ پر بھی اس وقت ٹریفک بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ اس کو wide کیا جائے۔

جناب سپیکر! سیالکوٹ جیل میں گنجائش سے تین گنا زیادہ قیدی ہیں۔ میں نے پچھلے بجٹ میں بھی درخواست کی تھی۔ سیالکوٹ جیل کی عمارت ایک سو سال پرانی ہے۔ سیالکوٹ جیل کی نئی عمارت بنائی جائے وہاں بہت پریشانی ہے اور بارشوں میں وہاں کی چھتیں ٹپکتی ہیں۔ تھانہ سول لائن اور تھانہ رنگ پورہ کی عمارتیں تین سال پہلے بننی شروع ہوئی تھیں جو آج تک مکمل نہیں ہو سکیں۔ اس بجٹ میں ان کے لئے بھی پیسے مختص کئے جائیں تاکہ کام مکمل ہو سکے۔

جناب سپیکر! علامہ اقبال اور سردار بیگم ہسپتال کی عمارت کو نیا بنایا جائے اور کارڈیالوجی وارڈ کو مکمل کیا جائے اور اس میں مشینری فراہم کی جائے۔ اس کے علاوہ بس سٹینڈ جو سیالکوٹ شہر میں سب سے زیادہ ٹریفک کے معاملات میں مشکلات کا باعث ہے کیونکہ بس سٹینڈ شہر کے وسط میں ہے۔ سیالکوٹ کے لئے ایک نیا بس سٹینڈ شہر کی حدود سے باہر بنایا جائے۔ اس کے علاوہ پی پی۔122

میں کوئی پبلک پارک نہیں ہے مہربانی فرما کر اس کے لئے بھی پیسے مختص کئے جائیں زمین ہم فراہم کر دیں گے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ ملک مظہر عباس راں صاحب!

ملک مظہر عباس راں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آج بات کرنے سے پہلے یہ سوچ رہا تھا کہ شاید پچھلے سال والی Pre-budget speech کو ہی دہرا دیا جائے تو نئی باتیں کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی لیکن ہم تنخواہ بھی لیتے ہیں اور اس کا ہمارے اوپر قرض بھی ہے، ہم حلقہ کے بھی مقروض ہیں، اپنی سوسائٹی اور اپنی کمیونٹی کے بھی مقروض ہیں اس لئے میں نقار خانہ میں طوطی کی آواز کے طور پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ میرے پاس points تو بہت ہیں لیکن ایک اہم مسئلہ ہے جس کے متعلق میں سمجھتا ہوں اور اس وقت اس ایوان کو بھی اس کی اہمیت کو سمجھنا چاہئے۔ میں نے پچھلے سال بھی کہا تھا کہ یہاں بیٹھے 70/75 فیصد ممبران دیہاتی علاقوں سے منتخب ہو کر آئے ہیں۔ ہماری بنیادی معیشت زراعت جو پاکستان اور پنجاب کی ریڑھ کی ہڈی ہے اس سے ان کا تعلق ہے لیکن جو کچھ اس وقت زراعت کے ساتھ ہو رہا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم دیہات سے منتخب ہو کر آنے والے لوگوں کو جس طرح سے یہاں پر احتجاج اور بات کرنی چاہئے وہ ہم نہیں کر رہے۔ ہم اس میں بشمول میرے بددیانتی کر رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری پچھلی کپاس کی فصل، گنے کی فصل اور چاول کی فصل کا صحیح معاوضہ کاشتکار کو نہیں ملا۔ اس کے علاوہ آنے والی فصل جو گندم کی فصل ہے جو تیار ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ اس کے ساتھ بھی بہت بُرا حشر ہونے والا ہے۔ میں نے پچھلے دنوں اخبار میں ایک خبر پڑھی جو کہ گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے ایک پالیسی بیان تھا جس کو پڑھ کر رونے کو جی چاہتا تھا کہ 40۔ارب روپے کا صاف loan ٹیکسٹائل انڈسٹری کو دے دیا جائے گا اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی چونکہ یہ زراعت سے related ہے اور دیہاتی علاقوں کے لوگ اس میں کام کرتے ہیں اس لئے زراعت کو فائدہ ہوگا۔ جیسے کہتے ہیں کہ انانونڈے ریوڑیاں تے مڑ مڑ دیوے اپنیاں نوں۔ کاشتکار تو مر رہا ہے اس کی فصل کو خریدنے والا کوئی نہیں ہے وہ سڑکوں پر ڈنڈے کھا رہے ہیں اور آپ نے پالیسی بنائی کہ 40۔ارب روپے کا صاف loan زراعت کی وجہ سے صنعتکاروں کو دے دیا جائے گا۔ اس چیز کو سوچنے کی ضرورت ہے اور خاص طور پر ہم جو لوگ دیہاتی علاقوں سے آئے ہیں ان کو بھی اس point پر بات کرنی چاہئے۔ ابھی جشن بہاراں ہو رہا ہے کل رات میں نہر سے گزر رہا تھا نہر دیکھ کر آنکھیں بہت خوش ہو رہی تھیں کہ جس طریقے سے چراغاں تھا جس طرح سے وہاں پر floats

لگے ہوئے تھے اور جس طرح سے درختوں سے روشنیاں بکھیری جارہی تھیں جو کہ بہت دیدہ زیب منظر تھا لیکن دل میرا رو رہا تھا کیونکہ اسی وقت جب میں درخت سے روشنیاں نیچے اترتی دیکھتا ہوں تو میرے سامنے میرے حلقے کی تصویر آ جاتی تھی کہ کس طرح وہاں پر گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں، وہاں پر پینے کا پانی نہیں ہے اور کس قدر صحت کے مسائل ہیں لیکن ہم نے سب اچھا کی رٹ لگائی ہوئی ہے۔ ہم نے شہروں کو ترجیح دے رکھی ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے کہ نئے شہر بسائے جائیں اور شہروں کو کنٹرول کیا جائے۔ اگر آپ تمام سہولتیں شہروں میں دیتے جائیں گے تو یقینی طور پر دیہاتوں سے آبادی شہروں کی طرف منتقل ہو جائے گی۔ اگر آپ دور افتادہ علاقوں میں، دیہاتوں میں sanitation کی، صحت کی اور ایجوکیشن کی سہولتیں دیں گے تو پھر یہ آبادی شہروں کی طرف transfer نہیں ہو گی جیسا کہ ہم لاہور کو دیکھ رہے ہیں۔ آج کراچی آبادی کے بڑھاؤ اور پھیلاؤ کی وجہ سے کنٹرول نہیں ہو رہا اور کل کو خدانخواستہ ایسا وقت بھی آئے کہ یہی مسائل لاہور میں بھی پیدا نہ ہوں اور ہو جائیں کیونکہ ہم نے کبھی کوئی پلاننگ نہیں کی اور نہ ہی اس کے بارے سوچا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی ریڑھ کی ہڈی ایگریکلچر پر توجہ دیں۔ آبادی کی منتقلی کو روکنے کے لئے دور افتادہ علاقوں میں sanitation، ہیلتھ اور ایجوکیشن کی سہولیات فراہم کریں۔ ان علاقوں پر توجہ دیں جن کو آج تک نظر انداز کیا جاتا رہا ہے۔ میں نے پچھلی pre-budget speech میں یہ عرض کیا تھا جس کو آپ Chair کر رہے تھے کہ ہمارے وسائل 31 فیصد تقسیم کر کے جنوبی پنجاب کو دیئے گئے ہیں۔ میں آپ سے اسی حوالے سے یہ عرض کرتا ہوں کہ جب وہ 31 فیصد جنوبی پنجاب کا تقسیم کیا گیا ہے ہم تو چلیں پینڈو لوگ ممبران ہیں لیکن آپ تو ہمارے نمائندے جنوبی پنجاب کی طرف سے بیٹھے ہوئے ہیں کیا آپ سے concert کیا گیا ہے؟ رود کوہیوں کے حل کے لئے کچھ کریں چولستان میں پانی کا مسئلہ تھا۔ چولستان سے یاد آیا ہے پچھلے دنوں میں وہاں پر گیا تو بارشوں کی وجہ سے پانی جو بڑھ گیا اس کو ریگستان میں چھوڑ دیا گیا جو کہ ضائع ہو گیا پانی کو ضائع کرنے کے تو ہم بادشاہ ہیں۔ دریائے سندھ کا پانی ہم سمندر میں پھینک دیتے ہیں لیکن دوسری طرف روہڑی میں، چولستان میں ہمارے ریگستانی علاقوں میں غیر آباد علاقوں میں دھرتی پیاسی ہوتی ہے اور یہ تضاد ایگریکلچر یا پانی کے مسئلے پر ہی نہیں ہے۔ کئی سکولوں میں پُر تعیش تعلیم دی جاتی ہے اور دوسری طرف ایسے سکول ہیں جن کی آج تک چار دیواری اور چھتیں بھی نہیں ہیں لہٰذا ہمیں اس تضاد کو ختم کرنا ہو گا اگر ہم نے یہ تضاد ختم نہ کیا تو میری یہ آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ کچھ عرصے بعد لوگ out of control ہو جائیں گے اور ان کے ہاتھ privilege class کے گریبانوں تک پہنچ جائیں گے اگر ان کو کنٹرول کرنا

ہے تو ایک balanced policy بنائیں۔ حلقے کے لئے بھی میں بات کر دوں آپ شاید بٹن پر ہاتھ رکھنے والے ہیں۔ ہمارے حلقے میں سب سے بڑا قصبہ قادر پور راں ہے اس کے لئے ٹاؤن ہسپتال دیا جائے اور بُدھلہ سنت ایک قصبہ ہے اس میں گرلز کالج دیا جائے اور sanitation کی سہولتیں دی جائیں۔

جناب سپیکر! آخر میں، میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ جس طریقے سے پاور سیکٹر میں پلاننگ کی جا رہی ہے اور دوسرا ہمارے قائدین میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کوششیں بھی کر رہے ہیں اس کو مضبوط طریقے سے کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

میاں طاہر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں طاہر صاحب نے پہلے کہا تھا اس لئے وہ بات کر لیں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں آپ سے ایک اہم مسئلے کے متعلق گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ موجودہ سیکرٹری قانون ڈاکٹر سید ابوالحسن نجمی جو کہ ریٹائرڈ سیکرٹری اسمبلی بھی ہیں۔ وہ ممبران اسمبلی کی تنخواہوں اور اسمبلی کے افسران واہلکاران کے سکیل و مراعات کے لئے وزیراعلیٰ کو غلط briefing دے رہے ہیں اس کا نوٹس لینا بے حد ضروری ہے۔ اس سے قبل میں نجمی صاحب کے متعلق بتانا چاہتا ہوں کہ وہ سیکرٹری قانون کے ساتھ ساتھ اپنے پرائیویٹ جناح میموریل کالج، حسن میموریل اکیڈمی اور دیگر تعلیمی ادارے بھی چلا رہے ہیں۔ ڈاکٹر سید ابوالحسن نجمی جو کہ بنیادی طور پر ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج تھے وہ 1994 میں بطور ایڈیشنل سیکرٹری محکمہ قانون میں تعینات تھے انہوں نے اپنا سیاسی اثر ورسوخ استعمال کرتے ہوئے صوبائی اسمبلی پنجاب میں بطور سیکرٹری اسمبلی بنیادی پے سکیل 20 میں تعینات ہوئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اب ہوا کیا ہے یہ تو بتائیں؟

میاں طاہر: جناب سپیکر! اب مسئلہ یہ ہے کہ کیا پنجاب کے اندر کوئی قابل شخص نہیں ہے کہ جس کو لاء سیکرٹری بنایا جا سکے؟ اس سے قبل بھی ان کو رولز کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تین دفعہ extension دی گئی ہے۔ میری گزارش اور وزیراعلیٰ سے یہ مطالبہ بھی ہے کہ کیا پنجاب کے اندر کوئی قابل شخص نہیں ہے کہ جو لاء کے معاملات کو دیکھ سکے۔ میں on the floor on the House یہ کہہ رہا ہوں

کہ اگر اس طرح کے فیصلے پنجاب کے اندر کئے جائیں گے تو پھر جیسے میرے یہاں پر معزز ممبر کھڑے ہو کر کہہ رہے تھے کہ پنجاب کی عوام کے ہاتھ ہمارے گریبانوں تک آئیں گے۔ لوگ ہمیں اٹھ کر کہتے ہیں کہ آپ اسمبلی کے اندر اپنا role play کیوں نہیں کرتے ہیں اگر ہم نے آپ کو اسمبلی میں بھیجا ہے تو آپ وہاں جاکر عوام کی آواز کیوں نہیں اٹھاتے؟ آج پنجاب کے اندر لوگ ڈگریاں ہاتھوں میں تھمائے پھر رہے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ میاں صاحب!

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سردار صاحب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں مختصراً چھوٹی سی بات کرنا چاہوں گا کیونکہ وزیر خزانہ بیٹھے ہیں۔ پچھلے سیشن میں پنجاب اسمبلی کے سٹاف کی salaries پر debate ہوئی تھی جس پر on the floor of the House یہ assurance دی گئی تھی کہ اسمبلی کے employees کی تنخواہوں کے حوالے سے جو implementation نہیں ہوئی وہ جلد از جلد ہو جائے گی اور اگلے سیشن سے پہلے پہلے اُن کے جو outstanding dues ہیں وہ clear کر دیئے جائیں گے چونکہ وزیر خزانہ تشریف رکھتے ہیں تو ایک میں انہیں یاد دہانی کرانا چاہتا ہوں اور دوسرا آپ کی وساطت سے اُن سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ابھی تک اس کے نوٹیفکیشن یا implementation کا کیا status ہے؟

جناب سپیکر! دوسرا میں میاں طاہر صاحب کی بات میں تھوڑا سا add کرنا چاہوں گا کیونکہ وہ کہنا یہ چاہ رہے تھے کہ جن صاحب کی وہ بات کر رہے ہیں انہوں نے categorically یہاں پر آ کر یہ deny کر دیا ہے کہ اسمبلی کے employees کی تنخواہیں نہیں بڑھیں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ آپ سے کس نے کہا ہے؟

سردار وقاص حسن موکل: جی، میری اطلاع کے مطابق فنانس سیکرٹری نے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میری اطلاع کے مطابق یہ کہا گیا ہے کہ نہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! اس پر بھی معزز وزیر وضاحت کر دیں لیکن priority اسمبلی کے employees کی ہے اور ساتھ ساتھ ہمارے ممبران اسمبلی کی تنخواہوں کا جو معاملہ ہے اُس پر بھی ذرا روشنی ڈال دیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔ شکریہ

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: شہزاد منشی صاحب! ذرا ایک منٹ ٹھہر جائیں۔ جی، منسٹر صاحب! اس پر آپ وضاحت فرمائیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ سارے ممبران ذرا اُن کی بات سن لیں۔

وزیر خزانہ/ قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اسمبلی کے employees کی salaries کے حوالے سے جیسا کہ بزنس ایڈوائزری کی کمیٹی میں بھی کافی detail سے بات ہوئی تھی۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ نے اس پر legal opinion کے لئے لاء ڈیپارٹمنٹ کو in writing بھیج دیا ہوا ہے اور آج انہوں نے ہمیں اس کا جواب دینا ہے۔ لاء ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جونہی جواب آتا ہے تو کل میں آپ کو اسمبلی میں اس حوالے سے present کر دوں گا۔ جہاں تک ممبران اسمبلی کے personal privileges کے حوالے سے بات ہے تو اس پر ہمیں ایک Bill لانا پڑے گا جس کو ہم دیکھ رہے ہیں اور انشاء اللہ کوشش ہوگی کہ ہمارا آئندہ اجلاس جو اگلے مہینے آئے گا اُس میں ہم Bill کی صورت میں لے آئیں گے تاکہ پچھلے سات آٹھ سال کے period کو cover up کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

میاں طاہر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ملک جاوید اعوان صاحب! آپ بات کریں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اسی issue سے related میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! اس issue کا آپ کو بھی پتا ہے اور مجھے بھی پتا ہے۔ اس میں ڈاکٹر صاحب بھی موجود تھے تو ہماری یہ بات ہو گئی تھی۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! یہ بات recorded ہے کہ Monday کو فنانس ڈیپارٹمنٹ نے اور منسٹر صاحب نے بتانا تھا۔ اگر منسٹر صاحب یہ چیز کہتے ہیں کہ ان کو آج اس کا reply مل جائے گا یعنی کہ آج مل جائے گا۔ اگر کل وہ ہمیں اس کا جواب دے سکتے ہیں تو kindly انہوں نے کل جو لیٹر اس query کے لئے لاء ڈیپارٹمنٹ کو بھیجا ہے وہ لیٹر بھی اسمبلی کے اندر ہم لوگوں کو apprise کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ اس کو آپ چھوڑ دیں۔ ہم خود ہی کر رہے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! انہوں نے کل آنا ہی نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ موجود ہوں گے۔ آپ اس بات کو رہنے دیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! جب اسمبلی کا law exist کرتا ہے تو پھر Bill کیوں آئے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! اس کے لئے Bill ہی آئے گا۔ جی، ملک جاوید اعوان صاحب!

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں اپنے علاقے کے مسائل بیان کر سکوں تاکہ وہ بجٹ میں شامل ہو سکیں۔ یہ حکومت کی طرف سے ایک احسن اقدام ہے اور میں نے ہر دفعہ اپنے حلقے کے مسائل یہاں بیان کئے ہیں مگر میں بہت افسوس کے ساتھ کہوں گا کہ میرا کوئی بھی مطالبہ جو میں نے اس floor پر کیا ہے اس کے اوپر عملدرآمد نہیں ہوا۔ میں نے پچھلی دفعہ جناب منسٹر صاحب کو اپنے ہاتھ سے لکھ کر اپنے مسائل بتائے تھے جس کو اب پورا ایک سال گزر چکا ہے لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ چونکہ حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ سب سے پہلے ongoing سکیمیں مکمل کی جائیں گی۔ میں نے صرف ongoing سکیموں کے حوالے سے بیان کیا تھا جیسے ہمارے ہاں ایک سڑک نوشہرہ سے سرہال تک تھی جو 80 فیصد بن چکی ہے اور صرف 20 فیصد بنی ہے لیکن تین بجٹ گزر چکے ہیں اس پر کام نہیں ہوا۔ اسی طرح موضع ناڑی کا ایک بائی پاس ہے اور موضع بدھڑ جس پر صرف تارکول ہونا ہے اس کے اوپر بھی کام نہیں ہوا۔ میری ایک سڑک بہت اہم ہے جو مرگوار سے لے کر تلہ گنگ اور میانوالی کو ملاتی ہے وہ پچیس کلو میٹر بن چکی ہے اور صرف سات

کلو میٹر بقایا ہے۔ اگر وہ بنا دی جائے تو تین اضلاع کا آپس میں ملاپ ہو جائے گا۔ اسی طرح میں اب تعلیم کی طرف آتا ہوں۔

(اذانِ ظہر)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اعوان صاحب!

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! تعلیم میں بھی میرا حلقہ سب سے پیچھے ہے۔ میرے حلقہ میں تمام یونین کونسلوں میں بچیوں کے جو سکول ہیں وہ مڈل ہیں مگر کوئی ہائی سکول نہیں ہے۔ حکومت کی پالیسی ہے کہ ہر یونین کونسل کے مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے گا لہٰذا میری درخواست ہے کہ میری تمام یونین کونسلوں میں بچیوں کے مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دیا جائے۔ اسی طرح نوشہرہ کو تحصیل کا درجہ دے دیا گیا ہے لہٰذا میری درخواست ہے کہ یہ سیاحت کے لئے ایک اہم مقام ہے کیونکہ وہاں کا موسم بہت اچھا ہے۔ اگر پنجاب یونیورسٹی یا سرگودھا یونیورسٹی کا وہاں کیمپس دے دیا جائے تو وہاں بچے اچھے موسم کی وجہ سے بڑی آسانی سے اور سستی تعلیم حاصل کر سکیں گے۔ اس کے علاوہ وادیٔ سون بے موسم سبزیوں اور پھلوں کے لئے بہت مشہور ہے، اگر وہاں کے کسانوں کو خصوصی فنڈز دیئے جائیں تو ہمارا یہ پنجاب کا خطہ سبزیوں اور پھلوں میں خود کفیل ہو سکتا ہے۔ ضلع خوشاب minerals سے بھرا پڑا ہے۔ جہاں سے ہر قسم کی minerals نکلتی ہیں جیسے کوئلہ، نمک اور silica sand ہے یعنی ہر چیز یہاں سے نکالی جاتی ہے لیکن مجھے بہت افسوس ہے کہ یہاں سے جو income ہوتی ہے اس حوالے سے گورنمنٹ کی پالیسی ہے کہ اس income کا 80 فیصد حصہ اس علاقے میں لگایا جائے گا لیکن ہماری کوئی سکیم بھی آج تک منظور نہیں کی گئی۔ کئی دفعہ بجلی اور سڑکوں کے سروے ہوئے ہیں مگر کچھ نہیں ہوتا۔ میں خود ایک mine owner ہوں۔ میں بلوچستان گیا تھا تو وہاں کے mines پر ہسپتال، سڑکیں، ٹیلیفون اور لیبر کی بیرکیں ہیں لیکن ہمیں یہاں کسی قسم کی کوئی سہولت نہیں ہے۔ براہِ مہربانی ضلع خوشاب کے جن علاقوں سے income generate ہوتی ہے وہ وہیں پر ہی خرچ کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! اس کے علاوہ صحت کے حوالے سے عرض ہے کہ ہمارے علاقے میں صحت کا فقدان ہے۔ جہاں ہسپتال ہیں وہاں ڈاکٹر نہیں اور لیڈی ڈاکٹر تو میرے حلقہ پی پی۔39 میں کسی بھی ہسپتال میں نہیں ہیں تو براہ مہربانی ڈاکٹرز اور سٹاف پورا کیا جائے۔ میرے حلقہ ضلع خوشاب میں تقریباً 70/60 فیصد علاقہ سیلاب کی زد میں آیا ہے اور وہاں کی سڑکیں، سکول اور خاص طور پر آدھے آدھے دو دیہات دریا بُرد ہو چکے ہیں جن کے لئے میں نے حکومت سے درخواست کی ہے اور وزیر اعلیٰ نے شفقت کرتے ہوئے وہ یہاں بھیجی ہے تو مہربانی کر کے اس بجٹ میں ان دونوں گاؤں کی stone pitching کے لئے خصوصی فنڈز رکھے جائیں ورنہ یہ دو دیہات جو باقی بچے ہیں، وہ بھی دریا بُرد ہو جائیں گے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اعوان صاحب! جی، قاضی عدنان فرید صاحب!

قاضی عدنان فرید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ، جناب سپیکر کہ آپ نے مہربانی کر کے مجھے وقت دیا اور میں بجٹ کے حوالے سے اپنی تجاویز وزیر خزانہ کی خدمت میں گوش گزار کر سکوں۔ میرا تعلق چونکہ ضلع بہاولپور سے ہے اور آپ کو پتا ہے کہ وہ پنجاب کا ایک انتہائی سدرن ڈویژن ہے جس میں تحصیل احمد پور شرقیہ بالخصوص انتہائی پسماندگی کا شکار ہے۔ میں شکر گزار ہوں وزیر اعلیٰ صاحب کا کہ انہوں نے مہربانی کی اور پچھلے دو سال کے اندر خصوصی شفقت فرماتے ہوئے جو جو تجاویز ہم نے اپنے علاقے کے لئے ان کی خدمت میں پیش کیں، انہوں نے ان کے اوپر بہت توجہ فرمائی اور انہی کی توجہ کی وجہ سے ہمارے ہاں اللہ کے فضل سے کچھ حالات میں بہتری آنی شروع ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک دو اور تجاویز وزیر خزانہ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں اور ان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ کو ہم نے اپنے brackish area کے حوالے سے ایک تجویز پیش کی تھی۔ میرے حلقہ میں کچھ علاقہ ایسا ہے جس میں پینے کے پانی کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ اس کا subsoil water brackish ہے اور اس پر جو اریگیشن کا پانی جہاں سے جاتا ہے وہ بھی ششماہی ہے تو اس کی مثالیں شاید پنجاب میں کچھ کم ہوں گی جہاں پر چھ مہینے پینے کا پانی میسر نہیں ہوتا۔ وہاں سے لوگ اس پانی کی کمی کی وجہ سے migrate کر جاتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ نے مہربانی کرتے ہوئے ہمارے اس علاقے کو صاف پانی کے لئے منظور فرمایا لیکن وہاں پر جو روزگار کا ذریعہ ہے اس کے لئے انتہائی ضرورت اس بات کی ہے کہ وہاں پر پانی مہیا کیا جائے۔ اس کے لئے ایک تجویز اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے زیر غور ہے اور لگ بھگ ایک بلین روپے کی سکیم ہے جو فنانس ڈیپارٹمنٹ کو بھیج دی گئی ہے۔ میں درخواست کروں گا کہ

عباسیہ لنک کینال سے جو ملحقہ علاقہ ہے جس سے لاکھوں لوگوں کا روزگار وابستہ ہے تو مہربانی کر کے لفٹ پمپ کے ذریعے اس علاقے کو irrigate کرنے کی جو سکیم irrigation department نے put کی ہے، اس کو اس ADP کا حصہ بنایا جائے اور اس کو اگلے سال کے پروگرام میں incorporate کیا جائے۔

جناب سپیکر! ہمارے علاقے کا بہت بڑا مسئلہ روزگار ہے اور وہاں پر ہمارا کوئی انڈسٹریل علاقہ نہیں ہے۔ وہاں پر اگر کسی کو روزگار مہیا ہے تو صرف اور صرف کاشتکاری ہی واحد ذریعہ ہے۔ چونکہ ہمارے علاقے میں premier system نہیں ہے اور سالانہ پانی نہیں ہوتا اس لئے ہمارے علاقے کے لوگوں کو روزگار حاصل کرنے کے بہت قلیل مواقع ہیں تو میں ایک alternate تجویز پیش کرنا چاہوں گا کہ نوجوانوں کو technically equip کرنے کے لئے وہاں پر ہمیں ٹیکنیکل کالجز جن میں ٹیکنیکل ڈپلومے ہوتے ہیں، جس طرح مختلف شہروں میں ہوتے ہیں اور بہاولپور میں بھی اس قسم کا ایک کالج ہے۔ اگر ٹیوٹا کو کہا جائے کہ وہاں پر احمد پور شرقیہ کے نوجوانوں کے لئے کیونکہ اس کالج کی افادیت یہ ہے کہ جو بچہ یا بچی وہاں سے فارغ التحصیل ہوتا ہے اسے نہ صرف اپنے ملک کے اندر بلکہ بیرون ملک بھی روزگار کے بے تحاشا مواقع میسر ہوتے ہیں اور وہ بچہ یا بچی اس ڈپلومہ کے بعد بے روزگار نہیں رہ سکتا۔ ہمارا علاقہ deserve کرتا ہے کہ وہاں پر ٹیوٹا کے ٹیکنیکل کالجز بنائے جائیں جہاں پر ڈپلومہ کورسز کرائے جائیں تاکہ بچے اور بچیاں اپنے لئے بہترین روزگار حاصل کرنے کے قابل ہو سکیں۔

جناب سپیکر! ہمارے دیہات کے اندر metaled roads کا بُرا حال ہے۔ اس دفعہ "فارم ٹو مارکیٹ روڈز" کے حوالے سے ایک تجویز زیر غور ہے اور وزیر اعلیٰ نے اس پر خاصا focus کیا ہوا ہے۔ میری درخواست ہو گی کہ بالخصوص پی پی۔268 میں "فارم ٹو مارکیٹ روڈز" کے حوالے سے خصوصی توجہ دی جائے اور وہاں پر ہمیں ہر یونین کونسل میں ہر سال کم از کم دس سے بارہ کلو میٹر provision رکھیں جس میں ہمیں "فارم ٹو مارکیٹ روڈز" دی جائیں۔

جناب سپیکر! میں درخواست کروں گا کہ ہمارے ہاں ٹی ایچ کیو احمد پور شرقیہ میں کارڈیالوجی وارڈ پچھلے دس سال سے موجود ہے، اس کی state of the art مشینری موجود ہے لیکن اسے ابھی تک آپریشنل نہیں کیا جا سکا۔ میں بھی بارہا اس کی کوشش کر چکا ہوں کہ ڈاکٹروں کی ٹریننگ وغیرہ ہو جائے لیکن سروس سٹرکچر کی وجہ سے وہاں پر کچھ مسائل کا سامنا ہے تو میں request کروں گا کہ اگر اس وارڈ کو آپریشنل کر دیا جائے تو بہت سی قیمتی جانیں جو بہاولپور جاتے ہوئے ضائع ہو جاتی ہیں، وہ بچ جائیں گی اور ہمارے لوگ اس وارڈ سے مستفید ہو سکیں گے۔

جناب سپیکر! میں اپنی بات کو مختصر کروں گا اور مجھے احساس ہے کہ وقت ختم ہو چکا ہے۔ ہمارے علاقے کا سب سے قدیمی مطالبہ جو میں نے اپنی سب سے پہلی تقریر اس ایوان میں کی، اس میں بھی بات کی اور پچھلے سال کے بجٹ پر بحث بھی میں نے اس مطالبے پر بات کی۔ میں شکر گزار ہوں وزیر اعلیٰ صاحب کا کہ انہوں نے اس حوالے سے ایک کمیٹی بھی form کی لیکن crisis over crisis کی وجہ سے اس کی meetings نہیں ہو سکیں لیکن ہم نے اس کے لئے بھرپور presentation تیار کی ہوئی ہے۔ احمد پور شرقیہ جو کہ لگ بھگ 13 / 12 لاکھ نفوس پر مشتمل ایک آبادی ہے جس کے اندر تین بڑے بڑے شہر ہیں جن میں دو اڑھائی لاکھ کا cluster ہے، ڈیڑھ لاکھ کا cluster ایک ہے اور ایک ڈیڑھ لاکھ کا cluster تیسرا ہے۔ تقریباً 80 ہزار کا چوتھا cluster موجود ہے۔ ہماری تحصیل deserve کرتی ہے کہ اسے اپ گریڈ کر کے ضلع بنایا جائے۔ میں مطالبہ کروں گا۔ وزیر خزانہ کو کہ خدارا ہمارے اس قدیمی مطالبے کو اس دفعہ منظور کیا جائے۔ بے شک اس پر کمیٹی جس طرح constitute ہے وہ اجلاس کرے، ہم نے بھرپور طور پر اس پر محنت کر کے presentation بنائی ہوئی ہے۔ اگر ہم سے چھوٹی تحصیلوں کو، ہم سے دس دس سال، پندرہ پندرہ سال اور بیس بیس سال پہلے اپ گریڈ کیا گیا ہے تو ہم بھی یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے علاقے کا یہ حق ہے کہ اس تحصیل کو بھی اپ گریڈ کر کے اسے ضلع بنایا جائے۔ بہت شکریہ، مہربانی

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، میاں مناظر حسین رانجھا صاحب!

میاں مناظر حسین رانجھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے pre-budget session میں بات کرنے کا موقع عطا کیا ہے۔ سب سے پہلے تو میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وزیر اعظم پاکستان اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے جب سے اقتدار سنبھالا ہے پاکستان اور پنجاب کے مسائل کو حل کرنے کے لئے دن رات محنت کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے ہاتھوں کو اور مضبوط کرے اور انہیں مزید قوت عطا کرے تاکہ وہ پنجاب اور پاکستان کے لوگوں کے مسائل کو حل کر سکیں۔

جناب سپیکر! میرا تعلق بھی زرعی شعبہ سے ہے اور زرعی شعبہ کے حوالے سے میں چند گزارشات کرنا چاہوں گا۔ 1912 میں شاید ایگریکلچر ٹیکس اسی ہاؤس نے پاس کیا تھا لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ ایگریکلچر ٹیکس جس کا نفاذ زمیندار کمیونٹی پر ہونا تھا، ان کی بات سننے سے پہلے ان

کی زبان سے نکلے الفاظ سننے سے پہلے اس کو پاس کر دیا گیا اور اس کی یہ بڑی وجہ ہے کہ 1912 کے پاس کئے ہوئے قانون پر آج تک نفاذ ہو سکا؟

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ سے استدعا کروں گا کہ آپ نے جو ایگریکلچر ٹیکس پاس کیا ہے اس میں کچھ پیچیدگیاں ہیں، کچھ hardship ہے اور جب اس کا نفاذ ہو گا تو لوگ اس کے خلاف رٹ کے لئے ہائیکورٹ چلے جائیں گے اور stay order لے لیں گے جس سے مسائل پیدا ہوں گے۔ میں آپ سے request کرنا چاہتا ہوں، ہماری حکومت ہے اور ہم یہ ٹیکس دینے کے لئے تیار ہیں، جائز اور مناسب طریقے سے ٹیکس دینے کو تیار ہیں لیکن خدارا اس میں زمیندار کی یا زمیندار کمیونٹی کی آواز کو بھی وزن دیا جائے اور ground reality کے مطابق ٹیکس کا نفاذ کیا جائے تاکہ ہر آدمی ٹیکس دینے کو بھی تیار ہو جائے اور حکومت کی آمدنی میں بھی اضافہ ہوتا جائے۔

جناب سپیکر! دوسری میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ زرعی شعبہ جو اس وقت 70 فیصد آبادی پر مشتمل ہے لیکن بدقسمتی اور بدبختی سے اس کے گوناگوں مسائل ہیں۔ مجھ سے پہلے بھی میرے دوستوں نے زرعی شعبہ کے حوالے سے بہت خوبصورت اور اچھی باتیں کی ہیں تو میں بھی چند گزارشات آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس چیز کا تعین کرنا چاہئے کہ زراعت سے منسلک لوگوں کی اس وقت کیا صورتحال ہے۔ جو کارخانہ ایک دیا سلائی پیدا کرتا ہے، جو مالک دیا سلائی کو بناتا ہے وہ بھی اُس کی قیمت کا تعین کرتا ہے کہ یہ دس روپے کی ہو گی، پندرہ روپے کی ہو گی اور اُس میں سیل ٹیکس اور تمام اخراجات شامل کرتا ہے، اُس میں اپنا پرافٹ بھی شامل کرتا ہے لیکن بدقسمتی ہے کہ زمیندار اپنی تمام پروڈکٹ کی قیمتیں مقرر نہیں کر سکتا۔ وہ پورا سال جھولی پھیلا کر محنت کرتا ہے اور پورا سال محنت کرنے کے بعد جب فصل تیار ہو جاتی ہے تو فیکٹری میں یا منڈی میں لے آتا ہے تو اُس کو فصل کی خاطر خواہ قیمت نہیں ملتی وہ دربدر کی ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے وہ تھرڈ پارٹی کو اپنی فصل اونے پونے داموں فروخت کرنے پر مجبور ہے، وہ گھاٹے کا سودا کرنے پر تیار ہو جاتا ہے اس لئے اُس کے وسائل اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ وہ اپنی فصل کو کچھ عرصہ کے لئے بچا کر رکھ سکے تاکہ قیمت زیادہ ہو سکے لیکن ہماری بدقسمتی ہے جس وقت زمیندار اپنی فصل کو فروخت کر دیتا ہے تو مڈل مین اُس کو سٹاک کر لیتا ہے اور سٹاک کرنے کے بعد وہ کروڑوں روپے کا فائدہ اُٹھاتا ہے لیکن جو اُس فصل کو پیدا کرنے والا ہے اُس کے ہاں آج بھی دیا روشن نہیں ہو رہا، اُس کے ہاں آج بھی غربت ہے، آج بھی اُس کے بچے روٹی کو ترس رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میری وزیر خزانہ سے استدعا ہو گی خدارا اس معاملے میں آپ تھوڑا ساد یکھیں، زرعی اجناس کی قیمتوں کا تعین کرنے کے لئے ایک mechanism بنانا چاہئے۔ ایک ایسا سلسلہ بنانا چاہئے جس سے زمیندار کو فائدہ ہو۔ زمیندار خوشحال ہو گا تو ہماری زرعی اجناس کی پیداوار میں اضافہ ہو گا۔ ان مشکلوں کے باوجود بھی آج ہم دیکھتے ہیں کہ شوگر کین میں بھی ہم خود کفیل ہیں، ہم گندم میں بھی خود کفیل ہیں اور چاول بھی ہمارا سرپلس ہے۔ ان مشکلات کے باوجود بھی ہمارا زمیندار دن رات محنت کر کے پاکستان کی زرعی معیشت کو آگے سے آگے لے کر جا رہا ہے لیکن اُس کو اس کا خاطر خواہ فائدہ نہیں مل رہا۔ میں اپنے ضلع سرگودھا کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا کہ کینو کی فصل سرگودھا اور اس کے علاوہ تقریباً پورے پنجاب میں کاشت کی جاتی اور اس کا فائدہ بھی اُٹھایا جاتا ہے لیکن بدقسمتی ہے کینو کے grower کے ساتھ بھی وہی مشکل پیش آ رہی ہے اُس کا فائدہ بھی فیکٹری مالکان اور بیوپاری حضرات اُٹھا رہے ہیں۔ کینو مالکان جو لاکھوں کروڑوں روپے کے اخراجات کر کے اس فصل کو پیدا کرتے ہیں، وہ اُس سے خاطر خواہ فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ کینو کی export سے پاکستان کروڑوں روپیہ زرمبادلہ بھی کماتا ہے لیکن اگر تھوڑی سی حکومت کی سرپرستی ہو، حکومت کی تھوڑی سی دلچسپی ہو ہم اس سے اربوں روپیہ زرمبادلہ کما سکتے ہیں اس لئے میری آپ سے استدعا ہو گی کہ ایک کینو بورڈ کا قیام عمل میں لایا جائے جو صوبہ پنجاب کی سطح پر بھی ہو، ضلعی سطح پر بھی ہو جو کاشتکاروں کو بلا کر اُن کے مسائل سنے، factory owner کو بُلا کر اُن کے مسائل سنے، middleman اور بیوپاری حضرات کے بھی مسائل سنے۔ ایک جامع پالیسی بنائی جائے جس سے اس صنعت سے منسلک تمام لوگوں کو فائدہ ہو۔ اس سے ہزاروں لاکھوں لوگوں کو روزگار ملتا ہے اور جہاں تک جنوبی پنجاب کے لوگوں کا بار بار ذکر ہوتا ہے وہاں کے لوگ ہمارے علاقے میں آ کر لاکھوں کروڑوں روپیہ کما کر جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میری آپ سے استدعا ہو گی کہ کینو بورڈ کا قیام ضرور عمل میں لانا چاہئے اور جو کینو کے مسائل ہیں اس کی طرف پوری توجہ دینی چاہئے۔ ایک اور بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایگریکلچر ٹیکس کے حوالے سے عام طور پر جو چھوٹ ہے وہ تقریباً چار ساڑھے چار لاکھ کے برابر ہے لیکن زمیندار کے لئے صرف 80 ہزار روپیہ ہے۔ یہ بہت بڑا فرق ہے جو زمیندار کے ساتھ ظلم اور زیادتی ہو رہی ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ ایک uniform policy بنائی جائے کہ اس حد تک تنخواہ دار طبقہ کے لئے چار ساڑھے چار لاکھ روپے کی چھوٹ ہے لیکن زمیندار کے لئے صرف 80 ہزار روپے چھوٹ ہے۔

جناب سپیکر! میری آپ سے درخواست ہے کہ اس قانون میں بھی ترمیم لائی جائے اور حقائق وسچائی کے مطابق اس پر عمل کیا جائے۔ میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے وقت دیا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ گھنٹی بار بار بجے۔ میں ایک اور گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایم پی اے صاحبان کے لئے آپ نے ایک سال کے لئے ایک کروڑ روپے کی گرانٹ رکھی ہے۔ آج کے اس مہنگائی کے زمانہ میں آپ دیکھ سکتے ہیں 50 لاکھ روپے سے ایک کلومیٹر تک سڑک محکمہ والے بنا رہے ہیں اگر ایک ایم پی اے محکمہ ہائی وے کو پیسے دیتا ہے تو اُس کے حلقے میں 2 کلومیٹر سڑک ایک سال میں بن سکتی ہے تو جو 2 لاکھ سے زیادہ ووٹر ہیں اور وہ حلقہ چالیس پچاس میل پر محیط ہوتا ہے اُس میں اگر دو کلومیٹر سڑک بنے گی تو اُس کا کیا فائدہ ہو گا؟ آپ اس کے مقابلے میں ایم این اے صاحبان کو دیکھ لیں وہ قومی اسمبلی سے بھی پانچ پانچ کروڑ روپیہ وزیراعظم سے لے رہے ہیں اور پنجاب سے بھی حاصل کر رہے ہیں۔ ہم فیڈرل میں جا بھی نہیں سکتے اور ہماری وہاں سنتا بھی کوئی نہیں۔

جناب سپیکر! میری وزیر خزانہ سے خصوصی درخواست ہو گی کہ آپ اس سلسلے میں خصوصی طور پر دلچسپی لے کر ایم پی اے گرانٹ میں اس سال اضافہ کروائیں اور ایک کروڑ روپے کی بجائے دو کروڑ روپے رکھے جائیں کیونکہ ہم نے گھر تو یہ پیسا کھانا نہیں ہے، ہم نے عوام کو یہ دینا ہے تو آپ مہربانی فرما کر کم از کم ایم پی اے کی گرانٹ میں تو اضافہ کر دیں تاکہ ہم عوامی مسائل کو حل کرنے کے لئے اپنی محنت اور اپنی کاوشیں بروئے کار لا سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

میاں مناظر حسین رانجھا: جناب سپیکر! آخری بات کرنا چاہتا ہوں آپ کی اجازت سے وزیر خزانہ اور وزیراعلیٰ پنجاب سے بھی استدعا ہے کہ کئی اضلاع کو اربوں روپے کے فنڈ مل جاتے ہیں اور کئی ایم پی اے صاحبان کو بھی اربوں روپے کے فنڈز مل جاتے ہیں لیکن کئی ایم پی اے بے چارے دفتروں کے چکر لگاتے پھرتے ہیں۔ آپ پچھلے سال کا بجٹ پڑھ کر دیکھیں اس میں کئی اضلاع کو کھربوں روپے ملے ہیں اور کئی ایسے اضلاع ہیں جن کو کروڑوں روپے کے فنڈز بھی نہیں ملے چونکہ ہم سب ممبران آپ کے ساتھی ہیں ہم سب کا مسلم لیگ سے تعلق ہے تو میری آپ سے استدعا ہو گی کہ براہ کرم سب اضلاع کے ساتھ مساوات رکھیں اور سب ممبران کے ساتھ برابری کا سلوک ہونا چاہئے تاکہ مسلم لیگ مضبوط ہو اور ہمارے دلوں میں بھی آپ کی عزت اور توقیر میں اضافہ ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ عبدالرزاق ڈھلوں صاحب آپ بات کرنا چاہتے ہیں؟ جی، فرمائیں!

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے میرے ساتھ خصوصی طور پر محبت کا اظہار کیا میں سب سے پہلے تو وزیر اعلیٰ پنجاب خادم پنجاب کا شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے سرگودھا ڈویژنل ہیڈ کواٹر جو کہ پنجاب کے آٹھویں نمبر پر ہے وہاں پر ہمیں سابقہ دور میں ڈی ایچ کیو اور سرگودھا سے لے کر موٹر وے اور سٹی پیکج میں خصوصی طور پر نوازشات کیں اور جو اس وقت ڈویژنل ہیڈ کواٹر سرگودھا ہے جس شہر سے میرا تعلق ہے وہاں پر جو سب سے بُرے حالات ہیں وہ اس وقت ٹی ایم اے سرگودھا کے ہیں اور میری وزیر خزانہ سے خصوصی گزارش ہے کہ جو جو پنجاب کی ٹی ایم ایز ہیں جہاں پر بنیادی طور پر لوگوں کو سیوریج کا نظام نہیں مل رہا اُس کے لئے خاص طور پر پنجاب میں کوئی ایسا پروگرام تشکیل دیا جائے اور اُن کو specially funds دیئے جائیں تاکہ لوگوں کے مسائل حل ہو سکیں۔ وہاں پر 2200 گٹروں کے ڈھکن موجود نہیں ہیں اور حکم یہ ہے اگر کوئی بچہ گر گیا تو اُس پر ٹی ایم او اور ایڈمنسٹریٹر پر مقدمہ درج کیا جائے اور گرانٹ کا نام ونشان بھی نہیں ہے۔ اب 2200 گٹر کے ڈھکن نہیں ہیں آپ سوچیں کہ دن میں کم از کم بائیس بچے تو گرنے چاہئیں لیکن چلیں اللہ کی رحمت ہے کہ ابھی تک ایسا نہیں ہوا۔ مہربانی فرما کر سرگودھا جو پنجاب کا ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے اس کی ٹی ایم اے میں خصوصی عنایات فرمائی جائیں تاکہ وہاں کے حالات بہتر ہوں اور لوگوں کو بنیادی سہولت مہیا ہو۔

جناب سپیکر! سرگودھا شہر میں اوور ہیڈ برج نہیں ہیں، ایک دو بنے ہیں لیکن وہاں پر ٹریفک کا نظام ٹھیک نہیں ہے۔ ٹریفک کے نظام کے لئے سرگودھا شہر کے لئے کوئی خصوصی طور پر انتظامات کئے جائیں تاکہ وہاں ٹریفک کا نظام بہتر ہو سکے۔

جناب سپیکر! ہمارے پاس 2300 کے قریب پولیس نفری ہے جبکہ ہمارے ساتھ ضلع منڈی بہاؤالدین میں 4500 کی نفری موجود ہے اس کم نفری کی وجہ سے سرگودھا میں بے شمار مسائل ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کم از کم پولیس نفری تمام ڈویژنل ہیڈ کوارٹر میں برابر دی جائے تاکہ لوگوں کو وقت پر انصاف مہیا ہو، چوریوں اور ڈکیتیوں کا بہتر تدارک ہو سکے۔ بوائز کالج کی تعمیر بہت ضروری ہے اور میں اس پر ایک تجویز دوں گا کہ سرگودھا شہر میں اللہ کے فضل وکرم سے آپ ڈی سی او کی رہائش لے لیں، کمشنر کی رہائش لے لیں اور اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے houses لے لیں ان کے 80,80 کنال

کے گھر ہیں۔ میرے قائد محترم کا وژن ہے کہ اب ان گھروں کو چھوٹا کیا جائے۔ وہ انگریز کے زمانے کے گھر ہیں جن میں وہ ابھی بھی رہ رہے ہیں۔ میری استدعا ہے کہ ان کو کم از کم ایک یا دو کنال کا گھر دیا جائے۔ ہمارے ہاسٹل کا کمرہ دیکھ لیں اور وہاں 80 کنال کے گھر کو دیکھ لیں آپ کو اندازہ ہو جائے گا۔ اگر وزیر خزانہ تھوڑی سی کوشش کریں اور اس سال یہ 80,80 کنال کے گھروں کو ختم کر دیں تو شاید یہ مسائل حل ہو سکیں۔ وہاں پر یونیورسٹیاں بنیں، کالج بنیں اور اس جگہ کو لوگوں کی صحت اور تعلیم کے لئے استعمال میں لائیں۔ سرگودھا میں انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی نہیں ہے اگر آپ صرف محکمہ زراعت یا اریگیشن کے AC کا گھر لے لیں تو میرا خیال ہے کہ وہاں پر انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی قائم ہو سکتا ہے۔ وہاں پر چلڈرن وارڈ نہیں ہے اگر ڈی سی او ہاؤس کو چلڈرن وارڈ بنایا جائے تو بن سکتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے بس تھوڑی movement کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! سرگودھا میں بائی پاس روڈ کے بڑے مسائل ہیں لہٰذا اس کے لئے گرانٹ دے کر بائی پاس روڈ کو ڈبل کیا جائے۔ بھکر، میانوالی اور خوشاب یہاں پر reach کرتا ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ دو سو کلو میٹر سے لوگ سرگودھا شہر میں بھی مراعات حاصل نہ کر سکیں تو پھر وہ لاہور کی طرف آتے ہیں۔ اس سے یہ ہوگا کہ شہروں میں آبادی تقسیم ہو گی، وسائل ملیں گے، لوگوں کے مسائل کم ہوں گے اور وہ دور تک نہیں جائیں گے۔ میرے بھائی نے جو بات کی ہے کہ ایک کروڑ روپے کی گرانٹ دی گئی ہے، وہاں سولہ یونین کونسلیں ہیں اور تقریباً ڈیڑھ دو سو کے قریب علاقے ہیں۔ آپ یقین کریں کہ ایک کروڑ روپے کی گرانٹ سے دو، چار یا چھ گلیاں بڑی مشکل سے ٹھیک کرائی جاتی ہیں۔ ہم ایک یونین کونسل میں بھی properly کام کرانے کے متحمل نہیں ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ زیادہ نہیں تو کم از کم تین کروڑ روپے کی گرانٹ ضرور دی جائے تاکہ وہاں کے سیوریج، گلیوں، پرانی آبادی کے بنیادی مسائل کو حل کیا جا سکے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پورے پاکستان کی آبادی لاہور میں آ چکی ہے۔ لاہور کو اتنا خوبصورت اور بہترین کر دیا گیا ہے کہ اگر یہاں پر میٹرو بس اور اس طرح کی چیزیں نہ بنائی جاتیں تو آج میں موٹروے سے اتر کر اسمبلی میں کم از کم ایک گھنٹے میں پہنچتا لیکن اب میں اس کی وجہ سے پندرہ منٹ میں پہنچا ہوں۔ یہ قائد محترم کی بہت بڑی کاوش ہے کہ لاہور کو خوبصورت شہر بنایا ہے لیکن کچھ جنات کی ٹیم باقی ڈویژنل ہیڈ کوارٹر میں بھی بھیجی جائے تاکہ وہاں کے بھی حالات بہتر ہو سکیں اور وہاں بھی ترقی ہو سکے۔ بہت شکریہ کہ آپ نے خصوصی مہربانی کی جبکہ وزیر ملک آصف صاحب اور بندیال صاحب میری کبھی کاپیاں چھینتے تھے اور چاہتے تھے کہ میں گفتگو نہ کر سکوں۔ بہت مہربانی

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ!

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے pre-budget discussion میں بولنے کا موقع دیا۔ یہ بہت اچھا step ہے۔

> By the government that suggestions of honourable members are taken. Not, only taken but they are also incorporated in the budget.

میں سب سے پہلے تو یہ کہوں گی کہ ہمارے ملک میں جو major crisis ہے وہ انرجی سیکٹر کا ہے۔ اگر ہمیں انرجی کے لئے باقی جگہوں سے compromise بھی کرنا پڑے تو ضرور کرنا چاہئے۔ انرجی پراجیکٹس کے لئے بجٹ میں زیادہ سے زیادہ پیسے دینے چاہئیں کیونکہ 2018 میں وزیراعلیٰ صاحب نے وعدہ کیا ہے کہ electricity crisis totally solve ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ تین دن پہلے on Monday "پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب" پروگرام launch کیا گیا۔ اگر ایجوکیشن میں دیکھا جائے اور پچھلے سال سے اس سال کا compare کیا جائے تو 11 لاکھ سے زیادہ سٹوڈنٹس enroll ہوئے۔ یہ وعدہ ہے کہ 2018 تک پنجاب میں 100 percent enrollment ہو گی اس لئے ایجوکیشن پر heavy budget رکھنا چاہئے لیکن میں اس وقت آپ کی توجہ ہیلتھ سیکٹر کی طرف لانا چاہتی ہوں۔ اگر لاہور میں دیکھا جائے اور دوسرے اضلاع میں دیکھا جائے تو ہمارا ہیلتھ سیکٹر بڑا weak ہے۔ غریب اور middle class لوگ جب علاج کے لئے جاتے ہیں تو ان کا علاج مفت نہیں ہوتا۔ جمہوری حکومت ہونے کے ناتے ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم غریب لوگوں کو مفت علاج دیں۔ اگر ہم دیکھیں تو ہمارے ہسپتالوں میں ایم ایس بہت powerful ہو چکے ہیں۔ وہ بجٹ کے ایسے formulas بنا کر ہیلتھ سیکرٹری کو دیتے ہیں جس وجہ سے ہماری میڈیسن available نہیں ہوتیں۔ یہاں تک کہ ہسپتال میں ڈسپرین جیسی میڈیسن کی availability بھی بہت مشکل ہے۔ اگر وارڈ میں کوئی غریب مریض ہے اور وہ local purchase کے لئے میڈیسن منگواتا ہے تو وہ میڈیسن اس کو نہیں ملتی لیکن جب ہمارا کوئی حکومتی ممبران، ایم پی اے، ایم این اے، سینیٹر یا کوئی بھی آفیسر جاتا ہے تو اس کو LP پر میڈیسن available ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی دیکھا جائے کہ ہماری میڈیسن بہت substandard ہیں۔ ہمیں quality of medicine کو دیکھنا چاہئے اور purchase کے لئے بجٹ کو بڑھانا پڑے گا۔ اس کے علاوہ ہمیں فری ٹیسٹ کی سہولت ہونی چاہئے بالخصوص جو دور دراز اضلاع سے غریب لوگ آتے ہیں ان

کے لئے CT scan یا MRI scan یا different scan کرانا بہت مشکل ہے اس لئے انہیں free scan کروانے کی سہولت ہونی چاہئے۔ میری تجویز یہ ہے کہ ہمیں اس دفعہ بجٹ میں free medical insurance لازمی قرار دینی چاہئے تاکہ ہر بندہ ہیلتھ کا فائدہ اٹھا سکے۔ یہ دیکھا جائے کہ پیرا میڈیکل سٹاف، ہمارے ڈاکٹر اور سٹاف جتنا ہی اہم ہے They are life line of the hospital اس لئے پیرا میڈیکل سٹاف اور ان کی فیملی کو ہسپتال میں مفت علاج کی سہولت موجود ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! ہم دیکھیں کہ کل ہمارے جرنلسٹ احتجاج کر رہے تھے اور دوسری طرف ہمارے ڈاکٹرز احتجاج کر رہے تھے۔ اگر گورنمنٹ مخلص ہے تو وہ اپنی پالیسی میں کیوں تاخیر لاتی ہے؟ پالیسی میں تاخیر لانا It is not good for the image of the country جب یہاں blind لوگ آئے تھے تو ان پر بھی تشدد کیا گیا تھا۔ اگر ہمارے وزیراعلیٰ نے decisions لے لئے ہیں تو ان میں تاخیر کیوں آتی ہے؟ میری سوچ یہ ہے کہ تاخیر نہیں آنی چاہئے۔ Young Doctors Association، صحافیوں یا lawyers کو کیوں سڑکوں پر آنا پڑتا ہے؟ انہیں صرف پالیسی میں تاخیر کی وجہ سے آنا پڑتا ہے۔

I think all these demands should be incorporated in the part of the budget. Thank You.

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 2۔اپریل 2015 صبح 10:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2015

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2015

(جمعرات 2، جمعتہ المبارک 3، سوموار 6-اپریل 2015)
(یوم الخمیس 12، یوم الجمع 13، یوم الاثنین 16- جمادی الثانی 1436ھ)

سولھویں اسمبلی: تیرھواں اجلاس

جلد 13 (حصہ دوم): شمارہ جات : 5 تا 7

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

تیرھواں اجلاس

جمعرات،2-اپریل2015

جلد 13:شمارہ 5

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1۔	ایجنڈا -------------	355
2۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ -------------	357
3۔	نعت رسول مقبول ﷺ -------------	358
	سوالات (محکمہ مواصلات و تعمیرات)	
4۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات -------------	359
5۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) -------------	404

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)		
6۔	تحریک استحقاق نمبر 26 بابت سال 2014 اور تحریک استحقاق نمبر 6 بابت سال 2015 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا	-----------	422
	رپورٹ (میعاد میں توسیع)		
7۔	تحریک التوائے کار نمبر 1199 بابت سال 2014 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	-----------	422
	تحاریک التوائے کار		
8۔	جام پور (راجن پور) میں محکمہ انہار کی کروڑوں روپے کی اراضی پر بااثر افراد کا قبضہ (۔۔۔جاری)	-----------	427
9۔	لالہ موسیٰ میں قائم ایلیمنٹری کالجز برائے بوائز و گرلز کی عمارات زبوں حالی کا شکار	-----------	428
10۔	ضلع گجرات کی حدود میں چھچھیاں تا سیدھڑی سڑک کی تعمیر میں کروڑوں روپے کی کرپشن کا انکشاف	-----------	429
11۔	فیصل آباد روڈ پر ورکشاپ میں کھڑی محکمہ سکارپ کی کروڑوں روپے کی گاڑیاں ناکارہ ہونے کا انکشاف	-----------	430
12۔	محکمہ آثار قدیمہ کو فنڈز کی فراہمی میں تاخیر	-----------	430
13۔	لاہور کے سرکاری ہسپتالوں میں ادویات کی کمی	-----------	432
	سرکاری کارروائی		
	بحث		
14۔	پری بجٹ بحث (۔۔۔جاری)	-----------	433
	پوائنٹ آف آرڈر		
15۔	معزز خاتون ممبر پر قاتلانہ حملہ اور سکیورٹی فراہم کرنے کا مطالبہ	-----------	443

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	جمعۃ المبارک، 3-اپریل 2015	
	جلد 13: شمارہ 6	
16-	ایجنڈا ------------	447
17-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	449
18-	نعت رسول مقبولﷺ ------------	450
	پوائنٹ آف آرڈر	
19-	جناب سپیکر کی ہدایت کے باوجود متعلقہ محکمہ کے سیکرٹری کا اسمبلی میں حاضر نہ ہونا ------------	451
	سوالات (محکمہ داخلہ)	
20-	متعلقہ سیکرٹری کی عدم موجودگی کی بناء پر وقفہ سوالات کو pending کر دیا گیا ------------	452
	جناب سپیکر کا فیصلہ	
21-	متعلقہ سیکرٹری کی غیر حاضری کی بناء پر وقفہ سوالات کا ملتوی کیا جانا ------------	452
	تحاریک التوائے کار	
22-	اساتذہ کے مطالبات 31-مارچ 2015 تک تسلیم نہ ہونے کی صورت میں احتجاج کا اعلان ------------	453
23-	اساتذہ کی ٹریننگ کی مد میں سالانہ اربوں روپے کی خُورد بُرد کا انکشاف ------------	455
24-	سمبڑیال تھانہ بیگو والہ کے علاقہ میں گدھوں کی کھال اتارنے کے واقعہ پر زمینداروں کا احتجاج ------------	458
25-	گجرات ڈنگہ کنجاہ مٹوانوالی روڈ سیکروالی کے مقام پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے سے حادثات میں اضافہ ------------	459
26-	ایلیٹ ٹریننگ سکول بیدیاں روڈ لاہور میں دوران ٹریننگ وفات پانے والے کانسٹیبلوں کے ورثاء کو قانونی مراعات دینے کا مطالبہ ------------	460

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
27-	رحیم یار خان شہر میں ساڑھے تین ارب روپے سے مکمل ہونے والی سیوریج سکیم فلاپ ہونے سے شہریوں کو پریشانی کا سامنا ------------	462
	پوائنٹ آف آرڈر	
28-	فیصل آباد میں پکڑے جانے والے ٹارگٹ کلرز کو بچانے کے لئے سیاسی اثر ورسوخ کا استعمال ------------	463
	سرکاری کارروائی	
	مسودات قانون (جو متعارف ہوئے)	
29-	مسودہ قانون ساہیوال یونیورسٹی 2015 ------------	465
30-	مسودہ قانون جھنگ یونیورسٹی 2015 ------------	465
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
31-	محکمہ لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ حکومت پنجاب کے تجرباتی سٹیشنز کے حسابات کے بارے میں سپیشل آڈٹ رپورٹ برائے سال 09-2008 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا ------------	466
	پوائنٹ آف آرڈر	
32-	لائیوسٹاک تجرباتی سٹیشنز کی آڈٹ رپورٹ پر تحفظات ------------	467
	بحث	
33-	پری بجٹ بحث (---جاری) ------------	469
	پوائنٹ آف آرڈر	
34-	سروے کے مطابق ڈینگی لاروے کی افزائش میں کئی گنا اضافے کا انکشاف ------------	489
35-	پری بجٹ بحث (---جاری) ------------	490
36-	کورم کی نشاندہی ------------	506

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سوموار،6-اپریل2015	
	جلد 13: شمارہ 7	
37-	ایجنڈا ------------	509
38-	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------	511
39-	نعت رسول مقبولﷺ ------------	512
	سوالات (محکمہ سکولز ایجوکیشن)	
40-	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------	513
41-	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	554
	تعزیت	
42-	ٹی وی چینل "سٹی 42" کے سینئر رپورٹر جناب اسد ساہی کی وفات پر دعائے مغفرت ------------	592
	پوائنٹ آف آرڈر	
43-	سروے کے مطابق ڈینگی لاروے کی افزائش میں کئی گنا اضافے کا انکشاف (---جاری) ------------	592
	رپورٹ (میعاد میں توسیع)	
44-	مسودہ قانون ممانعت شیشہ نوشی 2014 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	597
	پوائنٹ آف آرڈر	
45-	پرائیویٹ سکولوں کو دائرہ کار میں لانے کے لئے قانون سازی کرنے کا مطالبہ ------------	598
	توجہ دلاؤ نوٹس	
46-	(کوئی توجہ دلاؤ نوٹس پیش نہ ہوا) ------------	600

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
	تحاریک التوائے کار		
47۔	جام پور (راجن پور) میں محکمہ انہار کی کروڑوں روپے کی اراضی پر بااثر افراد کا قبضہ (۔۔۔جاری)	------------	601
48۔	پی آئی سی لاہور اور دیگر ہسپتالوں میں سہولتوں کا فقدان (۔۔۔جاری)	------------	601
49۔	پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل اور محکمہ صحت پنجاب کے درمیان جنگ سے طلباء و طالبات اور والدین شدید ذہنی دباؤ کا شکار (۔۔۔جاری)	------------	604
	پوائنٹ آف آرڈر		
50۔	تحریک استحقاق نمبر 2013/18 کے جواب کا مطالبہ	------------	606
51۔	کورم کی نشاندہی	------------	608
	سرکاری کارروائی		
	بحث		
52۔	پری بجٹ بحث (۔۔۔جاری)	------------	609
	مسودات قانون (جو زیر غور لائے گئے)		
53۔	مسودہ قانون (ترمیم) (روزگار و بحالی) معذور افراد پنجاب 2015	------------	615
54۔	مسودہ قانون (ترمیم) لاہور آرٹس کونسل 2015	------------	618
55۔	مسودہ قانون سماجی تحفظ اتھارٹی پنجاب 2015	------------	626
56۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ	------------	647
57۔	انڈکس		

355

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 2-اپریل 2015

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ مواصلات و تعمیرات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

پری بجٹ بحث

357

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا تیرھواں اجلاس

جمعرات،2-اپریل2015

(یوم الخمیس،12-جمادی الثانی1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر5 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

لَآ أُقۡسِمُ بِيَوۡمِ ٱلۡقِيَٰمَةِ ۝١ وَلَآ أُقۡسِمُ بِٱلنَّفۡسِ ٱللَّوَّامَةِ ۝٢
أَيَحۡسَبُ ٱلۡإِنسَٰنُ أَلَّن نَّجۡمَعَ عِظَامَهُۥ ۝٣ بَلَىٰ قَٰدِرِينَ عَلَىٰٓ أَن
نُّسَوِّيَ بَنَانَهُۥ ۝٤ بَلۡ يُرِيدُ ٱلۡإِنسَٰنُ لِيَفۡجُرَ أَمَامَهُۥ ۝٥ يَسۡـَٔلُ
أَيَّانَ يَوۡمُ ٱلۡقِيَٰمَةِ ۝٦ فَإِذَا بَرِقَ ٱلۡبَصَرُ ۝٧ وَخَسَفَ ٱلۡقَمَرُ ۝٨
وَجُمِعَ ٱلشَّمۡسُ وَٱلۡقَمَرُ ۝٩ يَقُولُ ٱلۡإِنسَٰنُ يَوۡمَئِذٍ أَيۡنَ ٱلۡمَفَرُّ ۝١٠

سُوۡرَۃُ الۡقِیَامَۃآیات 1 تا 10

ہم کو روز قیامت کی قسم (1) اور نفس لوامہ کی (کہ سب لوگ اٹھا کر کھڑے کئے جائیں گے) (2) کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی (بکھری ہوئی) ہڈیاں اکٹھی نہیں کریں گے؟ (3) ضرور کریں گے (اور) ہم اس بات پر قادر ہیں کہ اس کی پور پور درست کر دیں (4) مگر انسان چاہتا ہے کہ آگے کو خود سری کرتا جائے (5) پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب ہوگا؟ (6) جب آنکھیں چندھیا جائیں (7) اور چاند گہنا جائے (8) اور سورج اور چاند جمع کر دیئے جائیں (9) اس دن انسان کہے گا کہ (اب) کہاں بھاگ جاؤں؟ (10)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اَج سک متراں دی ودھیری اے
کیوں دلڑی اُداس گھنیری اے
لوں لوں وچ شوق چنگیری اے
اج نیناں لائیاں کیوں جھڑیاں
مُکھ چند بدر شعشانی اے
متھے چمکدی لاٹ نورانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے
مخمور اکھیں ہن مد بھریاں
اس صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جانِ جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی میں شان آکھاں
جس شان توں شاناں سب بنیاں
سبحان اللہ ما اجملک
ما احسنک ما اکملک
کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء
گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

سوالات

(محکمہ مواصلات و تعمیرات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ مواصلات و تعمیرات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 125 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

(بروز جمعۃ المبارک 14۔مارچ 2014 کے ایجنڈا سے زیر التواء سوال)

لاہور: جی او آر IV میں ورک چارج ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*125: **محترمہ عائشہ جاوید:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جی او آر IV لاہور میں کل کتنے ورک چارج ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام، شناختی کارڈ اور کیڈر کی تفصیلات فراہم کریں؟

(ب) مذکورہ ملازمین کتنے عرصہ سے اس سب ڈویژن میں تعینات ہیں اور ان کی تعیناتی کا دورانیہ کتنا ہوتا ہے؟

(ج) مذکورہ ملازمین کی ملازمت کے کنٹریکٹ کی renewal کا کیا طریق کار ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) جی او آر IV کی دیکھ بھال کے لئے منظور شدہ سٹاف کے علاوہ پانچ عدد عارضی (ورک چارج) ملازمین کو پراونشل بلڈنگز کنسٹرکشن سب ڈویژن نمبر 1 لاہور میں تعینات کیا گیا ہے تاکہ جی او آر IV کی رہائش گاہوں میں روزمرہ تعمیراتی و مرمتی ضروریات کو مناسب طریقے سے پورا کیا جا سکے۔ ان ملازمین کے کوائف درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	نام	شناختی کارڈ	عہدہ	اصل تاریخ تعیناتی	موجودہ تاریخ تعیناتی	تعیناتی کا دورانیہ
1	ارسلان علی ولد خالد حسین	35201-9678287-5	کارپینٹر	02-07-2012	01-01-2015	تین ماہ
2	محمد امتیاز ولد محمد اشفاق	35202-0729728-3	ویلڈر	02-07-2012	01-01-2015	تین ماہ
3	نزیر مسیح ولد سلامت مسیح	35202-1718965-5	سیورمین	02-07-2012	01-01-2015	تین ماہ
4	ویکرم مسیح ولد حافظ مسیح	35201-9700891-9	سیورمین	02-07-2012	01-01-2015	تین ماہ
5	محمد یٰسین ولد صاحب دین	35102-0678874-3	مالی	02-07-2012	01-01-2015	تین ماہ

(ب) مذکورہ ملازمین دو سال پانچ ماہ سے جی او آر فور میں تعینات ہیں اب ان کی تعیناتی 31.03.15 کو ختم ہو جائے گا۔

(ج) مذکورہ ورک چارج ملازمین کنٹریکٹ ملازمین نہ ہیں۔ ورک چارج ملازمین کی تعیناتی کا دورانیہ تین ماہ کے لئے ہوتا ہے دورانیے میں توسیع نہ ہوتی ہے۔ تاہم مزید ضرورت کی صورت میں دوبارہ تعیناتی کی منظوری دی جاتی ہے جس کی مجاز اتھارٹی اس کے عہدہ کے مطابق ہوتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میں نے ورک چارج ملازمین کے متعلق سوال کیا تھا۔ انہوں نے جواب دیا ہے اور تھوڑی تفصیل بھی دی ہے لیکن ایک جگہ پر کہا جا رہا ہے کہ ان کے دورانیے میں توسیع نہیں ہوتی جبکہ جو figures انہوں نے دیئے ہیں وہ 2012 سے 2015 تک کے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ اس کی وضاحت فرمادیں کہ توسیع نہ ہونے کے باوجود توسیع کیسے ہوئی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے جز (ج) کو پڑھا جائے تو جو ورک چارج ملازمین ہوتے ہیں ان کا دورانیہ تین ماہ کا ہوتا ہے۔ اگر ان کی مزید ضرورت ہو تو تین ماہ کے بعد دوبارہ تین ماہ کی توسیع کر دی جاتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس میں لکھا ہوا ہے کہ دورانیہ تین ماہ کے لئے ہوتا ہے دورانیہ میں توسیع نہ ہوتی ہے۔

وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ اس کو تین ماہ کے بعد اگر ضرورت ہو تو دوبارہ توسیع دی جاتی ہے۔ یہاں توسیع کا لفظ غلط استعمال ہو گیا ہے۔ ان کو دوبارہ کنٹریکٹ پر رکھا جاتا ہے جس کی مدت تین ماہ ہوتی ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! آپ خود پڑھ لیں یہ اتنا صحیح نہیں ہے۔ میں ان کی بات سے مطمئن ہوں لیکن جواب میں لکھا ہوا ہے کہ توسیع نہ ہوتی ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں کہہ رہا ہوں کہ توسیع نہیں ہوتی بلکہ تین ماہ کے بعد نئے کنٹریکٹ پر تعیناتی کی جاتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر صاحب نے بتایا ہے کہ توسیع نہیں ہو سکتی بلکہ نئے کنٹریکٹ کے مطابق تعیناتی کی جاتی ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! یہ کہتے ہیں کہ توسیع نہیں ہوتی لیکن وہی لوگ نئے سرے سے تعینات کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ تو ایک عجیب سلسلہ نظر آتا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ یہ تعیناتی ضروریات کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ اگر کوئی اور بھی درخواست گزار آ جائے تو رکھا جا سکتا ہے۔ اگر ورک چارج ملازمین کو تین ماہ سے زیادہ کنٹریکٹ دینے کے لئے لاء اجازت نہیں دیتا اس لئے تین ماہ کے بعد کوئی بھی نیا آدمی induct ہو سکتا ہے۔ اس عرصہ میں ہو سکتا ہے کوئی نیا آدمی ہی نہ آیا ہو گا اور ان کا کام satisfactory ہو گا۔ مزید کام کو چلانے کے لئے ان لوگوں کو رکھنا ضروری تھا اور گورنمنٹ نے ریکروٹمنٹ پر پابندی لگائی ہوئی تھی اس لئے ان کو رکھا گیا ہو گا۔ اب وہ پابندی ختم ہو گئی ہے نوکریاں آنا شروع ہو گئی ہیں جب ان اسامیوں پر مستقل ملازمین بھرتی ہونا شروع ہو جائیں گے تو ورک چارج ملازمین کم ہونا شروع ہو جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال نمبر 2228 ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔ ان کی طرف سے request آئی تھی لہذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔ جی، کھگہ صاحب!

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1231 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع پاکپتن: سڑکوں کی تعمیر کی تفصیلات

*1231: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ضلع پاکپتن پی پی-229 میں سال 2008 سے سال 2012 تک محکمہ مواصلات نے کتنی سڑکیں تعمیر کیں، ان پر کتنے اخراجات آئے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):
سال2008 سے سال2012 تک صوبائی حلقہ پی پی۔229 پاکپتن میں محکمہ مواصلات و تعمیرات کے زیر نگرانی مندرجہ ذیل چار سڑکات تعمیر ہوئی ہیں:

سیریل نمبر	نام سڑکات	تکمیل کا سال	لاگت منصوبہ
		2008-09	
1	تعمیر پختہ سڑک بمقام چک نمبرD/83 لمبائی0.60 کلو میٹر	2009-10	1.712 (M)
2	تعمیر پختہ سڑک از بکھاں ہانس تا چک کلالی لمبائی1.00 کلو میٹر	2009-10	3.013 (M)
3	بحالی و بہتری سڑک از اڈا انور پور تا اڈا کمیر ضلع پاکپتن لمبائی 17.00 کلو میٹر	2010-11	52.728(M)
4	کشادگی و بحالی سڑک از ساہیوال پاکپتن روڈ تا چکSP/30 لمبائی2 کلو میٹر	2010-11	10.012 (M)

اس کے علاوہ بُنگہ حیات، پاکپتن، عارف والا سڑک تعمیر ہو رہی ہے اس سکیم کی کل لمبائی54.27 کلو میٹر اور لاگت مبلغ1223.963 ملین روپے ہے۔اس سکیم کا کچھ حصہ جس کی لمبائی16.26 کلو میٹر ہے پاکپتن سے چک شفیع تک حلقہ پی پی۔229 میں آتا ہے جس کی کل لاگت مبلغ381.410 ملین روپے ہے یہ سکیم زیر تعمیر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر!میں نے اس سوال میں پوچھا تھا کہ میرے حلقہ میں کتنی سڑکیں بنائی گئی ہیں۔اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ کل چار سڑکیں ہیں جن میں سے ایک کی لمبائی تقریباً ایک کلو میٹر، دوسری کی0.60 کلو میٹر، تیسری کی17 کلو میٹر بحالی کی گئی ہے۔ میرے علاقہ کے لئے بہت کم فنڈز رکھے گئے تھے میری گزارش ہے کہ ان کو اس سال بجٹ میں بڑھایا جائے۔اس کے علاوہ انہوں نے جواب دیا ہے کہ عارف والا روڈ کی تعمیر ہو رہی ہے۔اس پر کام سست روی سے جاری ہے اس کو جلد مکمل کرایا جائے۔اس پر کچھ احکامات صادر فرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر!انہوں نے پہلے بات کی ہے کہ ان کے حلقہ میں کم فنڈز دیئے گئے تو یہ محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کا کام ہوتا ہے وہاں سے جو allocation ہوتی ہے تو محکمہ مواصلات و تعمیرات ایک executing agency ہے۔یہ سڑکیں جن کا ذکر کیا گیا ہے یہ ساری ضلعی سڑکیں ہیں لیکن ان کو محکمہ مواصلات و تعمیرات نے as a special case take up کر کے ان کو restore کیا ہے۔اس کے علاوہ یہ جو بڑے منصوبے کی بات کر رہے ہیں تو اس پر ابھی تک802 ملین روپے کا خرچہ ہو

چکا ہے۔ انشاء اللہ ہماری کوشش ہو گی جس طرح انہوں نے کہا ہے کہ تھوڑی رہ گئی ہے اس کو جلد از جلد مکمل کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اگلا سوال نمبر 1351 سردار وقاص حسن موکل صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1653 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: سول سیکرٹریٹ کے دفاتر میں کی گئی تزئین و آرائش کی تفصیلات

*1653: **محترمہ حنا پرویز بٹ:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2009 سے آج تک سول سیکرٹریٹ پنجاب لاہور میں کتنی رقم کس کس آفیسر کے دفتر / عمارت کی تعمیر و مرمت پر خرچ ہوئی ہے؟

(ب) یہ رقم کس کس مالی سال میں خرچ ہوئی ہے؟

(ج) اس وقت کس کس آفیسر کے دفتر کی عمارت تعمیر کی جا رہی ہے یا دفتر کی تزئین و آرائش کی جا رہی ہے؟

(د) یکم جنوری 2009 سے آج تک کس کس آفیسر کے دفتر میں بارش کا پانی کس کس بناء پر داخل ہوا اس کے ذمہ داران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یکم جنوری 2009 سے آج تک سول سیکرٹریٹ پنجاب میں کسی قسم کی نئی تعمیر عمل میں نہیں لائی گئی ہے۔ تاہم تعمیر، بحالی و سالانہ خصوصی مرمت کی مد میں درج ذیل روپے خرچ ہوئے۔

نمبر شمار	نام بلاک	ترقیاتی سکیم برائے بحالی (ملین)	سالانہ مرمت (ملین)	خصوصی مرمت (ملین)
1	چیف سیکرٹری بلاک	88.083	2.683	9.926
2	ایڈیشنل چیف سیکرٹری	----	1.423	2.585
3	ایس اینڈ جی اے ڈی بلاک	35.370	8.566	9.004
4	ہوم ڈیپارٹمنٹ بلاک	7.832	3.346	4.141
5	محکمہ صحت بلاک	5.000	2.070	5.873

6	محکمہ قانون بلاک	12.926	1.496	3.162
7	پرانا آئی جی بلاک	---	0.834	2.763
8	ایچ بلاک	23.207	3.268	5.484
9	فنانس ڈیپارٹمنٹ بلاک	12.993	4.625	13.928
10	منسٹر بلاک	---	4.463	5.508
11	ہائر ایجوکیشن بلاک	3.349	2.929	4.787
12	لوکل گورنمنٹ بلاک	4.120	1.770	3.498
13	پراسیکیوشن بلاک	2.795	0.900	1.533
14	استقبالیہ دفتر، جمنیزیم اور چار دیواری کا قیام	23.106	---	---
15	مسجد	23.529	---	---
16	کنٹین	6.701	---	---
17	موٹر سائیکل سٹینڈ	3.262	---	---
18	ٹائلٹ بلاک	3.817	---	---

(ب) سال بہ سال سالانہ و خصوصی مرمت کی تفصیل درج ذیل ہے؟

نمبر شمار	سال	سالانہ مرمت	خصوصی مرمت	میزان
1	01.01.2009 تا 30.06.2009	5.217(M)	17.819(M)	23.036(M)
2	01.07.2009 تا 30.06.2010	7.312(M)	14.341(M)	21.653(M)
3	01.07.2010 تا 30.06.2011	1.662(M)	8.921(M)	10.583(M)
4	01.07.2011 تا 30.06.2012	5.907(M)	2.938(M)	8.845(M)
5	01.07.2012 تا 30.06.2013	10.762(M)	17.229(M)	27.991(M)
6	01.07.2013 تا 30.06.2014	4.405(M)	7.445(M)	11.850(M)
7	01.07.2014 تا 31.12.2014	2.108(M)	4.667(M)	6.775(M)
	ٹوٹل رقم	38.373(M)	73.359(M)	111.732(M)

(ج) اس وقت کسی بھی افسر کا دفتر زیر تعمیر نہ ہے تاہم اس وقت پنجاب سول سیکرٹریٹ میں درج ذیل سکیموں پر تعمیراتی کام جاری ہیں جبکہ تزئین و آرائش کا کام بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کے ذمہ نہیں ہے۔

- موٹر سائیکل سٹینڈ کے لئے نئے شیڈ کی تعمیر
- ایچ بلاک میں لفٹس کی تبدیلی
- لاء ڈیپارٹمنٹ کے سامنے دیوار کی اونچائی
- فنانس ڈیپارٹمنٹ کے بجٹ ہال کی بحالی و بہتری
- پنجاب سول سیکرٹریٹ میں پانی کی پرانی پائپ لائنز کی تبدیلی

(د) گزشتہ سال ستمبر 2014 مون سون کی چار دن لگاتار ہونے والی شدید بارشوں کی وجہ سے فنانس ڈیپارٹمنٹ اور لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کی پرانی چھتیں لیک کر گئی تھیں جن کو فوری طور پر مرمت کروا دیا گیا۔ چونکہ یہ لیکیج قدرتی آفات کے زمرہ میں آتی ہے جس پر کسی کا بس نہ ہے اس لئے کسی کو بھی اس کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(الف) میں بیان کردہ ترقیاتی سکیم برائے بحالی و سالانہ مرمت اور خصوصی مرمت میں کیا فرق ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں نے بھی محکمے سے یہی سوال کیا تھا ان میں بنیادی طور پر کوئی فرق نہیں ہے پہلے محکمہ کی طرف سے جواب اسمبلی میں چلا گیا تھا اس میں وہ علیحدہ علیحدہ دکھایا گیا ہے۔ Special repair کسی Special purpose کے لئے ہوتی ہے۔ ایک Annual repair ہوتی ہے اور ایک Special repair ہوتی ہے کسی جگہ پر کوئی tiles وغیرہ change کرنی ہوں یا کوئی اور اس میں کام کرنا ہے وہ Special repair کے کھاتے میں آتا ہے اور Annual repair روزمرہ کے کام ہوتے ہیں۔ باقی انہوں نے جو سوال کیا ہے کہ اس میں کیا فرق ہے تو یہ دونوں چیزیں same ہیں۔ پہلے محکمے نے الگ الگ لکھا تھا لیکن اب جو میں نے نیا جواب لیا ہے اس کو consolidate کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ محکمہ قانون بلاک میں کس کس چیز کی بحالی کی گئی جس پر ایک کروڑ 29 لاکھ روپے کی huge رقم خرچ کی گئی نیز کس کس دفتر کی بحالی پر کیا خرچ کیا گیا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! براہ مہربانی محترمہ سوال repeat کر دیں۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ محکمہ قانون بلاک میں کس کس چیز کی بحالی کی گئی جس پر ایک کروڑ 29 لاکھ روپے کی huge رقم خرچ کی گئی نیز کس کس دفتر کی بحالی پر کیا خرچ کیا گیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اس کی تفصیل ہے وہ لاء ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں پوچھ رہی ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! یہ سال وار تفصیل میرے پاس ہے لیکن اس طرح ایک item کی تفصیل اس وقت میرے

پاس موجود نہیں ہے یہ fresh question کریں یا مجھ سے بعد میں معلومات لینا چاہیں تو اس کی تفصیل ان کو فراہم کی جا سکتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! ان کے پاس اس وقت اس کی تفصیل نہیں ہے۔ اگلا سوال بھی محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! سوال نمبر 1655 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: کینال روڈ کی توسیع و دیگر تفصیلات

*1655: **محترمہ حنا پرویز بٹ:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کینال روڈ لاہور کی توسیع کب ہوئی نیز اس کی توسیع کا ٹھیکہ کس کمپنی کو دیا گیا؟

(ب) کینال روڈ کی توسیع کی منظوری کس اتھارٹی نے کب دی نیز اس کی توسیع پر حکومت نے کل کتنی رقم خرچ کی؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) کینال روڈ لاہور کی توسیع مال روڈ انڈر پاس سے ڈاکٹر ہسپتال انڈر پاس تک محکمہ مواصلات و تعمیرات کے تحت اکتوبر 2011 میں شروع ہوئی اور جون 2012 میں مکمل ہو گئی تھی۔ اس منصوبہ کا ٹھیکہ میسرز این ایل سی کو دیا گیا تھا۔

(ب) توسیع کینال روڈ کی منظوری محکمہ مواصلات و تعمیرات حکومت پنجاب نے مورخہ 11-10-05 کو دی تھی اور اس کی توسیع پر کل لاگت 1303.567 ملین روپے ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! جز (الف) کے حوالے سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ کینال روڈ کی توسیع دو سال کے مختصر عرصے میں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی ہے، خاص طور پر اچھرہ انڈر پاس اور اس کے ارد گرد کے علاقے اس میں شامل ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں ہے اور نہ ہی اس سوال میں انہوں نے اس قسم کا کوئی اظہار خیال کیا ہے لہذا میری معلومات کے مطابق وہ روڈ ٹھیک ہی چل رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اس کو check کر والیں۔ اگلا سوال نمبر 1975 میاں محمد اسلم اقبال صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2085 سردار شہاب الدین خان صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2430 ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے لہٰذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2550 سردار شہاب الدین خان صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال شیخ علاؤالدین صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اپنا سوال کرنے سے پہلے میں آج ایک بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی بھی معزز ممبر جو اس ایوان میں بات کرتا ہے وہ عوام کی بہتری اور اس ایوان کے عزت و وقار میں اضافے کے لئے کرتا ہے۔ میری اور ہر معزز ممبر کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ عوام کی بہتری اور اصلاح کے لئے حکومتی معاملات میں جتنا بھی ہم عمل دخل کر سکتے ہیں وہ کریں۔ آج جس منسٹر صاحب نے جواب دینا ہے میرا ان کے ساتھ ایک احترام کا رشتہ ہے اور یہ بات میں اپنا سوال کرنے سے پہلے اس لئے کرنا چاہتا ہوں کہ آج میں نے جو بھی سوال کرنے ہیں یہ overall پورے پنجاب میں اس وقت کام ہو رہے ہیں ان کو اس نظریہ سے دیکھا جائے صرف نیاز بیگ فلائی اوور کو ہی نہ دیکھا جائے، اس کے اندر بہت اصلاح کی ضرورت ہے۔ اب میں آپ کی اجازت سے سوال کرنا چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! سوال نمبر بولیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سوال نمبر 2996 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: نیاز بیگ فلائی اوور پر ہونے والے اخراجات و دیگر تفصیلات

*2996: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) نیاز بیگ فلائی اوور لاہور پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ب) نیاز بیگ فلائی اوور کے لئے (Buildings & Acquisition of Land) کی مد میں کتنی رقم ادا کی گئی اور کتنے بقایا جات کلیم ابھی تک ادا نہیں کئے گئے یا عدالتوں میں زیر سماعت ہیں؟

(ج) نیاز بیگ فلائی اوور کی failed feasibility کی ماسٹر پلاننگ میں کس کا کردار تھا جن انجینئرز نے انڈر پاسز کے منصوبے کو نظر انداز کیا، ان کے خلاف کیا کارروائی ہوئی؟

(د) آج نیاز بیگ فلائی اوور کے اوپر اور نیچے سے گزرنے والی ٹریفک کا تناسب کیا ہے؟

(ہ) نیاز بیگ فلائی اوور کی تعمیر شروع ہوتے ہی عوام کی طرف سے قابل انجینئرز کا پیش کردہ Counter Proposals Plan کیوں نظر انداز کیا گیا اور اربوں روپے لوٹنے والے عوامل اور نام نہاد ماہرین کے خلاف کیا کارروائی ہوئی؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) نیاز بیگ فلائی اوور لاہور کی تکمیل پر کل لاگت مبلغ 1678.615 ملین آئی۔

(ب) لینڈ ایکوزیشن کلکٹر پنجاب ہائی وے ڈیپارٹمنٹ لاہور کو مبلغ 528.000 ملین ادا کئے گئے جس میں سے اب تک 444.362 ملین مالکان کو ادا کئے جا چکے ہیں جبکہ بقایا متاثرین مالکان نے مختلف کورٹس میں مقدمات کر رکھے ہیں اس وجہ سے ابھی تک 83.638 ملین ادا کئے جانے باقی ہیں۔ کورٹ کیسز کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) نیاز بیگ فلائی اوور کے منظور شدہ منصوبہ میں انڈر پاس کی تعمیر شامل نہ تھی۔ اس منصوبہ کے تحت ٹھوکر چوک میں فلائی اوور بنا کر ٹریفک کے بہاؤ میں رکاوٹ کو دور کرنا مقصود تھا۔ PDWP کی منظوری کے مطابق اس منصوبہ کی تعمیر مکمل ہوئی لہٰذا کسی بھی متعلقہ انجینئر کے خلاف انضباطی کارروائی کا جواز نہ ہے۔

(د) 2013 کے ٹریفک سروے کے مطابق نیاز بیگ چوک پر مجموعی ٹریفک 125078 گاڑیاں روزانہ ہے جس میں سے فلائی اوور کے اوپر سے 67000 گاڑیاں روزانہ گزرتی ہیں جو کہ کل تعداد کا 54 فیصد ہیں۔ پُل کے نیچے سے گزرنے والی گاڑیوں کی تعداد 58078 ہے جو کہ کل تعداد کا 46 فیصد ہے۔

(ہ) منصوبہ کی تعمیر کے دوران مختلف تجاویز سامنے آئیں تاہم غور و خوض کے بعد محدود مالی وسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے منظوری کے مطابق فلائی اوور تعمیر کیا گیا اس لئے کسی تکنیکی ماہر کے خلاف انضباطی کارروائی کا جواز نہ تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے یہ سوال ہے 2006 میں اس فلائی اوور پر تقریباً 225- ارب روپے خرچ کئے گئے۔ 2006 میں بغیر environment certificate کے اس کو شروع کیا گیا اور اس پر 225- ارب روپے خرچ کئے گئے، اس کے مقابلے میں جو پلان محترم احسان اللہ جوہری صاحب نے دیا جو کہ ہائیکورٹ میں بھی جمع کروایا تھا میں خود بھی اس میں involve تھا، اس پر 50 کروڑ روپے سے زائد خرچ نہیں تھا، آپ کو اور عوام کو سن کر حیرانی ہوگی کہ اس میں ایک انچ کی بھی acquisition نہیں تھی اور نہ کوئی cost تھی۔ نتیجہ یہ ہے کہ آج آپ وہاں سے گزر کے دکھائیں آپ بھی روز وہاں سے گزرتے ہیں نیاز بیگ فلائی اوور سے بڑا ہی کوئی قسمت والا ہوتا ہے کہ بچ کے نکل جائے وہاں پر روز حادثات ہوتے ہیں۔ الحمد للہ میں خاکسار اُس وقت بھی ایم پی اے تھا میں نے یہ معاملہ اپنے خرچے پر ہائی کورٹ میں اٹھایا اور ایک counter plan دیا تھا کہ دیکھو بچ جاؤ اور بعد میں کیا ہوا کہ یونیورسٹی میں underpasses بنائے گئے اور recently جو بہترین انڈر پاس ہماری حکومت نے بنایا جو کہ شوکت علی روڈ کو ملتان روڈ سے ملایا گیا ہے وہ بھی وہی پلان تھا جو میں نے احسان اللہ جوہری کا دیا تھا۔ میرا سوال منسٹر صاحب سے یہ ہے کہ جنہوں نے یہ bad planning کی تھی ان کے خلاف محکمے نے کیا ایکشن لیا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! سب سے پہلے تو شیخ صاحب bad planning کی definition بتائیں۔

What do you mean by bad plan?

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! اس میں کیا bad plan تھا؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ بہت ہی simple سی بات ہے آج آپ کمیٹی بنا لیں اور ابھی چلیں، میں آپ کو ثابت کر دیتا ہوں کہ اس فلائی اوور کے نیچے کتنے حادثات ہو رہے ہیں اور اس کے اندر جو acquisition کی گئی منسٹر صاحب کو پتا ہے کہ bad planning کیا ہے؟ اس کے اندر میں ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں اس وقت عدالتوں میں اربوں روپے کے claim ہیں جو کہ محکمہ نے یہاں پر چھپائے ہیں۔ سپریم کورٹ کی judgement موجود ہے وہ claim گورنمنٹ کو دینے پڑیں گے اسی کو bad planning کہتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ ہائی کورٹ میں بھی گئے تھے تو وہاں پر اس کے خلاف کیا کارروائی ہوئی تھی؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ہماری حکومت آ گئی تھی تو مجھے محترم چیف منسٹر صاحب نے کہا کہ شیخ صاحب اب اس کو بننے دیں کیونکہ یہ شروع ہو گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! اس میں پھر منسٹر صاحب کا کیا قصور ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب کی نہیں ان کے محکمے کی بات کر رہا ہوں۔ میں منسٹر صاحب کو کیا کہہ رہا ہوں؟ بات یہ ہے کہ جس bridge engineer نے اس فلائی اوور کی ڈیزائننگ کی تھی اس کو معلوم تھا کہ رائیونڈ روڈ سے یتیم خانہ کی طرف جانے والی سڑک پر ٹریفک کا کوئی حال نہیں ہو گا۔ میں آپ کو ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ وہاں سے کوئی آج بھی خیر و عافیت سے نہیں نکل سکتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ اگر آپ اس معاملے کو ہائی کورٹ میں لے کر گئے تھے تو اس کا decision آنے تک آپ اس کا wait کر لیتے تاکہ یہ جو bad planning کی گئی تھی اس پر کوئی نہ کوئی ایکشن ہو جاتا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! 2008 میں ہماری حکومت آ گئی تھی اس لئے جب چیف منسٹر صاحب نے مجھے کہا اب یہ شروع ہو چکا ہے۔ چلیں، آج میں آپ سے سوال کرتا ہوں آپ مجھ سے سوال کر رہے ہیں۔ یہ گلبرگ والا پراجیکٹ اس وقت کیوں بند ہے جس پر اربوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے اس لئے کہ سیکشن-12 کی تقلید نہیں کی گئی۔ سیکشن-12 کی compliance نہیں ہوئی، پھر بات دور نکل جائے گی اگر میں یہ بتاؤں گا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ میں یا کوئی معزز ممبر اگر حکومت کی اصلاح چاہتا ہے کہ 225-ارب روپے کی بجائے 50 کروڑ روپے خرچہ آتا اور ایک انچ کی بھی acquisition نہ ہوتی۔ آج وہاں پر کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ نیچے کی ٹریفک کو کیسے چلایا جائے۔ میں منسٹر صاحب کی، آپ کی اور عوام کی توجہ صرف یہ چاہتا ہوں کہ آئندہ کے لئے تھوڑا محتاط ہو جائیں۔ دیکھیں آج اگر source out کر کے آپ کا کیا خیال ہے؟۔۔ میں آج آپ کو ایک بات بتانے لگا ہوں جو کہ منسٹر صاحب کے علم میں بھی ہے میں ایک دفعہ ایک میٹنگ میں بیٹھا ہوا تھا وزیر اعلیٰ پوچھ رہے تھے آپ کون ہیں، آپ کون ہیں، آپ کون ہیں؟ ایک آدمی نے کہا کہ میں NESPAK سے آیا ہوں وزیر اعلیٰ اتنا ناراض ہوئے انہوں نے کہا تمہیں پتا ہے کہ تم نے جھینگا گلی میں کیا کیا ہے؟ پورا پہاڑ چل پڑا ہے منسٹر صاحب کو پتا ہے کہ گورنمنٹ کے ابھی تک وہاں کئی ارب روپے لگ چکے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ

غلطی مجھ سے بھی ہو سکتی ہے، غلطی آپ سے بھی ہو سکتی ہے۔ ان لوگوں نے غلطی کی اس لئے جھنگا گلی میں اس قوم کا اربوں روپیہ ڈوب گیا۔ نیاز بیگ فلائی اوور تو بالکل ایک چھوٹا سا معاملہ ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! آپ ٹائم بھی نوٹ کریں اگر ایک سوال پر اتنا وقت لگ جائے گا تو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: امجد علی جاوید صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ شیخ صاحب! آپ ہمیشہ عوام کی فلاح کی بات کرتے ہیں جس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن اب بات یہ ہے کہ ایک چیز complete ہو چکی ہے اور کورٹ سے بھی withdraw ہو گیا ہے۔ اب اس کا سوال یہاں پر آ گیا ہے۔ آپ پھر اس کے لئے کوئی تحریک لے کر آ جائیں تاکہ اس کے خلاف ایوان میں کچھ آئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اب اس کا کچھ نہیں ہو سکتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ عوام کی اصلاح کے لئے بیٹھ کر کوئی مشورہ ہی دے دیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! سب سے پہلے میں شیخ صاحب کو اس بات پر credit دوں گا کہ جب بھی یہ سوال کرتے ہیں تو ان کے پاس facts بھی ہوتے ہیں، knowledge بھی ہوتا ہے اور ایوان کی input میں definitely اضافہ ہوتا ہے۔ میں تھوڑا سا اپنے knowledge کو بڑھانے کے لئے عرض کروں گا جیسے شیخ صاحب نے کہا ہے کہ بہت سارے کورٹ کیسز اربوں روپے کے pending ہیں۔ میرے پاس جو knowledge ہے کہ ٹوٹل 24 آدمی کورٹ میں گئے ہیں جن میں سے 23 لوگ payment لینے کے بعد کورٹ میں گئے ہیں۔ ایک آدمی ایسا ہے جس نے ابھی تک payment بھی نہیں لی اور کورٹ میں ہے۔ یہ ٹوٹل 24 ہیں۔ یہ بہت بڑی تعداد بتا رہے ہیں تو شیخ صاحب مجھے تھوڑا سا elaborate کر دیں کہ میرے پاس information غلط ہے یا ان کی information کوئی اور ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں شکر گزار ہوں کہ منسٹر صاحب بات کو سمجھ گئے ہیں۔ بات یہ ہے کہ سینئر سول جج کی عدالت میں under protest جو پیسا لیا جاتا ہے اس کا منسٹر صاحب کو بھی پتا ہے کہ جب under protest کوئی پیسا لیا جاتا ہے تو claim وہیں کا وہیں رہتا ہے۔ میں خود ہی بتا دیتا ہوں کہ ڈیپارٹمنٹ نے وہاں پر لوگوں کو تین لاکھ روپے مرلہ کے حساب سے payment کی ہے جبکہ منسٹر صاحب کا اُس وقت کوئی چارج ہی نہیں تھا۔ وہاں پر 25/30 لاکھ روپے فی مرلہ market value تھی

وہ claim ابھی تک سینئر سول جج کی عدالت میں، ہائی کورٹ اور ایڈیشنل سیشن جج کی عدالت میں پڑے ہیں۔ اس میں سپریم کورٹ کی ایک regular Ruling موجود ہے کہ gold against gold اس Ruling کو gold against gold کہا جاتا ہے۔ وہ Ruling یہ ہے کہ اگر کسی کی جائیداد ایک کروڑ روپے کی ہے تو محکمے کو وہ دینی ہو گی۔ وہ وقت گیا جب Acquisition Act 1894 کا حوالہ دے کر ہم نیچے سے زمین کھینچ لیتے تھے لیکن اب ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ سپریم کورٹ watch کرتی ہے۔ منسٹر صاحب کو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کیونکہ محکمے کو بھی یہ پتا ہے اور انہوں نے deliberately اس چیز کو چھپایا ہے۔ وہ claims ابھی موجود ہیں جو حکومت کو دینے پڑیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ وقفہ سوالات کے بعد بیٹھ کر شیخ صاحب کی تجویز لیں۔ باقی ان کی بات واقعی جائز ہے کیونکہ میرا ابھی وہاں سے گزر ہوتا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں وہی پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ 24 لوگ کورٹ میں گئے ہوئے ہیں۔ اب یہ کورٹ کے purview میں چلا گیا ہے تو کورٹ جو فیصلہ کرے گی اس کو گورنمنٹ obey کرے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، منسٹر صاحب! اس پر آپ بیٹھ جائیں اور شیخ صاحب آپ کو جو بھی مشورہ دیں اس پر عمل کریں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں نے کچھ عرض کرنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ اس کے بعد آپ بات کیجئے گا۔ اگلا سوال لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان کا ہے۔ کرنل صاحب! سوال نمبر بولیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! مجھے صرف ایک منٹ چاہئے۔ آپ بھی وہاں سے گزرتے ہیں اور ہم بھی گزرتے ہیں۔ شیخ صاحب کا point بالکل valid ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میں اس سے agree کرتا ہوں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میری صرف گزارش سن لیں کیونکہ یہ بہت ضروری مسئلہ ہے۔ اس فلائی اوور کے نیچے سے جو ٹریفک آتی ہے وہ بڑے خطرناک طریقے سے گزرتی ہے۔ اس پر اگر آپ کمیٹی بنا دیں جو دیکھ لے تو یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے کیونکہ یہ بہت ضروری ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! میں شیخ صاحب کی بات سے agree کرتا ہوں کیونکہ ان کی observation بالکل ٹھیک ہے اس لئے میں نے منسٹر صاحب کو کہا ہے کہ اس پر بیٹھ کر کوئی لائحہ عمل بنالیں پھر مجھے آگاہ کریں تاکہ اس کے مطابق ہم اس پر کوئی عمل کریں گے۔ جی، کرنل صاحب!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! میں ایک اور بات آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ میری یہ observation ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آئندہ کے بعد جس دن جس بھی ڈیپارٹمنٹ کے سوال و جواب ہوں گے اُس دن کوشش کیا کریں کہ اگر اس ڈیپارٹمنٹ کے منسٹر موجود ہوں تو ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری کو بھی یہاں پر گیلری میں موجود ہونا چاہئے۔ آئندہ کے بعد یہ لازمی کوشش کیا کریں اور احتیاط کیا کریں۔ جی، کرنل صاحب! (نعرہ ہائے تحسین)

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 3026 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سمندری سے ملتان سنگل روڈ کو دورویہ کرنے کی تفصیلات

*3026: **لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد تا ملتان براستہ سمندری، رجانہ، پیر محل ہائی وے روڈ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فیصل آباد سے سمندری تک یہ دورویہ سڑک ہے جبکہ سمندری سے ملتان تک ٹریفک کے آنے جانے کے لئے سنگل سڑک ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سمندری ضلع فیصل آباد کی حدود و مرید والا تک سنگل روڈ کی چوڑائی 24 فٹ جبکہ اس سے آگے ملتان تک روڈ کی چوڑائی صرف 20 فٹ ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا ہائی وے روڈ پر سمندری سے ملتان تک سنگل روڈ ہونے کی وجہ سے بھاری ٹریفک گزرتی ہے اور بے شمار حادثات رونما ہوتے ہیں، جس سے قیمتی مالی و جانی نقصانات ہو رہے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت عوام کو حادثات سے محفوظ رکھنے کے لئے مذکورہ بالا ہائی وے روڈ کو دورویہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) ہاں! یہ درست ہے لیکن اس سڑک کا مکمل نام فیصل آباد، سمندری، رجانہ، پیر محل، سندھیلیانوالی، عبدالحکیم، کچا کھوہ وہاڑی روڈ ہے۔

(ب) ہاں! یہ درست ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ فیصل آباد کی حدود مرید والا تک سنگل سڑک کی چوڑائی 24 فٹ ہے۔ البتہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں درج ذیل حصوں کے علاوہ تمام سڑک 24 فٹ چوڑی ہے۔

سریل نمبر	از	تا	چوڑائی (کلومیٹر)	لمبائی (کلومیٹر)
1	پولیس چیک پوسٹ (کلومیٹر نمبر 78.79)	پیر محل (کلومیٹر نمبر 108.50)	20فٹ	29.71
2	اروتی اڈا (کلومیٹر نمبر 134.49)	ہیڈ سدھنائی (کلومیٹر نمبر 149.08)	20فٹ	14.59
		کل لمبائی		44.30

(د) یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا سڑک سمندری (ضلع فیصل آباد) سے عبدالحکیم (ضلع خانیوال) تک سنگل سڑک ہے۔ جس پر ہر قسم کی ٹریفک رواں دواں رہتی ہے۔ البتہ سڑک پر زیادہ تر حادثات ڈرائیور حضرات کی غفلت اور غیر ذمہ دارانہ رویہ کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں۔

عبدالحکیم (ضلع خانیوال) تا ملتان براستہ پل باگڑ اور کبیر والا، ماہنی سیال تک سڑک کی چوڑائی 24 فٹ مع 4,4 کے پختہ شولڈرز ہیں اور ضلع خانیوال کی حدود میں آتی ہے جبکہ ماہنی سیال تا ملتان دورویہ سڑک ہے جو لاہور ملتان روڈ کا حصہ ہے اور نیشنل ہائی وے اتھارٹی کی ملکیت ہے۔

(ہ) جی ہاں! فی الحال مذکورہ سڑک کو دورویہ (Dual Carriageway) کرنے کا منصوبہ از سمندری تا ضلعی حدود فیصل آباد/ٹوبہ ٹیک سنگھ 33.79 کلو میٹر Phase-I تقریباً 2100 ملین روپے کی لاگت سے مورخہ 2014-12-09 کو منظور ہو چکا ہے جبکہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی حدود از ضلعی باؤنڈری فیصل آباد/ٹوبہ ٹیک سنگھ تا رجانہ تقریباً 17 کلومیٹر کو

Dual Carriage Way کا منصوبہ Phase-II میں شامل کرنے کا ارادہ ہے۔ جس کی pre-qualification ہو چکی ہے اور ٹینڈرنگ under process ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: جناب سپیکر! پہلے تو میں حکومت کا، وزیر اعلیٰ صاحب اور منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے سمندری سے رجانہ تک دورویہ سڑک بنائی ہے جو عوام کی بہت سخت ضرورت تھی۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے عوام کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ سڑک approve کی ہے۔ انہوں نے اس سڑک کو دو phases میں رکھا ہے۔ 33 کلومیٹر کی سڑک کا پہلا phase ڈسٹرکٹ فیصل آباد کی حدود تک منظور کیا ہے اور آگے 17 کلومیٹر کی سڑک رجانہ تک phase-2 میں شامل کیا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ phase-1 میں کیا 33 کلومیٹر کی tendering ہو چکی ہے، اگر ہوئی ہے تو کیا اس کا ایک ہی ٹینڈر ہوا ہے یا further sanction کئے گئے ہیں اور یہ سڑک کب تک complete ہو گی؟ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ phase-2 کو حکومت کب تک start کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! سب سے پہلے جس طرح معزز ممبر نے فرمایا ہے تو definitely یہ ایک بڑا اہم پراجیکٹ تھا جسے پنجاب گورنمنٹ نے take up کیا اور اس سے انشاء اللہ اُس علاقے کے لوگوں اور generally پنجاب کے تمام لوگوں کے لئے آسانیاں پیدا ہوں گی۔ Phase-1 کی ٹوٹل لاگت 2100 ملین روپے ہے جس کی ٹوٹل لمبائی 33.79 کلومیٹر ہے۔ اس کو تین groups میں divide کیا گیا ہے اور ابھی اس کا پہلا گروپ ساڑھے گیارہ کلومیٹر کا 26-3-2015 کو award ہو گیا ہے جس کے لئے اس سال 150 ملین کی allocation کر دی گئی ہے۔ ان کا سوال ہے کہ کتنے groups ہیں تو یہ ٹوٹل تین ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات phase-2 کی رہی وہ روڈ رجانہ تک جائے گا اس کی 17 کلومیٹر کی لمبائی ہے۔ اس کی pre-qualification کا process مکمل ہو چکا ہے اور اس کی tendering بھی under process ہے۔ جہاں تک اس کی completion کی بات ہے تو اگر پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ ہمیں 100 فیصد فنڈز دے دے تو میں ابھی commit کر سکتا ہوں کہ ہم اس کو ایک سال میں بنا دیں گے۔ اگلا مرحلہ depend upon the funding ہے۔ جوں جوں funding آتی جائے گی اسی

طرح اس کام کا سلسلہ بڑھتا جائے گا لیکن کوشش کریں گے کہ ضرورت کے حساب سے اس روڈ کے پراجیکٹ کو جلد از جلد مکمل کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کرنل صاحب!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ 33 کلومیٹر سڑک اکٹھی منظور ہوئی ہے لیکن اگر محکمہ نے اپنی سہولت کے لئے اس کے تین groups بنائے ہیں تو ایک گروپ نے اپنا کام شروع کر دیا ہے تو باقی دو groups کا ٹینڈر کیوں نہیں ہوا؟

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے بتایا ہے کہ pre-qualification ہو رہی ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: جناب سپیکر! اس کی pre-qualification اور tendering اکٹھی ہونی چاہئے تھی کیونکہ 33 کلومیٹر کی سڑک اکٹھی منظور ہوئی ہے۔ یہ الگ الگ کیوں کر رہے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں نے tendering process کے حوالے سے phase-2 کی allotment کی بات کی ہے کہ پہلے گروپ کو کام الاٹ کر دیا گیا ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ اگر ہم 33 کلومیٹر کا اکٹھا ہی کام دے دیں گے تو funding اس طرح نہیں ہوتی اور piecemeal میں کام شروع ہو جاتے ہیں جس سے result کوئی نہیں نکلتا اس لئے ساڑھے گیارہ کلومیٹر کا پہلا stretch مکمل ہو جائے گا تو ساتھ ہی اگلے گروپ کو بھی کام الاٹ ہو جائے گا۔ اگر ہم 150 ملین کو تینوں groups میں split کر دیں گے تو اس کا end result کچھ نہیں ہونا لہٰذا یہ تینوں groups کو کام الاٹ ہو گا۔ جوں جوں funding آتی جائے گی تو کام ہوتا جائے گا لیکن piecemeal میں کام نہیں ہونا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال نمبر 3119 جناب احسن ریاض فتیانہ صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 3120 بھی جناب احسن ریاض فتیانہ صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 3232 چودھری فیصل فاروق چیمہ صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 3444 ڈاکٹر صلاح الدین خان کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں

لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان صاحب کا ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 3720 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد: لیٹکو معاہدے سے متعلقہ تفصیلات

*3720: لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور، فیصل آباد روڈ BOT کے تحت لیٹکو کے handover کی ہوئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پہلے یہ خفیہ معاہدہ تھا جو سابقہ دور حکومت میں پبلک کیا گیا؟

(ج) اگر درج بالا جز کے جوابات اثبات میں ہیں تو معاہدہ کو خفیہ رکھنے کی گنجائش کی کیا وجوہات تھیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ جو معاہدہ حکومت پنجاب اور لیٹکو (پرائیویٹ) لمیٹڈ کے مابین ہوا یہ ایک confidential معاہدہ ہے۔ یہ درست نہ ہے کہ سابقہ دور حکومت میں اسے پبلک کیا گیا تھا۔

(ج) حکومت پنجاب نے بہت غور و فکر سے لیٹکو کے ساتھ confidentiality کو منظور کیا کیونکہ اتنے بڑے منصوبہ میں پراجیکٹ فنانسنگ جو بہت زیادہ بنکس اور lending institutions (syndicated financing) کے ساتھ مل کر ہوئی اور چونکہ ان سب بنکس اور lending institution کی یہ انتہائی ضروری requirement تھی کہ تمام financial transactions کو خفیہ رکھا جائے لہٰذا حکومت پنجاب نے confidentiality کی اجازت دی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

LT. COL. (RETD) SARDAR MUHAMMAD AYUB KHAN: No Supplementary question because I am satisfied with the answer.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اگلا سوال نمبر 3762 محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 3781 جناب خالد غنی چودھری کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال میاں محمد اسلام اسلم صاحب کا ہے۔ میاں صاحب! سوال نمبر بولیں۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3817 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

خانیوال تا لودھراں سڑک کو دورویہ کرنے کا مسئلہ

*3817: میاں محمد اسلام اسلم: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا حکومت خانیوال سے لودھراں تک دورویہ سڑک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کام کب تک شروع ہو جائے گا؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) خانیوال لودھراں روڈ ایک رویہ ہے اور یہ سڑک NHA کی زیر نگرانی ہے۔ اس سڑک کو دورویہ کرنے کے لئے ADP برائے سال 15-2014 جنرل سیریل نمبر 1663 پر پرنٹ کیا گیا ہے۔ تاہم اس سڑک کو پنجاب گورنمنٹ پی پی پی پروگرام کے تحت تعمیر کرنا چاہتی ہے جس کے لئے consultant کو prequalify کر لیا گیا ہے۔ پانچ فرمیں prequalify ہو چکی ہیں اور مورخہ 27.01.2015 کو ان فرموں کی Financial & Technical Bids کھولی جائیں گی۔

(ب) تکنیکی مراحل سے گزرنے اور مطلوبہ فنڈز ملنے کے بعد اگلے مالی سال 16-2015 میں مذکورہ سڑک کو دورویہ کرنے کا کام شروع ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! اس میں لکھا گیا ہے کہ 15-2014 میں خانیوال سے لودھراں روڈ کے لئے فنڈز رکھا گیا تھا۔ میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ ADP میں اس روڈ کے لئے کتنا فنڈز رکھا گیا تھا اور

اس کی length کتنی ہے؟ دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 27-01-2015 کو اس کی bid ہونی تھی جبکہ اب اپریل 2015 ہے تو کیا اس پر کام شروع ہو چکا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اس کی tentative approximate cost جو work out کی گئی تھی وہ 8.16 بلین تھی اور اس کی اسی cost اور افادیت کو دیکھتے ہوئے گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کو PPP mode میں کرنا چاہئے۔ اس PPP mode کے لئے گورنمنٹ نے consultants کے لئے سارا process تقریباً مکمل کر لیا ہے۔ پانچ فرموں نے اس پر prequalify کیا تھا recently mason E.A consulted private limited کو اس کی technical feasibilities اور technical advisory services کے لئے appoint کر دیا گیا ہے۔ یہ جب feasibility final workout ہو جائے گی تو پھر اس کو float کیا جائے گا اور انشاء اللہ اس پر PPP mode میں کام کیا جائے گا۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! ایک تو میرا سوال جس طرح تھا اسے اس میں شامل نہیں کیا گیا کہ جس طرح این ایف سی ایوارڈ میں صوبوں کو rights دیئے جاتے ہیں، میرا اس سے related سوال تھا کہ کیا ڈویژن کو بھی اسی طرح کچھ share دیا جائے گا؟ roads properly کے حوالے سے یا جو بڑا شہر ہے اسے اس حساب سے فنڈز دیئے جائیں گے، اگر کوئی چھوٹا ہے تو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اس میں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! لیکن اس میں add نہیں کیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اس کا جواب منسٹر صاحب سے پوچھ لیتے ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں اس کا general جواب دے دیتا ہوں کہ یہ این ایف سی ایوارڈ یا جس چیز کی وہ بات کر رہے ہیں that is not the job of the C&W Department یہ تو فنانس ڈیپارٹمنٹ یا پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ ہے، بہت ساری confusion پائی جاتی ہے، C&W is in

executing agency ،ہمیں جو فنڈز آتے ہیں انہیں execute کرنا within the time line complete کرنا ڈیپارٹمنٹ کی ذمہ داری ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آج آپ نے تقریر بھی کرنی ہے تو وزیر خزانہ صاحب آ جائیں گے تو پھر کر لینا۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! ایک چھوٹا سا سوال ہے۔ میری ایک personally request جو اس سوال سے متعلقہ تو نہیں ہے لیکن میں ان کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ ڈی او (روڈز) رحیم یار خان کو میں نے کسی کام کے سلسلے میں فون کیا، کوئی دس سے بارہ calls کیں لیکن اس اللہ کے بندے نے ایک دفعہ بھی call نہیں اٹھائی۔ ای ڈی او (روڈز) نے call اٹھائی لیکن اس نے نہیں اٹھائی تو پھر مجھے ای ڈی او (روڈز) نے کہا کہ وہ آپ کو call بھی کریں گے اور sorry بھی کریں گے۔ ڈی او (پلاننگ) کو کہا لیکن آج دو ماہ ہو گئے ہیں، انہوں نے call نہیں کی اور میں نے بھی انہیں جو بھی کام تھا وہ نہیں کہا۔ میں منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ جو ہمارے بیوروکریٹ ہیں no doubt پتا نہیں ہمیں اچھا سمجھتے ہیں یا نہیں لیکن ہماری prestige بہر حال بحال ہونی چاہئے۔ یہ میری گزارش ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! انہوں نے ڈی او (روڈز) کی بات کی ہے تو ڈی او (روڈز) actually ضلعی حکومت کے preview میں آتا ہے اور اس کا ذمہ دار ڈی سی او ہوتا ہے لیکن آپ ہمارے colleague ہیں اور ویسے بھی ممبر اسمبلی ہونے کے ناتے، ڈی او (روڈز) یا کوئی بھی افسر ہو تو اس کا right ہے کہ اسے آپ کا فون اٹھانا چاہئے۔ ویسے میرا یہ job نہیں بنتا لیکن میں personal level پر وہاں کے ڈی سی او سے بھی بات کروں گا اور اس ڈی او (روڈز) سے پوچھا جائے گا کہ آپ نے یہ کام کیوں نہیں کیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اجلاس کے بعد آپ منسٹر صاحب سے مل لیں۔

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شاہ صاحب!

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ لودھراں خانیوال روڈ زیادہ تر ہمارے علاقے میں ہے کیونکہ لودھراں ہمارا علاقہ ہے اور اس کے پیسے پچھلے سال کے بجٹ میں رکھے گئے تھے

لیکن ایک سال میں تو یہ pre-qualification ہی مکمل نہیں کر سکے۔ اب next بجٹ شروع ہونے والا ہے تو منسٹر صاحب کوئی ٹائم فریم دے دیں کہ کب تک یہ کم از کم شروع کرا دیں گے ؟ ایک سال یہ tendering process ہو گا، اس کے بعد پتا نہیں پھر کب یہ شروع کرائیں گے، ہمیں یہ ensure کرا دیں کہ کب تک اس پر کام شروع ہو جائے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! کوئی اس پر گارنٹی دے سکتے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں نے بڑی وضاحت سے بتایا ہے کہ یہ PDWB میں 26-5-2014 کو discuss ہوئی اور 8۔ارب روپے کا ایک approximate cost بنی اور اس کی cost کو دیکھتے ہوئے فیصلہ یہی کیا گیا کہ یہ پراجیکٹس PPP mode میں کئے جائیں گے۔ اس کا process بھی بڑی تیزی سے چل رہا ہے، consultant بھی ہائر ہو گیا ہے اور انشاءاللہ اس کی technical feasibility workout ہوتے ہی اس کو float کر دیا جائے گا اور کوشش کریں گے کہ انشاء اللہ آئندہ مالی سال میں اس کو PPP mode کے تحت اس روڈ کو بنایا جائے۔

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر! لاہور کے روڈ کا تو ٹائم فریم ہوتا ہے کہ دو مہینے میں یہ مکمل ہونا ہے اور تین مہینے میں یہ مکمل ہونا ہے لیکن یہ جنوبی پنجاب کا ہے اس لئے اس پر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، شاہ صاحب! آپ ان کی بات سمجھ نہیں رہے۔

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر! دیکھیں جو بھی روڈ چل رہے ہیں، جو اپر پنجاب میں ہیں وہ جلدی مکمل ہو جاتے ہیں اور جو جنوبی پنجاب میں ہیں، یہ ایک سال میں تو اس کی pre-qualification ہی نہیں ہوئی۔ اب پتا نہیں اس کے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! منسٹر صاحب نے note کر لیا ہے۔

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر! ہم تو یہ کہتے ہیں کہ چلیں ہمیں کوئی تسلی ہو جائے اور ہمیں کوئی ٹائم فریم دے دیں کہ اسی سال یہ شروع ہو جائے گا یا نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! پہلے تو بہت ساری ایسی روڈز ہیں جو PPP mode میں آپ کی لاہور فیصل آباد روڈ بھی

اس زون میں آتی ہے جو کہ PPP mode کے تحت بنی ہے اور بالخصوص اس گورنمنٹ میں میاں محمد شہباز شریف کی Chief Minister ship میں، میں سمجھتا ہوں یہ قطعاً تفریق نہیں کی جا رہی بلکہ ابھی بھی میں اس پلیٹ فارم سے اس بات کا اظہار خیال کرتا جاؤں کہ ایک بہت بڑا "خادم پنجاب رورل روڈ پروگرام" انشاء اللہ اسی ہفتے launch ہو جائے گا جس کے تحت یہ جو بنیادی مسئلے ہیں جو لوگ differentiate بھی کرتے ہیں۔ زیادہ problem ہمارے رورل روڈز میں آ رہے ہیں مواصلات و تعمیرات سے related provincial roads کے حالات بہت اچھے ہیں۔ چیف منسٹر صاحب نے خاص طور پر دیہاتی علاقوں کے اس problem کو دیکھتے ہوئے صرف اس مالی سال میں جو 30-6-2015 کو ختم ہو رہا ہے، 15-ارب روپے کی ایک خطیر رقم پورے پنجاب کے لئے رکھی ہے جس کے تحت ہماری "فارم ٹو مارکیٹ روڈ" کو پہلی بار کارپٹ کیا جائے گا اور دس سے بارہ فٹ اس کی width بڑھا دی جائے گی اور 2018 تک انشاء اللہ یہ جو "کے پی آر پروگرام" یعنی خادم پنجاب رورل روڈ پروگرام کو 100-ارب روپے سے cross کیا جائے گا۔ ایوان کی معلومات کے لئے جو روڈز کی بات ہوتی ہے تو ہمارے پورے پنجاب کی ڈسٹرکٹ روڈز کی لمبائی 74000 کلو میٹر ہے جو کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے under آتی ہے اور یہ مواصلات و تعمیرات سے related نہیں ہے۔ مواصلات و تعمیرات جو پنجاب کا ڈیپارٹمنٹ ہے اس کے تحت approximately تقریباً 11 ہزار کلو میٹر کی جو road length ہے وہ اس کے under آتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس اس بات کو appreciate کرے گا جو roads provincial department کے preview میں ہیں ان کے حالات مقابلتاً دوسری roads کی بہ نسبت اچھے ہیں لیکن لوگوں کے جو سوالات ہوتے ہیں وہ ان 74 ہزار کلو میٹر roads کے متعلق زیادہ ہوتے ہیں جو district preview کے under آتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال جناب احمد خان بھچر صاحب کا ہے۔

جناب کرم الٰہی بندیال: جناب سپیکر! سوال نمبر 3851 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب احمد خان بھچر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع میانوالی: سڑکوں کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

*3851: جناب احمد خان بھچر: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور، سرگودھا، میانوالی روڈ کی تعمیر کب کتنی لاگت سے ہوئی؟
(ب) مذکورہ سڑک کی تعمیر کتنے مقررہ عرصہ میں ہونی تھی اور کتنے عرصہ میں تعمیر کی گئی؟
(ج) اس سڑک کی موجودہ صورتحال کیسی ہے؟
(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک پر ون وے ہونے کی وجہ سے ہر روز درجنوں حادثات ہو رہے ہیں۔
(ہ) کیا حکومت مذکورہ سڑک کو two way بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات وتعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) مذکورہ سڑک از کلومیٹر 267.37 تا 298.00 ضلع میانوالی کی حدود میں آتی ہے جس میں 30.51 کلومیٹر کی بہتری وکشادگی کا کام مئی 2004 میں شروع ہوا اور جولائی 2005 میں مکمل ہو گیا جس پر مبلغ 113.893 ملین روپے خرچ ہوئے۔
(ب) بمطابق معاہدہ سڑک کی تعمیر کا کام عرصہ چار ماہ میں مکمل ہونا تھا۔ مگر فنڈز کی کمیابی کی وجہ سے اس کی تکمیل میں چودہ ماہ لگے۔
(ج) سڑک ہذا پر 2012 کے traffic survey کے مطابق چلنے والی گاڑیوں کی یومیہ تعداد 5155 ہے جبکہ محکمہ پلاننگ اینڈ ڈیزائن ڈائریکٹوریٹ پنجاب ہائی وے ڈیپارٹمنٹ کے طے شدہ معیار کے مطابق سڑک کو دورویہ کرنے کے لئے چلنے والی گاڑیوں کی تعداد 8000 یومیہ مطلوب ہے۔ چونکہ سڑک ہذا پر چلنے والی گاڑیوں کی تعداد مطلوبہ معیار پر پورا نہ اترتی ہے۔ لہٰذا فی الحال سڑک کو دورویہ کرنا تکنیکی طور پر ممکن نہ ہے۔ تاہم ٹریفک کی بدنظمی اور ڈرائیور کی غفلت کے باعث کچھ حادثات رونما ہوتے ہیں جس پر ٹریفک پولیس کے مؤثر انتظام سے قابو پایا جا سکتا ہے۔
(د،ہ) کا جواب جز (ج) میں دے دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب کرم الٰہی بندیال: جناب سپیکر! سرگودھا میانوالی روڈ پر 02-2001 میں رائل کنسٹرکشن کمپنی نے ایک پوری layer چھوڑ دی تھی۔ اب جیسے کہ پیسے بھی آ گئے ہیں اور roads بھی بن رہی ہیں تو یہ main road ہے جس کے متعلق انہوں نے کہا ہے کہ سڑک ہذا پر 2012 کے traffic survey کے مطابق چلنے والی گاڑیوں کی یومیہ تعداد 5155 ہے۔ میرے حلقے میں چونکہ 30 کلومیٹر وہ روڈ گزرتی

ہے، بندیال سے لے کر جوہر آباد تک ایک کمپنی نے 2002 میں ٹھیکہ لیا تھا اور ایک پوری layer چھوڑ کر وہ بھاگ گئی۔ میری اطلاع کے مطابق اس کے پیسے پڑے ہوئے ہیں اور میری یہ request ہے کہ محکمہ اس کے پیسے لے کر اس کی مرمت کروا دے۔ اگر آپ وہاں پر ایکسیڈنٹ کا rate نکالیں تو پچھلے ایک ڈیڑھ ماہ میں چودہ پندرہ بندے "نیازی ایکسپریس" نے "قتل" کئے ہیں وہ ایکسیڈنٹ نہیں ہیں۔ میں نے اکثر و بیشتر وزیر اعلیٰ ہاؤس میں بھی request کی ہے اور ڈی پی او، ڈی سی او اور کمشنر کو بھی request کی ہے کہ اس "نیازی ایکسپریس" والے کو کہیں یا محکمہ اپنی کوئی ٹرانسپورٹ کا سلسلہ ٹھیک کرے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر یہ دورویہ نہیں بھی بنتی تو کیا کم از کم متعلقہ کنسٹرکشن کمپنی کے خلاف محکمہ کوئی ایکشن لے گا یا اس سڑک کو مرمت کروائے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! ابھی تو میرے پاس اس کی exact details نہیں ہیں کیونکہ یہ پی ٹی آئی کا سوال تھا اور ابھی روایت یہ جا رہی ہے کہ آپ ان کے سوالات کو pending کر دیتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، اس پر کوئی بھی ممبر سوال کر سکتا ہے۔ ویسے میں dispose of کر دیتا ہوں لیکن اگر کوئی سوال کرنا چاہے تو وہ کر سکتا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! انہوں نے جو بات کی ہے انشاء اللہ اس کو explore کرتے ہیں اور اگر ایسا کوئی مسئلہ ہے تو اسے حل کر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بندیال صاحب کے روڈ پر میرا بھی گزر ہوا ہے تو ان کی بات جائز ہے۔ منسٹر صاحب! وقفہ سوالات کے بعد بندیال صاحب کو ساتھ بٹھائیں اور اگر اس کے پیسے پڑے ہوئے ہیں تو اس پر جو کام possible ہو سکتا ہے وہ کروا دیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جی، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال محترمہ تمکین اختر نیازی صاحبہ کا ہے۔

محترمہ تمکین اختر نیازی: جناب سپیکر! سوال نمبر 3916 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔
جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

میانوالی تلہ گنگ روڈ سے متعلقہ تفصیلات

*3916: محترمہ تمکین اختر نیازی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تلہ گنگ میانوالی روڈ بطور متبادل جی ٹی روڈ استعمال ہوتی ہے ہر قسم کی ٹریفک وہاں سے گزر کر کراچی تک جاتی ہے۔ اس سڑک کے راستے میں ڈھک والی پہاڑی کی پرپیچ سڑک نہایت خطرناک ہے جہاں آئے دن ٹریفک جام ہو جاتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ چند سال پہلے پہاڑی کے نچلے حصے کو کاٹ کر ایک نسبتاً محفوظ سڑک بنانے کی کوشش کی گئی۔ کروڑوں روپوں کا خرچ ہوا لیکن اس نئی سڑک کو بلیک ٹاپ کرنے سے پہلے نامعلوم وجوہ کی بناء پر روک دیا گیا کیا محکمہ اس نئی سڑک کو مکمل کرکے لوگوں کو سفر میں سہولت پہنچانے کا کوئی پروگرام رکھتا ہے اور اگر جواب ہاں میں ہے تو وہ سڑک کب تک مکمل ہو گی؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست ہے کہ تلہ گنگ میانوالی روڈ بطور متبادل جی ٹی روڈ استعمال ہوتی ہے اور ہر قسم کی ٹریفک وہاں سے گزر کر کراچی تک جاتی ہے۔ سڑک مذکورہ کی پہاڑی حصہ کی لمبائی چار کلومیٹر ہے جس میں کچھ مقامات پر تنگ موڑ اور گریڈ زائد ہے ایسے علاقے میں ڈرائیور کی بے احتیاطی کے باعث ٹریفک کی روانی میں رکاوٹ آسکتی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ سڑک ہذا پر ٹریفک کی روانی میں پیش آمدہ مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی بہتری کا منصوبہ بنایا گیا اور میسرز ہدایت اللہ خان کو نئے روٹ پر سڑک متذکرہ تعمیر کرنے کا ٹھیکہ مورخہ 25.01.2006 کو الاٹ کیا گیا اور ٹھیکیدار نے 2008 تک سڑک پر کام کیا جس کے دوران تعمیراتی کام میں کچھ نقائص کی وجہ سے کام بند ہو گیا۔ 2008 سے لے کر 2013 تک مختلف عدالتوں میں stay order کی وجہ سے کام بند رہا۔ بعد ازاں محکمہ نے سڑک ہذا کا بقایا کام میسرز محمد رمضان اینڈ کمپنی کو میسرز ہدایت اللہ خان کے risk &

cost پر مورخہ 24.05.14 کو الاٹ کر دیا جس کی مدت تکمیل بارہ ماہ ہے۔ پہاڑی کی کٹائی کا کام کیا گیا ہے۔ دریں اثنا ڈھک پہاڑی حصہ کے ڈیزائن میں بہتری کے لئے NESPAK بطور ڈیزائن کنسلٹنٹ مقرر کیا گیا ہے جس کے فراہم کردہ ڈیزائن کے مطابق PC-I بنا کر محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ پنجاب کو منظوری کے لئے مورخہ 02-12-14 کو بھیجا گیا ہے جس کی منظوری جلد متوقع ہے۔ منظوری کے بعد اس پر جلد کام شروع کر دیا جائے گا۔ سڑک ہذا پر موجودہ مالی سال کے لئے مبلغ 450 ملین روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ سڑک کی تکمیل کے لئے مزید 500 ملین روپے درکار ہیں۔ مطلوبہ فنڈز کی دستیابی کی صورت میں سڑک موجودہ مالی سال کے اختتام تک مکمل کر دی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ تمکین اختر نیازی: جناب سپیکر! میں اس کے جواب سے مطمئن ہوں۔

محترمہ نگہت شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) کے جواب کے مطابق سڑک کی تعمیر کا ٹھیکہ 25-1-2006 کو allot کیا گیا اور دو سال تک اس پر کام ہوتا رہا تو میرا منسٹر صاحب سے پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب یہ ٹھیکہ دیا گیا تھا تو اس کی تکمیل مدت کتنے سال کی تھی اور سڑک کو کتنے سالوں میں مکمل کرنا تھا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! جو gestation period ہوتا ہے وہ depending upon the volume of the project ہوتا ہے جب یہ 2006 میں دیا گیا اس وقت اس کی original cost around 712 million روپے کی تھی لیکن جس طرح آگے جواب دیا گیا ہے یہ contractor اپنی contractual obligation سے بھاگ گیا اور دو سال بعد جو کام اُس کو کرنا چاہئے تھا وہ نہیں کیا اور کام بڑا poor quality کا کیا۔ ڈیپارٹمنٹ نے کام روک دیا پھر یہ کورٹس میں چلا گیا پانچ سال ان چکروں میں وقت ضائع ہو گیا۔ وزیراعلیٰ صاحب نے پھر اس کو specially ہدایات issue فرمائیں، محکمہ مواصلات و تعمیرات نے اس کو specially take up کیا۔ یہ بہت ہی sensitive جگہ ہے اور یہاں پر کام کرنا بڑا مشکل ہے اور جواب میں لکھا ہوا ہے رمضان اینڈ کمپنی کو یہ کام دیا گیا ہے اور اب انشاءاللہ یہ کام کافی تیزی سے جاری ہے 28-01-2015 کو اس کی revised approval بھی ہو گئی

ہے اور اس پر کام practically دوبارہ شروع ہو گیا ہے risk cost and اُس contractor پر ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میرا ابھی آٹھ روز پہلے گزر ہوا تھا شاید یہ پہاڑی والا کام ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میں نے تو صرف یہ پوچھا تھا کہ ٹھیکیدار کو ٹائم پیریڈ کیا دیا گیا تھا کہ اُس کو کتنے سالوں میں یہ کام مکمل کرنا تھا؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! یہ کام کب تک مکمل ہونا ہے؟

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میں اُس کے بارے میں پوچھ رہی ہوں جو کام دو سال جاری رہنے کے بعد روک دیا گیا تھا ابھی میں جز (ب) کے پہلے حصے کا ہی پوچھ رہی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ کے پاس اُس کی detail ہے کب تک مکمل ہونا تھا؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں نے اپنے جواب میں بتایا ہے جو چیز میرے پاس precise نہ ہو میں غلط bluff نہیں مارتا جتنی volume کا کام ہے۔ around 712 ملین روپے کا کام تھا جو period normally ہوتا ہے۔ ایسے پراجیکٹس کا دو سے تین سال کا period ہوتا ہے لیکن depending upon the funding اب اگر funding ہی percent hundred مل جائے پھر تو اُس contractor کو کام time period کے اندر کرنا پڑتا ہے لیکن exact میں نہیں بتا سکتا دو سے تین سال شاید اُس کا ٹائم ہو گا۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! اگر دو سے تین سال اس کا time period تھا تو اس جواب کے مطابق دو سال 2006 سے 2008 تک کام ہوتا رہا ہے تو یہ پھر مکمل کیوں نہیں ہوا اور دوسرا جو اس پر رقم خرچ ہوئی ان دو سالوں میں وہ کتنی تھی؟ اس کا جواب دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میری بہن بہت زیادہ باریکیوں میں چلی گئیں ویسے اس angle کو میں نے نہیں دیکھا۔ بات یہ ہے کہ اسے آپ کو appreciate کرنا چاہئے کہ کام اچھی quality کا نہیں ہو رہا تھا تو ڈیپارٹمنٹ نے اُس پر compromise نہیں کیا کام کو وہیں پر روک دیا، اس کا کام بہت زیادہ بڑا نہیں تھا جو

periodلکھے ہیں اس عرصہ میں اس نے بہت تھوڑا تھوڑا کام کیا تھا بہت بڑا volumeنہیں تھا وہ بھی کام جو رمضان اینڈ کمپنی کنٹریکٹر ہے اسی کنٹریکٹر کے risk and cost پر آگے کام کروایا جارہا ہے اور جو نقصان اُس نے کیا ہے وہ پہلے والے کنٹریکٹر سے ہی پورا کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اگلا ضمنی سوال۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میرا ابھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ! بتائیں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! یہ ایک اہم سوال ہے اور قوم کے پیسے اس پر لگے ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! منسٹر صاحب نے detail میں جواب دے دیا ہے۔ آپ نے وہ روڈ دیکھا ہے؟

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے یہ detail میں جواب دیا ہے کہ وہاں کام شروع ہو گیا ہے جبکہ written جواب یہ آیا ہے کہ وہاں صرف پہاڑی کی کٹائی ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آج سے آٹھ روز پہلے میرا وہاں اسلام آباد تلہ گنگ روڈ سے گزر ہوا میں نے خود دیکھا ہے کہ کام ہو رہا ہے۔ اس چیز کی آپ کو میں surety دیتا ہوں کہ کام ہو رہا ہے اور میں نے دس مشینیں بھی وہاں پر دیکھیں جو وہاں پر کام کر رہی تھیں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! مجھے صرف یہ بتا دیں کہ اس period میں escalation کی رقم کتنی بنی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں اتنا بڑا mathematician نہیں ہوں کہ جو انہوں نے سوال کیا بھی نہیں اس کی یہیں بیٹھ کر calculation کر دوں۔ موٹی بات یہ ہے کہ پہلے اس کی لاگت 712 ملین روپے کی ہے اب revised cost ہو کر 1192 ملین روپے ہو گئی ہے۔ یہ سوال چونکہ اسمبلی کو بہت پہلے چلے جاتے ہیں یہ جواب اُس وقت تک ہے جو recent position ہے۔ اب 15-01-28 کو approved ہو گیا جس طرح آپ نے بھی کام دیکھا ہے عملی طور پر کام کا آغاز ہو گیا ہے۔ اگر آپ کو اس کی پوری revision اور calculation چاہئے تو اجلاس کے بعد آپ میرے ساتھ چیمبر میں بیٹھ جائیں آپ کو اس کی ساری calculation دے دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، اگلا سوال الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! on his behalf۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، on his behalf سوال نمبر بولیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 3920 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے الحاج محمد الیاس چنیوٹی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹھیکیدار کو Price Variation سے متعلقہ تفصیلات

*3920: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ الاٹ شدہ کاموں پر مارکیٹ میں مٹیریل کا ریٹ بڑھنے یا کم ہونے کی صورت میں ٹھیکیدار کو price variation دی جا سکتی ہے؟

(ب) Price variation حاصل کرنے کے لئے کیا اصول و ضوابط ہیں اور price variation دینے کی اتھارٹی کون ہوتی ہے اور اس کو کیسے درخواست دی جا سکتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست ہے کہ الاٹ شدہ کاموں پر فنانس ڈیپارٹمنٹ کے MRS میں مٹیریل کا ریٹ پانچ فیصد یا زائد کے بڑھنے یا کم ہونے کی صورت میں price variation دی جا سکتی ہے۔

(ب) Price variation کی ادائیگی agreement کی متعلقہ کلاس 55 کے تحت ہوتی ہے۔ جس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اگر price variation contingency کی حد تک بنتی ہو تو مجاز اتھارٹی XEN,SE&CE سے تکنیکی منظوری کے بعد اس کی ادائیگی کی جا سکتی ہے۔ اگر price variation contingency سے زیادہ ہو تو سکیم کی دوبارہ منظوری متعلقہ فورم (PDWP,DDSC) سے لینے کے بعد ادائیگی کی جا سکتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس میں ہے کہ price variation حاصل کرنے کے لئے اصول وضوابط کیا ہیں اس میں آپ کے توسط سے کہ price variation حاصل کرنے کے کیا کوئی blue eyed مناسب سمجھا جاتا ہے یا اس کی کوئی پالیسی بھی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! ایسے سوال کی میں ملک صاحب سے امید نہیں کر رہا تھا چونکہ یہ ہمیشہ سے inform کرتے ہیں۔ اگر یہ جواب کو پڑھ لیں سب سے پہلا جز (الف) میں ہے کہ یہ درست ہے کہ question الاٹ شدہ کاموں پر فنانس ڈیپارٹمنٹ کے MRS میں مٹیریل کا ریٹ 5 فیصد یا زائد کے بڑھنے یا کم ہونے کی صورت میں price variation دی جا سکتی ہے تو where is the blue eyed اگر کسی بھی کام کی variation 5 percent سے اوپر یا 5 فیصد سے نیچے ہو جائے گی تو automatically under section 55 of the agreement کی جو clause ہے اُس کے ساتھ وہ بندہ prequalify کر جاتا ہے تو جو آپ کا سوال ہے اور سوال کرنے کا انداز وہ غالباً ٹھیک نہیں تھا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! منسٹر صاحب بڑے بھائی ہیں یہ جو مرضی کہہ سکتے ہیں۔ میں آپ کو ذمہ داری سے گزارش کرنا چاہتا ہوں on the floor of the House کہ میں نے ایک ہفتہ پہلے ارتضیٰ کنسٹرکشن ساہیوال کے لئے چیف انجینئر کو فون کیا، ساہیوال میں باقی لوگوں کو یہ price variation مل گئی اور ارتضیٰ کنسٹرکشن کو نہیں ملی۔

جناب قائم مقام سپیکر: باقی کن کو ملی؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! باقی جتنے لوگ کام کر رہے تھے انہیں مل گئی اُس کے لئے مجھے جا کر درخواست بھی کرنی پڑی جس کو ابھی تک نہیں ملی اس کا مہربانی کر کے جواب دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وہ کمپنی اس criterion میں نہیں آتی ہوگی۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انہوں نے 5 فیصد کا فرمایا ہے اس میں لکھ کر دیا ہے کہ 5 فیصد تک یہ بڑھا سکتے ہیں تو جو blue eyed تھے اُن کی بڑھا دی ہے جو نہیں تھے اُن کی نہیں بڑھائی۔ میں یہ بات کرنا نہیں چاہتا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس کو verify کر لیں ہمیں اس کی detail میں نہیں جانا چاہئے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):
جناب سپیکر! میں ملک صاحب کو موٹا موٹا بتاتا جاؤں کہ price variation کا مطلب یہ نہیں ہے کہ 5 فیصد بڑھنا اُس کے پیچھے 55 clause کے اندر کوئی 10 شرائط ہیں۔ یہ clause جو ہے کب implement ہو گی اگر آپ اُن تمام شرائط کو پڑھ لیں اور آپ کا جو کنٹریکٹر ہے وہ ان شرائط میں سے کسی پر پورا اُترتا تھا اور اُس کو price variation پھر بھی نہیں دی گئی اور آپ کی بات کو honour نہیں دیا گیا تو انشاء اللہ جو آپ کہیں گے وہ اُس متعلقہ آفیسر کے خلاف ایکشن لیا جائے گا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے آخری گزارش کروں گا

جناب قائم مقام سپیکر: اسی سوال پر؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اسی پر بریکٹ کے اندر رہتے ہوئے ایک تو جیسے انہوں نے فرمایا ہے کہ جو clauses ہیں اُن میں رہتے ہوئے باقیوں کو دے دیا گیا ہے تو جس کنٹریکٹر کا میں نے نام لیا ہے وہ کوئی انڈیا میں کام نہیں کر رہا انہی حالات میں کام کر رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! آپ کو انہوں نے بتایا ہے اب آپ ایک ہی بات کو repeat کرتے رہیں گے۔ جی، اگلا سوال میاں طارق محمود صاحب کا ہے سوال نمبر بولیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! سوال نمبر 3947 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گجرات: پنجاب ہائی ویز کی سڑکوں سے متعلقہ تفصیلات

*3947: میاں طارق محمود: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع گجرات میں پراونشل ہائی وے کی مندرجہ ذیل سڑکوں کی حالت انتہائی خراب ہے:

1-	ڈنگہ گجرات روڈ	2-	ڈنگہ لالہ موسیٰ روڈ
3-	ڈنگہ کنجاہ روڈ	4-	ڈنگہ منگوال روڈ

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب ہائی وے کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان سڑکوں کی دیکھ بھال کرے، کیا وجہ ہے کہ ان کی تعمیر و مرمت کے لئے کوئی فنڈ مختص نہیں ہیں، وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ ضلع گجرات کی مندرجہ ذیل چار سڑکات کی حالت انتہائی خراب ہے:

1۔ ڈنگہ گجرات روڈ 2۔ ڈنگہ لالہ موسیٰ روڈ

3۔ ڈنگہ کنجاہ روڈ 4۔ ڈنگہ منگوال روڈ

(ب) موجودہ مالی سال میں مندرجہ ذیل سڑکوں کی خصوصی مرمت کر دی جائے گی۔

I۔ ڈنگہ گجرات روڈ کی لمبائی 30 کلو میٹر ہے جس کی عمومی حالت تسلی بخش ہے البتہ حالیہ بارشوں میں کلو میٹر نمبر 26 میں ایک عدد پلی کو نقصان پہنچا جس کو مرمت کرنے کے لئے ٹینڈرز طلب کر لئے گئے ہیں۔

ii۔ ڈنگہ لالہ موسیٰ روڈ کی لمبائی 22 کلو میٹر ہے جس میں سے 19 کلو میٹر کی عمومی حالت تسلی بخش ہے جوڑا گاؤں جو کہ کلو میٹر نمبر 14 میں واقع ہے۔ سڑک کی حالت تسلی بخش نہیں ہے جس کو مرمت کرنے کے لئے تقریباً 28 ملین روپے درکار ہیں۔ موجودہ مالی سال میں خصوصی مرمت کے تحت اس سڑک کی مرمت کر دی جائے گی۔

iii۔ ڈنگہ کنجاہ روڈ کی لمبائی 18 کلو میٹر ہے جس کی عمومی حالت درست نہیں ہے اس سڑک کی خصوصی مرمت کے لئے 30 ملین روپے درکار ہیں۔ موجودہ مالی سال میں خصوصی مرمت کے تحت اس سڑک کی مرمت کر دی جائے گی۔

Iv۔ ڈنگہ منگوال روڈ کی لمبائی 23 کلو میٹر ہے جس کی عمومی حالت درست نہیں ہے اس سڑک کی خصوصی مرمت کے لئے 18.947 ملین روپے درکار ہیں۔ موجودہ مالی سال میں خصوصی مرمت کے تحت اس سڑک کی مرمت کر دی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! سوال کے جز (الف) میں پوچھا گیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ ضلع گجرات میں پراونشل ہائی وے کی مندرجہ ذیل سڑکوں کی حالت انتہائی خراب ہے؟

1۔ ڈنگہ گجرات روڈ 2۔ ڈنگہ لالہ موسیٰ روڈ

3۔ ڈنگہ کنجاہ روڈ 4۔ ڈنگہ منگوال روڈ

پہلے تو میں منسٹر سی اینڈ ڈبلیو کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ڈنگہ لالہ موسیٰ روڈ کے لئے فنڈز فراہم کئے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسرا انہوں نے جز (ب) میں لکھا ہے کہ ڈنگہ گجرات روڈ کی لمبائی 30 کلومیٹر ہے جس کی عمومی حالت تسلی بخش ہے البتہ حالیہ بارشوں میں کلومیٹر نمبر 26 میں ایک عدد پلی کو نقصان پہنچا جس کو مرمت کرنے کے لئے ٹینڈرز طلب کر لئے گئے ہیں۔ کیا منسٹر صاحب میرے ساتھ اس سڑک پر سفر کرنا پسند کریں گے تاکہ انہیں پتا چل جائے کہ جواب غلط ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اگر یہ سمجھتے ہیں کہ میرے سفر سے ان کے کسی عمل میں بہتری آ سکتی ہے تو میری services ان کے لئے حاضر ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میری منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ جس طرح انہوں نے کہا ہے کہ یہ تسلی بخش ہے۔ میں تسلی بخش کے حوالے سے یہ کہتا ہوں کہ اگر یہ دیکھیں گے تو انہیں اندازہ ہو جائے گا کہ وہ کتنی تسلی بخش ہے۔ اگر یہ اس روڈ کو ٹھیک کرا دیتے ہیں تو میں اس بات پر متفق ہوں۔ جو انہوں نے جواب دیا ہے اس کے مطابق میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرے ساتھ زیادتی ہو گی کیونکہ سڑک کی حالت بہت خراب ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، اسی کو verify کرا لیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! verify نہیں اگر یہ خراب ہے تو اس کو ٹھیک کروائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اگر یہ خراب ہو گی تو اس کو ٹھیک بھی کروائیں گے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اس سڑک کو بھی explore کر لیتے ہیں ویسے جو میرے علم میں آیا ہے کیونکہ سوال اسمبلی میں بہت پہلے جمع ہو جاتے ہیں اور سیشن لیٹ آتے ہیں۔ ڈنگہ کنجاہ روڈ جس کی لمبائی اٹھارہ کلومیٹر ہے اس کی اب actual report آئی ہے وہاں باقاعدہ AC صاحب نے مورخہ 26-03-2015 کو وزٹ کیا ہے۔ وہاں واقعی ان بارشوں نے بہت زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ ہم اس کو 2015-16 کے ADP میں بھی شامل کرنے کی کوشش کریں گے اور اس کا تخمینہ تقریباً 50 ملین روپے ہے۔ اسی طرح ان کی ڈنگہ

منگوال روڈ ہے جس کی لمبائی 23 کلو میٹر ہے اس کو بھی بارشوں نے بہت زیادہ نقصان پہنچایا ہے practicallyاس کا وزٹ ہوا ہے اور اس کی rehabilitation cost 60ملین روپے آئی ہے۔ ان روڈز کے متعلق ڈیپارٹمنٹ نے جا کر exploreکیا ہے کہ ان کا کام special repairسے آگے نکل گیا ہے کیونکہ ان کا نقصان زیادہ ہوا ہے ان کو rehabilitateکیا جائے لیکن میرے معزز دوست ان روڈز کا ذکر نہیں کر رہے ہیں صرف ڈنگہ گجرات روڈ کی بات کر رہے ہیں۔ اس روڈ کو بھی دوبارہ وزٹ کرالیا جاتا ہے اگر اسی طرح اس کو بھی rehabilitationکی ضرورت ہے اور special repairسے اس کا کام آگے بڑھ گیا ہے تو ہماری تو یہی کوشش ہوتی ہے کہ جتنا کام ہو جائے اچھا ہے۔ اس سے پہلے انہوں نے ڈنگہ لالہ موسیٰ روڈ کی importanceپر بڑا زور دیا تھا ہم نے اس پر پوری effortاستعمال کی اور الحمد للہ اس کے لئے تقریباً37ملین روپے منظور بھی ہو گیا ہے، اس کا ٹینڈر بھی جا رہا ہے اور اسی سال اس روڈ پر کام کا آغاز بھی ہو جائے گا۔ اگر اس کے بعد بھی ان کے مزید مسئلے مسائل رہ جاتے ہیں تو میری خدمات ان کے لئے حاضر ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اگلا سوال جناب منان خان کا ہے۔

جناب منان خان: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر4242ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

نارووال تا مرید کے سڑک سے متعلقہ تفصیلات

*4242: **جناب منان خان:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) نارووال تا مرید کے سڑک پر گزشتہ تین سال میں کتنی مرتبہ از سر نو تعمیر ہوئی اور کتنی مرتبہ پیچ ورک کیا گیا ہے مکمل تفصیل مع لاگت بتائی جائے؟

(ب) مذکورہ سڑک کی موجودہ صورتحال کیا ہے اگر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے تو کتنے کلو میٹر سڑک ٹوٹی ہوئی ہے؟

(ج) مذکورہ سڑک کے لئے مالی سال14-2013میں کوئی رقم مختص کی گئی ہے تو کتنی اگر نہیں تو کیا مالی سال15-2014میں حکومت رقم مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ سڑک کی تعمیر و مرمت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئر نگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) مرید کے نارووال سڑک کی کل لمبائی 75.21 کلو میٹر ہے۔ مذکورہ سڑک کے پہلے 42.00 کلو میٹر ضلع شیخوپورہ اور 33.21 کلو میٹر ضلع نارووال میں واقع ہیں۔ موجودہ سڑک کی خراب حالت اور ٹریفک میں روز بروز اضافہ کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت پنجاب نے اس سڑک کو دورویہ کرنے کا منصوبہ سال 12-2011 میں منظور کیا جس کی کل تخمینہ لاگت 4309.00 ملین روپے ہے اور حکومت نے مالی سال 14-2013 تک 1850.00 ملین روپے مہیا کئے جبکہ موجودہ سال میں 500.00 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔ سڑک کی مرحلہ وار تعمیر جاری ہے۔

ضلع شیخوپورہ میں واقع 42.00 کلو میٹر کے منصوبہ میں سے پہلے مرحلہ وار میں 1375.00 فٹ لمبائی کا اوور ہیڈ برج مکمل ہو چکا ہے جبکہ دوسرے مرحلہ میں مرید کے کی طرف سے 13.00 کلو میٹر لمبائی میں سڑک کو دورویہ کرنے کا کام جاری ہے۔ ضلع شیخوپورہ میں واقع بقایا 29.00 کلو میٹر سڑک کا کام فنڈز کی دستیابی پر شروع کیا جائے گا۔

ضلع نارووال میں واقع 33.21 کلو میٹر میں سے 19.00 کلو میٹر سڑک مکمل ہو چکی ہے اور بقایا حصہ پر تعمیراتی کام تیزی سے جاری ہے۔

چونکہ سڑک کی حالت اچھی نہ تھی اس لئے ٹریفک کو بحال رکھنے کے لئے گزشتہ تین سالوں میں سڑک کی مرمت کی مد میں جو خرچہ کیا گیا اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

مالی سال	خصوصی مرمت	عمومی مرمت	کل خرچہ
2011-12	3.710 ملین روپے	1.186 ملین روپے	4.896 ملین روپے
2012-13	7.688 ملین روپے	0.549 ملین روپے	8.237 ملین روپے
2013-14	4.163 ملین روپے	9.122 ملین روپے	13.285 ملین روپے

(ب) ضلع شیخوپورہ میں تقریباً 6.50 کلو میٹر سڑک مع اوور ہیڈ برج مکمل ہو چکی ہے جبکہ 6.50 کلو میٹر پر تعمیر کا کام جاری ہے۔ بقایا 29.00 کلو میٹر سڑک کو پیچ ورک کے ذریعہ ٹریفک کو بحال رکھا گیا ہے۔

ضلع نارووال میں واقع 33.21 کلو میٹر میں سے 19 کلو میٹر سڑک مکمل ہو چکی ہے اور بقایا پر تعمیراتی کام تیزی سے جاری ہے۔

(ج) مالی سال 14۔2013 میں سڑک کے لئے 959.00 روپے ملین رکھے گئے تھے جو کہ خرچ ہو گئے اور مالی سال 15۔2014 کے لئے 500.00 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔

(د) سڑک پر تعمیر کا کام جاری ہے جس کی تفصیل اوپر بیان کر دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب منان خان: جناب سپیکر! میں detail میں نہیں جانا چاہتا صرف منسٹر صاحب سے اتنا پوچھتا ہوں کہ یہ بتا دیا جائے کہ یہ روڈ کب تک مکمل ہو جائے گا کیونکہ ہم لوگ جو survive کرتے ہیں بلکہ پورا ضلع survive کرتا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نارووال تامرید کے روڈ کی بات کر رہے ہیں؟

جناب منان خان: جناب سپیکر! میں نارووال تامرید کے روڈ کی بات کر رہا ہوں۔ اس کی کوئی date بتائی جائے کہ یہ روڈ کب تک مکمل ہو جائے گی؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں نے تو پہلے بھی عرض کیا کہ کوشش تو یہی ہوتی ہے کہ جلد سے جلد کام مکمل کیا جائے۔ اب مالی سال 14-2013 میں سڑک کی تعمیر کے لئے 959 ملین روپے رکھے گئے تھے جو کہ اسی سال میں خرچ ہو گئے۔ مطلب ہے کہ جو فنڈز ڈیپارٹمنٹ کو ملے وہ خرچ ہو گئے۔ 15-2014 میں 500 ملین رکھے گئے بعد میں اس کی allocation revise ہوئی اور وہ 578 ملین ہو گئے اس پر کام جاری ہے۔ جوں جوں فنڈز ملتے جائیں گے کام ہوتا جائے گا۔ اس پر کافی کام ہو بھی گیا ہے لیکن جو باقی رہ گیا ہے ہماری کوشش ہو گی کہ اگلے مالی سال میں اس کو بھی مکمل کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منان صاحب!

جناب منان خان: جناب سپیکر! یہ روڈ اگلے مالی سال میں complete ہو جائے گی؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ اگر پیسے مل گئے تو ہو جائے گی۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اگر معزز ممبر اسمبلی کل ہی اس کے سارے فنڈز لے دیں تو میں گارنٹی دیتا ہوں کہ انشاء اللہ چھ مہینے میں اس کو مکمل کرا دوں گا۔

جناب منان خان: جناب سپیکر! میں request کرتا ہوں اور یہ میرا ضمنی سوال ہے کہ پندرہ مہینے ہو گئے ہیں چیف منسٹر صاحب نے میرے حلقے میں ایک bridge scheme منظور کی تھی۔ سی اینڈ ڈبلیو کا یہ حال ہے کہ انہوں نے آج تک اس کے ٹینڈر ہی نہیں لگائے اور پھر last year اس کے فنڈز lapse ہو گئے تھے۔ اس دفعہ بھی تقریباً 65,70 ملین فنڈز پڑے ہوئے ہیں وہ بھی خدشہ ہے کہ lapse نہ ہو جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منان خان صاحب! یہ سوال اس کے متعلقہ تو نہیں ہے۔

جناب منان خان: جناب سپیکر! میں اپنے ضمنی سوال میں تو کر سکتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں کر سکتے جس کا جواب ہی ان کے پاس نہیں ہے تو ضمنی سوال میں کیسے کر سکتے ہیں؟ منسٹر صاحب! منان خان صاحب کو بلا لیں اور اس کو دیکھ لیں۔

جناب منان خان: جناب سپیکر! اس کا نام نڈالہ برج سکیم ہے پورا سال ہو گیا ابھی تک ان سے ڈیزائن ہی نہیں بنا۔ یہ فائلیں کبھی اِدھر کبھی اُدھر بھیج رہے ہیں یہ ہمارے ساتھ مذاق ہو رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اس کو دیکھیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں اس کو چیک کر لیتا ہوں اگر فنڈ آ گئے ہیں تو ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ایسی سستی hopefully ہوتی تو نہیں ہے۔

جناب منان خان: جناب سپیکر! سی اینڈ ڈبلیو والے سوائے چکروں کے کچھ نہیں کرتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں ایسا نہیں ہے۔ اگلا سوال جناب امجد علی جاوید کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

جناب امجد علی جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 4252 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: پراونشل روڈز سے متعلقہ تفصیلات

*4252: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-86 ٹوبہ ٹیک سنگھ میں پراونشل روڈز کے زیر انتظام کتنی سڑکیں ہیں، ان کی کل لمبائی کتنی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان سڑکوں کی صورتحال انتہائی ناگفتہ بہ ہے گزشتہ کئی سالوں سے ان سڑکوں کی مرمت نہ کی گئی ہے؟

(ج) گزشتہ پانچ سال کے دوران ان سڑکوں کی مرمت پر کتنے فنڈز خرچ کئے گئے، ان کی تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) ان سڑکوں کی دیکھ بھال کے لئے کتنا عملہ متعین ہے ان کے ناموں سمیت تفصیلات فراہم کی جائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) مندرجہ ذیل سڑکات پراونشل روڈز حلقہ پی پی-86 سے گزرتی ہیں ان سڑکات کی پی پی-86 میں لمبائی ہر سڑک کے سامنے دی گئی ہے:

سیریل نمبر	سڑک کا نام	کل لمبائی (کلومیٹر)	پی پی-86 میں لمبائی (کلومیٹر)
1	ٹوبہ جھنگ روڈ	61.81	15.47
2	گوجرہ ٹوبہ روڈ	26.32	17.00
3	ٹوبہ شورکوٹ کینٹ روڈ	25.18	5.00
4	ٹوبہ بائی پاس (پرانا)	8.25	2.00
5	ٹوبہ بائی پاس (نیا)	6.41	6.41
	ٹوٹل لمبائی	127.97	34.88

(ب) محکمہ ہائی وے کی طرف سے ان سڑکات پر مسلسل پیچ ورک اور دیکھ بھال کی وجہ سے ان کی حالت انتہائی تسلی بخش ہے۔

(ج) گزشتہ پانچ سالوں میں پی پی-86 سے گزرنے والی سڑکات کی مرمت پر مندرجہ ذیل فنڈ خرچ ہوئے۔

سیریل نمبر	سڑک کا نام	پچھلے پانچ سالوں میں خرچہ
1	ٹوبہ جھنگ روڈ	---
2	گوجرہ ٹوبہ روڈ	تقریباً-/800000روپے
3	ٹوبہ شورکوٹ کینٹ روڈ	تقریباً-/300000روپے
4	ٹوبہ بائی پاس (پرانا)	تقریباً-/300000روپے
5	ٹوبہ بائی پاس (نیا)	---
	ٹوٹل	تقریباً-/1400000روپے

(د) ان سڑکوں کی دیکھ بھال کے لئے جتنا عملہ تعین ہے۔اُن کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

سیریل نمبر	سڑک کا نام	عملہ کی تعداد	عملہ کا نام
1	ٹوبہ جھنگ روڈ	2	اخلاق حسین شاہ، بیلدار، عبدالغفار، بیلدار
2	گوجرہ ٹوبہ روڈ	2	محمد آصف، بیلدار، محمد احسن، بیلدار
3	ٹوبہ شورکوٹ کینٹ روڈ	---	---
4	ٹوبہ بائی پاس (پرانا)	1	عارف علی، بیلدار
5	ٹوبہ بائی پاس (نیا)	– – –	– – –

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال کے جز (ب) کے جواب میں محکمے نے یہ جواب دیا ہے کہ محکمہ ہائی وے کی طرف سے ان سڑکات پر مسلسل پیچ ورک اور دیکھ بھال کی وجہ سے ان کی حالت تسلی بخش نہیں ہے۔ منسٹر صاحب سے میاں طارق صاحب نے جو بات کی ہے میری بھی یہی بات ہے کہ یہ جواب صورتحال کی درست عکاسی نہیں کرتا وہاں صورتحال ایسی نہیں ہے۔ خصوصاً میں ایک سڑک کا تذکرہ کر دیتا ہوں جس پر مقامی ڈی سی او نے وہاں روڈز پر جو عملہ ہے ان کو بلا کر بھی متعدد بار کہا ہے کہ یہ جو صورتحال ہو چکی ہے اس پر آپ کچھ مہربانی کریں لیکن وہاں کچھ نہیں ہو رہا ہے۔ ٹوبہ شورکوٹ روڈ اور ٹوبہ بائی پاس روڈ ان دونوں روڈز کی صورتحال انتہائی بری ہو چکی ہے تو یہ جواب اس کے مطابق نہیں ہے اس لئے منسٹر صاحب مہربانی فرمائیں اس کو ذرا take up کر لیں۔

جناب سپیکر! سوال کے جز (د) میں جواب دیا ہے کہ سڑکوں کی دیکھ بھال کے لئے جتنا عملہ تعین ہے ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔ نمبر 3 پر ٹوبہ شورکوٹ روڈ ہے وہاں پر کوئی عملہ نہیں ہے، نمبر 5 پر ٹوبہ بائی پاس ہے وہاں پر بھی کوئی عملہ نہیں ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ان سڑکوں پر بیلداروں کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی یا اس کی کوئی اور وجہ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں جز (ب) کے حوالے سے بات کروں گا۔ انہوں نے کہا کہ پی پی-86 میں جو پراونشل roads ہیں ان کی حالت تسلی بخش نہیں ہے۔ میں دوبارہ اس بات کا اظہار کروں گا کہ یہ problem آ رہی ہے کہ جب میں نے پی پی-86 کو explore کیا تو یہ زیادہ city constituency ہے۔ اس میں جو سڑک گزر رہی ہے وہ کچھ ٹی ایم اے کے under ہے کچھ ڈسٹرکٹ روڈز کے under

ہیں۔ میں ان کو یہ تسلی کراتا ہوں کہ جو روڈ پراونشل ڈیپارٹمنٹ کے under آتی ہے اور وہ 34 کلومیٹر ہے اس کی حالت hopefully تسلی بخش ہے۔ اگر اس کے بعد بھی آپ کوئی جگہ point out کریں تو میں وہاں ٹیم بھیج کر explore کرا لیتا ہوں جو شہر کا ایریا ہے وہ پراونشل سی اینڈ ڈبلیو کے دائرہ کار میں نہیں آتا وہ یا تو ٹی ایم اے کی حدود ہے یا ڈسٹرکٹ کی حدود آ جاتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلے سوال کا بھی جواب دے دیں کہ یہ بیلدار ٹوبہ شور کوٹ کینٹ روڈ میں کیوں نہیں ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! وہ ان کی بات ٹھیک ہے۔ جس طرح میں نے پہلے کہا کہ چونکہ recruitment پر پابندی لگی ہوئی تھی اب وہ ban ہٹ گیا ہے۔ اب انشاء اللہ جہاں جہاں ضرورت ہے وہاں مزید بیلدار بھرتی ہو جائیں گے اور یہ ساری سڑکیں cover ہو جائیں گی۔ ان کی بات valid ہے کہ ہر سڑک پر بیلدار ہونا چاہئے لیکن چونکہ recruitments پر پابندی تھی جس کی وجہ سے بھرتی نہیں ہو سکے اب ہو جائیں گے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! مجھے اس بات کا علم ہے کہ پراونشل روڈ کہاں سے شروع ہوتی ہیں اور کہاں ختم ہوتی ہیں۔ جو میں نے اس کا تذکرہ کیا ہے وہ بلاوجہ نہیں کیا ہے وہ ان کے under آتا ہے تو میں نے کیا ہے۔ ریلوے پھاٹک سے onward جہاں سے پراونشل روڈ کی حدود شروع ہوتی ہے میں نے دو سڑکیں mention کی ہیں جو پراونشل روڈ کے under آتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب نے گارنٹی دی ہے اور کہا ہے کہ اس کا revisit کروا لیتے ہیں۔ اگلا سوال بھی جناب امجد علی جاوید صاحب کا ہے۔ سوال کا نمبر بولیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 4254 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: محکمہ بلڈنگ اور شاہرات میں ورک چارج ملازمین سے متعلقہ تفصیلات

*4254: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں محکمہ بلڈنگ اور شاہرات میں کتنے ورک چارج ملازم کام کر رہے ہیں؟

(ب) 2008 سے 2013 تک بطور ورک چارج کام کرنے والے ملازمین کے نام اور شناختی کارڈ نمبر کے ساتھ تفصیلات فراہم کی جائے؟

(ج) مذکورہ ملازمین کتنے عرصہ سے کس سب ڈویژن میں تعینات ہیں اور ان کی تعیناتی کا دورانیہ کتنا ہوتا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں محکمہ پراونشل بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ میں ورک چارج ملازمین کی تعداد 23 اور محکمہ شاہرات میں تین ورک چارج ملازمین کام کر رہے ہیں تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں محکمہ پراونشل بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ اور محکمہ شاہرات میں 2008 سے 2013 تک بطور ورک چارج ملازمین کے نام اور شناختی کارڈ نمبر کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں محکمہ پراونشل بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ اور محکمہ شاہرات میں جو ورک چارج ملازمین کام کر رہے ہیں ان کی تعیناتی ابتدائی طور پر تین ماہ کے لئے ہوتی ہے اور ضرورت کے مطابق ان کی کارکردگی کی بناء پر مزید تین ماہ کے لئے بڑھا دیا جاتا ہے اور یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہتا ہے۔ متعلقہ ورک چارج ملازمین کا دورانیہ ملازمت ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اس میں جو جز (ب) میں تفصیل دی گئی ہے اور منسٹر صاحب نے بھی پہلے اس پر بات کی ہے تو میرا اس میں یہی ضمنی سوال ہے کہ ایک تو یہ بتا دیں کہ یہ ورک چارج ملازم کیوں رکھے جاتے ہیں؟ منسٹر صاحب اس کی وجہ بتا دیں تاکہ میں آگے بات کروں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! ورک چارج ملازمین اس temporary gap کو fill کرنے کے لئے رکھے جاتے ہیں۔ میں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ حکومت نے نئی ریکروٹمنٹ پر ban لگایا ہوا تھا اس لئے چھوٹے موٹے کاموں کو چلانے کے لئے ورک چارج ملازمین رکھے جاتے ہیں جن کا initial contract time period تین مہینے ہوتا ہے اور اگر تین مہینے بعد ان کی دوبارہ ضرورت ہو تو دوبارہ نئے سرے

سےagreement کیا جاتا ہے اور اپنی ضرورت کے مطابق کام لیا جاتا ہے۔ ابھی ریکروٹمنٹ سے پابندی ہٹ گئی ہے، اشتہارات آنے شروع ہوگئے ہیں اور جبregular employmentشروع ہوجائے گی تو یہ ورک چارج ملازمین فارغ ہوجائیں گے۔ ویسے ان کو بھیright ہوگا کہ اگر یہ چاہیں تو اس ریکروٹمنٹprocess سے گزر کر دوبارہcontract employeeبن سکتے ہیں اور ان کو بھی میرٹ پر حق حاصل ہوگا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ یہ کسیproject baseہوتے ہیں یا کسی خاص جگہ یا منصوبے کے لئے رکھے جاتے ہیں یا ان کی کچھ پوسٹیں ہوتی ہیں اور ان پر بھرتی نہ ہونے کی وجہ سے عارضی طور پر رکھے جاتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کی ذراdistinctionکردیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ کسی پراجیکٹ کے لئے رکھے جاتے ہیں یا آفس ورک کے لئے رکھے جاتے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! یہ پراجیکٹ کے حوالے سے بھی رکھے جاتے ہیں چونکہ یہtemporary arrangementہوتا ہے تو یہ پراجیکٹ کے حوالے سے بھی ہوسکتا ہے ایکAnnual Repair Fundہوتا ہے اس سے ان کوfundingکی جاتی ہے لیکن اب آگے اس کام کوdiscourageکیا جارہا ہے کہ مزید اس کام کو نہ چلایا جائے اور انشاء اللہregular employmentسلسلہ شروع ہورہا ہے اور اب ان کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ جو میرے پاس لسٹ ہے اس میں پلمبرز، الیکٹریشن، ٹیوب ویل آپریٹرز، سیورمین، لائن مین، کمپیوٹر آپریٹرز، ڈرائیورز۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ان کو کیا ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہdesignationsاور پوسٹیں ہیں۔ ان میں سے کوئی پوسٹ بھی ایسی نہیں ہے جو عارضی نوعیت کی ہو۔ یہ مسلسل کام ہے اور محکمہ کی ڈیوٹی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب امجد علی جاوید صاحب! انہوں نے بتایا تو ہے کہ عارضی کام چلانے کے لئے ورک چارج ملازمین رکھے ہیں۔ پہلے چونکہ ban تھا اور اس لئےpermanentنہیں رکھے گئے۔ ابbanہٹ گیا ہے۔۔۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں اسی طرف آ رہا ہوں آپ میری بات تو سنیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بتائیں!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اس میں 13 سال، 12 سال اور 10 سال لکھا ہوا ہے اور میں یہ خود نہیں کہہ رہا تو کیا 13 سال سے تین تین ماہ کا temporary arrangement ہی ہے؟ چیف منسٹر صاحب پچھلے سال بھی عارضی ملازمین کو مستقل کرنے کے احکامات جاری کر چکے ہیں اور اب بھی کر چکے ہیں۔ یہ کیا سلسلہ ہے کہ 13، 13 سال سے وہی شخص ہے اور وہی لوگ مسلسل کام کر رہے ہیں اور ان غریب لوگوں کو کیوں technically knockout کیا جاتا ہے، ان کو اس میں کیوں شامل نہیں کیا جا رہا؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! یہ تو گورنمنٹ کی پالیسی ہوتی ہے اور انہیں یہ معاملہ دوسرے فورم پر بھی اٹھانا چاہئے۔ ابھی تک کوئی ایسی پالیسی نہیں آئی ہے جس کے تحت ورک چارج ملازمین کو مستقل کیا جائے اور جو اس سے پہلے گورنمنٹ اعلان کرتی رہی ہے وہ کنٹریکٹ ملازمین مستقل ہوتے رہے ہیں لیکن ورک چارج ملازمین کی ابھی کوئی پالیسی نہیں آئی۔ ہمیں خوشی ہو گی جس دن کوئی ایسی پالیسی آ گئی تو یہ لوگ بھی permanent ہو جائیں گے اور ہماری اس میں کوئی objection نہیں ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ آپ کا آخری ضمنی سوال ہو گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے پہلے بھی اشارہ کیا کہ ان کو بھی حق حاصل ہو گا کہ وہ اس پالیسی میں apply کریں تو کیا یہ ملازمین جو 13، 13 سال سے کام کر رہے ہیں تو انہیں کوئی priority دی جائے گی؟ کیونکہ ان لوگوں کے پاس concerned experience بھی ہو گا اور right بھی ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں ان سارے سوالوں کے جواب پہلے دے چکا ہوں کہ اب ban ہٹ گیا ہے، اشتہار آئیں گے اور ان کو بھی دوسرے لوگوں کی طرح apply کرنے کا حق حاصل ہے اور انہیں اس پورے procedures سے گزرنا پڑے گا۔ اگر کوئی گورنمنٹ سپیشل پالیسی لے آئے جس کے تحت ورک

چارج ملازمین کو پکا کر دیا جائے تو وہ اور بات ہے ورنہ آج کی date تک سب کو recruitment procedures سے گزرنا پڑے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے اور بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے جائیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

چیف سیکرٹری دفتر کی تزئین و آرائش کے لئے 90 لاکھ کی منظوری کی تفصیلات

***1351: سردار وقاص حسن موکل:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) چیف سیکرٹری پنجاب کے دفتر کی آخری دفعہ تزئین و آرائش کب کی گئی اور اس پر کتنے اخراجات ہوئے تھے؟

(ب) مذکورہ دفتر کی پچھلے پانچ سالوں کے دوران کتنی دفعہ تزئین و آرائش و دیگر اخراجات کئے گئے، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ایک مؤقر اخبار روزنامہ "نوائے وقت" کی خبر مورخہ 13-07-09 کے مطابق اب مذکورہ دفتر کی تزئین و آرائش و جنریٹرز کے لئے مزید 90 لاکھ کی منظوری لی گئی ہے؟

(د) کیا حکومت ایسے تزئین و آرائش کے اخراجات میں کمی لانے کا ارادہ رکھتی ہے جو بالکل غیر ضروری ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کی ذمہ داری میں تزئین و آرائش کا کام شامل نہیں ہے۔ البتہ چیف سیکرٹری بلاک (بشمول سیکرٹری ہوم، سیکرٹری آئی اینڈ سی، سٹاف آفیسرز ٹو چیف سیکرٹری،

کانفرنس ہال، کمیٹی روم اور کمپیوٹر سیکشن) کی پرانی بلڈنگ کی حفاظت / بحالی اور بہتری کے لئے ایک ترقیاتی منصوبہ مالی سال09-2008 میں آثار قدیمہ کے ماہرین کی تکنیکی ہدایات کے مطابق شروع کیا گیا جو کہ سال12-2011 میں مکمل ہوا اور اس پر88.083 ملین روپے لاگت خرچ ہوئی۔ تفصیل درج ذیل ہے:

فنانشل پروفائل

نمبر شمار	سال	فنڈز	خرچ
1	2008–09	18.577	15.882
2	2009–10	57.701	54.683
3	2010–11	10.000	10.000
4	2011–12	10.291	7.518
	میزان	96.569	88.083

(ب) گزشتہ پانچ سالوں میں بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے مذکورہ دفتر کی تزئین و آرائش کی مد میں کوئی خرچہ نہیں کیا تاہم اس عرصہ میں اس دفتر کی سالانہ و خصوصی مرمت کی گئی جس کی تفصیل مع اخراجات درج ذیل ہے:

نمبر شمار	سال	کام کی نوعیت	خرچ کردہ رقم (ملین)	کام کی تفصیل
	2008-09	سالانہ مرمت	0.525	چیف سیکرٹری بلاک کی واٹر سپلائی لائن، واش روم، سوئی گیس پائپ لائن وغیرہ کی مرمت
	۔ایضاً۔	خصوصی مرمت	1.612	■ چیف سیکرٹری بلاک، ایڈیشنل چیف سیکرٹری بلاک میں سوئی گیس، واٹر سپلائی لائن, ■ چھتوں کی مرمت، مین الیکٹرک سرکٹ کی مرمت و سکائی لائٹس (روشن دان) کی تبدیلی ■ لاء ڈیپارٹمنٹ، چیف سیکرٹری بلاکوں کے درمیان سیور لائین کی مرمت ■ ایڈیشنل سیکرٹری ہوم اور متعلقہ سٹاف کے دفاتر کی مرمت ■ سیکرٹری ہوم کے دفتر اور متعلقہ دفاتر کی مرمت
2	2009-10	سالانہ مرمت	1.017	چیف سیکرٹری بلاک میں ٹرمائٹ پروفنگ، کمروں کی مرمت، لکڑی کا کام، رنگ روغن , بجلی کا کام اور ائر کنڈیشنز کی مرمت وغیرہ
	۔ایضاً۔	خصوصی مرمت	---	
3	2010-11	سالانہ مرمت	0.073	چیف سیکرٹری بلاک میں رنگ و روغن و سٹریٹ لائٹس کی مرمت
	۔ایضاً۔	خصوصی مرمت	0.195	چیف سیکرٹری بلاک میں الیکٹرک پینل بورڈ، لکڑی کا کام اور بجلی کا کام وغیرہ
4	2011-12	سالانہ مرمت	--	
	۔ایضاً۔	خصوصی مرمت	1.607	چیف سیکرٹری بلاک کے کانفرنس ہال میں رنگ و روغن، شیشے کا کام، پالش کا کام اور ائر کنڈیشنز کی مرمت وغیرہ

5	2012-13	سالانہ مرمت	0.971	چیف سیکرٹری بلاک میں بجلی کا کام، رنگ و روغن، پالش، چھتوں کی مرمت اور ائر کنڈیشنز کی مرمت وغیرہ
	-ایضاً-	خصوصی مرمت	6.734	چیف سیکرٹری بلاک کے کانفرنس ہال میں رنگ و روغن، لکڑی کا کام، شیشے کا کام، پالش کا کام، فرنیچر کی فراہمی وغیرہ اور باغیچہ کی تعمیر، جی آئی شیٹ کی فراہمی، چھتوں کی مرمت، بتیوں کی فراہمی، کیمیکل ٹریٹمنٹ اور پتھر کا کام وغیرہ
6	2013-14	سالانہ مرمت	0.050	بجلی کا کام وغیرہ
	-ایضاً-	خصوصی مرمت	0.290	پتھر کا فرش، رنگ و روغن، دروازے اور کھڑکیاں، پالش کا کام
7	2014-15	سالانہ مرمت	-----	-----
	-ایضاً-	خصوصی مرمت	-----	-----

(ج) سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے سال2013-14 میں مذکورہ دفتر میں کسی بھی تزئین و آرائش و بحالی کے کام کی منظوری نہیں دی گئی البتہ نئے جنریٹرز کے لئے مندرجہ ذیل تین سکیمیں ضرورت کے مطابق شامل کی گئی تھیں جن میں چیف سیکرٹری بلاک، (دفتر چیف سیکرٹری، دفتر سیکرٹری ہوم و دفتر سیکرٹری آئی اینڈ سی) لاء ڈیپارٹمنٹ، پرانا آئی جی بلاک اور پراسیکیوشن بلاک میں نئے جنریٹرز کی تنصیب شامل تھی جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	ترقیاتی پروگرام نمبر2013-14	سکیم کا نام	بجٹ رقم (ملین)	کام کی نوعیت
1	1307	مہیا کرنا ایک عدد ڈیزل جنریٹر سیٹ200-KVA (سٹینڈ بائی پاور سپلائی، لاء ڈیپارٹمنٹ، پرانا آئی جی بلاک، پراسیکیوشن بلاک	6.077	کام مکمل ہوگیا ہے
2	1308	مہیا کرنا ایک عدد ڈیزل جنریٹر سیٹ 150-KVA برائے ائر کنڈیشننگ پلانٹ، کانفرنس ہال چیف سیکرٹری بلاک	3.800	کام مکمل ہوگیا ہے
3	1309	مہیا کرنا (Accessories) برائے مذکورہ بالا ڈیزل جنریٹر سیٹ 150-KVA کانفرنس ہال	0.920	کام مکمل ہوگیا ہے

(د) تزئین و آرائش بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ نہ ہے اور نہ ہی بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے کوئی تزئین و آرائش کا کام کیا ہے بلکہ پرانی بلڈنگ کی حفاظت / بحالی کے کام کئے ہیں جو کہ غیر ضروری نہیں ہیں اور اس تاریخی عمارت کی اہمیت کے پیش نظر اس کی (structural stability) اور اس کی اصل قدیم حالت کو برقرار رکھنے کے لئے انتہائی ناگزیر نوعیت کے کام کئے گئے ہیں۔

لاہور: شادمان جی او آر گیٹ منسلک احاطہ مولچند کو کھولنے کی تفصیلات

*1975: میاں محمد اسلم اقبال: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شادمان جی او آر لاہور کا گیٹ جو کہ احاطہ مولچند کی آبادی کو لگتا ہے بند کر دیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہاں پر احاطہ مولچند کی آبادی کے بچے اور بچیوں کو سکول جانے میں سخت مشکلات درپیش ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ لوگ اس وجہ سے ذہنی اذیت کا شکار ہیں انہیں ایک لمبا چکر لگا کر بس سٹینڈ تک پہنچنا پڑتا ہے؟

(د) حکومت مذکورہ بالا مسئلہ کو فوری حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) درست نہ ہے یہ جی او آر کا اندرونی گیٹ ہے اور اس کا تعلق احاطہ مولچند کی آبادی سے نہ ہے۔ یہ گیٹ حفاظتی اقدامات کے پیش نظر محکمہ سروسز اور جنرل ایڈمنسٹریشن کے حکم کی تعمیل میں 05-2004 میں بند کیا گیا ہے۔ احاطہ مولچند سے باہر مین روڈ پر آنے کے لئے گیٹ کھلا ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ احاطہ مولچند کی آبادی سے نکلنے والا ایک چھوٹا راستہ برائے آمد و رفت کھلا ہے اور کسی قسم کی رکاوٹ کا باعث نہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ لوگ ذہنی اذیت کا شکار ہیں بلکہ ان کے لئے اور ان کی آبادی سے ملحقہ گیٹ ہر وقت کھلا رہتا ہے جس سے یہ لوگ سیدھا بس سٹاپ پر پہنچ جاتے ہیں۔

(د) اس مسئلہ سے متعلق علاقہ مولچند کے چند رہائشیوں نے سول کورٹ میں کیس دائر کیا تھا جو کہ سول جج کی عدالت سے خارج ہو گیا تھا۔ تاہم رہائشیوں نے اس فیصلہ کے خلاف، ایڈیشنل سیشن جج کی عدالت میں کیس دائر کیا تھا جو کہ مورخہ 15-01-20 کو عدم پیروی کی بناء پر خارج ہو چکا ہے۔

ضلع لیہ: پی پی-263 میں دو پل بنانے کی تفصیلات

*2085: سردار شہاب الدین خان: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی-263 لیہ جو علاقہ کچا پر مشتمل ہے اس کی 80 فیصد آبادی دریائے سندھ کے دونوں اطراف آباد ہے؟

(ب) مذکورہ آبادی کے لوگوں کو شہر تک جانے کے لئے شدید مشکلات کا سامنا ہے، کیا حکومت بیٹ نورے والہ اور بیٹ ساہو والہ موضع جات کے لئے دو پل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی-263 لیہ کی بیشتر آبادی دریائے سندھ کے دونوں اطراف آباد ہے۔

(ب) دریائے سندھ پر لیہ تونسہ پل کی منظوری وزیراعلیٰ پنجاب چٹھی نمبری DS(CD)CMS/12/OT-4/A/0157189 مورخہ 07.09.2012 کے تحت دی تھی جس کا PC-II سیکرٹری مواصلات و تعمیرات پنجاب لاہور مورخہ 07-09-2012 کو منظور کیا تھا۔ منظوری کے لیہ تونسہ پل کے PC-II کے مطابق موضع پتن، لوہانچ نشیب کے مقام پر سروے اور model study اور soil investigation کا کام مکمل کیا گیا اور ڈیزائن کے لئے تمام رپورٹس ڈائریکٹر برجز کو بھجوادی تھیں۔ تاہم اس منصوبہ کے فنڈز نہ ملنے کی وجہ سے اس پر مزید کارروائی نہ ہو سکی۔ لیہ تونسہ پل بننے کی صورت میں دریائے سندھ کی دونوں اطراف کی آبادیاں تونسہ شریف بشمول بیٹ نورے والہ۔ بیٹ ساہو والہ موضع جات جیسا کہ سوال میں ذکر ہے کی آبادیاں بھی مستفید ہوں گی۔ اب یہ سکیم وزیراعظم کی ہدایات کے مطابق فیڈرل گورنمنٹ NHA کرے گی لہٰذا تمام model study اور soil investigation رپورٹ NHA کے حوالے کر دی گئی ہے۔ بیٹ نورے والہ تا لیہ کروڑ روڈ سے پل کے ساتھ سڑک کی تعمیر کا کام کیا جا رہا ہے۔ تاہم بیٹ ساہو والہ پر کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

لیہ: پی پی-263 کی سیلاب سے متاثرہ سڑکوں کی مرمت کی تفصیلات

*2550: سردار شہاب الدین خان: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی-263 لیہ جو تقریباً سیلاب زدہ علاقہ پر مشتمل ہے دیہاتوں سے شہروں تک کا رابطہ ابھی تک بحال نہ ہو سکا؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ علاقے کی سڑکیں فوری مرمت کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر لیہ بحوالہ چٹھی نمبر GB/8419 مورخہ 06.09.2010 (ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) کے تحت جو 16 سیلاب زدہ سڑکات ان میں حلقہ پی پی۔263 لیہ کی آٹھ سڑکات جو کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لیہ سے منسلک تھیں اور پراونشل ہائی وے ڈویژن مظفر گڑھ کے ذمہ لگائی گئی تھیں ان کی بحالی اور مرمت کر دی گئی ہے۔ لسٹ برائے سڑکات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر لیہ نے جو سڑکات پراونشل ہائی ڈویژن مظفر گڑھ کے ذمہ لگائی تھیں وہ مکمل کر دی گئی ہیں اور ٹریفک رواں دواں ہے۔

ضلع فیصل آباد: محکمہ مواصلات و تعمیرات میں عملہ کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3119: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ مواصلات و تعمیرات کا کل عملہ کتنا ہے، اس کی گریڈ اور عہدہ وار تفصیل فراہم کریں؟

(ب) ان ملازمین کے سال 12-2011 اور 13-2012 کے اخراجات کی تفصیل مد وار بتائیں؟

(ج) ان میں سے کس کس ملازم کے پاس سرکاری گاڑی ہے، ان گاڑیوں کی تفصیل بتائیں؟

(د) ان سرکاری گاڑیوں کے ان دو سالوں کے اخراجات کی تفصیل فراہم کریں؟

(ہ) اس وقت کتنی گاڑیاں کب سے خراب ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ مواصلات و تعمیرات کے ماتحت عملہ کی تعداد 483 ہے جس میں سے پراونشل بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ میں عملہ کی تعداد 156 ہے جن کی عہدہ وار تفصیل جبکہ پراونشل ہائی ویز ڈیپارٹمنٹ میں عملہ کی تعداد 327 ہے ان کی گریڈ اور عہدہ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع فیصل آباد میں محکمہ مواصلات و تعمیرات کے ملازمین کی مالی سال 12-2011 اور13-2012 کے اخراجات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

مالی سال	کل اخراجات	تعمیرات	مواصلات
2011-12	107.57ملین روپے	38.48ملین روپے	69.09ملین روپے
2012-13	119.17ملین روپے	41.35ملین روپے	77.82ملین روپے

(ج) ضلع فیصل آباد میں محکمہ مواصلات و تعمیرات کے ماتحت پراونشل بلڈنگ اور ہائی وے ڈیپارٹمنٹ میں جن ملازمین کے پاس سرکاری گاڑیاں ہیں ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

نمبر شمار	عہدہ	تفصیل گاڑی وماڈل پراونشل بلڈنگ	پراونشل ہائی وے
1-	سپرنٹنڈنگ انجینئر	لینڈروور2007 FDG-1159	لینڈروورFDG-112
2-	ایگزیکٹوانجینئر	سوزوکی پوٹھوہار جیپ2006 FSN-729	لینڈروورLEG-7901
3	سب ڈویژنل آفیسر نمبر1	سوزوکی پوٹھوہار جیپ2007 LEG-3118	سوزوکی پوٹھوہار جیپ2006 FSP- 473
4	سب ڈویژنل آفیسر نمبر2	سوزوکی پوٹھوہار جیپ2006 FSN-728	سوزوکی پوٹھوہار جیپ2006 LWR-1150
5	جونیئر ریسرچ کنٹرولر	-------	ٹیوٹا2012 LEG-12-1336
6	لینڈ کنٹرولر آفیسر	-------	سوزوکی پوٹھوہار1984 FDH-5872

(د) ضلع فیصل آباد میں محکمہ مواصلات و تعمیرات کے ماتحت پراونشل بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ میں گاڑیوں کے دو سالوں کے کل اخراجات -/2443506روپے ہیں جبکہ محکمہ مواصلات و تعمیرات کے ماتحت پراونشل ہائی ویز ڈیپارٹمنٹ میں گاڑیوں کے دو سالوں کے کل اخراجات -/2037168روپے ہیں جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

مالی سال	کل اخراجات	تعمیرات	مواصلات
2011-12	1767044روپے	1056638روپے	710406روپے
2012-13	2613630روپے	1386868روپے	1326762روپے
ٹوٹل		2443506روپے	2037168روپے

(i) ضلع فیصل آباد میں محکمہ مواصلات و تعمیرات کے ماتحت پراونشل بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ میں مندرجہ بالا گاڑیوں کے دو سالوں کے اخراجات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

گاڑی نمبر	مالی سال12-2011	مالی سال13-2012	کل اخراجات

	میں اخراجات	میں اخراجات	محکمہ تعمیرات
FDG-115	274938	351668	626606
FSN-729	230600	274600	505200
LEG-3118	382700	415600	798300
FSD-728	168400	345000	513400
کل اخراجات	1056638	1386868	2443506

(ii) ضلع فیصل آباد میں محکمہ مواصلات و تعمیرات کے ماتحت ہائی ویز ڈیپارٹمنٹ میں مندرجہ بالا گاڑیوں کے دو سالوں کے اخراجات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

گاڑی نمبر	مالی سال 12-2011 میں اخراجات	مالی سال 13-2012 میں اخراجات	کل اخراجات محکمہ شاہرات
FDG-112	5600	47700	53300
FDG-1287	525447	174406	699853
LEG-7901	-	616783	616783
FSP-473	41162	198070	239232
LWR-1150	138197	289803	428000
کل اخراجات	710406	1326762	2037168

(ہ) ضلع فیصل آباد میں مواصلات و تعمیرات کے ماتحت پراونشل بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ میں مندرجہ بالا گاڑیوں میں کوئی گاڑی خراب نہیں ہے۔اور تمام گاڑیاں چالو حالت میں ہیں جبکہ محکمہ ہائی ویز ڈیپارٹمنٹ میں گاڑی نمبر FDG-1287 ستمبر 2012 سے خراب اور unserviceable ہے اور باقی تمام گاڑیاں چالو حالت میں ہیں۔

ضلع فیصل آباد: سڑکوں کی تعمیر و مرمت کی تفصیلات

*3120: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ مواصلات و تعمیرات کے تحت ضلع فیصل آباد کی حدود میں جو سڑکیں ہیں ان کے نام، لمبائی اور کہاں سے شروع ہو کر کہاں تک جاتی ہیں؟

(ب) ان سڑکوں میں سے کس کس سڑک کی حالت مخدوش ہے اور لمبائی کتنی ہے؟

(ج) ان سڑکوں کی بحالی کے لئے کتنے فنڈز مطلوب ہیں اور یہ فنڈز حکومت پنجاب سے حاصل کرنے کے لئے محکمہ کیا اقدامات اٹھا رہا ہے یا اٹھائے ہیں، تفصیلات فراہم کریں؟

(د) محکمہ نے سال12-2011اور13-2012 کے دوران اس ضلع میں کس کس سڑک کی مرمت اور تعمیر کروائی ہے۔ان کے نام، لمبائی اور جہاں جہاں کام کروایا ہے۔اس کی تفصیل فراہم کریں؟

(ہ) کیا حکومت جو سڑکیں اس ضلع کی حدود میں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں، ان کو فوراً مرمت / تعمیر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) محکمہ مواصلات و تعمیرات کے تحت ضلع فیصل آباد پر او نشل ہائی وئے ڈویژن فیصل آباد میں جو سڑکات آتی ہیں ان کی تفصیل درجہ ذیل ہے:

نمبر شمار	سڑک کا نام	لمبائی کلومیٹر	آغاز واختتام سڑک
1	لاہور شیخوپورہ شاہ کوٹ فیصل آباد روڈ(P-142)	32.36	یہ سڑک شاہ کوٹ فیصل آباد کی ضلعی حدود کلو میٹر نمبر 93.22 سے شروع ہو کر ایف ڈی اے حدود کلو میٹر نمبر 125.58تک جاتی ہے۔ (یہ سڑک LAFCO کے زیر نگرانی ہے)
2	دیپال پور اوکاڑا ماڑی پل تاندلیانوالہ ستیانہ فیصل آباد روڈ۔(P-143)	61.07	یہ سڑک ایف ڈی اے حدود کلو میٹر نمبر 6.40 سے شروع ہو کر ماڑی پتن پل تک جاتی ہے۔
3	لاہور جڑانوالہ فیصل آباد جھنگ بھکر دریاخان، ڈی۔آئی۔خان روڈ۔(P-144)	64.65	یہ سڑک بچیکی کلو میٹر نمبر 81.47 سے شروع ہو کر میونسپل حدود کلو میٹر نمبر 132.82 تک جاتی ہے اور سدھار بائی پاس کلو میٹر نمبر 155.75 سے شروع ہو کر فیصل آباد ضلعی حدود کلو میٹر نمبر 169.05تک جاتی ہے۔
4	فیصل آباد سرگودھا روڈ۔(P-147)	5.98	یہ سڑک فیصل آباد بائی پاس کلو میٹر نمبر 14 سے شروع ہو کر پل ڈینگرو کلو میٹر 19.98 تک جاتی ہے۔
5	جھنگ گوجرہ سمندری تاندلیانوالہ روڈ مع سمندری بائی پاس (ایسٹرن ونگ)(P-152)	39.29	یہ سڑک سمندری میونسپل حدود کلو میٹر نمبر 3.30 سے شروع ہو کر گوجرہ میونسپل حدود کلو میٹر نمبر 24.91 تک جاتی ہے اور سمندری تاندلیانوالہ روڈ کلو میٹر نمبر 45.30 سے شروع ہو کر جلہ چوک تک جاتی ہے۔
6	فیصل آباد، سمندری، سندھیانوالی، ہیڈ سندھنائی، عبدالحکیم، کچا کھوہ، وہاڑی روڈ۔(P-159)	69.54	یہ سڑک فیصل آباد میونسپل حدود کلو میٹر نمبر 8.25 سے شروع ہو کر فیصل آباد ضلعی حدود کلو میٹر نمبر 78.79 تک جاتی ہے۔
7	فیصل آباد بائی پاس روڈ۔(P-163)	93.39	فیصل آباد بائی پاس کھرڑیانوالہ سے شروع ہو کر مکوآنہ، خانوآنہ، روشن والی جھال، سدھار فیصل آباد سرگودھا روڈ کمال پور چک جھمرہ سے ہوتا ہوا کھرڑیانوالہ سے جاملتا ہے۔
8	سمندری بائی پاس روڈ (ویسٹرن ونگ)	13.40	یہ بائی پاس سمندری فیصل آباد روڈ کلو میٹر نمبر 40 سے شروع ہو کر سمندری گوجرہ روڈ سے ہوتا ہوا سمندری رجانہ روڈ کلو میٹر نمبر 51 سے جاملتا ہے۔

(ب) مندرجہ بالا سڑکات میں سے کسی بھی سڑک کی حالت مخدوش نہ ہے۔

(ج) محکمہ مواصلات و تعمیرات کے زیر انتظام کسی سڑک کی حالت مخدوش نہ ہے اور سالانہ مرمت کی مد میں ان کی مرمت کر دی جاتی ہے لہٰذا مزید فنڈز کی ضرورت نہ ہے۔

(د) محکمہ ہذا نے 12-2011 اور 13-2012 کے دوران جن سڑکات کی مرمت اور تعمیرات کروائی ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

خصوصی مرمت سڑکات 12-2011

سیریل نمبر	سڑک کا نام	لمبائی	تخمینہ لاگت (ملین)	کلو میٹر
1	جھنگ گوجرہ سمندری تاندلیانوالہ روڈ سمندری بائی پاس سیکشن سمندری تا گوجرہ	5.20	29.493	سمندری تا گوجرہ
2	فیصل آباد بائی پاس روشن والی جھال تا مکوآنہ	17.20	29.966	روشن والی جھال تا مکوآنہ
3	فیصل آباد بائی پاس روڈ فیصل آباد جھنگ روڈ تا فیصل آباد سرگودھا روڈ	20.05	21.886	کلو میٹر نمبر 4.00 تا 24.05
4	لاہور جڑانوالہ فیصل آباد جھنگ بھکر روڈ	660فٹ	2.861	کلو میٹر نمبر 128
5	فیصل آباد بائی پاس روڈ فیصل آباد سمندری روڈ تا فیصل آباد جھنگ روڈ نزد سدھار بائی پاس۔	500فٹ	2.561	نزد سدھار چوک
6	لاہور جڑانوالہ فیصل آباد جھنگ بھکر روڈ	550فٹ	1.010	اڈا پینسرہ

ریسر فیسنگ

1	لاہور جڑانوالہ فیصل آباد جھنگ بھکر روڈ	7.91کلو میٹر	7.178	سدھار بائی پاس تا فیصل آباد ضلعی حدود
2	فیصل آباد سمندری سندھلیانوالی کچا کھوہ وہاڑی روڈ	7.27کلو میٹر	6.730	کلو میٹر نمبر 58 تا 64 (0.27) اور کلو میٹر نمبر 77

تعمیرات 2

سیریل نمبر	ADP نمبر	سڑک کا نام	لمبائی (کلو میٹر)	تخمینہ لاگت (ملین)	
1	1126	تعمیر دورویہ سڑک لاہور جڑانوالہ فیصل آباد جھنگ بھکر روڈ سیکشن بُچیکی تا جڑانوالہ روڈ	21.56	531.506	بُچیکی تا جڑانوالہ
2	1127	تعمیر دورویہ سڑک فیصل آباد سمندری روڈ (سیکشن درمیان فیصل آباد بائی پاس تا سمندری)	30.98	1120.111	فیصل آباد بائی پاس تا سمندری
3	1128	کشادگی سڑک فیصل آباد بائی پاس تا ماڑی پتن پل،	53.41	900.979	فیصل آباد بائی پاس تا ماڑی پتن پل
4	1129	کشادگی سڑک فیصل آباد بائی پاس کلو میٹر نمبر 13 (مکوآنہ تا جسوآنہ) براستہ چک نمبر 113 گ۔ب، 111 گ۔ب اور 69 گ۔ب	17.03	165.041	مکوآنہ تا جسوآنہ
5	1130	تعمیر پختہ سڑک کھرڑیانوالہ بائی پاس	17.38	232.989	کھرڑیانوالہ
6	1303	تعمیر سڑک فیصل آباد رنگ روڈ مسنگ لنکس درمیانی فیصل آباد سرگودھا روڈ اور فیصل آباد چک جھمرہ روڈ	11.82	390.564	فیصل آباد سرگودھا روڈ اور فیصل آباد چک جھمرہ روڈ
7	1306	دورویہ سڑک لاہور فیصل آباد جھنگ بھکر روڈ سیکشن فیصل آباد بائی پاس سدھار چوک تا جھنگ سٹی گروپ نمبر 1 (سدھار چوک تا ضلعی حدود فیصل آباد)	13.30	913.831	سدھار چوک تا ضلعی حدود فیصل آباد

مرمت سڑکات13-2012

سیریل نمبر	سڑک کا نام	لمبائی	تخمینہ لاگت (ملین)	
1	لاہور جڑانوالہ فیصل آباد جھنگ بھکر روڈ (سیکشن کلو میٹر نمبر166اڈاپینسرہ)	300فٹ	0.551	اڈاپینسرہ
2	پینسرہ گوجرہ روڈ کلو میٹر نمبر1اڈاپینسرہ	450فٹ	1.626	اڈاپینسرہ
3	فیصل آباد بائی پاس روڈ فیصل آباد جھنگ روڈتا فیصل آباد سر گودھا روڈ	1.43کلو میٹر	2.679	کلو میٹر نمبر21&19
4	جھنگ، گوجرہ، سمندری، تاندلیانوالہ روڈ ساتھ سمندری بائی پاس (سیکشن سمندری بائی پاس)	0.98کلو میٹر	1.559	کلو میٹر نمبر45

ریسر فیسنگ13-2012

1	لاہور جڑانوالہ فیصل آباد جھنگ بھکر روڈ	7.04کلو میٹر	13.767	مکوآنہ تا فیصل آباد میونسپل حدود کلو میٹر نمبر162.23تا163.17
2	فیصل آباد، سمندری، سندھلیانوالی، ہیڈسدھنائی، عبدالحکیم، کچاکھوہ، وہاڑی روڈ	11.92کلو میٹر	12.701	کلو میٹر نمبر45.08تا57
3	سمندری بائی پاس روڈ	13.40کلو میٹر	4.352	پکہ برم
4	جھنگ، گوجرہ، سمندری، تاندلیانوالہ روڈ ساتھ سمندری بائی پاس	10.58کلو میٹر	10.764	گوجرہ سمندری روڈ کلو میٹر 5,6,7(0.56)14.52to15km 18,19&20(0.25) سمندری تاندلیانوالہKm57to60
5	فیصل آباد بائی پاس روڈ	43.49کلو میٹر	45.529	کھرڑیانوالہ تا ستیانہ روڈKm1to13.75 فیصل آباد ستیانہ روڈتا فیصل آباد جھنگ روڈ Km 10.50 to 26.17فیصل آباد جھنگ روڈتا فیصل آباد سر گودھا روڈ Km 0.00 to 4.00 لاہور فیصل آباد روڈتا چک جھمرہ روڈ Km 3.32 to 13.39

تعمیرات13-2012

نمبر شمار	ADP نمبر	سڑک کا نام	لمبائی کلو میٹر	تخمینہ لاگت (ملین)	
1	994	تعمیر دورویہ سڑک لاہور جڑانوالہ فیصل آباد جھنگ بھکر روڈ سیکشن بُچیکی تا جڑانوالہ روڈ	21.56	608.517	بُچیکی تا جڑانوالہ
2	995	تعمیر دورویہ سڑک فیصل آباد سمندری روڈ (سیکشن درمیان فیصل آباد بائی پاس تا سمندری)	30.98	1120.111	فیصل آباد بائی پاس تا سمندری
3	996	کشادگی سڑک فیصل آباد بائی پاس تا ماڑی پتن پل، لمبائی47.26، کلو میٹر	53.41	900.979	فیصل آباد بائی پاس تا ماڑی پتن پل
4	997	کشادگی سڑک فیصل آباد بائی پاس کلو میٹر نمبر13 (مکوآنہ تا جسوآنہ) براستہ چک نمبر113گ-ب، 111گ-ب اور69گ-ب	17.03	197.551	مکوآنہ تا جسوآنہ
5	998	تعمیر سڑک کھرڑیانوالہ بائی پاس	17.38	277.272	کھرڑیانوالہ

6	999	تعمیر سڑک فیصل آباد رنگ روڈ مسنگ لنکس درمیانی، فیصل آباد سرگودھا روڈ اور فیصل آباد چک جھمرہ روڈ	11.82	390.564	فیصل آباد سرگودھا روڈ اور فیصل آباد چک جھمرہ روڈ
7	1000	کشادگی سڑک جڑانوالہ تا شاہکوٹ روڈ	0.70	106.933	کلومیٹر نمبر 25&19,20
8	1126	دورویہ سڑک لاہور فیصل آباد جھنگ بھکر روڈ سیکشن، فیصل آباد بائی پاس سدھار چوک تا جھنگ سٹی گروپ نمبر 1 (سدھار چوک تا ضلعی حدود فیصل آباد)	13.30	913.831	(سدھار چوک تا ضلعی حدود فیصل آباد)
9	1133	تعمیر انڈر پاس عبداللہ پور، فیصل آباد	--	1231.000	عبداللہ پور

(ہ) پراونشل ہائی وے ڈویژن فیصل آباد کی کوئی بھی سڑک مخدوش حالت میں نہ ہے بلکہ یہ سڑکیں مناسب حالت میں ہیں اور قابل استعمال ہیں۔ جب بھی کوئی سڑک معمولی خراب ہوتی ہے تو اس کی فوری مرمت کر دی جاتی ہے۔ مندرجہ بالا سڑکوں کے علاوہ باقی ضلع کی تمام سڑکات ضلعی حکومت، ایف ڈی اے اور ٹی ایم اے کے زیر انتظام ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ محکمہ مواصلات و تعمیرات کے معمول کے مطابق مختص فنڈز ان سڑکوں کی مرمت کے لئے کافی ہیں۔

ضلع سرگودھا: ترقیاتی کاموں کی تفصیلات

*3232: چودھری فیصل فاروق چیمہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ایک ایکسئین کتنی مالیت تک کے مرمت وغیرہ کے کام کی خود اجازت دے سکتا ہے؟

(ب) گزشتہ پانچ سالوں کے دوران ضلع سرگودھا میں محکمہ بلڈنگ نے کون کون سے ترقیاتی کام کئے ہیں اور ان پر کتنے اخراجات ہوئے، سال وار تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) محکمہ نے انٹی کرپشن پنجاب کے ڈائریکٹر ضلع سرگودھا کی رہائش گاہ اور دفتر کی تزئین و آرائش پر کس کی اجازت سے کتنی رقم خرچ کی، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) مروجہ پنجاب مالیاتی قوانین 2006 کے تحت ایکسئین مندرجہ ذیل مالیت تک کے مرمت کے کام کی خود اجازت دے سکتا ہے:۔

بلڈنگز

1۔	مرمت رہائش گاہ جات	-/30,000 روپے
2۔	مرمت (دیگر عمارات)	-/3,00,000 روپے

ہائی ویز

1۔ خصوصی مرمت سڑکات ۔/6,00,000روپے

(ب) گزشتہ پانچ سال کے دوران سرگودھا میں محکمہ بلڈنگ نے 295عدد ترقیاتی منصوبہ جات پر کام کیا ہے ان پر کل 1640.905 ملین کے اخراجات ہوئے۔

سال وار تفصیل درج ذیل ہے:

سال09–2008	(99عدد)	مالیت تکمیل شدہ منصوبہ جات	225.583ملین روپے
سال10–2009	(59عدد)	مالیت تکمیل شدہ منصوبہ جات	251.858ملین روپے
سال11۔2010	(38عدد)	مالیت تکمیل شدہ منصوبہ جات	171.586ملین روپے
سال12–2011	(38عدد)	مالیت تکمیل شدہ منصوبہ جات	393.918ملین روپے
سال13۔2012	(36عدد)	مالیت تکمیل شدہ منصوبہ جات	460.491ملین روپے
سال14۔2013	(25عدد)	مالیت تکمیل شدہ منصوبہ جات	137.469ملین روپے
کل مالیت	(295عدد)	کل منصوبہ جات	1640.905ملین روپے

ان تکمیل شدہ منصوبہ جات کی تفصیل بلحاظ مالی سال و محکمہ جات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع سرگودھا کے ڈائریکٹر محکمہ انٹی کرپشن پنجاب کی رہائش گاہ اور دفتر کی سالانہ مرمت کا کام صوبائی محکمہ بلڈنگ کے ذمہ نہ ہے تاہم ضلعی حکومت سرگودھا کے ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگز کے مطابق ڈائریکٹر محکمہ ڈائریکٹر انٹی کرپشن سرگودھا کی رہائش گاہ پر سال14۔2013 میں maintenance & repair کی مد میں مبلغ159224روپے اور مبلغ79867روپے خرچ کئے گئے۔

میانوالی: سال14۔2013 میں اے ڈی پی کی مد میں رکھی گئی رقم کی تفصیلات

*3444: ڈاکٹر صلاح الدین خان: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال14۔2013 کے ADP میں ضلع میانوالی کے لئے کتنی رقم بطور بلاک ایلوکیشن رکھی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سال14۔2013 میں میانوالی تا کالا باغ روڈ کی تعمیر کے لئے 2۔ارب سے زیادہ رقم مختص کی گئی تھی؟

(ج) مذکورہ بالا رقم سے اب تک کتنی رقم جاری ہوئی اور کتنی رقم خرچ ہوئی، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) مالی سال 14-2013 کے دوران پنجاب بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ ضلع میانوالی کے متعلقہ اے ڈی پی میں تعمیرات کی مد میں کوئی رقم بطور بلاک ایلوکیشن مختص نہ کی گئی تھی جبکہ پنجاب ہائی وے ڈیپارٹمنٹ میانوالی کے متعلقہ ترقیاتی کاموں کے لئے مبلغ 493 ملین روپے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں مختص کئے گئے تھے۔

(ب) میانوالی تا کالا باغ روڈ کی کشادگی و بحالی کا منظور شدہ تخمینہ لاگت 1790.883 ملین روپے ہے جبکہ مذکورہ سڑک کے لئے سالانہ ترقیاتی پروگرام 14-2013 میں 150 ملین روپے کی رقم مختص کی گئی تھی۔

(ج) سڑک ہذا پر گروپ نمبر 1 (از کلومیٹر 297.80 تا 320 کلومیٹر) کا کام مورخہ 14-05-27 کو ٹھیکیدار کو الاٹ کر دیا گیا۔ مالی سال 14-2013 میں مبلغ 150 ملین روپے کی رقم مختص کی گئی جو کہ مالی سال کے اختتام تک خرچ ہو گئی تھی۔ سڑک کی تعمیر کا کام تیزی سے جاری ہے جس کے لئے موجودہ مالی سال میں 300 ملین روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ سڑک کے اس حصہ کو مکمل کرنے کے لئے مزید 468 ملین روپے درکار ہیں۔ بقایا فنڈز کی دستیابی کی صورت میں کام موجودہ مالی سال کے اختتام تک مکمل کر دیا جائے گا۔

منڈی فیض آباد سے مانگٹانوالہ تک ون وے سڑک سے متعلقہ تفصیلات

*3762: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے بجٹ 14-2013 میں لاہور جڑانوالہ روڈ سیکشن منڈی فیض آباد سے مانگٹانوالہ تک ون وے سڑک کی تعمیر کا اعلان کیا اور بجٹ بھی مختص کیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ابھی تک سڑک کی تعمیر کا کام شروع نہیں ہوا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہیں تو حکومت مذکورہ سڑک کب تک تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ حکومت نے بجٹ 14-2013 میں لاہور جڑانوالہ روڈ سیکشن منڈی فیض آباد تا مانگٹانوالہ دورویہ سڑک کی تعمیر کا منصوبہ شامل کیا اور اِس کے لئے بجٹ

سال 14-2013 میں 100.00 ملین روپے میں مختص کئے۔ موجودہ مالی سال 15۔2014 میں بھی 200.00 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں

(ب) یہ درست نہ ہے۔ سڑک کی تعمیر کی انتظامی منظوری نومبر 2013 میں ہوئی اور ٹینڈرنگ کا عمل مکمل کرنے کے بعد فروری 2014 سے تعمیر کا آغاز کر دیا گیا ہے۔

(ج) سڑک کی انتظامی منظوری کے بعد پہلے مرحلہ میں تفویض کئے گئے فنڈز کو مدنظر رکھتے ہوئے 5.00 کلومیٹر سڑک کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ بقایا فنڈز 900 ملین کی دستیابی کی صورت میں سڑک کی تکمیل جون 2016 تک ممکن ہے۔

شورکوٹ: ہائی وے کی سڑکوں سے متعلقہ تفصیلات

*3781: جناب خالد غنی چودھری: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل شورکوٹ میں محکمہ پراونشل ہائی وے کے زیر انتظام کون کون سی سڑکیں ہیں؟

(ب) محکمہ نے جنوری 2010 تا دسمبر 2013 کتنی نئی سڑکیں بنائیں، کتنی مرمت ہوئیں، ان کے لئے کتنے فنڈز منظور کئے گئے، کتنے استعمال ہوئے؟

(ج) کیا حکومت حلقہ پی پی۔80 میں واقع ٹوٹ پھوٹ کا شکار سڑکوں کو مرمت اور کچی سڑکوں کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہیں تو کب تک اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) تحصیل شورکوٹ میں مندرجہ ذیل سڑکیں محکمہ پراونشل ہائی وے جھنگ کے زیر انتظام ہیں:

i. جھنگ شورکوٹ کبیر والا روڈ کلومیٹر نمبر 17 تا 66

ii. شورکوٹ سٹی تا شورکوٹ کینٹ روڈ کلومیٹر نمبر 0 تا 17

(ب) محکمہ پراونشل ہائی وے جھنگ نے جنوری 2010 تا دسمبر 2013 تک درج ذیل سڑکیں بنائیں ہیں۔

نمبر شمار	نام سڑک	مالی سال	منظور شدہ فنڈ	خرچ شدہ فنڈ
(i)	تعمیر سڑک پختگی وکشادگی شورکوٹ سٹی تا شورکوٹ کینٹ روڈ کلو میٹر نمبر0تا17 جو کہ انجینئرنگ سیل مواصلات و تعمیرات ڈیپارٹمنٹ کے تحت مکمل کی گئی ہے۔	2010-11	238.318 ملین	238.318ملین
(ii)	کشادگی و بہتری قائم بھروانہ وریام والا روڈ کلو میٹر نمبر0تا3.65 بشمول پل حویلی کینال	2011-12	57.284ملین	49.483 ملین

تحصیل شورکوٹ میں محکمہ پراونشل ہائی وے جھنگ نے جنوری2010تا دسمبر2013تک مندرجہ ذیل سڑکیں مرمت کی ہیں:۔

نمبر شمار	نام سڑک	مالی سال	منظور شدہ فنڈ	خرچ شدہ فنڈ
I	ریسر فیسنگ جھنگ شورکوٹ کبیروالا روڈ	2011-12	21.779 M	5.000ملین
	کلو میٹر نمبر35تا38، 40تا44، 47تا	2012-13		11.784ملین
	51،60تا66			16.784ملین

(ج) حلقہ پی پی-80میں جو سڑکات محکمہ پراونشل ہائی وے جھنگ کے زیر انتظام ہیں ان کی تفصیل جز(الف)میں دی گئی ہے اور ان کی حالت اچھی ہے۔ محکمہ باقاعدگی سے ان کی سالانہ مرمت کرتا رہتا ہے۔ البتہ اب محکمہ جن سڑکوں کی بحالی/مرمت کر رہا ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

i۔ بحالی سڑک بجلی گھر شورکوٹ سٹی تا دوراں پور روڈ لمبائی8.30کلو میٹر جس کے ٹینڈر انڈر پراسیس ہیں۔ یہ سڑک ضلعی گورنمنٹ کی ملکیت ہے اور محکمہ پراونشل ہائی وے جھنگ FMRپروگرام کے تحت اس سڑک کی مرمت کر رہا ہے۔

یہ کام2014-05-20کو الاٹ کیا گیا۔ سال2013-14میں اس کے فنڈز9.00ملین روپے ملے اور سب خرچ ہو گئے اور اب اس سال2014-15کو10ملین روپے ملے ہیں اور اب تک 5.00 ملین روپے خرچ ہو گئے ہیں۔ بیس کورس 8.30 کلو میٹر اور DST 2کلو میٹر مکمل ہو گئی ہے۔ یہ سڑک اس سال مارچ2015تک مکمل ہو جائے گی۔

ii۔ کشادگی و بہتری شورکوٹ تا پتن روڈ لنک گڑھ مہاراجہ لمبائی8.30کلو میٹر اور یہ سڑک بھی ضلعی گورنمنٹ کی ملکیت ہے۔ اور محکمہ پراونشل ہائی وے جھنگ وزیر اعلیٰ کے ضلعی ترقیاتی پروگرام کے تحت اس سڑک کی کشادگی و پختگی کر رہا ہے۔ یہ کام15.05.2014کو الاٹ کیا گیا۔ سال2013-14میں اس کے فنڈز 40 ملین روپے ملے اور سب خرچ ہو گئے۔ اب سال2014-15میں25 ملین روپے ملے ہیں اور25 ملین روپے ہی خرچ ہو گئے ہیں۔ بیس کورس6کلو میٹر مکمل ہو گئی ہے۔ بقایا فنڈز ملنے کی صورت میں کارپٹ کا کام اس مالی سال میں مکمل کر دیا جائے گا۔

اگر حکومت نے اس کے علاوہ کوئی اور ہدایات دیں تو کچی سڑکوں کو بھی پختہ کر دیا جائے گا۔

ضلع راجن پور میں سڑکات سے متعلقہ تفصیلات

*4357: سردار علی رضا خان دریشک: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ

(الف) ضلع راجن پور میں محکمہ کی کتنی سڑکیں ہیں، ہر سڑک وار تفصیل بتائی جائے؟

(ب) پچھلے پانچ سالوں میں ان سڑکوں کی M&R پر کتنی رقم خرچ کی گئی ہے سال اور سڑک وار تفصیل بتائی جائے؟

(ج) حکومت نے رواں مالی سال 14-2013 میں کون کون سی سڑکیں بنانے کے لئے کتنی رقم مختص کی ہے، اگر کوئی رقم مختص نہیں کی ہے تو کیا آئندہ مالی سال میں نئے منصوبے شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) محکمہ پراونشل ہائی وے پنجاب کے پاس ضلع راجن پور کی سڑکات کی M&R نہ ہے بلکہ ضلع راجن پور کی تمام سڑکات کی M&R ڈسٹرکٹ آفیسر روڈ ڈیپارٹمنٹ کے پاس ہے۔

(ب) پچھلے پانچ سالوں میں ضلع راجن پور کی سڑکوں کی M&R پر پراونشل ہائی وے نے کوئی رقم خرچ نہیں کی تاہم فلڈ 2013 کی وجہ سے جو سڑکیں متاثر ہوئیں ان پر 259.706 ملین روپے خرچ ہوئے سڑکوں کی تفصیل (ضمیمہ نمبر 1) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پنجاب حکومت نے 14-2013 میں جن سڑکوں کو بنانے کے لئے جتنی رقم مختص کی اس کی تفصیلات (ضمیمہ نمبر 2) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ مزید مالی سال 15-2014 کے لئے جن سڑکوں کی تعمیر کرنی ہے ان کی تفصیلات بھی (ضمیمہ نمبر 3) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

ضلع رحیم یار خان: تحصیل خان پور میں بائی پاس روڈ سے متعلقہ تفصیلات

*4552: قاضی احمد سعید: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان میں بائی پاس روڈ نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ خان پور شہر کے ساتھ عباسیہ نہر کو فیروزہ سے سجھ تک ختم کر کے وہاں پر بائی پاس روڈ تعمیر کرنے کا منصوبہ کئی سالوں سے زیر غور ہے؟

(ج) حکومت اب تک اس منصوبہ کو عملی جامہ کیوں نہیں پہنا سکی، وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئر نگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست نہ ہے یہاں ایک پرانا بائی پاس موجود ہے جو کہ پاکستان چوک سے شروع ہو کر دین پور چوک تک جاتا ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) ایسا ایک منصوبہ سی ایم ڈائریکٹو مورخہ 2012-07-17 کے تحت بنایا گیا تھا۔ جس کی لمبائی 9.50 کلو میٹر اور لاگت 292.864 ملین روپے تھی۔ یہ شاہی روڈ کے کلو میٹر 143 سے شروع ہو کر کلو میٹر 150 تک تھا۔ یہ منصوبہ مورخہ 2012-09-17 کو منظور ہوا تھا لیکن فنڈز کی عدم دستیابی اور 14-2013 ADP، ADP2014-15 میں شامل نہ ہونے کی وجہ سے یہ منصوبہ شروع نہیں ہو سکا۔

وحدت کالونی لاہور میں سڑکات کی تعمیر و مرمت سے متعلقہ تفصیلات

*4862: محترمہ نسرین جاوید المعروف نسرین نواز: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وحدت کالونی لاہور ڈی بلاک مسجد اور تھانہ کے سامنے سے گزرنے والی سڑک، اتوار بازار والی سڑک اور کالونی کی دیگر سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں؟

(ب) کیا حکومت ان سڑکوں کی تعمیر و مرمت کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئر نگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست ہے حالیہ شدید بارشوں کی وجہ سے مذکورہ سڑکات کو نقصان پہنچا ہے۔

(ب) وحدت کالونی کی سڑکوں کی مرمت کے لئے 16.843 ملین روپے کی منظوری سیکرٹری آئی اینڈ سی کی طرف سے ہو گئی ہے جو کہ مورخہ 20.09.2014 کو وصول پائی اور ابھی تک اس کے فنڈز گورنمنٹ کی طرف سے پانچ ملین موصول ہو چکے ہیں بقیہ گیارہ ملین کی چٹھی محکمہ خزانہ کو بھیج دی ہے۔ کام رواں مالی سال میں مکمل ہو جائے گا۔

رپورٹیں
(جو پیش ہوئیں)

تحریک استحقاق نمبر26 بابت سال2014اور تحریک استحقاق نمبر6 بابت سال2015کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کاایوان میں پیش کیا جانا

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب مہدی عباس خان تحریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ یہ رپورٹیں پیش کریں۔

جناب مہدی عباس خان: جناب سپیکر! میں

" تحریک استحقاق نمبر26 بابت سال2014 اور تحریک استحقاق نمبر6 بابت سال 2015 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

رپورٹ
(میعاد میں توسیع)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رپورٹیں پیش کردی گئی ہیں۔ اب محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحریک التوائے کار نمبر1199 بابت سال2014کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"Adjournment Motion No. 1199/14 moved by Mr Amjad Ali Javed MPA(PP-86)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"Adjournment Motion No. 1199/14 moved by Mr Amjad Ali Javed MPA (PP-86)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"Adjournment Motion No. 1199/14 moved by Mr Amjad Ali Javed MPA (PP-86)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک استحقاق کوئی نہیں ہے۔اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں Rules of Procedure کی کتاب کی طرف آپ کی توجہ چاہوں گا۔اگر آپ صفحہ نمبر 48 پر ذرا ایک لمحہ کے لئے ایک بات دیکھ لیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! رول نمبر 74 کو ذرا پڑھ لیجئے یا میں پڑھ دوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ پڑھ دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں پڑھتا ہوں۔

(74) **Reference by the Speaker:** Notwithstanding anything contained in these rules, the Speaker may refer any question of privilege to the

Committee on Privileges for examination, investigation and report.

جناب سپیکر! اکثر معزز ممبران کو یہ شکایت رہتی ہے کہ ان کے فون نہیں سنے جاتے یا افسران ان کو صحیح طرح deal نہیں کرتے تو rules یہ کہتے ہیں کہ آپ کو یہ اختیار ہے کہ even آپ اس کی telephonically شکایت پر افسر کو بلا لیں جب تک آپ اس پر عمل نہیں کریں گے یہ روز مسئلے چلتے رہیں گے اور روزانہ معزز ممبران کے ساتھ یہ ہوتا رہے گا۔ آپ کو rules میں اس بات کی اجازت ہے اور کوئی ضرورت نہیں ہے کہ اسمبلی کا اجلاس ہو اور اس میں پیش کیا جائے۔ آپ ذرا اس پر تھوڑی سی توجہ دیجئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! منسٹر صاحب نے commitment کی ہے کہ اگر میاں صاحب!۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نہیں، میری عرض سن لیجئے کہ میں ان کے لئے یہ بات نہیں کر رہا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری بات سنیں۔ بالکل rules ہمیں اجازت دیتے ہیں اور جس دن میں محسوس کروں گا کہ کسی کو بلانا ہے تو ضرور بلا لیں گے اور بلاتے بھی رہتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض سن لیجئے۔ یہاں پر بڑے قابل لوگ بیٹھے ہیں۔ آپ اپنے سیکرٹری صاحب کو کہیں کہ آپ کو اس کے اندر سے precedent نکال کر دے۔ جب تک آپ ایوان کے ممبران کی respect کا دھیان نہیں رکھیں گے، خدا کے لئے آپ اس پر تھوڑی سی توجہ دیں اور آپ صرف ایک دو بندوں کو telephonically بلائیں کہ بھائی، آپ آ جائیں تمھاری یہ شکایت ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! سپیکر صاحب already اس معاملے کو دیکھ رہے تھے اور پندرہ کے قریب افسران جن کے متعلق شکایات تھیں انہیں بلا کر اس معاملے کو resolve بھی کیا ہے۔ اگر میں محسوس کروں گا تو بالکل ان افسران کو بلا کر ممبران کی جو بھی شکایت ہو گی اس کو دور کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی لیکن آپ ایک جنرل ruling دے دیں کہ اگر کسی کی بھی کوئی تحریک استحقاق آتی ہے تو آپ اس کو دیکھ لیں اور اگر اس کے اندر فرض کیجئے کہ 50 فیصد debate ہے تو اس کو telephonically بلا لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میرے پاس جس بھی ایم پی اے کی تحریک استحقاق آتی ہے تو میری کوشش ہوتی ہے کہ میں اس کو اس ایوان میں لے کر آؤں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ویسے میری خوش قسمتی ہے کہ میں اس قسم کی کوئی تحریک استحقاق کسی افسر کے خلاف نہیں دی کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ تحریک استحقاق دینے کے لئے ایک ممبر کو بہت کچھ risk لینا پڑتا ہے۔ ایک تو آپ کی مہربانی ہے کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا اور دوسری بات میں صرف ریکارڈ کی درستی کے لئے کہہ رہا ہوں اور میں منسٹر مواصلات و تعمیرات کی توجہ چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! ذرا شیخ صاحب کی ایک منٹ بات سنیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرے فاضل ممبر دوست نے ابھی ایک بات کہی ہے۔ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ کسی پارٹی یا specifically کسی contractor کو جو escalation کے تحت amount ہے وہ نہیں ملی جس پر منسٹر صاحب نے انتہائی generosity کا اظہار کرتے ہوئے کہہ دیا کہ ہاں ہم اسے دیکھیں گے۔ میں صرف ریکارڈ کی درستی اور اس ایوان کی عزت و وقار کے لئے کہہ رہا ہوں کہ کسی ممبر کو، کسی contractor کے بارے میں اس کو increase دینے کے حوالے سے کیا اختیار ہے اور کیا وہ یہ بات کر سکتا ہے کہ اس کو increase دیا جائے؟ کیا ہمارا یہ اختیار ہے۔ کیا ہماری اس میں عزت و وقار ہے، میں وزیر موصوف سے صرف ان کی بات سننا چاہتا ہوں کہ کیا ممبر کو یہ اختیار ہے کہ ہم کسی contractor کے بارے میں یہ بات کر سکتے ہیں؟ اگر آپ نے آج یہ رولنگ دی اور منسٹر صاحب نے بھی فرمایا تو پھر میں بھی کچھ باتیں بتاؤں گا کہ کہاں کہاں زیادتی ہو رہی ہے، کہاں payments زیادہ ہو رہی ہیں اور کہاں کم ہو رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! وہ آپ کا حق بنتا ہے، اگر کسی کے ساتھ کوئی زیادتی ہو رہی ہے، کسی ممبر نے on the floor of the House کوئی بات کی ہے، منسٹر صاحب نے surety دی ہے تو وہ پابند ہیں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ ایک business concern ہے، کوئی ممبر پارلیمنٹ اگر کوئی specific بات کرتا ہے کہ اس کے ساتھ یہ ہو رہا ہے، منسٹر صاحب کہہ دیں کہ یہ ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! اس کو منسٹر صاحب دیکھ رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آج وہ اس پر کچھ کہہ دیں، میری دانست کے مطابق۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ اس کو دیکھ رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری دانست کے مطابق۔۔۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں عرض کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! ویسے تو یہ قانون کا مسئلہ ہے لیکن generally speaking جو شیخ صاحب نے بات کی ہے میں اس کو endorse کرتا ہوں کہ اگر کوئی اس قسم کا issue ہے تو ہمارے دفاتر موجود ہیں، اگر کسی کا کوئی grievance ہے تو وہ ہمیں in writing دیں۔ اس کی resolution بھی لی جا سکتی ہے، میرے خیال میں شاید اس ایوان میں کسی contractor کی price variation پر بات کرنا مجھے بھی immaterial لگا، کوئی اتنا جائز نہیں لگا کہ یہاں پر یہ issue discuss ہونا چاہئے تھا، مجھے آپ کے قانون کا تو نہیں پتا لیکن generally speaking میں شیخ علاؤالدین صاحب کی اس بات کو endorse کرتا ہوں۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ۔ اب ہم تحاریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب اس پر مزید بحث نہیں کرتے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! تشریف رکھیں۔ میاں نصیر صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 161 ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ میری گزارش تو سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ایک تو آپ بات سنتے نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے کہہ دیا ہے کہ اب آپ تشریف رکھیں۔ ملک صاحب! میں آپ کی ہر بات سنتا ہوں، اب آپ تشریف رکھیں۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے؟

جام پور (راجن پور) میں محکمہ انہار کی کروڑوں روپے کی اراضی پر بااثر افراد کا قبضہ

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ جو تحریک التوائے کار ہے یہ encroachment کے حوالے سے ہے اور نالہ میں جب پانی کی نکاسی بند ہوئی تو کچھ لوگوں نے وہاں پر تعمیر کر کے encroachment کر لی۔ اس کے لئے میری آپ سے request یہ ہے کہ دو محکمے اس میں involve ہیں۔

MR ACTING SPEAKER: Order in the House. Order in the House.

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس معاملے میں ایک تو اریگیشن ڈیپارٹمنٹ involve ہے اور وہ encroachment کے سلسلے میں حد بندی وغیرہ کر رہے ہیں دوسرا محکمہ---

جناب قائم مقام سپیکر: اگر اسی کی detail نہیں ہے تو اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کر دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 198/15 میاں طارق محمود صاحب کی طرف سے ہے۔

لالہ موسیٰ میں قائم ایلیمنٹری کالجز برائے بوائز و گرلز کی عمارات زبوں حالی کا شکار

میاں طارق محمود: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایلیمنٹری کالجز بوائز اور گرلز لالہ موسیٰ کی عمارات زبوں حالی کا شکار۔ تفصیل یوں ہے کہ محکمہ تعلیم نے اساتذہ کی تربیت کے لئے لالہ موسیٰ شہر میں مردانہ اور زنانہ کالجز الگ الگ قائم کئے ہیں۔ ان کالجز میں سینکڑوں کی تعداد میں ٹیچرز کو ٹریننگ دی جاتی ہے۔ جو مختلف سکولوں میں فرائض سرانجام دے رہے ہیں مگر اس وقت ان ایلیمنٹری کالجز کی عمارات انتہائی خستہ اور ناقص ہیں جس کے باعث زیر تربیت اساتذہ ذہنی طور پر پریشانی کا شکار رہتے اور uncomfortable محسوس کرتے ہوئے دلجمعی اور خوش اسلوبی سے تربیت حاصل نہیں کر سکتے۔ ان کالجز کی انتظامیہ کو متعدد بار تحریری یادداشتیں ارسال کی ہیں۔ ان کالجز کی عمارات کو جلد از جلد از سر نو تعمیر کیا جائے تاکہ مستقبل میں کسی ناگہانی صورتحال سے بچا جا سکے۔ مزید یہ کہ محکمہ تعلیم حکومتی پالیسی کے برعکس ان کالجز کی عمارات تعمیر کرنے کی بجائے ان دونوں کالجز کی جگہ / بلڈنگ کو کسی دوسرے ادارے یا محکمہ کو منتقل کرنے یا الاٹ کرنے کے لئے این او سی حاصل کیا جا رہا ہے جو نہ صرف پالیسی کی خلاف ورزی ہے بلکہ زیر تربیت اساتذہ کے لئے بھی مسائل اور دشواریاں پیدا کرنے کے مترادف ہے۔ متذکرہ صورتحال سے نہ صرف زیر تربیت اساتذہ بلکہ لالہ موسیٰ کے باسیوں میں محکمہ تعلیم کے اس روش کے خلاف تشویش پائی جاتی ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کے جواب کا انتظار ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار بھی میاں طارق محمود صاحب کی طرف سے ہے۔

ضلع گجرات کی حدود میں چیچیاں تا سید ھڑی سڑک کی تعمیر میں کروڑوں روپے کی کرپشن کا انکشاف

میاں طارق محمود: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت ہر سال اربوں روپے نئی سڑکوں اور پرانی سڑکوں کی مرمت و تعمیر پر خرچ کرتی ہے، ان اربوں روپے سے بننے اور از سر نو تعمیر ہونے والی سڑکوں کی انسپکشن کنسٹرکشن کروانے والے متعلقہ محکمہ کے لوئر اور ہائر ملازمین ہی کرتے ہیں جس سے اربوں روپے کی یہ سڑکیں ناقص تعمیر کر کے ٹھیکیدار سے ملی بھگت کر کے سرکاری خزانہ سے رقوم نکلوالی جاتی ہیں۔ اس کی مثال ضلع گجرات کی حدود میں ساڑھے پانچ کروڑ کی خطیر رقم سے تعمیر ہونے والی چیچیاں تا سید ھڑی براستہ چھینی نکوانی سڑک کی ہے جو کہ جون 2014 میں مکمل ہوئی ہے۔ اس وقت یہ سڑک ٹریفک کے چلنے کے قابل نہیں ہے اور اس پر چودہ جگہوں پر بڑے بڑے گڑھے پڑے ہوئے ہیں۔ اس کے ذمہ دار ٹھیکیداران اور دوسرے متعلقہ سرکاری ملازمین کو ٹھہرایا گیا۔ اس کے باوجود متعلقہ ذمہ داران کے خلاف کوئی قانونی اور محکمانہ کارروائی نہ ہوئی ہے۔ اس کے ذمہ داران سرکاری ملازمین اپنی سابقہ جگہوں پر کام کر رہے ہیں۔ ان ملازمین کی سرپرستی کی وجہ سے متعلقہ ٹھیکیداران کو بھی بلیک لسٹ نہیں کیا جا رہا بلکہ کروڑوں روپے کے ٹھیکے ان کو دیئے ہوئے ہیں۔ اسی طرح کروڑوں روپے کے ٹھیکے ایسے ٹھیکیداروں کو دیئے گئے ہیں۔ محکمہ متعلقہ کی اس کرپشن پر نہ صرف ضلع گجرات بلکہ گوجرانوالہ ڈویژن میں تشویش پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 204 چودھری عامر سلطان چیمہ، محترمہ خدیجہ عمر کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 205 چودھری عامر سلطان چیمہ، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی طرف سے ہے وہ تشریف لے آئے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ایک تحریک التوائے کار تو میں dispose of کر چکا ہوں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 205 ہے۔ اب آپ چونکہ تشریف لے آئے ہیں لہٰذا اب آپ پڑھ دیں۔

فیصل آباد روڈ پر ورکشاپ میں کھڑی محکمہ سکارپ کی کروڑوں روپے کی گاڑیاں ناکارہ ہونے کا انکشاف

چودھری عامر سلطان چیمہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 11۔ مارچ 2015 کی خبر کے مطابق پندرہ سال سے کھلے آسمان تلے پڑی محکمہ سکارپ کی کروڑوں کی مشینری ناکارہ ہو گئی۔ فیصل آباد روڈ پر محکمہ سکارپ کی کروڑوں روپے کی گاڑیاں محکمہ کی ورکشاپ میں کھڑی کی گئیں۔ ان گاڑیوں کی مرمت نہ ہونے کی وجہ سے کھلے آسمان تلے کھڑی گاڑیاں ناکارہ ہو گئی ہیں جبکہ اکثر گاڑیوں کے پرزہ جات بھی چوری ہو گئے ہیں جبکہ مسلسل کھڑے رہنے اور دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے گاڑیاں مٹی میں تبدیل ہوتی جا رہی ہیں، دیگر سامان بھی زنگ آلودہ ہو کر مٹی بنتا جا رہا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار 209/15 محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی ہے۔

محکمہ آثار قدیمہ کو فنڈز کی فراہمی میں تاخیر

محترمہ نگہت شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "اوصاف" کی اشاعت کے مطابق محکمہ آثار قدیمہ فنڈز کی فراہمی میں تاخیر، تاریخی مقامات کی بحالی

سست روی کا شکار، شالا مار باغ، شاہی قلعہ، مقبرہ انار کلی، اقبال منزل سیالکوٹ، ٹیکسلا، کلر کہار، میوزیم چکوال، کٹاس راج، چوا سیدن شاہ، میوزیم اینڈ آرٹ گیلری گجرات کی بحالی کے منصوبے متاثر۔ تفصیل کچھ یوں ہے کہ محکمہ آثار قدیمہ پنجاب کے رواں مالی سال میں نئے 19 جاری ترقیاتی پراجیکٹس پر کام سست روی کا شکار ہیں۔ فنڈز کی ریلیز میں تاخیر کی وجہ سے ترقیاتی منصوبے مقررہ مدت میں مکمل ہونے کے امکانات معدوم ہو گئے۔ ذرائع نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ بروقت فنڈز جاری نہ ہوئے تو جاری اور نئے پراجیکٹس کی مدت تکمیل میں اضافہ ہو جائے گا۔ 6 نئے اور 19 جاری پراجیکٹس کا کام مقررہ وقت پر مکمل کرنے میں فنڈز کی مسلسل دستیابی سے مشروط ہے مگر رواں مالی سال میں بھی گزشتہ برسوں کی طرح فنڈز کی بروقت ریلیز دشوار نظر آتی ہے۔ محکمہ کی جانب سے شروع کئے گئے 6 نئے پراجیکٹس وزیر آباد میں پرانی باولی شیر شاہ سوری، مقبرہ نور جہاں کی بحالی کا کام سمادھی جنگر شاہ و بھائی وستی رام لاہور، ہڑپہ میں آثار قدیمہ کے مقامات کی بحالی، بہاولپور میں بی بی جیونی اور ملتان میں مائی مہربان کے مزار کی مرمت و بحالی کے کام کے لئے 206228 ملین روپے جبکہ جاری 19 پراجیکٹس کے لئے رواں مالی سال کے 1684286 ملین روپے رکھے گئے تھے جبکہ ان جاری پراجیکٹس میں ٹیکسلا، کلر کہار، میوزیم چکوال، کٹاس راج، چوا سیدن شاہ، میوزیم اینڈ آرٹ گیلری گجرات، اقبال منزل سیالکوٹ، شالامار باغ، شاہی قلعہ لاہور، مقبرہ انار کلی، سمیت تاریخی مقامات شامل ہیں۔ ایک جانب تاریخی مقامات کی کنزرویشن اور بحالی کے لئے فنڈز کی ریلیز میں تاخیر تاریخی ورثہ کی بحالی میں آڑے آ رہی ہے جبکہ تاریخی مقامات کی بحالی کا کام ماہر کاریگروں سے کرایا جاتا ہے اور اس کی رفتار ویسے بھی عام تعمیراتی کاموں کی نسبت کافی سست ہوتی ہے۔ محکمہ آثار قدیمہ فنڈز کی فراہمی میں تاخیر کی وجہ سے تاریخی مقامات کی بحالی سست روی کا شکار ہونے کی وجہ سے عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جا رہا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 214/15 چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار وقاص حسن موکل اور محترمہ خدیجہ عمر کی ہے۔

لاہور کے سرکاری ہسپتالوں میں ادویات کی کمی

چودھری عامر سلطان چیمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جناح" مورخہ 18۔ مارچ 2015 کی خبر کے مطابق لاہور شہر کے سرکاری ہسپتالوں میں ادویات کی کمی کے باعث مریضوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ سرکاری ہسپتالوں سروسز، جنرل، گنگا رام، جناح اور پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی وغیرہ میں مریضوں کو مفت ادویات فراہم نہیں کی جا رہیں اور جو مریض ہسپتال میں داخل ہیں ان کو بھی میڈیسن لکھ کر دے دی جاتی ہیں کہ وہ باہر سے خرید کر لائیں جس سے مریضوں کے اخراجات میں اضافہ ہو گیا ہے۔ غریب اور متوسط طبقہ شدید مشکلات سے دوچار ہے۔ مریضوں کا کہنا ہے کہ ہسپتالوں میں مفت ادویات تو دور کی بات ڈرپ لگانے کے لئے برینولا اور سرنجیں بھی باہر سے خریدنا پڑتی ہیں۔ مریضوں اور لواحقین کا کہنا ہے کہ اب سرکاری ہسپتالوں میں علاج کروانے سے بہتر ہے کہ کسی پرائیویٹ ہسپتال میں علاج کروا لیا جائے لیکن وہ اپنے مالی حالات کی وجہ سے باہر سے بھی علاج نہیں کروا سکتے جبکہ ڈاکٹرز کا کہنا ہے کہ ہسپتالوں میں مفت ادویات نہ ملنے سے مریضوں کو باہر سے ادویات لکھ کر دینا پڑتی ہیں۔ اس حوالے سے ہم نے متعدد بار احتجاج بھی کیا مگر انتظامیہ کی جانب سے ادویات فراہم نہیں کی جاتیں۔ یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ ہسپتالوں میں موجود ادویات جو اس سال خریدی گئی ہیں وہ بھی expire ہونے والی ہیں لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو بھی pending فرمایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

پری بجٹ بحث

(۔۔۔جاری)

جناب قائم مقام سپیکر:اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں آج کے ایجنڈا پر حسب ذیل سرکاری کارروائی ہےPre-budget discussion جیساکہ آپ کو معلوم ہے کہPre-budget discussion مورخہ 27اور 30۔مارچ اور یکم اپریل 2015 کو ہوئی تھی آج بھی یہ بحث جاری رہے گی۔ پہلے معزز ممبران سے تجاویزلی جائیں گی اور آخر میں وزیر خزانہ اس بحث کوwind up کریں گے۔

پہلا نام جناب شکیل آئیوان صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، خواجہ محمد نظام المحمود صاحب!

خواجہ محمد نظام المحمود: جناب سپیکر!میں کس کو گزارش پیش کروں۔وزراء صاحبان موجود ہیں نہ سیکرٹری صاحبان، ہمارے علاقے کے مسائل تھے ہم نے ان کے بارے میں آپ اور متعلقہ حضرات سے گزارشات پیش کرنا تھیں لیکن اب میں کس سے گزارش پیش کروں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہمارے شیر علی صاحب بیٹھے ہیں وہ شیر ہیں آپ بات کریں۔

شیخ علاؤالدین:وزیر خزانہ کدھر ہیں؟

خواجہ محمد نظام المحمود:جناب سپیکر!منسٹر صاحبان کا موجود ہونا تو ضروری ہے لیکن ادھر منسٹر ہیں پارلیمانی سیکرٹری اور نہ ہی کوئی اور سیکرٹری ہے۔ ہم نے بڑے عرصے کے بعد اپنے علاقے کے مسائل کے بارے میں گزارشات پیش کرنا تھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:راجہ صاحب!آپ سینئر ہیں آپ بتائیں کہ اب کیا کرنا چاہئے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل(راجہ اشفاق سرور):جناب سپیکر!معزز ممبر کا پوائنٹ تو بڑاvalid ہے کہ یہاں پارلیمانی سیکرٹری ہیں اور نہ ہی منسٹر، میں گیلری میں بھی ایسے افسران نہیں دیکھ رہا جو اس سے متعلقہ ہوں۔ میری گزارش ہوگی پھر اس کو کل تک لے جایا جائے تاکہ وہ سارے یہاں موجود ہوں۔

خواجہ محمد نظام المحمود: جناب سپیکر! ہم لوگ تین سو میل کا فاصلہ طے کر کے یہاں صرف اسمبلی کی کارروائی دیکھنے کے لئے نہیں آتے بلکہ ہم اپنے علاقے کے مسائل حل کروانے کے لئے آتے ہیں۔ اگر یہاں یہ رویہ ہو تو sorry to say پھر ہم ادھر آ کر کیا کریں گے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! مجھے علم نہیں تھا ابھی میرے علم میں آیا ہے کہ یہاں گیلری میں پی اینڈ ڈی کے ممبر موجود ہیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہم بطور منسٹر، ہمارے colleague اور افسران بھی ان کے points note کر کے منسٹر صاحب اور محکمے تک پہنچانے کی پوری کوشش کریں گے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش ہے کہ آپ نے دو دن پہلے بھی اسی طرح یہ بات فرمائی بلکہ آپ نے منگل والے دن ایوان کی کارروائی اس لئے ختم کر دی کہ وزراء صاحبان اور پارلیمانی سیکرٹریز seriously ایوان میں نہیں آتے۔ جب ہم بات کرتے ہیں تو ہمیں کہا جاتا ہے کہ آپ Chair کا احترام نہیں کرتے جبکہ ہم Chair کا بہت زیادہ احترام کرتے ہیں اور کرنا بھی چاہئے۔ اگر حکومتی بنچوں سے آپ کی حکم عدولی ہو رہی ہو اور ابھی وزیر صاحب نے خود on the floor of the House admit کیا کہ متعلقہ وزیر یہاں موجود نہیں ہیں اور ابھی انہوں نے بتایا کہ پی اینڈ ڈی سے ایک ممبر آئے ہیں لیکن پتا نہیں وہ ممبر اس level کے ہیں یا نہیں۔ ہماری ساری تجاویز اور سارے معاملات pre-budget سے متعلق ہیں لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ ہم pre-budget پر بات کر رہے ہیں کہ ہماری سکیمیں ہیں، ہمارے علاقے کے مسائل حل کئے جائیں لیکن اس پر سنجیدگی سے غور ہی نہیں کیا جا رہا۔ میرے خیال میں حکومتی ایوان ہمیں اس اہل ہی نہیں سمجھتا کہ ہم یہ تجاویز دیں۔ میری گزارش ہو گی کہ آپ اس سلسلے میں سخت سے سخت اقدامات اٹھائیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! اس میں میری گزارش ہے کہ شاید منسٹر صاحب کسی commitment کی وجہ سے physically یہاں موجود نہیں ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! پھر پارلیمانی سیکرٹری کو تو ہونا چاہئے۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! اسی لئے میری گزارش ہے کہ پی اینڈ ڈی کے سینئر افسر یہاں موجود ہیں، ہم بھی ہیں۔ ہم یہ آپ کو ensure کراتے ہیں کہ آپ کی جو بھی باتیں اور recommendations ہوں گی، مقصد یہ ہے کہ آپ کی recommendations متعلقہ محکمے یا

افسران تک پہنچنی چاہئیں۔اگر وہ ایسی recommendations ہیں جو عوام کی ضرورت ہیں تو وہ اگلے بجٹ میں اس کا حصہ ہونی چاہئیں۔ان کی جو بھی recommendations ہوں گی انشاء اللہ انہیں accordingly افسران بھی اور ہم بھی متعلقہ لوگوں تک پہنچائیں گے مگر جہاں تک سپیکر صاحب کی observation، سپیکر کا تقدس یقیناً نہ صرف حکومتی بنچوں، اپوزیشن بنچوں بلکہ سارے ایوان پر لاگو ہوتا ہے He is custodian of the House میں حکومتی بنچوں اور حکومت کی طرف سے آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ آپ کا مقام اور آپ کا تقدس ہمارے لئے بھی ضروری ہے کہ یہاں آپ کی پوری اتھارٹی قائم ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! فنانس ڈیپارٹمنٹ کے ایڈیشنل سیکرٹری بجٹ بھی یہاں تشریف فرما ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! پھر آپ note کریں۔اللہ کرے گا وزیر خزانہ صاحب بھی اتنے میں آجائیں گے۔جی، خواجہ صاحب! آپ اپنی بات شروع کریں۔

خواجہ محمد نظام المحمود: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ صاحب بھی تشریف لے آئے ہیں۔جی، خواجہ صاحب! آپ کی خواہش پوری ہو گئی ہے۔

خواجہ محمد نظام المحمود: جناب سپیکر! میرا علاقہ ڈیرہ غازی خان کا پسماندہ ترین ایریا ہے جس سے آپ بھی واقف ہیں میرا تعلق تونسہ شریف سے ہے، میرا علاقہ نہایت ہی پسماندہ ترین ہے اس سلسلے میں گزارش ہے کہ اس اسمبلی کو وجود میں آئے ہوئے تقریباً دو سال کا عرصہ گزر چکا ہے اس عرصہ میں ہمارا علاقہ ہر قسم کے ترقیاتی کاموں سے محروم ہے اس میں سب چیزیں شامل ہیں۔میری گزارش ہے کہ اس پسماندہ ترین علاقے کا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا لاہور یا راولپنڈی کا حق ہے۔میری استدعا ہے کہ اس علاقے کے ترقیاتی کاموں کو بجٹ میں شامل کیا جائے۔آپ لوگ ہمیں شامل نہیں کرتے تو نہ کریں لیکن ہم اس علاقے کی نمائندگی کرتے ہیں اس لئے ہمیں پتا ہے کہ کیا مسائل ہیں اس لئے مہربانی فرما کر ان علاقوں کی طرف توجہ دیں، ان کی طرف غور کریں اور ان کے ترقیاتی کاموں کو بجٹ میں شامل کریں۔

ان مسائل کی بہت بڑی لسٹ ہے لیکن ابھی یہاں پر سارے حضرات موجود نہیں ہیں للذا میری بات کرنے کا فائدہ نہیں ہے۔ پہلی گزارش تو یہ ہے کہ یہاں سب حضرات کو موجود ہونا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب تشریف لے آئے ہیں۔ آپ بات کریں۔

خواجہ محمد نظام المحمود: جناب سپیکر! دوسرے منسٹر صاحبان موجود نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آج کی Pre-Budget Discussion وزیر خزانہ سے متعلقہ ہے اور وہ موجود ہیں۔ آپ بات کریں۔

خواجہ محمد نظام المحمود: جناب سپیکر! ہم دو یا تین سو میل کا فاصلہ طے کر کے اسمبلی میں لوگوں کے مسائل کے لئے آتے ہیں۔ بہر حال میری یہ گزارش ہے کہ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں ہمارے علاقے کو بھی ترقیاتی سکیموں میں شامل کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ صاحب! بہت شکریہ۔ اب جناب رمیش سنگھ اروڑا!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ)!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ سردار وقاص حسن موکل!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ تمکین اختر نیازی!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد ثاقب خورشید!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، ملک احمد سعید خان!

ملک احمد سعید خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج Pre-Budget Discussion ہو رہی ہے، یہ انتہائی اہم ہے اور میں خاص طور پر وزیر خزانہ کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے آج وقت نکالا اور ایوان میں تشریف لائے۔ جب بھی کوئی حکومت بجٹ پیش کرتی ہے تو بنیادی طور پر اس میں حکومت کی priorities کا تعین کیا جاتا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے عوامی فلاح کے لئے بلاشبہ محدود وسائل کے اندر رہتے ہوئے بہت زیادہ کام کیا ہے لیکن اگر تمام محکمہ جات کو دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ کوئی ایک محکمہ بھی ایسا نہیں جو کہ عوامی ضرورت کے مطابق کام کر رہا ہو۔ مجھے اس بات کا اندازہ ہے کہ ہمارے جو وسائل ہیں ان کے اندر رہتے ہوئے اس سے بہتر کام کیا بھی نہیں جا سکتا۔ میرے نزدیک سب سے بنیادی حیثیت محکمہ صحت کو حاصل ہے کیونکہ اگر ہم لوگوں کو صحت کی سہولتیں مہیا کر دیں گے تو یہ بہت بڑی کامیابی ہوگی۔ ایک مقولہ ہے کہ "جان ہے تو جہان ہے" باقی ساری چیزیں تو اس کے بعد میں آئیں گی۔ آج کے معروضی حالات کے مطابق صحت کے حوالے سے پورے صوبہ پنجاب کے اندر بہت کسمپرسی کی حالت ہے۔ پچھلے دنوں مجھے لاہور کے ایک دو بڑے ہسپتالوں میں

جانے کا اتفاق ہوا، میرے حلقہ کے کچھ لوگ بیماری کی وجہ سے آئے اور میں ان کی عیادت کے لئے گیا تھا۔ مجھے اس بات پر انتہائی افسوس ہوا کہ جتنے مریض ہیں ان کے مطابق ہسپتالوں میں beds موجود نہیں ہیں۔ میں وزیر خزانہ سے خاص طور پر یہ التماس کروں گا کہ صحت کے حوالے سے میو ہسپتال، جنرل ہسپتال، جناح ہسپتال، سروسز ہسپتال اور باقی تمام سرکاری ہسپتالوں میں کم از کم یہ انتظام ضرور کر لیں کہ جو غریب لوگ بیماری کی وجہ سے ان ہسپتالوں میں آتے ہیں ان کو بہتر علاج کی سہولتیں میسر کی جائیں کیونکہ وہ اس امید کے ساتھ یہاں آتے ہیں کہ حکومت پنجاب کی طرف سے انہیں بہتر علاج کی سہولتیں ملیں گی۔ ہسپتالوں میں بنیادی سہولت beds کی ہوتی ہے باقی علاج تو بعد میں شروع ہوتا ہے لہٰذا کم از کم مریضوں کو beds تو مہیا کئے جائیں۔ میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں اس کا خصوصی طور پر انتظام کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں اپنے ضلع کے حوالے سے منسٹر صاحب کے نوٹس میں ایک بات لانا چاہتا ہوں کہ ہمیں لاہور کے نزدیک ہونے کے بہت سے فوائد اور نقصانات بھی ہیں۔ نقصان یہ ہے کہ اگر کوئی چھوٹا سا accident بھی ہوتا ہے تو ہمارے ڈی ایچ کیو ہسپتال قصور کی طرف سے مریض کو جنرل ہسپتال کے لئے refer کر دیا جاتا ہے اور جنرل ہسپتال لاہور پر پہلے ہی بہت زیادہ بوجھ ہے۔ میں وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ قصور ڈی ایچ کیو کے لئے بالخصوص ڈاکٹرز کی فراہمی اور ایمرجنسی کے لئے اقدامات کئے جائیں تاکہ accident and emergency کے مریضوں کا علاج وہیں پر ہی ممکن ہو سکے۔ ہمارے ڈی ایچ کیو ہسپتال قصور میں ایمرجنسی کا کوئی case نہیں لیا جا رہا اور ایسے تمام مریضوں کو جنرل ہسپتال refer کر دیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے لاہور میں مسائل پیدا ہو رہے ہیں اور ہمارے لوگوں کو بھی کافی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

جناب سپیکر! میری دوسری priority شعبہ تعلیم کے حوالے سے ہے۔ اس ضمن میں وزیر خزانہ نے پچھلی مرتبہ یہ بات کی تھی کہ کم از کم ہر یونین کونسل کی سطح پر ایک بوائز اور گرلز ہائی سکول ضرور ہونا چاہئے۔ آج کل پرائیویٹ سکولز ایجوکیشن کی طرف لوگوں کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ سرکاری سکولوں میں اساتذہ کی عدم دستیابی ہے۔ حال ہی میں حکومت پنجاب نے اساتذہ کی ایک بڑی تعداد بھرتی کی ہے لیکن اس کے باوجود اب بھی اساتذہ کی کمی ہے۔ میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ سرکاری سکولوں میں اساتذہ کی کمی کو پورا کرنے کے لئے فوری طور پر اقدامات اُٹھائے جائیں۔ ہمارے لوگوں کی اکثریت مہنگے سکولوں میں اپنے بچوں کو تعلیم نہیں دلوا سکتی۔ سرکاری

سکولوں میں اساتذہ کی کمی کو پورا کیا جائے اور ان کی اخلاقی تربیت کے لئے کوئی خصوصی کورس شروع کئے جائیں تاکہ ہم ایک بہتر نئی نسل تیار کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔اساتذہ کو ہدایت کی جائے کہ وہ درسی کتب پڑھانے کے ساتھ ساتھ ایک بہتر قوم کی تشکیل بھی کریں۔اگلے دس پندرہ سالوں میں ہماری جو قومی سوچ ہو گی اس کی تیاری آج سے کی جائے اور اساتذہ کو ذہن سازی کا کام بھی کرنا چاہئے تاکہ ہماری نوجوان نسل ایک بہتر مستقبل کی طرف گامزن ہو سکے۔

جناب سپیکر! میں اپنی بات کو زیادہ لمبا نہیں کروں گا۔اب میں براہ راست شعبہ زراعت کی طرف آنا چاہوں گا۔ہماری 70 فیصد آبادی شعبہ زراعت سے وابستہ ہے۔پنجاب کے دیہی علاقوں میں بسنے والے کاشتکار، کسان، زمیندار اور ان سے وابستہ لوگ پنجاب کی آبادی کا 70 فیصد ہیں۔میں یہ کہوں گا کہ پنجاب کی زراعت کو بہتر کرنے کے لئے research work بہت ضروری ہے۔کسانوں کو بہتر بیج کی فراہمی، مناسب راہنمائی اور محکمہ زراعت کا فعال کردار انتہائی ضروری ہے۔PCSIR لیبارٹری کو وسعت دینے اور معیاری بیج تیار کرنے سے ہماری پیداوار بڑھے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! اب آپ wind up کر لیں۔

ملک احمد سعید خان: جناب سپیکر! حکومت پنجاب زمینداروں سے صرف گندم کی فصل خریدتی ہے۔میں یہ تجویز کروں گا کہ کوئی ایسا mechanism بنائیں کہ زمیندار کی تمام اجناس کو حکومتی سطح پر ایک تحفظ ملے۔اس سال کے اندر مونجی، آلو، کپاس اور دیگر اجناس میں زمیندار کا معاشی طور پر بہت زیادہ نقصان ہوا ہے۔میں تجویز کروں گا کہ اس پر ہمیں ضرور کام کرنا چاہئے اور اگر آئندہ دو تین سالوں میں اجناس کی price security کو ensure کر لیا جائے تو یہ ہماری بہت بڑی کامیابی ہو گی کیونکہ یہ ہم 70 فیصد آبادی کے فائدے کی بات کر رہے ہیں۔زمیندار کو اس کی اجناس کی price security ملنی چاہئے تاکہ جو لوگ دھوپ اور سردی میں کھیتوں میں کام کرتے ہیں، دن رات محنت کرتے ہیں اور اپنے خون پسینے کو بہاتے ہیں کم از کم انہیں اپنی اجناس کی proper price تو مل سکے۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بڑی مہربانی۔محترمہ فوزیہ ایوب قریشی صاحبہ!

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! شکریہ۔میرا تعلق بہاولپور سے ہے اور بہاولپور ڈویژن میں زراعت اور چولستان کے حوالے سے پانی کی اشد ضرورت ہے۔بہاولپور میں چولستان ایک ایسا علاقہ ہے جس کو ہم ignore نہیں کر سکتے اور وہاں پر روزگار کے مواقع بھی نہیں ہیں۔

میں آنے والے نئے بجٹ کے حوالے سے یہ کہوں گی کہ بہاولپور میں پینے کے صاف پانی کے لئے فنڈز رکھے جائیں۔ وہاں کے لوگ محنت کش ہیں اور وہ زمینوں کو زیادہ promote کرتے ہیں تو وہاں کی زمینوں کو سیراب کرنے کے لئے نہروں میں وافر پانی مہیا کیا جائے کیونکہ جب تک زمینداروں کو اپنی فصلوں کے لئے پانی دستیاب نہیں ہوگا تو اُن کی طرف سے زمینوں پر لگایا گیا پیسا واپس نہیں مل سکتا۔

جناب سپیکر! بہاولپور میں 410 بیڈز کا بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال ہے جہاں بلڈنگ اور ڈاکٹرز کی کمی کو پورا کر دیا گیا ہے مگر تھر کے مریضوں کو ہسپتال تک پہنچنے کے لئے ٹرانسپورٹ کے نہ ہونے سے بہت بڑا مسئلہ درپیش ہے لہٰذا تھر کے علاقہ کی طرف بھی خصوصی توجہ دی جائے۔

جناب سپیکر! میں بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال کی ایمرجنسی کے حوالہ سے کہوں گی کہ ایمرجنسی میں بہت زیادہ رش ہونے سے میڈیکل سٹورز کی طرف جانے والے مریضوں کے لواحقین کے بہت زیادہ حادثات ہوتے ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ ایمرجنسی کے سامنے overfly bridge بنانے کے لئے آنے والے بجٹ میں فنڈز رکھے جائیں۔

جناب سپیکر! میں نے کل بھی ایک سوال پر water filtration plant کے حوالے سے بات کی تھی تو بہاولپور ڈویژن میں water filtration plant بہت ضروری ہے۔ میں یہاں پر اپنے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کروں گی کہ ہماری مشکلات پر بہت زیادہ قابو بھی ہو چکا ہے اور میں وزیر خزانہ سے کہوں گی کہ جب بجٹ بنے تو اُس میں بہاولپور اور چولستان میں پانی کی دستیابی کے لئے خصوصی فنڈز رکھے جائیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب شہزاد منشی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، محترمہ تحسین فواد صاحبہ!

محترمہ تحسین فواد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ ہم خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے بہت شکر گزار ہیں کہ انہوں نے راولپنڈی شہر پر خاص طور پر توجہ دی ہے۔ انہوں نے ماشاء اللہ بہت سے ترقیاتی کام کرائے ہیں مثلاً میٹرو بس، کارڈیالوجی ہسپتال، کڈنی ہسپتال وغیرہ وغیرہ۔ راولپنڈی میں پانی کا بہت بڑا مسئلہ ہے میں جب سے اس ایوان میں آ کر بیٹھی ہوں میں نے یہاں پر اسی مسئلہ پر آواز اُٹھائی ہے لیکن اس معاملہ پر ابھی تک کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔ پہلے پانی 350 فٹ کی گہرائی پر تھا اب وہ 600 فٹ پر چلا گیا ہے تو میری التجا ہے کہ زیادہ سے زیادہ ٹیوب ویل لگانے کے لئے آنے والے بجٹ میں فنڈز رکھے جائیں۔ بعض جگہ پر water supply کی نالیوں میں leakage

ہے جس کی وجہ سے شہریوں کو آلودہ اور گندہ پانی مل رہا ہے لہٰذا نالیوں کو تبدیل کیا جائے۔ میری التجا ہے کہ جو ٹیوب ویل خراب ہیں یا ناکارہ ہو چکے ہیں اُن کے لئے ضرور فنڈز رکھے جائیں کیونکہ راولپنڈی میں پانی کی بے تحاشا قلت ہے اور کینٹ میں تو پانی کا مسئلہ بہت ہی زیادہ ہے۔ کینٹ میں وارڈ اور یونین کونسل کی سطح پر نئے water filtration plant لگائے جائیں تاکہ عوام کو صاف پانی مہیا ہو سکے۔ خانپور ڈیم سے راولپنڈی شہر کو پانی کا کوٹا دیا جاتا ہے جو کہ ناکافی ہے لہٰذا میری گزارش ہے کہ پانی کے اس کوٹا کو بڑھایا جائے تاکہ راولپنڈی شہر کو وافر مقدار میں صاف پانی مل سکے۔ کینٹ کے علاقہ میں ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن صرف ایک گھنٹہ کے لئے پانی دیا جاتا ہے لیکن بعض اوقات اُس ایک گھنٹہ کے دوران بجلی بھی نہیں ہوتی تو اس طرح سے کینٹ میں پانی کی شدید قلت ہے۔

جناب سپیکر! جی ٹی روڈ اور موٹروے پر کم اونچائی کے road divider لگائے گئے ہیں تو رات کو جب opposite side سے گاڑی آتی ہے تو اُس کی تیز lights آنکھوں میں پڑنے سے accidents کا باعث بنتا ہے جس سے بہت زیادہ نقصان ہو جاتا ہے۔ میری گزارش ہے کہ اُن road dividers کو دو فٹ اُونچا کرنے کے لئے آنے والے بجٹ میں فنڈز رکھے جائیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ عذرا صابر خان!

محترمہ عذرا صابر خان: نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم o بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے Pre-budget discussion پر بات کرنے کا موقع دیا۔ گوجرانوالہ میں بچوں کے لئے کوئی پارک نہیں ہے تو گوجرانوالہ کے بچے تفریح کے لئے لاہور آتے ہیں اس لئے میری تجویز ہے کہ سیٹلائیٹ ٹاؤن میں ایک کافی بڑا پلاٹ بالکل خالی اور ویران پڑا ہوا ہے تو وہاں پر بچوں کے لئے ایک اچھا سا پارک بنا دیا جائے جس میں بچوں کی تفریح کے لئے سارے لوازمات ہوں۔ وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے سکولوں کا جال بچھا دیا لیکن گوجرانوالہ کی کچی بستی رانا اُمیہ کالونی اور اُس کے ساتھ والی کالونی میں بھی کوئی پرائمری یا مڈل سکول نہیں ہے اس لئے میری تجویز ہے کہ وہاں پر ایک مڈل سکول بنانے کے لئے آنے والے بجٹ میں فنڈز رکھے جائیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ۔ جی، میاں محمد اسلام اسلم صاحب!

میاں محمد اسلام اسلم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ اس Pre-budget discussion کے حوالہ سے میرے پاس کچھ تجاویز ہیں۔ میں پہلے تو اپنے حلقہ کے حوالہ سے حکومت کا

شکریہ ادا کروں گا کہ جب تھر میں قحط آیا تو ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے 2.25۔ارب روپیہ کا پیکج دیا جس کا 40 فیصد حصہ میرے حلقہ میں دیا گیا اور الحمدللہ وہاں پر بڑی تیزی سے کام جاری ہے۔ پانی کے مسائل حل ہو رہے ہیں، سڑکیں بن رہی ہیں اور پینے کے صاف پانی کے لئے بھی بڑی بڑی پائپ لائنیں بھی بچھائی جا رہی ہیں جس پر بڑی خطیر رقم خرچ ہو رہی ہے۔اس کے علاوہ زمینوں کی تقسیم کا مرحلہ بھی جاری ہے اس حوالہ سے سکروٹنی ہو رہی ہے۔آج ہمارے منسٹر صاحب بھی فرما رہے تھے کہ farms to market roads کے لئے آنے والے بجٹ میں 1.25۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے تو اس طرح سے farms to market roads بننے سے پنجاب میں خوشحالی آئے گی۔

جناب سپیکر! ٹی ایچ کیو لیاقت پور میں ڈاکٹرز کی 32 اسامیاں ہیں جبکہ موقع پر صرف پانچ ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں جن میں ایک لیڈی ڈاکٹر ہے تو میری تجویز ہے کہ اُس ہسپتال کو نہ صرف renovate کیا جائے بلکہ وہاں پر ڈاکٹرز کی رہائش گاہیں بنائی جائیں اور سٹاف بھی پورا کیا جائے۔ میں نے اس حوالے سے اسمبلی میں ایک سوال دیا تھا جس کا جواب غلط دیا گیا تھا۔ میں چاہوں گا کہ اس پر بھی action لیا جائے کہ جب وہاں پر 32 ڈاکٹروں کی اسامیاں ہیں اور پانچ ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں لیکن یہاں پر اسمبلی میں 20 ڈاکٹروں کا بتایا گیا۔ یہ بڑی غلط بات ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنے علاقہ کے حوالے سے دوسری بات کرنا چاہوں گا کہ 2010 میں چنی گوٹھ فیروزا روڈ براستہ 87 بنگ یہ 56 کلومیٹر کی لمبائی کی سڑک شروع کی گئی جو پاک پی ڈبلیوڈی بنا رہا تھا۔ یہ کام پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت میں شروع ہوا تھا، ابھی 18 کلومیٹر سڑک بنی ہے اور 38 کلومیٹر سڑک بقایا ہے۔ میں آپ کے توسط سے اس کے لئے وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ جو 38 کلومیٹر بقایا سڑک ہے وہ اتنی گندی ہے کہ وہاں گنے کا کوئی کاشتکار ٹریکٹر ٹرالی لے کر جا سکتا ہے، گندم جا سکتی ہے اور نہ ہی کپاس کی کوئی ٹرالی جا سکتی ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ پاک پی ڈبلیوڈی کے پاس یہ سڑک widening and improvement کے لئے تھی، اس کو بنایا جائے۔ یہ سڑک 2010-11 میں مکمل ہونی تھی لیکن اب 2015 شروع ہو چکا ہے۔ یہ سڑک دو تحصیلوں کو ملاتی ہے، 56 کلومیٹر لمبائی ہے، 18 کلومیٹر بنی ہے اور 428 ملین، اس کی approved cost رکھی گئی تھی۔ اب اس سال بڑی request کر کے ایک سو ملین allocate کرایا گیا تھا جو ابھی تک کام نہیں ہوا۔ براہ مہربانی اس ایک سو ملین روپے سے کام شروع کروا دیں۔ وہ علاقہ purely زرعی علاقہ ہے۔ اس سڑک

کی وجہ سے زمیندار بہت پریشان ہیں۔ یہ سڑک انتہائی اہم ہے اس کو اوّلین ترجیح پر بنایا جانا چاہئے۔ یہ ongoing منصوبہ ہے۔

جناب سپیکر! کل میرے ایک بھائی نے کہا کہ 40۔ارب روپیہ ٹیکسٹائل سیکٹر کے لئے رکھا گیا اور loan دیا گیا جبکہ زمینداروں اور کاشتکاروں کے لئے پچھلے سال 10۔ارب روپیہ subsidies کے لئے رکھا گیا تھا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس کا benefit کہاں گیا۔ ہم نے اب انڈیا سے سوتی دھاگہ امپورٹ کیا ہے۔ اس پر 33 فیصد ڈیوٹی لگائی گئی تھی اور پاکستان کی 5 فیصد تھی۔ انڈیا نے پاکستان کو سو فیصد دھاگہ دیا جس کی وجہ سے انڈیا کے کاشتکار کو 400 روپے کا فائدہ ہوا اور ہمارے کاشتکار کو 500 روپے کا نقصان ہوا اور GST کا تمام فائدہ انڈیا لے گیا۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔

جناب سپیکر! زرعی انکم ٹیکس پورے پاکستان میں کسی صوبہ میں نہیں لگایا گیا لیکن پنجاب میں لگایا گیا ہے۔ اگر ایک کاروباری آدمی کی آمدن چار لاکھ ہو تو اس پر ٹیکس لگایا جاتا ہے جبکہ زمیندار کو اسی ہزار روپے کی آمدن پر ٹیکس لگایا گیا ہے۔ کاشتکار تو ایک سے ڈیڑھ فیصد انکم ٹیکس کپاس کی قیمت میں دیتا ہے۔ گنے پر ڈیڑھ فیصد روڈ ٹیکس لیا جاتا ہے جو ایک ایکڑ پر اڑھائی سے تین ہزار روپیہ بنتا ہے۔ اس کے ساتھ زمیندار اتنا کچلا جاتا ہے کہ زمیندار کس حد تک اس کو برداشت کرے گا۔ آخر کار زمیندار سڑکوں پر آئے گا۔ اس کے لئے آپ خصوصی طور پر سوچیں جس طرح چیف منسٹر صاحب باقی محکموں میں دلچسپی لے رہے ہیں اسی طرح اس میں بھی دلچسپی لینی چاہئے۔

جناب سپیکر! جب ڈیزل کی قیمت 120 روپے لٹر تھی تب بھی یوریا کی قیمت 1850 روپے تھی اور آج 80 روپے لٹر ہے تب بھی 1800 روپے کی مل رہی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری حکومت زمینداروں کو مراعات دینے میں مکمل طور پر ناکام ہوئی ہے گو ہم نے بہت اچھے منصوبے دیئے ہیں اور بہت سے ایسے کام کئے ہیں جس سے عوام کو براہ راست فائدہ پہنچتا ہے لیکن کاشتکار اس چکی میں پوری طرح پسا ہوا ہے۔ دنیا میں تیل کی قیمتیں کم ہوئیں، سونا چاندی کی قیمتیں کم ہوئیں لیکن زمیندار وہیں کا وہیں کھڑا ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس سال زمینداروں کے لئے ٹیکس فری بجٹ دیا جائے تاکہ زمیندار اپنے مسائل کا حل تلاش کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں ایک اور چھوٹی سی گزارش کروں گا کہ ایک لاکھ کی آبادی چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی ہے جو میرے حلقہ میں ہے۔ اس ایک لاکھ آبادی میں بچوں یا بچیوں کا ایک بھی ہائی سکول نہیں ہے۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس روشنیوں کے دور میں بھی ہم اندھیرے میں رہ

رہے ہیں۔اس کے علاوہ ایک کیڈٹ کالج جو پچھلے دور میں بے نظیر کیڈٹ کالج کے نام سے بنتا تھا۔اس کے لئے کوئی فنڈز مختص نہیں کئے گئے۔اس کیڈٹ کالج کا نام بعد میں تبدیل کر کے چولستان کیڈٹ کالج رکھا گیا ہے۔ہم چاہتے ہیں کہ میاں محمد شہباز شریف جب بہاولپور گئے تھے تو انہوں نے بے نظیر کیڈٹ کالج دیا تھا میں چاہتا ہوں کہ اس پر کام شروع ہونا چاہئے تاکہ وہاں کے لوگ مستفید ہو سکیں۔

جناب سپیکر!آخری گزارش یہ ہے کہ لیاقت پور تحصیل ضلع رحیم یار خان اور بہاولپور کے درمیان ہے وہاں سے ایک سو کلومیٹر رحیم یار خان ہے اور ایک سو کلومیٹر بہاولپور ہے۔میری گزارش ہو گی کہ لیاقت پور چونکہ درمیان میں واقع ہے اور کافی فاصلہ پر ہے اس کو ضلع کا درجہ دیا جائے۔بہت مہربانی۔شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ

پوائنٹ آف آرڈر

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ راشدہ یعقوب): جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

معزز خاتون ممبر پر قاتلانہ حملہ اور سکیورٹی فراہم کرنے کا مطالبہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ راشدہ یعقوب): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں آپ کے علم میں ایک بات لانا چاہتی ہوں کہ میں نے جس علاقہ سے الیکشن لڑا ہے وہ شاید پنجاب کا حساس ترین حلقہ ہے۔مجھ پر پرسوں رات قاتلانہ حملہ ہوا ہے۔حملہ آور تین لوگ تھے جو موٹر سائیکل پر آئے اور وہ مسلح تھے۔میں جیسے ہی گھر کے اندر گیراج میں داخل ہوئی ہوں انہوں نے اندر آنے کی کوشش کی میرے تو گن مین وہاں دروازے کے پاس موجود تھے۔انہوں نے مزاحمت کی اور اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی تھی کہ ان دو بندوں نے اپنی جان پر کھیل کر میری جان کو محفوظ بنایا۔وہ دونوں بندے اس وقت ہسپتال میں death bed پر ہیں۔ان میں سے ایک کو تین گولیاں لگی ہیں اور دوسرے کو بھی تین سے چار گولیاں لگی ہیں۔وہاں اس وقت بہت فائرنگ ہوئی اور اب یہ صورتحال ہے کہ میرے بچے خوف وہراس کی کیفیت میں مبتلا ہیں۔وہ سوتے سوتے اٹھ جاتے ہیں۔میں صرف آپ کے توسط سے یہ بات کہنا چاہتی ہوں کہ میری جان کو خطرہ لاحق ہے۔میں اس فورم کی طرف سے،اپنی پارٹی کی وساطت

سے حکومت کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ میری سکیورٹی کو یقینی بنایا جائے اور میرے ساتھ جو بھی تعاون ممکن ہے وہ کیا جائے تاکہ میری زندگی آگے محفوظ رہ سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! ہمیں یہ سن کر بہت افسوس ہوا۔ یہ بہت افسوسناک واقعہ ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب! آپ اس پر کیا کہتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! یہ انتہائی افسوسناک واقعہ ہے۔ جیسا کہ معزز ممبر بتا رہی ہیں۔ ہم اس واقعہ اور پولیس نے اب تک جو کارروائی کی ہے اس کی ساری details لیتے ہیں۔ ان کو جس قسم کی بھی سکیورٹی درکار ہے انشاء اللہ تعالیٰ گورنمنٹ کی طرف سے ان کو provide کی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ بقیہ جو ممبران رہ گئے ہیں وہ کل اپنی بات کریں گے لہٰذا آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔ اب اجلاس بروز جمعۃ المبارک مورخہ 3-اپریل 2015 صبح 9:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2015

جمعتہ المبارک،3-اپریل2015

(یوم الجمع،13-جمادی الثانی1436ھ)

سولھویں اسمبلی: تیرھواں اجلاس

جلد13: شمارہ 6

447

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ3-اپریل2015

تلات قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اوراُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

(اے) مسودات قانون کا پیش کیا جانا

1۔ مسودہ قانون ساہیوال یونیورسٹی 2015

ایک وزیر مسودہ قانون ساہیوال یونیورسٹی 2015ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون جھنگ یونیورسٹی 2015

ایک وزیر مسودہ قانون جھنگ یونیورسٹی 2015ایوان میں پیش کریں گے۔

(بی) آڈٹ رپورٹ کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

محکمہ لائیوسٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ حکومت پنجاب کی لائیوسٹاک تجرباتی سٹیشنز کے حسابات کے بارے میں سپیشل آڈٹ رپورٹ برائے آڈٹ سال 09-2008کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

ایک وزیر محکمہ لائیوسٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ حکومت پنجاب کی لائیوسٹاک تجرباتی سٹیشنز کے حسابات کے بارے میں سپیشل آڈٹ رپورٹ برائے آڈٹ سال 09-2008کا ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

(سی) پری بجٹ بحث

پری بجٹ بحث

449

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا تیرھواں اجلاس

جمعتہ المبارک،3-اپریل2015

(یوم الجمع،13-جمادی الثانی1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح10بج کر15منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری رمضان قادر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿١٣﴾
وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ﴿١٤﴾ يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ ﴿١٥﴾ وَمَا هُمْ
عَنْهَا بِغَائِبِينَ ﴿١٦﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ﴿١٧﴾ ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ
مَا يَوْمُ الدِّينِ ﴿١٨﴾ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ۖ
وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ ﴿١٩﴾

سورۃ الانفطار13 تا 19

بے شک نیکوکار نعمتوں (کی بہشت)میں ہوں گے۔ (13)اور بدکردار دوزخ میں (14)(یعنی) جزا کے دن اس میں داخل ہوں گے (15)اور اس سے چھپ نہیں سکیں گے (16)اور تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے؟ (17)پھر تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے(18) جس روز کوئی کسی کا بھلا نہ کر سکے گا اور حکم اس روز صرف اللہ ہی کا ہوگا(19)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

آکھیں سوہنے نوں وائے نی جے تیرا گزر ہووے
میں مر کے وی نئیں مردا جے تیری نظر ہووے
دم دم نال ذکر کراں میں تیریاں شاناں دا
تیرے نام توں واردیاں جنی میری عمر ہووے
او کیسیاں گھڑیاں سَن مہمان ساں سوہنے دے
دِل فیر وی کردا اے طیبہ دا سفر ہووے
ایہو دل وچ نیازی دے اِک آس چروکنی اے
سوہنے دے شہر اندر کِتے میرا وی گھر ہووے

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ داخلہ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

جناب سپیکر کی ہدایت کے باوجود متعلقہ محکمہ کے سیکرٹری کا اسمبلی میں حاضر نہ ہونا

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ کو معلوم ہے کہ میں عام طور پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں لیتی لیکن پوائنٹ آف آرڈر اس وقت لیا جاتا ہے جب House in order نہیں ہوتا ہے۔ میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہوں گی کہ کل ایوان نے ایک بہت اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ دلائی اور آپ نے اس پر بہت clear الفاظ میں کہا کہ جب جوابات کا وقت ہو تو محکمہ کے سیکرٹری کو یہاں موجود ہونا چاہئے۔ آج ہم پھر دیکھ رہے ہیں اور یہ محکمہ کی seriousness نظر آ رہی ہے کہ ان کے سیکرٹری صاحب یہاں موجود نہیں ہیں۔ اگر کسی وجہ سے سیکرٹری صاحب نہیں آ سکتے تو ان کے سپیشل سیکرٹری صاحب کو اتنا احساس ہونا چاہئے کہ یہ عوام کا قیمتی وقت ہے۔ یہاں آ کر عوام کے مسائل حل کئے جاتے ہیں، کوشش کی جاتی ہے اور آج پھر ان کی طرف سے کوئی نہیں آیا۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! میں نے کل کہا تھا کہ جس بھی ڈیپارٹمنٹ کا وقفہ سوالات ہو اس کے متعلقہ سیکرٹری کو یہاں پر ہونا چاہئے۔ آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر / داخلہ (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے جو ruling دی تھی اور بالکل صحیح طرف اشارہ فرمایا تھا تو یقیناً ایسا ہونا چاہئے لیکن افسوس ہے کہ وہ تشریف نہیں لائے۔

جناب سپیکر! میں کچھ چیزوں کو on record لانا چاہتا ہوں کہ میں پچھلے تین دن سے سوالات کو study کرنے کی کوشش کر رہا ہوں اس میں جوابات غیر مطمئن ہیں۔ میرا خیال ہے کہ سیکرٹری صاحب کا بھی یہاں ہونا ضروری ہے۔

سوالات

(محکمہ داخلہ)

متعلقہ سیکرٹری کی عدم موجودگی کی بناء پر وقفہ سوالات کو pending کر دیا گیا

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! بات یہ ہے کہ اس مقدس ایوان سے زیادہ اور کوئی چیز قیمتی نہیں ہے۔ میں بیوروکریسی کا روّیہ دیکھ رہا ہوں کہ انتہائی نامناسب ہے۔ انہوں نے اس ایوان کو مذاق بنانے کی کوشش کی ہے جو میں کسی صورت برداشت نہیں کر سکتا۔ میں نے کل کہا تھا کہ جس بھی ڈیپارٹمنٹ کے جواب ہوں گے اس کے متعلقہ سیکرٹری یہاں پر موجود ہوں گے۔ آج ان کو یہاں پر موجود ہونا چاہئے تھا ایک گھنٹہ نکالنے سے کوئی قیامت نہیں آ جائے گی کہ وہ یہاں پر تشریف لائیں۔ اس سے زیادہ کوئی اور چیز important نہیں ہے۔ میں آج دوبارہ کہہ رہا ہوں کہ اگر سیکرٹری صاحبان جو بھی سیکرٹری جس کے متعلقہ سوالات و جوابات ہوں گے جس دن بھی اگر وہ سیکرٹری یہاں پر موجود نہیں ہو گا تو اس دن اس کے وقفہ سوالات کو pending کر دیا جائے گا۔ میں آج اس سارے وقفہ سوالات کو pending کر دیتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر زکوٰۃ و عشر / داخلہ (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس چیز کا notice لیں اور یہ بات چیف منسٹر صاحب کے notice میں بھی لائیں کہ بیوروکریسی اس ایوان کو مذاق نہ بنائے۔ یہ چیز کسی صورت میں بھی ناقابل برداشت ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر / داخلہ (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر کا فیصلہ

متعلقہ سیکرٹری کی غیر حاضری کی بناء پر وقفہ سوالات کا ملتوی کیا جانا

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! یہ 2013 کے سوالات ہیں اور ان کا بھی صحیح طرح سے جواب نہیں آیا۔ میں نے یہ ساری study کی ہے۔ یہ چیز ناقابل برداشت ہے۔ آپ منگل والے دن اس کے جوابات دیں گے اور اگر اس دن کوئی جواب غلط ہوا تو آپ اور آپ کے سیکرٹری اس ایوان کے آگے جوابدہ ہوں گے۔ یہ پورا وقفہ سوالات منگل تک pending کیا جاتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک استحقاق کوئی نہیں ہے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 214/15 چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار وقاص حسن موکل اور محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی طرف سے تھی یہ پڑھی جاچکی ہے۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا۔استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کوnext weekتک کے لئےpendingکردیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: گوندل صاحب!آپ ماشاءاللہ بڑی محنت کرتے ہیں۔ اگر آپ کو کسی جگہ کوئی بھی محکمہ صحیح جواب نہیں دیتاتوآپ اس ایوان میں بتائیں توپھراس کے خلاف جو بھی کارروائی ہوگی وہ ہم کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!میں requestکررہاتھاکہ اس تحریک التوائے کار کوnext weekتک کے لئےpendingکیاجائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر215/15جناب احمد شاہ کھگہ صاحب، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ اور محترمہ باسمہ چودھری صاحبہ کی ہے۔ جی، کھگہ صاحب!آپ اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

اساتذہ کے مطالبات 31-مارچ2015تک تسلیم نہ ہونے کی صورت میں احتجاج کا اعلان

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتاہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کردی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نئی بات" مورخہ 18-مارچ2015کی خبر کے مطابق اساتذہ تنظیموں کے سربراہان کا مشترکہ اجلاس پنجاب بھر میں 31-مارچ تک مسائل حل نہ ہونے پر احتجاجی تحریک چلانے کا فیصلہ کیا ہے۔ صوبہ میں 1700 سکولز بغیر سربراہان کے چلائے جارہے ہیں۔ 50ہزار سے زائد کنٹریکٹ اساتذہ کو مستقل نہیں کیا جارہاہے۔ پنجاب بھر کے سکول اساتذہ نے مطالبات کی منظوری کے لئے احتجاجی

لائحہ عمل کا اعلان کر دیا ہے۔ ٹیچرز ایسوسی ایشن پنجاب کی زیر صدارت لاہور میں اجلاس ہوا جس میں پنجاب کے اساتذہ ساتھ ہونے والی ناانصافیوں و زیادتیوں کے ازالہ کے لئے احتجاجی لائحہ عمل پر غور کیا گیا۔ اس موقع پر انہوں نے کہا کہ اساتذہ پنجاب حکومت کے جبر اور نام نہاد تعلیمی اصلاحات کی وجہ سے شدید پریشان ہیں اور ارباب اختیار کے نامناسب اور جابرانہ طرز عمل سے اساتذہ خوف وہراس میں مبتلا ہیں اور اساتذہ کے خلاف انتقامی کارروائیاں عروج پر ہیں۔ موجودہ صورتحال تعلیمی نظام کے لئے تباہ کن ثابت ہو رہی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ پنجاب میں 1700 سکولز بغیر سربراہان کے چلائے جا رہے ہیں۔ 50ہزار سے زائد کنٹریکٹ اساتذہ کو وزیراعلیٰ پنجاب کی طرف سے ریگولر کرنے کے واضح احکامات کو سرد خانے میں ڈال دیا گیا ہے۔ پندرہ ہزار ایس ایس ٹی، ای ایس ٹی، پی ایس ٹی اساتذہ کو ان سروس پروموشن پوسٹ ہونے کے باوجود گزشتہ کئی سالوں سے ترقی نہیں دی گئی جبکہ ٹیچرز پیکج پر بھی ہر سال عملدرآمد نہ کرکے اساتذہ کا معاشی استحصال کیا جا رہا ہے لہٰذا اجلاس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ 31۔مارچ تک مسائل حل نہ کئے گئے تو احتجاجی تحریک چلانا ناگزیر ہوگا۔ پہلے مرحلے میں 7۔اپریل بروز منگل 11:00 بجے بمقام فیصل چوک پنجاب اسمبلی کے سامنے احتجاجی کیمپ کا آغاز کیا جائے گا۔ انہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت پنجاب فوری اقدامات کرے اور اساتذہ کے جائز اور قانونی مطالبات پورے کئے جائیں لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ محکمہ سکول ایجوکیشن فروغ تعلیم کے لئے ہمہ تن کوشاں ہے اور اس صورتحال سے پوری طرح آگاہ ہے۔ جن سکولوں میں مستقل بنیادوں پر ہیڈ ماسٹر / ہیڈ مسٹریس تعینات نہ ہیں وہاں عارضی ہیڈز تعینات کر دیئے گئے ہیں۔ حال ہی میں پنجاب پبلک سروس کمیشن سے 140 زنانہ ہیڈ مسٹریس اور 109 مردانہ ہیڈ ماسٹر منتخب ہوئے ہیں اور ضروری محکمانہ کارروائی کے بعد مئی کے مہینے کے دوران انہیں بطور ہیڈز کے طور پر خالی سکولوں میں تعینات کر دیا جائے گا۔ مزید برآں 31۔مارچ 2015 کو محکمہ کی سطح پر پروموشن کمیٹی کا اجلاس ہوا جس میں تقریباً 140 اساتذہ کرام کو بطور ہیڈ ماسٹر / ہیڈ مسٹریس پروموشن دی گئی ہے اور انہیں بھی عنقریب سکولوں میں بطور ہیڈز تعینات کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر!اس ضمن میں گزارش ہے کہ امتحانات کی وجہ سے تبادلہ جات پر پابندی عائد ہےاور وزیر اعلیٰ کی منظوری کے بعد پابندی ختم ہونے پر اس امر کو ترجیح دی جائے گی کہ خالی سکولوں میں سربراہ ادارہ تعینات کیا جائے۔ جہاں تک 50ہزار کنٹریکٹ اساتذہ کو مستقل کرنے کا سوال ہے اس حوالے سے باور کرایا جاتا ہے کہ کنٹریکٹ اساتذہ کی اکثریت نے بی ایڈ نہیں کیا ہوا ہے جو ان کی بھرتی کے لئے ایک بنیادی شرط ہے۔ تاہم محکمہ نے انہیں بی ایڈ کرنے کے لئے grace period دیا ہے جونہی یہ اساتذہ کرام بی ایڈ کر لیں گے قانون کے مطابق انہیں مستقل کر دیا جائے گا۔ 19/10/2009 کو ایک لاکھ 9ہزار اساتذہ کو ریگولر کر دیا گیا تھا جہاں تک ٹیچر پیکج پر عملدرآمد کا سوال ہے اس حوالے سے مطلع کیا جاتا ہے کہ پنجاب بھر کے تمام ڈی سی اوز کو ہدایات جاری کی جاچکی ہیں کہ اساتذہ کرام کو ٹیچر پیکج دیا جائے اور 19/03/2015 کو ای ڈی او کانفرنس میں یہ نکتہ ایجنڈا میں شامل تھا اور سیکرٹری سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے دوران کانفرنس ہدایات جاری کی کہ اساتذہ کرام کی upward mobility اور in service پروموشن کے cases جلد سے جلد نمٹائے جائیں۔ یہ ایک مسلسل عمل ہے اور مارچ 2015 میں محکمہ کی سطح پر گریڈ۔16 اور 17 سے گریڈ۔18 کے لئے اساتذہ کرام کی پروموشن زیر غور لائی گئی ہے اور ضروری process کے بعد جلد ہی ان کا پروموشن نوٹیفکیشن جاری کر دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 216/15 چوہدری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 217/15 جناب امجد علی جاوید کی ہے وہ اسے پڑھ دیں۔

اساتذہ کی ٹریننگ کی مد میں سالانہ اربوں روپے کی خُورد بُرد کا انکشاف

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 19۔مارچ 2015 کی خبر کے مطابق پی ٹی سی اساتذہ کی پہلے مرحلے کی ٹریننگ بے سود ختم ہو گئی۔ اساتذہ کو ٹریننگ مٹیریل دیئے بغیر ہی فراہمی کے کاغذات پر دستخط کروا لئے۔ اساتذہ کی غیر حاضری میں ہی سب کچھ سکھا دیا گیا۔ ٹریننگ کے شرکا کا کہنا ہے کہ ٹریننگ کے نام پر فنڈز ہڑپ اور اساتذہ کا وقت ضائع کیا جارہا ہے۔ ریفریشمنٹ کی مد میں فی ٹیچر فراہم کئے جانے والی رقم

میں سے نصف رقم منتظمین کی جیبوں میں جا رہی ہے جبکہ سٹیشنری کی مد میں فراہم شدہ رقم میں سے بھی خورد برد کی جا رہی ہے۔ ٹریننگ کروانے والوں کو کچھ آتا نہیں تو ہمیں کیا سکھائیں گے۔ ٹریننگ حاصل کرنے والے اساتذہ ایم فل اور جبکہ ٹریننگ دینے والے آرٹس پڑھے ہوئے ہیں۔ ایک طرف پچاسی ہزار پی ٹی سی ٹیچرز کو محکمہ سے فارغ کرنے کی خبریں گردش کر رہی ہیں اور دوسری طرف ان کی ٹریننگ کا ڈرامہ رچایا جا رہا ہے جس پر کروڑوں روپے کے فنڈز خرچ کئے جا رہے ہیں۔ محکمہ تعلیم میں یہ کاغذی کارروائی گزشتہ کئی سالوں سے جاری ہے جس کی وجہ سے سالانہ اربوں روپے کے فنڈز کے اخراجات کے باوجود تعلیمی سہولیات اور معیار تعلیم بہتر نہیں ہو پا رہا۔ لاکھوں کی تعداد میں بچے سکولوں میں نہیں جا رہے۔ اساتذہ بغیر پڑھائے تنخواہیں وصول کر رہے ہیں۔ محکمہ کے اپنے بیان کے مطابق محکمہ تعلیم میں سات ہزار ایلیمنٹری اساتذہ فالتو ہیں لیکن اس کے باوجود نئے ایلیمنٹری اساتذہ بھرتی کئے جا رہے ہیں۔ محکمہ تعلیم میں جاری فنڈز کی اس لوٹ مار اور اس صورتحال سے عوام الناس میں عموماً اور اساتذہ، علم دوست افراد اور سول سوسائٹی میں خصوصاً شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ پرائمری سکول اساتذہ کی تین روزہ ٹریننگ ان کے اپنے کلسٹر سنٹر پر تین batches پر ہوئی۔

1۔	پہلا batch	مورخہ 16۔مارچ تا 18۔مارچ 2015
2۔	دوسرا batch	مورخہ 19۔مارچ تا 21۔مارچ 2015
3۔	تیسرا batch	مورخہ 24۔مارچ تا 26۔مارچ 2015

اس ٹریننگ کے اہم مقاصد درج ذیل ہیں:

1۔ پہلی کلاس کے طلباء کو کھیل ہی کھیل میں پڑھانا۔

2۔ حاصل کئے جا سکنے والے ٹارگٹ مقرر کرنا اور ان کا حصول یقینی بنانا۔

3۔ اساتذہ کو اس بات پر راغب کرنا کہ وہ طلباء کے لئے سیکھنے کا عمل آسان بنائیں اور دوستانہ ماحول کو فروغ دیں۔ اس ٹریننگ کو فیلڈ میں کروانے سے بیشتر اس کے ٹرینز کو باقاعدہ تربیت دی گئی ہے تاکہ وہ اہداف کے حصول میں زیادہ سے زیادہ یکسوئی سے کام کر سکیں جس کی نگرانی وزیر اعلیٰ روڈ میپ ٹیم نے کی۔ اس کا مٹیریل بھی وزیر اعلیٰ نے تیار کیا تھا اور اس کی ٹریننگ صوبائی سطح پر اور فیلڈ میں بھی انہی کی نگرانی میں ہوئی ہے۔ جہاں تک اس کے بے سود ہونے کا سوال ہے ایسا بالکل نہیں ہے۔ اساتذہ نے اپنی feedback میں برملا کہا کہ ان کے اعتماد میں اضافہ ہونے کے

ساتھ ساتھ ان کے سبق پیش کرنے کی مہارت میں اضافہ ہوا ہے۔ بعض اساتذہ نے خواہش ظاہر کی کہ وہ دوبارہ اسی ٹریننگ میں شامل ہونے کے خواہش مند ہیں اور انہوں نے محکمہ تعلیم کا خصوصی شکریہ ادا کیا کہ ایک عرصے بعد انہوں نے سیکھنے کے ساتھ ساتھ محسوس بھی کیا کہ ان کا اصل کام صرف پڑھانا نہیں بلکہ اس طرح پڑھانا ہے کہ طلباء سمجھ سکیں۔

4۔ میٹیریل مہیا کرنے کی ذمہ داری پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ کی تھی جس نے CM روڈ میپ نمائندے کے ذریعے DSD کو بتایا کہ بھیجے گئے ٹریننگ میٹیریل کو ہی تینوں بیچز کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ میٹیریل پہنچنے میں ضرور دیر ہوئی لیکن ٹرینرز کو ضروری میٹیریل DSD میں ٹریننگ کے دوران فراہم کیا گیا تھا جس کی وجہ سے ٹریننگ کو شروع کرنا ممکن ہو سکا بعد میں میٹیریل پہنچنے پر ٹرینرز کو وہ میٹیریل فراہم کر دیا گیا۔ ٹریننگ کو اس وقت کروانا اس لئے ضروری تھا تاکہ نئے سال میں اساتذہ بہتر انداز میں تدریس کے قابل ہوں۔

5۔ ٹریننگ کروانے والے لوگ بہتر منتظم اور ٹرینر ہیں۔ ان کی استعداد کار اور کام پر شک نہیں کیا جا سکتا۔

6۔ کسی بھی پی ٹی سی ٹیچر کو محکمہ سے فارغ کیا جا رہا ہے اور نہ ہی کوئی کاغذی کارروائی کی جا رہی ہے۔

7۔ تمام مانیٹرنگ ٹیمیں جس میں CM روڈ میپ کی ٹیم بھی شامل ہے اس بات پر متفق ہیں کہ پنجاب میں اساتذہ کی حاضری خطے میں موجود تمام ممالک کے اساتذہ کی حاضری سے زیادہ ہے۔

8۔ جہاں تک 7000 ایلیمنٹری اساتذہ کے فالتو ہونے کا تعلق ہے اس حوالے سے باور کروایا جاتا ہے کہ یہ ٹیچرز ہرگز فالتو نہ ہیں بلکہ انگلش، میتھ، سائنس، ڈرائینگ اور PET کی کیٹیگری میں مزید ایلیمنٹری ٹیچرز بھرتی کئے جا رہے ہیں تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ سکولوں میں اساتذہ کی کمی نہ ہو۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ جواب پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے پڑھ کے سنایا ہے یہ محکمے کا مؤقف ہے لیکن زمینی حقائق اس کے مطابق نہیں ہیں۔ پچھلے دنوں اس چیز کو cater کرنے کے لئے rationalization and re allocation policies متعارف کروائی گئیں اس کا مقصد ہی یہ تھا کہ محکمے نے کہا ہے کہ یہ سات ہزار ایلیمنٹری ٹیچرز جن کا میں نے ذکر کیا ہے یہ فارغ ہیں، ان کو کھپایا جائے۔ اگر وہ فارغ نہیں تھے تو ان کو کھپانے کی کیا ضرورت تھی؟ اس میں بہت serious allegation ہیں اور حقیقتاً ایسا ہوتا ہے کہ لوگ ہم سے ملتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ جو فنڈز ان کے نام پر آتے ہیں وہ ان کو نہیں ملتے اور بھی اس طرح کی چیزیں ہیں۔ وزیر اعلیٰ کی اتنی محنت اور فنڈز مختص کرنے کے باوجود نتائج اس کے مطابق نہیں آرہے کیونکہ اگر اس کی رو کے مطابق عمل ہو اور جیسا کہ یہاں پر کہا جا رہا ہے ایسا ہی ہو تو یقیناً یہاں پر دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہوں اور ہمارا معیار تعلیم بہت اوپر چلا گیا

ہوا اگر ایسا نہیں ہو رہا تو یہ سب اسی وجہ سے ہے۔ میری یہ درخواست ہو گی اگر اس کی محکمہ انکوائری hold کر لے کیونکہ یہ بہت serious allegations ہیں کہ یہ فنڈز جو اساتذہ کے نام پر جا رہے ہیں لیکن ان کو نہیں مل رہے ہیں تو اس کا کوئی بہتر نتیجہ آ جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس میں عرض یہ ہے کہ جتنا بھی یہ پروگرام launch کیا گیا ہے تو ہمارے جو پرانے میٹرک پی ٹی سی ٹیچر ہیں ان کے تربیت دینے یا تعلیم دینے کے عمل کو بہتر کرنے کے لئے ہے چونکہ یہ ابھی مارچ میں ہوئی ہے تو اس کا result بھی آئے گا اور بہتری بھی ہو گی۔ جہاں تک یہ کہتے ہیں کہ embezzlement ہوئی ہے یا اس پروگرام کے مطابق درست طور پر عمل نہیں کیا گیا یا irregularities ہوئی ہیں تو انشاء اللہ ہم ڈیپارٹمنٹ کو لکھ دیتے ہیں کہ اس کی انکوائری کریں اور دیکھیں کہ جہاں کہیں غلطی اور embezzlement ہوئی ہے تو اس کا حسب ضابطہ تدارک کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ متعلقہ ڈی سی او، سیکرٹری اور محکمہ کو لکھیں کہ اس کی انکوائری کروائیں۔ میں اس تحریک التوائے کار کو dispose of کر رہا ہوں لیکن یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ اس کی انکوائری ہونی چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! سیکرٹری سکولز ایجوکیشن کو لکھ دیتے ہیں کہ ذاتی طور پر اس کو inquire کر کے بتائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ اس کو follow کیجئے گا۔ اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 230/15 جناب احمد شاہ کھگہ صاحب، چودھری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی ہے۔

سمبڑیال تھانہ بیگووالہ کے علاقہ میں گدھوں کی کھال اتارنے کے واقعہ پر زمینداروں کا احتجاج

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نئی بات" مورخہ 19-مارچ 2015 کی خبر کے مطابق گزشتہ چند ماہ سے سمبڑیال و نواحی

مضافات سے رات کو زمینداروں کے ڈیروں سے گدھوں کے پراسرار طور پر غائب ہونے سمیت بعد ازاں ان کی کھالیں اتار کر باقیات پھینکنے کا سلسلہ تواتر سے جاری ہے اور گزشتہ رات بھی تھانہ بیگووالہ کے علاقہ کوٹلی جوئیاں کے رہائشی زمینداروں اور نواں پنڈ کے رہائشی کے ڈیرہ سے نامعلوم افراد نے سات گدھے چُرا کر ان کی کھالیں اُتار لیں جس سے زمینداروں نے احتجاج کیا ہے جبکہ عوام کی اکثریت دیگر شہروں میں مبینہ طور پر گدھوں کے گوشت کی فروخت کے حوالے سے میڈیا پر خبروں کی اشاعت کے بعد چھوٹے بڑے گوشت کی خریداری سے گریزاں نظر آتے ہیں اور ہوٹلوں پر کھانوں سمیت برگر شوارما، تکہ کباب سمیت گوشت سے تیار ہونے والی دیگر اشیاء کی خرید میں بھی دلچسپی نہیں لے رہے ہیں۔ گدھوں کے علاوہ دوسرے حرام جانوروں کے گوشت کی فروخت کی خبریں بھی آ رہی ہیں جس سے عوام خوف وہراس میں مبتلا ہیں۔ عوامی حلقوں نے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت پنجاب متعلقہ اداروں کو فوری کارروائی کرنے کی ہدایت کرے اور اس کاروبار میں ملوث افراد کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے لیکن ان کی request آئی تھی کہ ان کی والدہ بیمار ہیں لہٰذا ان کی دو تحاریک ہیں اس لئے دونوں تحاریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 235 میاں طارق محمود صاحب کی ہے۔

گجرات ڈنگہ کنجاہ مٹوانوالی روڈ سیکر والی کے مقام پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے سے حادثات میں اضافہ

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مٹوانوالی روڈ سیکر والی کے مقام پر گاڑیوں کے لئے انتہائی خطرناک بن گیا، متعدد گاڑیاں اسی مقام پر حادثہ کا شکار ہوئی ہیں۔ تفصیل یوں ہے کہ ضلع گجرات ڈنگہ کنجاہ مٹوانوالی روڈ سیکر والی کے مقام پر سڑک پر بڑے بڑے گڑھے بن چکے ہیں، سڑک کی حالت انتہائی خستہ اور زبوں حالی کا شکار ہے۔ اس سڑک پر

روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں گاڑیاں گزرتی ہیں، متعدد گاڑیاں اس مقام پر حادثہ کا شکار ہو چکی ہیں جس کے بارے میں اعلیٰ حکام کے نوٹس میں لایا جا چکا ہے لیکن اب تک کوئی خاطر خواہ پیشرفت نہ ہوئی ہے۔ ذرائع سے یہ معلوم ہوا ہے کہ سڑک کی تعمیر کے دوران ٹھیکیدار نے انتہائی ناقص مٹیریل استعمال کیا جس کے باعث یہ سڑک دنوں ہی میں ناقابل استعمال ہو گئی ہے اور اب اس سڑک پر گاڑیوں اور مسافروں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اہل علاقہ کے مکینوں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ فی الفور سیکر والی کے مقام پر بلا عذر سڑک کو نئے سرے سے تعمیر کیا جائے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 236 بھی میاں طارق محمود صاحب کی ہے۔

ایلیٹ ٹریننگ سکول بیدیاں روڈ لاہور میں دوران ٹریننگ وفات پانے والے کانسٹیبلوں کے ورثاء کو قانونی مراعات دینے کا مطالبہ

میاں طارق محمود: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب کے سرکاری ملازمین جو دوران سروس انتقال کر جاتے ہیں ان کے خاندان کے ایک فرد کو ملازمت دی جاتی ہے۔ شادی شدہ ہونے کی صورت میں بیٹا، بیٹی، بیوہ اور غیر شادی شدہ ہونے کی صورت میں بہن یا بھائی شامل ہے لیکن محکمہ پولیس اس rule کی تشریح اس کے برعکس کر رہا ہے۔ پولیس ملازمین دوران سروس انتقال یا شہید ہونے کی صورت میں ان کے خاندان کے کسی بھی فرد کو ملازمت نہیں دی جاتی جو کہ صوبہ بھر کے تمام پولیس ملازمین کے ساتھ ناانصافی ہے بلکہ کھلا تضاد ہے اور Police Rules کو تبدیل کرنے کی اشد ضرورت ہے کیونکہ Police Rules میں اگر ملازمت کرتے ہوئے، ریڈ کرتے ہوئے، دفاع کرتے ہوئے یا ٹریننگ کے دوران انتقال کر جائے تو اسے شہید کا درجہ دینے کا اختیار پولیس افسران کے پاس ہے جو اپنے اختیار کا استعمال اپنی پسند یا ناپسند کی بنیاد پر کرتے ہیں۔ پنجاب پولیس کے اعلیٰ افسران نے دو پولیس ملازمین جو دوران ملازمت اور دوران ٹریننگ انتقال کر گئے ان کو تاحال کوئی

مراعات دی ہیں اور نہ ہی ان کے خاندانوں کے کسی فرد کو ملازمت اور پنشن، ماہانہ گرانٹ و دیگر قانونی مراعات دی گئی ہیں بلکہ پولیس افسران لیت ولعل سے کام لے رہے ہیں۔ ان دونوں پولیس ملازمین کی تفصیل یہ ہے کہ ایلیٹ ٹریننگ سکول بیدیاں روڈ لاہور میں ٹریننگ حاصل کرنے والے غیر شادی شدہ کانسٹیبل نمبر 18755/C کی شہادت کے وقت ان کے گھر آنے والے پولیس افسران نے کانسٹیبل کی والدہ کو یہ یقین دہانی کروائی کہ آپ اپنے بیٹے کو د فنادیں کیونکہ یہ شہید ہوا ہے اور ہم اس کو شہید کے برابر مراعات دلوائیں گے۔ اس وعدہ کے باوجود اس کی والدہ کو ابھی تک قانونی گرانٹ ادا کی جارہی ہے اور نہ ہی اس شہید کانسٹیبل کے بھائی کو کوئی ملازمت فراہم کی جارہی ہے۔

جناب سپیکر! دوسری تفصیل اس طرح ہے کہ دوران سروس encounter ہونے والے سب انسپکٹر محمد رفیق بھٹی جو تھانہ شادباغ لاہور انوسٹی گیشن میں تعینات تھا جس کو زیر حراست ملزمان نے فائرنگ سے شہید کردیا تھا۔ اُس کی بیوہ کو ابھی تک کوئی مراعات اور گرانٹ نہیں دی گئی جو قانونی طور پر حقدار ہے۔ پنجاب پولیس لاہور کے متعلقہ افسران اور اہلکاران نے ان دونوں خاندانوں کو دو سے تین سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود ابھی تک ان کو شہید ہونے یا نہ ہونے کے جھنجٹ میں پھنسایا ہوا ہے۔ اس طرح ان دونوں شہید ہونے والے ملازمین کے قانونی وارثان در بدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہیں کیونکہ شہید کانسٹیبل نمبر 18755 خیام رزاق کی والدہ نے وزیراعلیٰ پنجاب کو بھی انصاف کے لئے اپنے واجبات کی ادائیگی کی خاطر درخواستیں دی ہیں مگر محکمہ کے متعلقہ اہلکاران غلط رپورٹیں بنا کر اپنے افسران کو مطمئن کردیتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی سینکڑوں ملازمین پنجاب جو کہ دوران سروس وفات پائے ہیں یا شہید ہوئے ہیں، کی families کو رسوا کیا جارہا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 239/15 جناب احسن ریاض فتیانہ صاحب کی ہے۔

رحیم یار خان شہر میں ساڑھے تین ارب روپے سے مکمل ہونے والی سیوریج سکیم فلاپ ہونے سے شہریوں کو پریشانی کا سامنا

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ شہر رحیم یار خان میں کچھ عرصہ قبل 3.5۔ارب روپے کی مالیت سے مکمل ہونے والی میگا سیوریج سکیم جو اپنی تکمیل کے فوراً بعد فلاپ ہو گئی ہے۔ آج کل یہ سکیم شہریوں، ضلعی انتظامیہ اور ٹی ایم اے کے لئے دردِ سر بنی ہوئی ہے۔ تقریباً 2۔ارب روپے کے تخمینہ سے شروع ہو کر 3.5۔ارب روپے تک پہنچنے کے باوجود یہ سکیم مؤثر نہ ہونے سے شہر کے بعض پوش علاقوں سمیت شہر کا بیشتر حصہ اکثر جوہڑ کا منظر پیش کر رہا ہے۔ مذکورہ سیوریج سکیم کی تقریباً ڈیڑھ کلو میٹر لمبی پائپ لائن ناقص منصوبہ بندی کے باعث ناقابل استعمال ہونے سے ٹی ایم اے نے متبادل پائپ لائنیں ڈالی ہیں لیکن ان کی استطاعت بہت کم ہونے کے باعث یہ فارمولا کامیاب نہ ہو سکا۔ مذکورہ سیوریج سکیم کی تحقیقات کے لئے وزیراعلیٰ معائنہ ٹیم دو دفعہ رحیم یار خان آکر اس کی تحقیقات کر چکی ہے لیکن حیران کن طور پر یہ تحقیقاتی رپورٹ آج تک منظر عام پر نہ آ سکی ہے۔ تاہم اس سیوریج سکیم سے کئی گھروں نے لاکھوں اور کئی گھروں نے کروڑوں روپے کمائے مگر شہری ابھی تک اس سکیم سے استفادہ کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے ہیں۔ اس 3.5۔ارب روپے کے ضیاع کے ذمہ داران افسران اور دیگر ملازمین و ٹھیکیدار اسی جگہ پر کام کر رہے ہیں کیونکہ ان کی back پر سیاسی اثر و رسوخ ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک کے لئے pending فرما دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

میاں طاہر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

فیصل آباد میں پکڑے جانے والے ٹارگٹ کلرز کو بچانے کے لئے سیاسی اثر ورسوخ کا استعمال

میاں طاہر: جناب سپیکر! فیصل آباد میں ایک بہت اہم مسئلہ چل رہا ہے جس کی طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ فیصل آباد کے شہریوں کو کچھ عرصہ سے target killing کا نشانہ بنایا جارہا تھا۔ آج وزیر داخلہ کو ڈھونڈتے ہوئے مجھے تقریباً تین چار دن ہوگئے ہیں لیکن میں اُن کو ملنے میں کامیاب نہیں ہوسکا۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ فیصل آباد میں مقامی پولیس نے کچھ ٹارگٹ کلرز پکڑے ہیں جن کے متعلق پتا چلا ہے کہ انہیں بچانے کے لئے سیاسی اثرورسوخ بھی استعمال کیا جارہا ہے۔ خدارا فیصل آباد کے شہریوں کو ان ٹارگٹ کلرز سے بچایا جائے کیونکہ تقریباً 26 افراد کو وہ موت کے گھاٹ اتار چکے ہیں اور وہ خود یہ تسلیم کرچکے ہیں۔ اب کچھ لوگ اس معاملے کو دبانے کے لئے دباؤ ڈال رہے ہیں تو میری آپ سے گزارش ہے کہ مہربانی کرکے وزیر داخلہ کو ایک تو پابند کریں کہ جب اسمبلی اجلاس ہو، کیونکہ یہ ایسے معاملات ہیں کہ لوگوں کی زندگیوں کا مسئلہ ہے تو انہیں بھی موجود ہونا چاہئے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب! آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن آج ان کی کوئی مجبوری تھی جس کی وجہ سے وہ آج یہاں پر نہیں آسکے۔ بہر حال لاء منسٹر صاحب یہاں پر موجود ہیں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ کچھ ٹارگٹ کلرز پکڑے گئے ہیں اور کچھ ابھی باقی ہیں تو مہربانی کرکے وہ اس بات کی یقین دہانی کروائیں کہ باقی ٹارگٹ کلرز کو بھی جلد از جلد گرفتار کرکے انہیں قانون کے کٹہرے میں لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کو پتا ہے کہ آج "اپیکس کمیٹی" کی میٹنگ اسلام آباد میں تھی اس لئے ہوم منسٹر وہاں پر تشریف لے گئے ہیں جبکہ ہوم سیکرٹری بھی اسی میٹنگ میں اسلام آباد ہیں۔ ان سے ان کے معاملہ کی مکمل تفصیل لے لیتا ہوں اور اسے ہوم ڈیپارٹمنٹ کو convey بھی کردوں گا اور اپنے طور پر میں جو کرسکتا ہوں وہ بھی انشاء اللہ کر دوں گا۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ایک نہایت اہم گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کھاد کی بلیک ہو رہی ہے اور کھاد کی بوریوں کے مختلف rates charge کئے جا رہے ہیں۔ اسی طرح pesticide ایک تو adulterated ہیں اور دوسری یہ ہے کہ ان کی قیمتیں حکومت ریگولیٹ نہیں کر رہی بلکہ کمپنیاں اپنی مرضی سے اس کی قیمتیں لگاتی ہیں۔ کوئی definite price ان کی لکھی ہوئی نہیں ہے مثلاً وہ اگر -/100 روپے کی لاتے ہیں تو -/1000 روپے کی فروخت کرتے ہیں۔ Sub standard کمپنیاں ہیں اور زیادہ تر adulterated pesticides مل رہی ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ کھاد اور ادویات، ایک تو حکومت notify کرے کہ یہ pesticide standard medicines ہیں اور صرف انہیں فروخت کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ ان کے اوپر وہ قیمتیں درج ہوں، حکومت ان کو ریگولیٹ کرے کہ جو قیمت اوپر لکھی گئی ہے وہ end buyer جو ہے وہ کھاد کے بھی اور pesticides کے بھی rates pay کرے گا۔ ایک اور میری نہایت احترام سے گزارش ہے کہ منسٹرز صاحبان few with exceptions ادھر آتے ہی نہیں ہیں اور جب بھی بات کرتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ بات یہ ہے کہ آپ بار بار ایک ہی بات کو ایسے نہ کریں۔ سارے منسٹرز صاحبان یہاں پر موجود ہیں۔ سیکرٹری زراعت سے یہ متعلقہ ہے تو سوموار کے دن وہ یہاں پر ہوں گے اور میں ان سے اس چیز کا جواب لوں گا۔ انشاء اللہ۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو متعارف ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

Introduction of Bills and Laying of Audit Report. A Minister may introduce the University of Sahiwal Bill, 2015.

مسودہ قانون ساہیوال یونیورسٹی2015

MINISTER FOR ZAKAT AND USHR (Malik Nadeem Kamran): Mr Speaker! I introduce the University of Sahiwal Bill, 2015.

MR ACTING SPEAKER: The University of Sahiwal Bill, 2015 has been introduced in the House under the rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Education for report within one month.

Now, Minister for Law may introduce the University of Jhang Bill, 2015.

مسودہ قانون جھنگ یونیورسٹی2015

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I introduce the University of Jhang Bill, 2015.

MR ACTING SPEAKER: The University of Jhang Bill, 2015 has been introduced in the House under the rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Education for report within two month. Laying of Audit Report.

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

MR ACTING SPEAKER: Laying of the Special Audit Report on the Accounts of Livestock Experimental Stations, Livestock and Dairy Development Department, Government of the Punjab for the audit year 2008-09. Minister for law!

محکمہ لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ حکومت پنجاب کے تجرباتی سٹیشنز کے حسابات کے بارے میں سپیشل آڈٹ رپورٹ برائے سال 09-2008 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I lay the Special Audit Report on the Accounts of Livestock Experimental Stations, Livestock and Dairy Development Department, Government of the Punjab for the audit year 2008-09.

MR ACTING SPEAKER: The Special Audit Report on the Accounts of Livestock Experimental Stations, Livestock and Dairy Development Department, Government of the Punjab for the audit year 2008-09 has been laid and is referred to the Public Accounts Committee No. 1 for examination and report within one year.

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احسن ریاض فتیانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے 2013 میں ایک قرارداد table کی تھی جو کہ ایوان نے متفقہ طور پر پاس کی تھی regarding environment issues in سمندری Faisalabad سے سمندری main drain گزرتی ہے مدوآنہ سمندری main drain جس سے around 4/5 ملین لوگوں کی زندگیوں پر اثر پڑ رہا ہے اور وہاں پر ساری فصلیں خراب ہو رہی ہیں۔ اس پر آج تک اس اسمبلی کو apprise نہیں کیا گیا جس کا ڈیپارٹمنٹ bound تھا۔ دو دفعہ یہاں سے reminder بھی بھجوایا گیا ہے---

جناب قائم مقام سپیکر: کون سا محکمہ تھا؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! محکمہ تحفظ ماحول سے متعلق تھا۔ خوش قسمتی سے آج وزیر خزانہ بیٹھے ہوئے ہیں تو انہوں نے اسمبلی کے ملازمین کا جو issue چل رہا ہے implementation

law ofکا تو اس کے متعلق کہا تھا کہ اس کی ایک دو دن میں رپورٹ آ جائے گی۔ میرا خیال ہے کہ اس کی رپورٹ آ گئی ہو گی تو kindlyوہ بتادیں کیونکہ انہوں نے کہا تھا کہ کل رپورٹ آ جائے گی تو آج اس بات کو دو تین دن ہو گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ نے کوئی commitmentکی تھی؟

وزیر خزانہ /قانون و پارلیمانی امور(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! Chinese delegationsآئے ہوئے ہیں اور صوبائی حکومت کے finalize contractsہو رہے ہیں تو سیکرٹری لاء دو دن سے ان کے ساتھ مصروف ہیں۔ وہاں سے ابھی رپورٹ نہیں آئی جونہی آتی ہے تو ہم پیش کر دیتے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اس میں implementationکی بات تھی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! اس کو سوموار تک pendingکر لیتے ہیں کیونکہ منسٹر صاحب commitmentکر رہے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! انہیں سوموار تک کے لئے boundکریں کہ یہ رپورٹ ضرور پیش کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل۔ میں نے کہہ دیا ہے۔ آج کے اجلاس کا اگلا آئٹم پری بجٹ بحث ہے اور جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ پری بجٹ بحث مورخہ 27 اور 30-مارچ، یکم اور 2-اپریل 2015 کو ہوئی تھی اور آج بھی یہ بحث جاری رہے گی۔ پہلے معزز ممبران سے تجاویز لی جائیں گی اور آخر میں وزیر خزانہ اس بحث کو wind upکریں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

لائیو سٹاک تجرباتی سٹیشنز کی آڈٹ رپورٹ پر تحفظات

سردار وقاص حسن موکل: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر آج Special Report on the Accounts of Livestock Experimental Stations,پر وضاحت کرنا

چاہتا ہوں کیونکہ آڈٹ رپورٹ آج ہی lay ہوئی ہے اس لئے میں یہ چاہوں گا کہ اس پر بات کر سکوں کیونکہ اس کے اندر بہت سے مسئلے ہیں تو آپ مجھے اجازت دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ بات کریں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ کہوں گا کہ ڈیپارٹمنٹ کے اندر جو اس وقت معاملات چل رہے ہیں، ان کا اتنا بُرا حال ہے کہ یہاں کا جو CEO designate ہوا ہے اسے ہائیکورٹ کے orders کے ساتھ suspend کیا گیا ہے اور سیٹ vacate کرنے کا کہا گیا ہے۔ یہ ایک پبلک لمیٹڈ کمپنی ہے جو سیکشن 42 کے against بنی ہوئی ہے۔ اس وقت وہاں پر چیف آپریٹنگ آفیسر ہی کرتا دھرتا ہے جو کہ اکاؤنٹس آفیسر کی پوسٹ پر 2011 میں ہائر ہوا تھا اور آج وہ چیف آپریٹنگ آفیسر ہے اور ساتھ ساتھ وہ دو ڈیپارٹمنٹس کا جنرل مینجر ہے جن میں جنرل مینجر farm production اور جنرل مینجر seed servicing capacity building ہے۔ آڈٹ رپورٹ یہ ہے اور آڈیٹر جنرل نے کہہ دیا ہو گا کہ سب ٹھیک ہے۔ میرے پاس figures prove ہیں جس کے اندر ثابت ہو سکتا ہے کہ ایک اکاؤنٹس آفیسر چیف آپریٹنگ آفیسر تک صرف اس لئے پہنچایا گیا کہ وہ تمام قسم کی financial embezzlement کو تحفظ دے۔ اس کے علاوہ H.R کمیٹی کی کوئی رپورٹ نہیں ہے جس کے اندر کہا گیا ہو کہ چار سال میں ایک بندے نے پانچ consecutive promotions دے کر دو ایڈیشنل ڈیپارٹمنٹس کا جی ایم بنا دیا جائے۔ سات ایڈوائزرز ہیں، وزیر اعلیٰ پنجاب کے پاس سات ایڈوائزرز نہیں ہوں گے لیکن ایک ڈیپارٹمنٹ کے پاس سات ایڈوائزرز ہیں تو یہ کیسے ہو رہا ہے؟ آڈٹ رپورٹ کچھ اور کہہ رہی ہے جبکہ زمینی حقائق کچھ اور کہہ رہے ہیں۔ یہ پبلک کا پیسا ہے، tax payers money ہے اور میں بطور ممبر پنجاب اسمبلی گوارا نہیں کر سکتا اور آپ سے request کروں گا کہ آپ اس کے اندر انکوائری کروائیں۔

جناب سپیکر! Concept of interest کی بات آپ کو بتاتا ہوں کہ جو Chairman of the Board ہیں وہ ایک پرائیویٹ ملٹی نیشنل کمپنی کے بھی چیئرمین ہیں۔ ان کا سرگودھا میں فیض آباد کے مقام پر ایک فارم ہے جہاں سے دودھ ملٹی نیشنل کمپنی کو ٹکے ٹوکریوں دیا جاتا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: موکل صاحب! آپ ایک کام کریں کہ مجھے تحریری طور پر یہ دیں تو میں خود اس پر رپورٹ لوں گا۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں آپ کو تحریری طور پر دے دوں گا۔ میری ایک request صرف اتنی سی ہے کہ آپ ایک کمیٹی بنا دیں اور میں وہاں پر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: موکل صاحب! اس حوالے سے پہلے ہی ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے تو میں اس کمیٹی کو ہی refer کر دیتا ہوں۔ آپ کی جو reservations ہیں وہ آپ تحریری طور پر مجھے دیں۔ میں اس کمیٹی کو بھجوا دیتا ہوں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

بحث

پری بجٹ بحث

(۔۔۔جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: چونکہ آج جمعہ ہے اس لئے ہم pre budget discussion کا آغاز کرتے ہیں۔ جناب شکیل آئیون!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب رمیش سنگھ اروڑا صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ)!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، محترمہ تمکین اختر نیازی صاحبہ!

محترمہ تمکین اختر نیازی: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں زراعت کے بارے میں تھوڑی سی تجاویز دینا چاہوں گی تعلیم اور صحت کے شعبے نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ Emphasis زراعت کے ذریعے معیشت کی بحالی پر ہونا چاہئے، پاکستان کی سب سے بڑی economic activity زراعت کے ذریعے ہی ہوتی ہے۔ اس کو آگے لے کر چلنے کے لئے حکومت بہت سی تدابیر کر رہی ہے جس میں Foreign Direct Investment بہت اچھا source ہے لیکن ملکی حالات کی وجہ سے اس پر اس مالی سال میں 3.8 فیصد کمی واقع ہوئی ہے یعنی Foreign Direct Investment ٹوٹل 615.5 فیصد حاصل ہوئی جو بہت ہی کم ہے اسی طرح ہم foreign remittances پر اور قرضوں پر depend نہیں کر سکتے لہٰذا زراعت کو آگے لے کر چلنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ جو research اور demonstration farms ہیں اُن کو Agricultural Universities اور research centres کے حوالے کر دینا چاہئے جہاں اس پر research ہو اور farming techniques develop ہوں اور آج کل farming techniques میں hydroponic farming بہت مشہور ہو رہی ہے جس سے ایشیا اور یورپ میں

بہت فائدہ اُٹھایا گیا ہے۔ ہمارے Neighboring countries میں بھی اس پر بہت research ہوئی ہے اور پاکستان کو ان کے تجربات سے فائدہ اُٹھانا چاہئے کیونکہ اس کو اگر ہم سستا بنانے کے لئے simplify اور indigenize کر لیں تو Agriculture University کے سٹوڈنٹ کو invite کریں تاکہ وہ demonstrate کر کے hands on experience لے کر farmer کو educate کریں اور demonstrate کر کے اُن کو یہ بتائیں کہ کس طرح farms incomes بڑھائی جا سکتی ہیں۔ اس میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ 70 فیصد پانی کی کم consumption ہے اور 70 فیصد ہی زیادہ yield ہے جو traditional farming سے 70 فیصد زیادہ ہے تو canning اور food processing پر بھی توجہ کی اشد ضرورت ہے میں بس یہی دو suggestion دینا چاہتی تھی۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب محمد ثاقب خورشید صاحب!

جناب محمد ثاقب خورشید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! الحمدللہ ہماری حکومت نے پچھلے دور میں بجٹ کے سلسلے میں تجاویز کا جو نیا روپ طے کیا ہے اس کے مطابق ہمارے ممبران اسمبلی کی طرف سے جو تجاویز دی جارہی ہیں پچھلے سال بھی صوبائی وزیر خزانہ اور حکومت پنجاب نے کافی غور و خوض کے بعد شامل کیا یہ اچھی روایات ہیں۔ میں اس پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور میں اپنے حلقہ وہاڑی کے لئے کچھ تجاویز دینا چاہتا ہوں۔ اگر دیکھا جائے تو وہاڑی جنوبی پنجاب کا tail کا ضلع ہے اور اگر سدرن پنجاب دیکھا جائے تو اُس میں بھی وہاڑی درمیان میں آتا ہے اس لئے کافی نظرانداز کیا گیا ضلع ہے تو میری گزارش ہے کہ وہاں بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کا سب کیمپس بنایا جائے تاکہ جو بچیاں ملتان، لاہور اور بہاولپور پڑھنے جاتی ہیں اُنہیں وہاڑی میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے مواقع ملیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح میری ایک اور تجویز ہے کہ وہاڑی میں میڈیکل کالج کا اجراء کیا جائے کیونکہ ہمارے ہاں ڈی ایچ کیو ہسپتال کے 500 بیڈ مکمل ہو چکے ہیں جو 30۔ جون کو ہمیں handover ہو جائیں گے تو میری گزارش ہے کہ وہاں میڈیکل کالج کا اجراء کیا جائے۔ سٹی وہاڑی کا سیوریج کا نظام بالکل درہم برہم ہے جو عرصہ 65 سال پرانا ہے تو اُس کو comprehensive سیوریج سکیم دی جائے جس کا estimate وزیراعلیٰ آفس پہنچ چکا ہے براہ مہربانی اُس کو بھی بجٹ 16-2015 ADP میں شامل کیا جائے۔ اسی طرح زراعت کا وہاں بہت بڑا ریسرچ سنٹر ہے لیکن اُس میں سٹاف کی بھی کمی ہے اور ریسرچ سنٹر کے لئے کوئی خاطر خواہ کام نہیں ہو رہا۔ اُس سلسلے میں محکمہ زراعت کو ہدایت کی جائے کہ وہاڑی کے ریسرچ سنٹر کو اپ گریڈ کیا جائے اور اُس کو uplift کر کے زیادہ مؤثر بنایا جائے۔ میری وزیراعلیٰ

پنجاب سے گزارش ہے کہ وہ وہاڑی کے لئے کوئی خصوصی پیکج دیں جس سے وہاڑی ضلع میں خاطر خواہ ترقی ہو اور وہ بھی ترقی کے دائرہ میں شامل ہو۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی سردار وقاص حسن موکل صاحب!

سردار وقاص حسن موکل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں زیادہ لمبی تقریر نہیں کروں گا لیکن میں وزیر خزانہ صاحب سے تھوڑے سے سوالات کرنا چاہتا ہوں۔ میرا پہلا سوال یہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں سوالات نہ کریں تجاویز دیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! پہلے سوالات پھر تجاویز۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں سیدھا تجویز پر ہی آجائیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! صرف نالج کے لئے چاہتا ہوں اگر clarity آجائے تو میں بہتر تجاویز دے سکوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جو آپ پوچھنا چاہ رہے ہیں وہ میں آپ کو بتادوں گا آپ تجاویز پر آجائیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! پھر میں آپ سے اپنی clarity کے لئے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جو پچھلے سال ممبران نے یہاں ایوان میں تجاویز دی تھیں اُن میں سے کتنی تجاویز actual اُس بجٹ کے اندر include ہوئیں؟ اگر مزید ہمیں اُس کے کوئی reference دے سکیں تو میرے لئے بہت بہتر ہو گا تاکہ میں اُس کے مطابق زیادہ بہتر اپنی تجاویز dedication کے ساتھ دے سکوں۔

جناب سپیکر! دوسری میری تجویز یہ ہو گی کہ کیا یہ اچھا نہ ہوتا کہ اس ایوان کو وزیر خزانہ پہلے apprise کرتے کہ اب تک پچھلے سال کے بجٹ میں کتنی allocations میں سے فنڈز utilize ہو چکے ہیں۔ کس کس محکمہ میں صوابدید پر ہوئے ہیں، کس کس محکمہ میں planned existing scheme کے تحت ہوئے ہیں اور کس کس محکمہ میں unplanned scheme کے تحت ہوئے ہیں؟ چونکہ ہم اس صوبہ کے فنانس اور فنڈز کے custodian ہیں اور ہمارے اوپر ذمہ داری آتی ہے کہ ہمیں پتا ہونا چاہئے جب ہمارے حلقہ کے عوام یہ پوچھتے ہیں کہ آپ لوگوں نے ہمارے حلقے کے لئے کیا کیا تو ہم جواب دے سکیں کہ حکومت نے ضلع قصور، ملتان، فیصل آباد اور ضلع لاہور کے لئے اتنے پیسے allocate کئے تھے اور وہ پیسے اس وقت یہاں پر لگ رہے ہیں میرے پاس تو اس کا جواب نہیں ہے۔ اگر

کسی اور ممبر کے پاس اس کا جواب ہے تو وہ please میرے ساتھ share کرے تاکہ میں مثال دے سکوں۔

جناب سپیکر! یہ میری تجویز تھی اس کے بعد میں یہ کہوں گا کہ اس وقت میری اطلاع کے مطابق ہم سب یہاں ایوان میں بیٹھ کر تجاویز پر تجاویز دیئے جا رہے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ بجٹ بن چکا ہے۔ اُس کے اندر ایک فیصد ترمیم کی بھی situation یا position نہیں ہے تو ہم کیوں وقت ضائع کر رہے ہیں؟ اس سے بہتر ہے کہ ہم کسی اور کام پر دھیان دیں، ملک کے حالات اور لاء اینڈ آرڈر پر کچھ کر لیں۔ شیخ صاحب نے تقریر کی کہ میرے ضلع میں تحصیل چونیاں کی جو شوگر مل ہے ایک سو کروڑ روپے کی نادہندہ ہے۔ وہ غریب کسان جس نے پورا سال ایک فصل لگائی وہ اس وقت یہاں پر ٹکریں مار رہا ہے۔

جناب سپیکر! میری تجویز یہی ہے کہ جب آپ کو مجھے اور تمام ایوان کے ممبران کو معلوم ہے کہ یہاں پر اس پری بجٹ اجلاس کا کوئی فائدہ نہیں ہے تو پھر ہم یہ بحث کیوں کر رہے ہیں یہ آپ مجھے بتا دیں یا وزیر خزانہ بتا دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ اپنی تقریر میں اس کا جواب دیں گے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! تیسری چیز تجاویز کے نقطہ نظر سے میں یہ on record بات کرنا چاہتا ہوں کہ میں کوئی تجویز اس لئے نہیں دوں گا کیونکہ مجھے حقیقت کا پتا ہے کہ وہ تجویز include ہونی ہے اور نہ ہی consider ہونی ہے۔ تیسری سب سے بڑی بات اپوزیشن تو ویسے ہی پنجاب پاکستان کا حصہ ہی نہیں ہے۔ ہمارے ممبران جو یہاں ہیں اور جو نہیں ہیں ان کے ساتھ ابھی تک 1875 کی سیاست چلائی جا رہی ہے کہ اپوزیشن کے ممبران کو ایک ٹکا نہ لگاؤ کیونکہ انہوں نے اگر خدانخواستہ اپنے نام کی تختی کسی سڑک پر لگوالی تو پھر یہ چیف منسٹر، پرائم منسٹر یا صدر کے لئے چلے جائیں گے۔ یہ ہم پر نہ سہی اس حلقے کی عوام پر ہی کچھ رحم کریں۔ یہ ایم این ایز کا دائرہ کار نہیں بنتا، ایم این ایز اور ہمارا دائرہ کار سکول، سولنگ، نالی اور سڑک نہیں ہے لیکن اگر ہماری وساطت سے کوئی ایک کام ہو سکتا ہے تو اس میں کیا حرج ہے؟ میں آپ کو چھوٹی سی on record مثال دوں گا کہ اس وقت پورے پنجاب میں بھل صفائی کا کام شروع ہو چکا ہے۔ آپ آج کا دن نوٹ کر لیں وہ بھل صفائی پندرہ دن بعد ختم ہو جانی ہے اور میں سولہویں دن آپ کو with evidence ثابت کروں گا کہ at least میرے حلقے کی نہر میں اگر ایک انچ کا بھی کام ہوا ہو۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اپوزیشن کا

ایم پی اے ہوں اس لئے میری کسی نے نہیں سننی۔ حکومت کو کیا پڑی ہے کہ وہ میری بات کو importance دے؟ وہاں پر کوئی سیاہ کرے، سفید کرے تمام محکموں نے "لٹو اور پھٹو" کی پالیسی چلائی ہوئی ہے۔ ہماری یہاں پر کوئی شنوائی ہے اور نہ ہی وہاں پر ہے ان کو تو ویسے ہی کوئی احساس نہیں ہے۔ اس وقت یہاں پر 56 اپوزیشن کے ممبران ہیں اور ہر حلقے میں آبادی کی average ساڑھے تین لاکھ ہے۔ یہاں کروڑوں کی نمائندگی وہ بیٹھی ہے جن کا کسی قسم کا کوئی کام نہیں ہوا ہے۔ ہم نوکریاں مانگتے ہیں نہ کچھ اور مانگتے ہیں۔ میں اپوزیشن کے نقطہ نظر سے یہ کہتا ہوں کہ صرف اور صرف اس چیز کو consider کیا جائے کہ جو حالات وہاں پر خراب ہیں ان کی کیسے بہتری ہوگی، ہم informally کرتے ہیں formally issues کیا ہیں؟ وزیر خزانہ بتادیں کہ ہمارے حلقوں میں پیسے نہ لگا کر یہ کون سی بچت کر لیں گے، austerity drill کون سی ہو رہی ہے؟ آپ لاہور کے پراجیکٹس دیکھیں، میں مانتا ہوں اور بطور شہری اس چیز کا پورا احساس کرتا ہوں کہ اگر لاہور شہر کی بہتری ہو رہی ہے تو ہوتی رہے کیونکہ اس میں بھی پاکستانی رہتے ہیں، اس میں بھی پنجاب کے لوگ رہتے ہیں تو کیا ہمارے حلقوں میں مسلمان نہیں رہتے، پاکستان کے شہری نہیں رہتے؟ تیسرا سال ہونے کو ہے میں ذمہ داری کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ خادم اعلیٰ اپنے آپ کو خادم اعلیٰ پنجاب کہتے ہیں کیا ہم پنجاب کا حصہ نہیں ہیں اس کا کون جواب دے گا؟ اگر میں آپ سے بات نہیں کروں گا تو پھر کس سے پوچھوں گا اور کب تک ہم یہ کہتے رہیں گے؟ یہ اس بات پر آتے ہیں کہ کمیشن لیتے ہیں حالانکہ کمیشن کی بات ہی نہیں ہے، اپنی propagation کی بات نہیں ہے۔ اگر ہم عوام کے لئے کام نہیں کریں گے وہ نہ ہمیں جتوائیں لیکن کم از کم میں on the floor of the House یہ ذمہ داری اٹھانے کو تیار ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف میرے حلقے میں میری مشاورت کے ساتھ کام کروائیں، مشاورت بھی چھوڑ دیں میری request پر کام کروائیں۔ وہاں پر تختی میاں محمد شہباز شریف کی لگے گی اور میں میاں محمد شہباز شریف کا جھنڈا اٹھاؤں گا کہ انہوں نے یہ کام کرایا ہے۔ وہاں پر ہسپتال نہیں ہیں، سکول نہیں ہیں، سڑکیں نہیں ہیں اور وہاں پر نالیاں بھی نہیں ہیں۔ پچھلے دنوں بارش ہوئی ہے آپ بھی گاؤں کے رہنے والے ہیں آپ اپنے گاؤں کا اور میرے گاؤں کا موازنہ کرکے دیکھ لیں۔ مجھے بتائیں کس سے بات کی جائے، کب تک صبر کیا جائے؟ وزیر صاحب نے کہا کہ یہ ننھی منھی اپوزیشن ہے لیکن آواز تو ایک ہی بہت ہوتی ہے۔ کب تک ہم بولیں گے، کب تک یہ حکومت اس طرح سے سلوک کرتی رہے گی؟ یہ 2015 آگیا ہے یہ 1815 یا 1915 نہیں ہے آپ کیوں نہیں پوچھتے، آپ custodian ہیں، آپ پر میرا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا حکومت کا حق ہے، آپ نے کیوں

نہیں ان سے یہ پوچھا اگر میرے کسی گاؤں میں سولنگ لگ جائے گی تو کیا میں چیف منسٹر بن جاؤں گا؟ میں وزیر اعلیٰ نہیں بنوں گا، میں وزیر اعظم نہیں بنوں گا مجھے تو یہ بھی نہیں پتا کہ میں ایم پی اے بھی بنوں گا یا نہیں لیکن میں آپ کو یہ ذمہ داری سے کہہ سکتا ہوں کہ کسی سولنگ، کسی نالی سے اگر یہ تمام ممبران سمجھتے ہیں کہ یہ واپس آ جائیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ میرا تجربہ کم ہوگا، میری عمر کم ہوگی لیکن میں یہ ضرور مانتا ہوں کہ اس سے یہ حکومت دوبارہ واپس نہیں آئے گی۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ وہ آئے گی یا نہیں آئے گی لیکن ترقیاتی کام کسی چیز کی گارنٹی نہیں ہیں۔

معزز ممبران حزب اقتدار: جناب سپیکر! یہی حکومت آئے گی، آپ نہیں آئیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز، خاموشی اختیار کریں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں ممبران سے گزارش کروں گا کہ میں ان کی بہت عزت کرتا ہوں میں نے کسی پر سوال والی بات نہیں کی میں تو صرف اپنی بات، اپنے علاقے کی نمائندگی آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ تیسرا سال آنے والا ہے میرا اس پر کچھ نہیں ہے میں آپ کو کس طرح تسلی دلاؤں اگر وزیر اعلیٰ تسلی لینا چاہتے ہیں وہ لے لیں لیکن اس عوام کے ساتھ یہ زیادتی نہ کریں۔ میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ جس کشمکش، جس مجبوری، جس تکلیف سے وہ گزر رہے ہیں وہاں پر ایک روپے کا کام نہیں ہوا ہے۔ میں اپنے ایم این اے کی برائی کروں گا نہ اچھائی کروں گا لیکن بہت سارے ایسے کام ہیں جو ایم این اے نہیں کر سکتے جو پارلیمنٹیرین نے کرنے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخری بات کروں گا کہ missing facilities پر حکومت نے اربوں روپے کا بجٹ رکھا۔ میں آپ کو ذمہ داری کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میرے حلقے کے سب سے بڑے قصبے سے ایک کلومیٹر دور ایک پرائمری سکول ہے وہاں چٹیل میدان ہے کوئی درخت نہیں ہے۔ آپ اپنے بچوں کو جون جولائی کے مہینے میں کیا باہر کھڑا ہونے دیں گے؟ میں اپنے بچے کو تو نہیں کھڑا ہونے دوں گا۔ یہاں کوئی ایم پی اے اپنے بچے کو کھڑا ہونے دے گا؟ ہم اپنے بچوں کو باہر جانے سے روکتے ہیں لیکن وہ بچے وہاں پر کچی زمین پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ وہاں پر ایک کمرہ بنایا ہے جس کو وہ shed کا نام دیتے ہیں جہاں وہ اپنی کرسیاں اور میزیں رکھتے ہیں کہ کہیں بارش میں وہ بھیگ نہ جائیں۔ لاہور ڈویژن، ضلع قصور، الہ آباد شہر، لاڈی گاؤں۔ گورنمنٹ پرائمری ہائی سکول کے لئے 2015 کے بجٹ میں missing facilities میں اربوں رکھے گئے ہیں اور اس چٹیل میدان میں بچے اسی طرح بیٹھے ہوئے ہیں۔ میری ای ڈی او سے بات ہوئی انہوں نے کہا کہ میں پہنچوں گا وہ آج تک نہیں پہنچا، وہ

کیوں نہیں پہنچا کیونکہ اسے پتا ہے کہ وقاص حسن مؤکل اپوزیشن کا ممبر ہے اس کو کسی نے کیا پوچھنا ہے، اس کی وزیر تک کیا رسائی ہے، اس کے ساتھ وزیر اعلیٰ کے پاس کون جائے؟ آخر ان بچوں کی بد دعائیں تو کوئی لے رہا ہے۔ میں کیوں لوں میں نے تو اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے اور آپ کے سامنے بات رکھ دی ہے۔ میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ یہ آپ کی ذمہ داری ہے، اس ایوان کی ذمہ داری ہے کہ اگر اسی طرح سے یہ چلتا رہا میں تو اپنے لئے کچھ نہیں کہہ رہا لیکن ان بچوں کا سوچیں، اپنے مستقبل کا سوچیں، یہ سوچنا پڑے گا، اس حکومت کو سوچنا پڑے گا، اب سوچنا پڑے گا اور آج سوچنا پڑے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب احسن ریاض فتیانہ!

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں نے اس اسمبلی میں کئی بار سوال جمع کرایا ہے اور میرا وہ سوال ہمیشہ reject کر دیا جاتا ہے۔ اگر مجھے اس سوال کا جواب مل جاتا تو میں اپنی بجٹ کی تقریر اچھی کر لیتا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اسمبلی کا سیکرٹریٹ محکموں سے یہ پوچھنے سے کیوں قاصر ہے کہ انہوں نے اپنے allocated budget میں سے اب تک کتنی spending کی ہے؟ جب بھی سوال کیا جائے تو اسمبلی سیکرٹریٹ ہی اس سوال کو آگے بھیجنے کی اجازت نہیں دیتا۔ جہاں تک مجھے علم ہے اس وقت ہمارے بجٹ کی تقریباً 30 فیصد کے قریب spending ہے۔ ہمارے اگلے بجٹ آنے میں تقریباً ڈیڑھ دو ماہ رہ گئے ہیں تو کیا ہماری 30 فیصد کے قریب spending ہونی چاہئے تھی اگر یہ سسٹم اسی طرح سے چلنا ہے تو پھر ہم کہاں جائیں گے؟ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ہماری اب تک capital spending and noncapital spending کتنی ہے جو اس بجٹ میں رکھی گئی تھی؟ Noncapital spending جو ہر ڈیپارٹمنٹ کا allocated budget ہوتا ہے اس کا the majority of chunk لے لیتی ہے اس میں سے جتنی capital spending رکھی گئی تھی اس میں سے کتنی allocate کی گئی؟ یہ block allocation کا ہم لوگوں نے جو مذاق شروع کیا ہوا ہے کہ ہر بجٹ میں بل اٹھا کر اور ہر amount اٹھا کر block allocation میں رکھ دی جاتی ہے کہ یہ صرف ایک حاکم اعلیٰ کی مرضی سے ہی نکل سکتی ہے۔ اگر اس طرح کرنا ہے تو پھر یہ اسمبلی کس لئے بنی ہے، یہاں بجٹ کس لئے بناتے ہیں اور ہم ہر محکمے کو ایک amount کیوں assign کرتے ہیں اگر وہ محکمہ اپنی assigned amount بھی ایک بندے کی اجازت کے بغیر استعمال نہیں کر سکتا؟ اس محکمے کے اندر اتنے بڑے بڑے افسران لگانے اور ان کو کروڑوں روپے ماہانہ تنخواہیں دینے کی پھر کیا ضرورت ہے اگر ہم نے صرف ایک بندے کی مرضی کے ساتھ ہی سب کو پیسے دینے ہیں، کیا یہ کسی بندے کا ذاتی پیسا ہے یا عوام کا پیسا ہے؟ اس کے علاوہ میں

آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ایسی کیا بات ہے کہ یہاں پر ہمیں reports submit نہیں کی جاتیں، ایسی کیا وجوہات ہیں کہ 09-2008 کی رپورٹ 2015 میں لا کر دی جاتی ہے اگر یہ محکمے جو ہم لوگوں سے پیسے لے رہے ہیں جو اس عوام کا پیسا اس اسمبلی سے منظور کرا کر لے جاتے ہیں وہ ہمیں ٹائم پر کیوں نہیں بتاتے کہ انہوں نے ہمارے سے لئے ہوئے پیسوں کو کہاں خرچ کیا، کیا انہوں نے ہمیں چھ چھ، سات سات سال بعد ہی آکر بتانا ہے؟ انہوں نے آکر اُس وقت بتانا ہے جب اس اسمبلی میں وہ لوگ ہی نہ ہوں جنہوں نے وہ پیسے دیئے تھے اور اسمبلی میں وہ لوگ موجود ہوں جن کو پتا ہی نہ ہو کہ پہلے والے لوگوں نے کن ضروریات کو ذہن میں رکھ کر یہ بجٹ allocate کیا تھا؟ یہ طریق کار تو غلط ہے۔ مجھے آج تک ضمنی گرانٹ کی سمجھ نہیں آسکی میں خود فنانس کا سٹوڈنٹ ہوں میں پہلی دفعہ آیا ہوں یہاں بہت سارے معزز ممبران مجھ سے سینئر ہیں اور میں ان سے بہت کچھ سیکھتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ وہ مجھے kindly یہ بتادیں کہ دنیا کا کون سا ایسا ملک ہے، کون سا ایسا قانون ہے جو کہتا ہے کہ آپ پہلے پیسے خرچ لیں بعد میں پارلیمنٹ سے آکر اجازت لے لیں؟ اگر آپ امریکہ کو ہی اٹھا کر دیکھ لیں انہوں نے اگر ایک ڈالر بھی بجٹ سے extra spend کرنا ہوتا ہے تو انہوں نے پہلے اپنے سینیٹ سے اجازت لینا ہوتی ہے۔ وہ اگر allow کرتے ہیں تو باقی پیسے استعمال ہو سکتے ہیں ورنہ ان کا President اپنی مرضی سے کسی کو پیسے نہیں دے سکتا۔ یہاں اس ملک کا کون سا قانون ہے کہ ہم ضمنی بجٹ کے اندر اربوں روپیہ، کھربوں روپیہ خرچ لیتے ہیں اور ہم خرچ کرنے کے بعد اسمبلی کو آکر کہتے ہیں کہ ہم نے تو یہ خرچ لیا ہے، تو آپ لوگوں نے اس پر stamp کرنا ہی کرنا ہے۔ آج 66 سال گزرنے کے باوجود اس اسمبلی کے اندر کسی نے سوال کر کے یہ نہیں پوچھا کہ وہ پیسا جہاں خرچ کیا گیا ہم سے پوچھا کیوں نہیں گیا اگر اس طرح سے سسٹم چلیں گے تو ہم اس قوم کو کدھر جا کر جواب دیں گے؟ یہ پیسا قوم کی امانت ہے اور ہم اس پیسے کے لئے جوابدہ ہیں۔ اگر ہم کسی چیز کے لئے بجٹ allocate کرتے ہیں تو وہ میرے خیال میں اس ایوان کے تین سے ساڑھے تین سو لوگ اور ڈیپارٹمنٹ کے بہت سارے لوگ بیٹھ کر decide کرتے ہیں، پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ بناتے ہیں کہ یہ ADPs سکیم ہیں اور ہم نے ان لوگوں کو اس پراجیکٹ میں لے کر چلنا ہے تو ایسی کیا مجبوریاں ہوتی ہیں کہ ہم لوگ ایجوکیشن، ہیلتھ اور different چیزوں کی block allocation سے فنڈز اٹھا کر سڑکوں پر لگا دیتے ہیں۔ یہ کون سے قانون کے تحت ہو سکتا ہے کہ ADPs کی بغیر approve سکیم کے لئے فنڈز دوسرے محکموں کی block allocation سے اٹھا کر اس میں ڈال دیں۔ اگر یوں ادھر block allocation کا فنڈز ٹرانسفر کیا جاتا

ہے تو کیا یہ illegal نہیں ہے، کیا یہ اس ہیلتھ، ایجوکیشن یا جس دوسرے اور محکمے کی block allocation نکلی ہے تو کیا اس کا حق نہیں مارا گیا، کیا ہم لوگوں کے یہ practices اور یہ چیزیں صحیح چل رہی ہیں؟ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہم لوگ ایک agricultural based country ہیں ہماری major economy agriculture پر base کرتی ہے۔ ہم لوگوں نے آج تک اس کسان کے لئے کیا کیا ہے؟

جناب سپیکر! میں ذاتی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کی جتنی پالیسیاں ہیں وہ سب کسان کش پالیسیاں ہیں کیونکہ میں تو ایک خود کسان ہوں اور میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ ہمارے آلو کا ریٹ نہیں رہا، ہمارے گنے کے پیسے نہیں ملتے اور ہماری کپاس کا ریٹ کوئی نہیں رہا۔ آپ میری بات سنیں کہ کسان کدھر جائے گا، کیا ہم لوگ ان زمینوں کے اندر کاشت کرنی چھوڑ دیں؟ اگر ہمیں اس حکومت نے کوئی ریلیف نہیں دینا ہے، بجلی کا بل اور باقی ٹیکسز کے نام پر ہمارے سر پر ہر وقت تلوار لٹکا کر یہ کھڑے ہوتے ہیں اور جب ریلیف دینے کی بات آتی ہے تو اس وقت کسان بھول جاتے ہیں اور صرف فیکٹریوں والے یاد آتے ہیں؟ factories بہت important ہیں، we need industries، ہمیں لیبررز کو employment دینے کی ضرورت ہے لیکن اگر یہ کسان نہیں ہوگا تو یہ انڈسٹری بھی نہیں چلے گی۔ Kindly گورنمنٹ کو چاہئے کہ اس ایگریکلچر پر focus کریں اور مہربانی کر کے ان کسانوں کی نسل کشی بند کر دیں۔

جناب سپیکر! میں آپ سے یہ request کرنا چاہوں گا کہ اگر ہم rural areas پر focus کریں گے جو کہ rural areas کے اندر ہماری majority of populations رہتی ہے تو میرے خیال میں urbanization پر بڑا فرق پڑے گا اور شہروں پر بڑھتا ہوا لوڈ کم ہو جائے گا۔ کیا ایسی وجوہات ہیں کہ ہماری majority of populations, rural areas میں ہے اور ہماری majority of spending, urban areas میں ہے اور ہم شہروں سے باہر نکلنا پسند نہیں کرتے؟ میں یہ پوچھتا ہوں کہ پچھلے دو سالوں میں جتنا لاہور کے اندر فنڈز لگایا گیا ہے اگر وہ پورے پنجاب کے اندر وہ فنڈز ترسیل کر دیا جاتا تو آج پورا پنجاب بہت بہتر ہوتا اور لاہور پر لوڈ کم ہوتا۔ ہمیں ان سڑکوں، ان overhead bridges اور underpasses سے زیادہ اپنی basic health کی ضرورت ہے اور ہمیں ایجوکیشن کی ضرورت ہے۔ یہاں پر environment کے اتنے بڑے بڑے مسائل چل رہے ہیں جن میں ہم international agreements کے اندر bound بھی ہیں لیکن اس کی مخالفت

برائے مخالفت اس لئے کہ وہاں ہمارے industrialists اور ہماری اپنی فیکٹریاں متاثر ہوتی ہیں اور ہم لوگ ان issues کو دیکھنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ یہ کیا وجوہات ہیں کہ ہماری گورنمنٹ کو جن مسائل کو دیکھنا چاہئے ان کی طرف نہیں دیکھتی ہے۔ ہم ییلو کیب سکیم، لیپ ٹاپ سکیم بلکہ ہر چیز دینے کے لئے مارکیٹ کے اندر اربوں روپے لگا رہے ہیں۔ کیا ہم لوگوں کے لئے create employments نہیں کر سکتے؟ کیا ایسی وجہ ہے کہ پولیس آرڈر کے تحت تقریباً ساڑھے تین سو سے چار سو لوگوں کی آبادی پر ایک کانسٹیبل ہونا چاہئے تو لاہور اکیلا ہی ایک شہر کیوں ہے جو اس ratio کے مطابق ہے۔ ایک ہم ہیں کہ میرا ضلع فیصل آباد میں تقریباً 1350 سے 1400 لوگوں پر ایک کانسٹیبل ہی ہے؟ اگر پولیس آرڈر کے تحت ہی صرف بھرتیاں کی جائیں جو کہ قانونی طور پر ہے تو میرے خیال میں لاکھوں کے قریب لوگ ہم صرف پولیس کے اندر بھرتی کر سکتے ہیں، جس سے بہتر law enforcement ہو سکتی ہے اور ہماری یہاں پر situation بہتر ہو سکتی ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ آپ ہیلتھ کے اندر جا کر دیکھیں کہ ہسپتالوں میں سٹاف نہیں ہے، کیا وجہ ہے کہ employments ابھی گورنمنٹ نے کھولی نہیں ہیں۔ ہمارے سکول under staffed ہیں کیا وجہ ہے؟ کیونکہ ہمارے سکولز میں employments کھلی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! قرضے دے کر اس عوام کو قرضوں کی عادت مت ڈالیں۔ ہم انہیں محنت کرنے اور نوکری کرنے کی عادت ڈالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ۔ آپ wind up کریں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اس کے علاوہ ہم IT Lab اور ٹیکنالوجی لیب کیوں نہیں بنا رہے؟ ہم یہاں پر لیپ ٹاپ بانٹنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اگر IT Labs بنیں گی تو اس سے آنے والی نسلیں اور بہت سارے لوگ مستفید ہوں گے بجائے اس کے کہ ایک بچہ لیپ ٹاپ لے کر چلا جائے۔ آپ ضرور لیپ ٹاپ دیں لیکن اس وقت دیں جب آپ کے پاس ان لوگوں کو دینے کے لئے بہت زیادہ پیسا ہو۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہماری جیلیں overloaded ہو چکی ہیں اور ہمیں سپیشل جیلیں بنانے کی ضرورت ہے۔ جہاں پر terrorists کو رکھا جائے کیونکہ ان terrorists اور کریمنل کا mindset مختلف ہوتا ہے تاکہ ان کا mindset عام thieves کے mindset پر اثر انداز نہ ہو۔ Secondly ہماری اریگیشن تباہ ہو چکی ہے اور پانی چوری آسمان کے اوپر ہے ہمارے ہاں بھل صفائیاں نہیں ہو رہی ہیں، ہمارے وزراء وہاں جاتے ہیں، وہاں پر کھانا کھاتے ہیں اور چلے جاتے ہیں اور وہ

فیلڈ میں جا کر دیکھنا پسند نہیں کرتے ہیں۔ اگر اسی طرح سے یہاں پر محکمے چلیں گے اور اسی طرح سے سسٹم چلے گا تو پھر اللہ ہی حافظ ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اگر ہم نے اسی طرح سے بجٹ بنانے ہیں اور ہم نے اسی طرح سے کرنا ہے تو ہماری اس تقریر کی value نہ ہے۔ میں تو یہ پوچھنا چاہوں گا کہ rules-133a یہ state کرتا ہے کہ ہم لوگ مارچ کے مہینے کے اندر اپنی ساری تجاویز دیں گے اور وہ آگے forward کی جائیں گی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: قتیانہ صاحب! Rules میں مارچ defined ہے اور یہ بحث مارچ سے ہی شروع ہوئی ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! یہ جنوری سے مارچ ہے تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ہم یہ کس rules کے تحت آج تقاریر کر رہے ہیں اور کس rules کے تحت آپ یہ forward کریں گے کیونکہ rule 133(a) ہمیں مارچ میں دینے کے لئے bound کرتا ہے۔ ہماری کتنی بحث ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں rules پڑھ رہا ہوں کہ Finance Minister shall include in the List of the Business. تو بزنس کی لسٹ میں یہ مارچ سے include ہو چکا ہے اور اسی پر یہ continue بحث جاری ہے۔ آپ ذرا اس کو دوبارہ پڑھ لیجئے گا۔ میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی، شہزاد منشی صاحب! آج جمعہ کا دن ہے تو آپ سارے مختصر بات کریں گے۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! میں تھوڑے وقت میں دو چار باتیں کر لوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! پچھلے سال جو بجٹ پیش کیا گیا، محترم وزیر خزانہ یہاں پر موجود ہیں اور ہم ان کو خراج تحسین بھی پیش کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے minority کے فنڈ کو جو اس سے پہلے کافی کم تھا اور انہوں نے پچھلے سال 20 کروڑ روپے اضافہ کر کے ہماری اقلیتوں کے لئے 50 کروڑ روپے کا فنڈ کروا دیا۔ میں اس پر وزیر اعلیٰ پنجاب اور خاص کر وزیر خزانہ کا بھی شکر گزار ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہنا چاہتا ہوں اور میں نے پچھلے سال بھی یہ درخواست کی تھی کہ پنجاب میں بلکہ پورے پاکستان میں غیر مسلم لوگوں کی تعداد بہت زیادہ بڑھ چکی ہے اور یہ جو فنڈز ہمیں دیئے جاتے ہیں ہم شکر گزار ہیں کہ یہ بڑھا رہے ہیں اور بڑھاتے بھی ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے ان کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ جو فنڈز ہمیں دیئے جاتے ہیں ان کا بہت کم علاقوں میں استعمال ہوتا ہے اور حکومت کی ترقیاتی سکیموں سے بہت زیادہ لوگ محروم رہ جاتے ہیں جبکہ اب حکومت بجٹ پیش کرنے والی ہے تو میں ان سے درخواست کروں گا اور میں نے پچھلے سال بھی درخواست کی تھی اب جبکہ وزیر خزانہ بھی بیٹھے ہوئے ہیں تو براہ مہربانی آپ اس پر توجہ دیں کہ آپ ہمیں جو minority کا 5 فیصد کوٹا دے رہے ہیں۔ ہماری minorities جس میں ہندو، کرسچئن، سکھ اور communities بھی شامل ہیں یہ صرف 5 فیصد نہیں ہیں۔ اگر آپ غیر مسلم کو count کریں تو یہ کم از کم 15 سے 20 فیصد ہیں۔ یہاں پر ہماری تمام communities میں بسنے والے لوگ جن میں ہندو، سکھ اور کرسچئن ہیں یہ پارلیمنٹ کا حصہ ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر آپ ٹوٹل فنڈز کا 15 فیصد نہیں، 5 فیصد نہیں صرف ایک فیصد بھی کر دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ بہت سے ترقیاتی کام جو غیر مسلم لوگوں کے رہ جاتے ہیں وہ ہو جائیں گے۔ جس سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ محرومی جو بعض لوگوں میں پائی جاتی ہے وہ محرومی دور ہو جائے کیونکہ میاں صاحبان خاص کر وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی ایک محبت کی داستان لازوال ہے جو وہ minority سے کرتے ہیں۔ میری درخواست ہے کہ یہ بھی ان تک پیغام پہنچایا جائے کہ بہت سے ایسے لوگ جو بہت سارے ترقیاتی کاموں سے محروم رہ جاتے ہیں ان کے کاموں کے لئے یہ فنڈز بڑھایا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ درخواست بھی کروں گا کہ قائداعظم محمد علی جناح جنہوں نے پاکستان میں بسنے والی تمام communities کے لئے مساوی حقوق کی بات کی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ابتدا اور اس سلسلے پر عملدرآمد کرتے ہوئے میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے minority سے بہت محبت کی ہے۔

جناب سپیکر! میں درخواست کروں گا کہ خود روزگار سکیم میں بھی minority کا کوٹا بھی ضرور رکھا جائے۔ اسی طرح ٹیوٹا جو کہ ایک ایسا ادارہ ہے جہاں پر لوگوں کو technical skill سکھائے جاتے ہیں۔ میں نے پچھلے سال بھی درخواست کی تھی اور اب بھی درخواست کروں گا کہ اس میں بھی minority کے وہ نوجوان جو انڈر میٹرک ہیں اور زیادہ پڑھے لکھے نہیں ہیں ان کے لئے فنڈز ضرور رکھے جائیں تاکہ وہ technical skill سیکھ کر معاشرے کے اچھے شہری بن سکیں اور اپنا روزگار کما سکیں۔ اس کے ساتھ ایک بڑی اہم بات ہے وہ یہ ہے کہ جتنے بھی ٹیکنیکل کالجز اور یونیورسٹیاں ہیں ان میں بھی minority کا کوٹا ضرور رکھا جائے تاکہ وہ اس کوٹا کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکیں جب وہ وہاں سے تعلیم حاصل کریں گے تو معاشرے کا حصہ بن جائیں گے۔ اس کے ساتھ ہی آخر میں،

میں محترم وزیر اعلیٰ اور خاص طور پر وزیر خزانہ کا شکریہ ادا کروں گا۔ یہ میری چند ایک تجاویز تھیں جو زیر غور کر لی جائیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ نگہت شیخ! امید ہے ٹیکنیکل آپ ٹائم کا خیال کریں گی۔

محترمہ نگہت شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! خواتین کے لئے ویسے ہی جناب آپ کچھ ٹائم کا زیادہ ہی خیال شروع کر دیتے ہیں۔ سب سے پہلے میں اپنی بات لاء اینڈ آرڈر پر کروں گی، یقیناً اس وقت لاء اینڈ آرڈر کے جو حالات ہیں ہمیں اس میں انقلابی اقدامات کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر ہم نے لاء اینڈ آرڈر کے حالات کو بہتر کرنا ہے تو ٹاؤٹ مافیا کو ختم کرنا پڑے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ پولیس میں ہنگامی، انتہائی ضروری کام سکریننگ کا ہے۔ بے شمار افسران قبضہ مافیا کے ساتھ ملے ہوئے ہیں، جرائم پیشہ افراد کو shelter بھی دیتے ہیں اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ پولیس میں سکریننگ کی اشد ضرورت ہے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ پولیس کے پاس نہ کوئی جدید اسلحہ ہے، ٹرانسپورٹ بھی جدید نہیں ہے جبکہ جرائم پیشہ افراد کے پاس جدید اسلحہ، چوری شدہ گاڑیاں، بائیکس وغیرہ موجود ہیں۔ اس سلسلے میں یقیناً پولیس کو ہمیں جدید اسلحہ اور ٹرانسپورٹ فراہم کرنی چاہئے لیکن ہمیں یہ بھی ضرور دیکھنا چاہئے کہ خریداری ہمارے بجٹ کے حساب سے ہو۔ ہم اپنی آمدن سے زیادہ اخراجات نہ کر لیں کیونکہ اگر ہم کسی بھی ملک کی بات کریں، امریکہ جیسے ملک کی economy کی بھی بات کر لیں، اگر ہم اپنے اخراجات کو مد نظر نہیں رکھیں گے تو پھر ملک خسارے کا شکار ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی میں ایک چھوٹی سی بات یہ عرض کروں گی کہ اپنے اخراجات میں کمی کے لئے جی او آر (I) اور باقی جگہوں پر جو بڑے بڑے آٹھ، دس کنال کے سرکاری گھر ہیں ان کو چھوٹا کر کے دس مرلہ یا زیادہ سے زیادہ ایک کنال کا کر دینا چاہئے، اس سے اخراجات کافی حد تک کم ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ سرکاری گاڑیوں اور پٹرول کی مد میں جو فالتو اخراجات ہو رہے ہیں، سرکاری گاڑیاں پرائیویٹ کاموں میں استعمال ہوتی ہیں۔ پٹرول چوری ہو کر انہی پٹرول پمپ پر بکتا ہے، ایسے پٹرول پمپوں کے لائسنس کینسل ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں یہ کروں گی کہ ہائی ویز پر حادثات میں اضافہ ہوا ہے، پولیس کچھ نہیں کر سکتی۔ میری اس میں گزارش یہ ہو گی کہ تمام ہائی ویز میں بائیک کے لئے ٹریکس بھی دیگر ممالک کی طرح الگ کئے جائیں تاکہ حادثات کنٹرول ہو سکیں اور اس کے ساتھ ساتھ جو ہمارے ٹریفک کے مسائل ہیں، جس طرح جاپان میں Primary Level سے Secondary Level تک ٹریفک

قوانین کے بارے میں بچوں کو awareness دی جاتی ہے اور یہ نصاب کا بھی حصہ ہے۔ میں چاہوں گی کہ اس کو ہمارے ہاں بھی نصاب کا حصہ بنایا جائے۔ باقاعدہ Question Papers بنائے جائیں، ٹریفک قوانین سے متعلق question add کئے جائیں۔ ایک وقت تھا جب پنجاب کی شرح خواندگی 90 فیصد تھی اور یہ وہ وقت تھا جب سرکاری زبان فارسی اور ذریعہ تعلیم بھی فارسی تھا لیکن آج جو خواندگی کی شرح ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ اس وقت لارڈ میکالے نے ایک بات کہی تھی کہ اگر ہم نے ہندوستانیوں پر راج کرنا ہے تو ہمیں ان کا ذریعہ تعلیم ختم کرنا پڑے گا، ہم اسی وقت اپنے مقاصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں اور آج بھی اگر ہم ترقی یافتہ ممالک جیسے چائنا، جاپان یا جرمنی کی طرف دیکھیں تو انہوں نے دنیا میں انقلاب برپا کیا اور جدید علوم کو اپنی زبان میں ڈھال لیا۔ اگر ہم واقعی ہی ترقی کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں بھی چاہئے کہ ہم جدید علوم کو اپنی زبان میں ڈھال لیں تاکہ ہم بھی دنیا میں انقلاب برپا کر سکیں۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی میں وزیراعلیٰ کو خراج تحسین پیش کروں گی جس طرح انہوں نے پنجاب کے بے روزگار افراد کے لئے روزگار سکیم شروع کی ہے، اس میں خصوصاً کمرشل گاڑیاں جو وہ دے رہے ہیں، میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتی ہوں کہ جو پچاس ہزار گاڑیاں دی جارہی ہیں وہ مارکیٹ ریٹ سے ایک لاکھ روپے کم قیمت پر دی جارہی ہیں اور اس سے پچاس ہزار افراد کا روزگار وابستہ ہے۔ میری گزارش یہ ہوگی کہ اس طرح کی جو روزگار سکیمیں ہیں وہ جاری رہنی چاہئیں اور ان میں مزید اضافہ ہونا چاہئے۔ محکمہ آبکاری و محصولات صرف 1500 روپے فیس لے کر گاڑیوں کو commercial use کی اجازت دے دیتا ہے جس سے ٹریکٹر، ٹرالی کو commercial use کی اجازت مل جاتی ہے جس کی وجہ سے ہائی ویز کا بُرا حال ہوگیا ہے۔ تمام سڑکیں ایک طرف بنتی ہیں تو دوسری طرف ٹوٹ جاتی ہیں، ان روڈز کو جنہوں نے چیک کرنا ہوتا ہے وہ ایس ڈی او اور ٹھیکیداروں سے ملے ہوتے ہیں، انہوں نے ہی روڈز کی کوالٹی کو چیک کرنا ہوتا ہے لیکن ایسا کوئی سسٹم نہیں ہے کہ اگر ایک کام ہوا ہے اور کچھ مہینوں بعد وہ روڈ ٹوٹ گئی ہے تو اس کو پوچھنے والا کون ہے، کون اس کا ذمہ دار ہے؟ اس میں میری یہ گزارش ہوگی کہ روڈز کی جو حالت ہے اس میں جو لوگ ملوث ہیں یا ٹھیکیدار ہیں ان کے لئے کوئی ایسا قانون بنے تاکہ ان کے خلاف کارروائی ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! wind up کریں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! آخر میں میری صرف یہ گزارش ہے کہ زراعت کو ہم ریڑھ کی ہڈی تو کہتے ہیں لیکن ہماری ریڑھ کی ہڈی کا یہ حال ہے کہ ہر محکمہ کے لئے contingency budget رکھا جاتا ہے لیکن زراعت کے لئے کوئی ایسا بجٹ نہیں ہے۔ کمیشن مافیا ہر جگہ پر موجود ہے، فوڈ ڈیپارٹمنٹ میں سات لاکھ ٹن گندم کھلے آسمان کے نیچے پڑی ہوئی ہے فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے افسران بارش کے لئے دعائیں مانگ رہے ہیں تاکہ وہ گندم خراب ہو اور ملکی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے گندم باہر سے منگوائی جائے تاکہ ان کی کمیشن چلتی رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ محترمہ! ویسے آپ نے بات تو کر دی کہ خواتین کو کم ٹائم دیا جاتا ہے، کل میں نے کوئی تین دفعہ آپ کا نام پکارا ہے اور آپ جا چکی تھیں۔ آج میں نے آپ کو موقع دیا ہے، کل بھی آپ کا نام ایجنڈے پر تھا، لسٹ میں تھا لیکن آپ موجود ہی نہیں تھیں لیکن پھر بھی میں نے آپ کو ٹائم دیا ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میں تو کل بھی موجود تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جس وقت نام بلایا گیا اس وقت آپ موجود نہیں تھیں۔ جناب نعیم اللہ گل!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری طارق سبحانی صاحب!

چودھری طارق سبحانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم issue پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ سب سے پہلے تو میں وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کا ممنون ہوں کہ انہوں نے ضلع سیالکوٹ کو موٹر وے اور ٹیکنالوجی کالج فراہم کرنے کا اعلان کر کے ہمارے ضلع سیالکوٹ کے دل جیت لئے ہیں۔ ضلع سیالکوٹ ایک Industrial Hub بھی ہے اور ان کی پچھلے چند سالوں سے موٹر وے کی ایک دیرینہ demand تھی جو کہ وزیراعظم صاحب نے پوری کر دی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کی خدمت میں یہ بھی گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ حالیہ فلڈ کے سلسلے میں جو ہماری گندم کی فصل تباہ ہوئی ہے، چاول کی فصل بھی تباہ ہوئی ہے، اس کے بارے میں وزیراعظم صاحب نے اعلان کیا تھا کہ ہم فی ایکڑ پانچ ہزار روپے اپنے زمینداروں کو دیں گے جو کہ ابھی تک صرف اعلان کی حد تک موجود ہے لیکن اس پر کوئی عمل نہیں ہو سکا ہے اس لئے میری گزارش ہے کہ وزیراعظم صاحب کی طرف سے جو اعلان کیا گیا ہے کہ کم از کم ان

زمینداروں کو جن کا کافی نقصان ہوا ہے کم از کم پانچ ہزار روپے فی ایکڑ کے حساب سے ان کو وہ مراعات ملنی چاہئیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کروں گا جو اس وقت تشریف فرما ہیں، میں ان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ٹیکنالوجی کالج کا جو انہوں نے اعلان کیا ہے، اس کی ہمیں اشد ضرورت ہے، وہ اس لئے کہ سیالکوٹ ایک Industrial Hub ہے وہاں پر اگر ٹیکنالوجی کالج ہوگا تو ہمارے بچوں کو روزگار ملے گا، بچے اس کالج سے ڈپلومے حاصل کریں گے جس کی وجہ سے ہماری معیشت میں بھی بہتری آئے گی اور ان کو اچھے روزگار کا موقع بھی فراہم ہوگا۔ یقین کریں میں خود بھی ایک فیکٹری کا مالک ہوں لیکن اس وقت ہمارے پاس ٹیکنالوجی نہیں ہے تاکہ ہم اپنے ورکرز کو proper طریقے سے trained کر سکیں اور ہم اس وجہ سے اپنے آرڈر بھی کینسل کر دیتے ہیں کیونکہ ہمارے پاس وہ ٹیکنیکل ورکرز موجود نہیں ہوتے۔ اگر یہ کالج پاکستان میں یا ضلع سیالکوٹ میں فراہم کر دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ہماری ایکسپورٹ بھی بڑھے گی اور معیشت میں بھی بہتری آئے گی۔

جناب سپیکر! دوسرا میرا ایک دیرینہ مطالبہ بھی ہے جو میں پچھلے چھ مہینے، سال سے کرتا چلا آ رہا ہوں کہ ہماری واٹر سپلائی کی جو سکیمیں ہیں اس میں محکمہ نے میرے ساتھ غلط بیانی سے کام لیا ہے، میں نے جب ان سے پوچھا کہ میرے حلقہ پی پی۔125 میں کتنی سکیمیں ہیں؟ تو مجھے یہ بتایا گیا کہ ٹوٹل آٹھ سکیمیں ہیں لیکن جب میں نے اپنے source سے چیک کیا تو میرے حلقہ میں ٹوٹل پندرہ سکیمیں ہیں۔ ان پندرہ سکیموں میں سے سات سکیمیں بند پڑی ہوئی ہیں اور یہ لمحہ فکریہ ہے کہ سات سکیمیں بند پڑی ہوئی ہیں اور ان پر بھی حکومت کی کروڑوں روپے کی investment ہو چکی ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے، میں پہلے بھی محکمہ سے اور اپنی ضلعی انتظامیہ سے بھی گزارش کرتا چلا آ رہا ہوں کہ خدارا کم از کم ان سکیموں کو چلوا دیں، وہ سکیمیں چالو ہو جائیں گی تو کم از کم میرے حلقہ کے لوگوں کو صاف پانی میسر ہو جائے گا، کیونکہ آج کل تو پینے کا صاف پانی بھی ایک غنیمت بن گیا ہے۔ ہمارے گاؤں میں یقین کریں، ہر گاؤں کا حال یہ ہے جب میں جاتا ہوں تو وہاں پر تالاب کی صورت نظر آتی ہے، گلیوں میں پانی کھڑا ہوتا ہے، سیوریج کا کوئی سسٹم نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میری یہ بھی ایک گزارش ہے کہ گاؤں میں جو تالاب ہوتے ہیں جس کو چھپڑ کہا جاتا ہے، اگر ان چھپڑوں کی صفائی بھی کی جائے تو یقین کریں ہماری ان گلیوں، نالیوں کے مسئلے بھی حل ہو سکتے ہیں۔ ہمیں ان کو بنانے کی ضرورت بھی نہیں پڑے گی کیونکہ ابھی پچھلے چند سالوں سے جو میں دیکھ

رہا ہوں کہ چھپڑوں کی کوئی صفائی نہیں ہوئی ہے، سیوریج کا کوئی سسٹم نہیں ہے، پانی کی کوئی نکاسی نہیں ہے تو گورنمنٹ کوئی ایسی پالیسی اختیار کرے کہ کم از کم دیہاتی ایریا میں چھپڑوں کی صفائی ہو جائے تو ہمارے لوگوں کے دیرینہ مطالبے پورے ہو سکتے ہیں اور ان کو صاف پانی بھی میسر ہو سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! wind up کر دیں۔

چودھری طارق سبحانی: جی؟

جناب قائم مقام سپیکر: wind up کر دیں۔

چودھری طارق سبحانی: جناب سپیکر! میں wind up کرنے لگا ہوں مجھے آج first time موقع ملا ہے اس لئے ایک منٹ دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، wind up کریں۔

چودھری طارق سبحانی: جناب سپیکر! میری ذاتی خواہش ہے کہ ٹیکنیکل کالج کی requirement پر غور کیا جائے اگر یہ ہو جائے تو میرے ضلع سیالکوٹ کو ایک بہت بڑا تحفہ مل جائے گا، اس سے معیشت میں بھی بہتری آئے گی اور ہمارے بچے ڈپلومہ حاصل کریں گے اور انہیں اچھے روزگار کا موقع فراہم کیا جائے گا۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ سب کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، چودھری عامر سلطان چیمہ!

چودھری عامر سلطان چیمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج اجلاس میں پری بجٹ کے حوالے سے بحث جاری ہے۔ یہ خوش آئند بات ہے کہ تین سال پہلے یہ provision رکھی گئی اور پری بجٹ کے حوالے سے بحث کا آغاز کیا گیا تاکہ اسمبلی کی supremacy قائم کی جا سکے اور یہ خوشی کی علامت رہا لیکن افسوس اس وقت ہوتا ہے کہ یہاں پر جو ہماری اکثریتی تجاویز بنتی ہیں کیا حکومت ان پر عمل کرتی ہے یا نہیں؟ وزراء تو اپنی wind up تقاریر میں یہی کہتے ہیں اور آج بھی کہیں گے کہ ہم نے اس پر عمل کیا یہ ہوا اور وہ ہوا۔ بہر حال حکومت نے کبھی بھی ماننا تو نہیں ہوتا حکومت ہمیشہ نہ ماننوں والی پالیسی پر ہی عمل پیرا ہوتی ہے۔ ایک حکومت کا بجٹ دینا اس کی پالیسیوں کا وژن ہوتا ہے اس کی پارٹی کے منشور کے حوالے سے اس نے الیکشن میں جو وعدے کئے ہوتے ہیں اس نے پانچ سالوں میں بجٹ کے حوالے سے ان وعدوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا ہے۔ جب حکومت اپنا وژن مکمل نہیں کر پاتی، جب وزیر خزانہ بجٹ تقریر کرتے ہیں تو وہ ایک پورے سال کا لائحہ عمل اپناتے ہیں اور سمجھاتے ہیں لیکن

افسوس کہ حکومت اس لائحہ عمل پر خود عمل پیرا نہیں ہے۔ وہ کس طرح؟ دیکھا جائے تو ٹیکسیشن کے حوالے سے حکومتی آمدن اور اخراجات کے حوالے سے۔ بجٹ میں توازن نہیں رہتا۔ حکومت آمدن کے حوالے سے کچھ نہیں سوچتی اور اخراجات پر اخراجات ہوتے ہیں۔ یہ غیر ترقیاتی بجٹ پر بھی توجہ نہیں دیتے اور غیر ترقیاتی بجٹ رہتا ہے۔ ہمیں ترقیاتی بجٹ پر توجہ دینی ہے اگر اس حوالے سے بھی دیکھا جائے تو یہ مالی سال جو ابھی 30۔ جون تک مکمل ہونا ہے اور پیچھے تقریباً دو ماہ رہ گئے ہیں لیکن آج کے دن تک صرف 30 فیصد سالانہ ترقیاتی بجٹ کی utilization ہو سکی ہے۔ یہ کتنے ہی افسوس کی بات ہے کہ صرف 30 percent utilization of annual development budget ہوئی ہے۔ اب ہو گا کیا؟ ہو گا یہ کہ جب بجٹ آئے گا تو انہوں نے show یہی کرنا ہے اور وزیر خزانہ اپنی تقریر میں بھی کہیں گے کہ ہم نے 80 percent development budget utilize کر لیا ہے۔ یہ ان سکیموں کی reappropriation کریں گے ان کو false on going schemes اور چہیتوں کی سکیموں پر use کر دیں گے۔ آج کل sector roads میں ایمرجنسی نافذ کر کے روڈز کا بغیر ٹینڈر کے سکیمیں لگانے کا بڑا اچھا رواج چل پڑا ہے۔ جب تک کرپشن ہماری جڑوں سے نہیں نکلے گی ہم اس طرح اپنی پالیسیوں پر عملدرآمد نہیں کرا پائیں گے۔ یہ کیا کرتے ہیں کہ پہلے حسنین کا ٹیکس کے نام سے ایک ادارہ تھا جس کو نوازا جاتا تھا آج کل حبیب کنسٹرکشن کے ادارے کو نوازا جا رہا ہے اور سارے کے سارے کام اسے دیئے جاتے ہیں۔ اسے مارکیٹ price سے بھی دو تین گنا زیادہ ریٹ پر کام دیئے جاتے ہیں لیکن کوئی پوچھنے والا نہیں اور کوئی ٹینڈر بھی نہیں ہوتا۔ جب main bridges اور main چیزیں اس طرح بنی ہوں تو پھر ان پر کیا توجہ ہو گی، کیا سلسلہ چلے گا؟ انہوں نے آشیانہ ہاؤسنگ کے حوالے سے کچھ سکیمیں بنائیں کچھ ایسی پالیسیاں دیں لیکن وہ سکیمیں بھی flop ہو چکی ہیں۔ میرے اپنے ضلع سرگودھا میں آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کے دو کوارٹر بنائے اور یہ بنے ہوئے پانچ سال ہو گئے ہیں لیکن ان میں بجلی نہیں، ان کے دروازے لوگ لے گئے وہاں پر پانی نہیں اور کسی کو الاٹ بھی نہیں کئے بلکہ صرف ایک نمود و نمائش کا سلسلہ بنا دیا گیا ہے۔ کیا حکومتوں نے نمود و نمائش کرنی ہوتی ہے؟ میرے خیال میں ہمارے موجودہ حکمرانوں کے ذہنوں میں یہ بیٹھا ہوا ہے کہ عوام کی یادداشت کمزور ہے عوام بھول جاتے ہیں عوام کو advertisement کے حوالے سے، سڑکوں پر بورڈز لگا کر، اخبارات میں اشتہار دے کر انہوں نے سارے partners بنا لئے ہیں۔ وہ سارے لوگ partners ہیں اشتہار دے دیتے ہیں، کوئی بات ہی نہیں کرتا کوئی بولتا ہی نہیں، تصویریں لگی ہوتی ہیں لیکن عمل کچھ نہیں، کبھی روزگار سکیم

ہے اور آج کل کہتے ہیں کہ "پڑھو پنجاب بڑھو پنجاب" میرے خیال میں [*****] ہونا چاہئے تھا چونکہ انہوں نے یہی پالیسیاں اپنا رکھی ہیں۔ دیکھا جائے تو بڑی بڑی حکومتی شخصیات مختلف sectors میں involve ہیں، اگر آپ دیکھیں تو لاہور میں ایل ڈی اے کے حوالے سے گھپلا ہی گھپلا ہے وہاں پر ایل ڈی اے میں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں نے کوئی غلط بات تو نہیں کی۔ [*****] میری کون سی غلط بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس میں حذف کرنے والی کون سی بات ہے؟ ایل ڈی اے سٹی کے نام سے ایک پراجیکٹ launch کیا گیا ہے اس کے بڑے بڑے اشتہارات دیئے جا رہے ہیں اور اس کی back پر بڑی بڑی حکومتی شخصیات ہیں۔ کیا یہ سارا لوٹنے اور پھوٹنے کا مسئلہ نہیں ہے؟ اسی طرح باہر کی کمپنیوں کو لا کر دکھایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ ہم یہ سیکٹر بنائیں گے۔ شیخوپورہ میں زمین لے لی گئی کہ ہم یہاں ٹیکسٹائل کے حوالے سے انڈسٹری لگائیں گے اور انفراسٹرکچر بنائیں گے۔ کیا اس پر عملدرآمد ہوا؟ کوئی عملدرآمد نہیں، کوئی کچھ نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب wind up کریں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ہم پچھلے پانچ سالوں سے سن رہے ہیں کہ پنجاب میں power sector میں یہ کام کر رہے ہیں۔ ان پانچ سالوں میں power sector میں کون سا پراجیکٹ ہے جس نے مکمل ہو کر بجلی پیدا کرنا شروع کر دی ہے اور انہوں نے تونسہ بیراج پر بڑے دعوے کئے کیا وہ مکمل ہو گیا؟ میرے خیال میں تو یہ لوگ ابھی تک تونسہ بیراج پر سنگ بنیاد بھی نہیں رکھ سکے۔ اگر دیکھا جائے تو ہم کیا تجویزیں دیں چونکہ ان پر عمل ہونا ہے اور نہ ہی انہوں نے ان پر کام کرنا ہے۔ جیسے اپوزیشن سے میرے فاضل ممبر نے کہا کہ ہم اپوزیشن کو تو یہ سمجھتے ہی نہیں تو ہم نے کیا تجاویز دینی ہیں۔ میں نے اسی لئے صرف مختصر یہی بات کرنی تھی کہ یہ تو صرف اور صرف enjoy کرنے آئے ہیں ان کو

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

پتا ہے کہ عوام کی یاد داشت کمزور ہے عوام کو یاد نہیں رہتا اور عوام ان کو ووٹ دے دیتی ہے اور یہ enjoy کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب عارف محمود گل صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب عبدالرؤف مغل صاحب!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! مغل صاحب کے بعد۔ جی، مغل صاحب!

جناب عبدالرؤف مغل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے تمام colleagues نے عمومی طور پر زراعت کو موضوع بنایا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بجلی کا جو deficit رہا ہے اس سے بھی زراعت بہت متاثر رہی ہے لیکن زور دیا جاتا رہا کہ گندم کی پیداوار بہتر کی جائے تاکہ ملک خود کفیل ہو اور پنجاب کی yield بہتر آئے۔ کسان نے کوشش کی، کاشتکار نے محنت کی اور yield بہتر ہوئی لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جونہی yield بہتر ہوئی تو کاشتکار کو اس کا معاوضہ ملنا مشکل ہو گیا۔ جیسا کہ ریکارڈ میں ہے کہ 23 فیصد ہماری اکانومی زراعت سے چلتی ہے اور GDP میں زراعت کا 23 فیصد share ہے جس کے بعد آگے پھر اس سے ٹیکسٹائل اور دیگر چیزیں چلتی ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ اس دفعہ دھان، آلو اور پیاز کی انتہائی کم قیمتوں کی وجہ سے کسانوں کے معاشی حالات بہت خراب ہوئے ہیں۔ آج سے آٹھ مہینے پہلے جو آلو -/62 روپے کلو فروخت ہو رہا تھا آج وہ ایک سو روپے کے سات کلو مل رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو اس میں بڑا bold step لینا چاہئے۔ حکومت کو خود اس میں investment کرنی چاہئے تاکہ کاشتکار بددل ہو کر ان فصلوں کی کاشت سے منہ نہ موڑ لیں۔ ہمیشہ یہی ہوا ہے کہ جب کاشتکاروں کو کسی فصل میں نقصان ہوا تو پھر اگلے دو تین سالوں میں انہوں نے وہ فصل پیدا کرنا بند کر دی۔ جب آلو کی کاشتکاری کم ہوئی، اس کی shortage ہوئی تو پھر عوام کے لئے مسائل پیدا ہوئے اور انڈیا سے دو یا تین لاکھ ٹن آلو import کرنا پڑا۔ حکومت آلو کی فصل زمینداروں سے خرید کر خود کولڈ سٹوروں میں stock کرے۔

جناب سپیکر! دوسرا زرعی پیداوار کے لئے آگے downstream industry لگائی جائے تاکہ پورا سال اس کی demand اور کھپت موجود رہے اور اس جانب investors کو راغب کیا جائے۔ آلو سے بننے والی چیزیں کی انڈسٹری لگائی جائے تاکہ اس کی کھپت ہو اور کاشتکاروں کا مستقبل تاریک ہونے سے بچایا جا سکے۔

جناب سپیکر! وومن ڈویلپمنٹ کے حوالے سے پاکستان بہت پیچھے ہے جبکہ آبادی کے لحاظ سے پاکستان ایک بڑا ملک ہے۔ حکومت پنجاب کو اس جانب توجہ دینی چاہئے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف تعلیم کے فروغ کے لئے بہت کام کر رہے ہیں۔ طالبعلموں کو کمپیوٹرز فراہم کئے جا رہے ہیں، نئے کالج اور یونیورسٹیاں قائم کی جا رہی ہیں۔ الحمدللہ اب تو ہر ضلع میں کالج اور یونیورسٹی فراہم کی جا رہی ہے۔ ہمیں اپنے نوجوانوں کو ہنر مند بنانا چاہئے اور اس مقصد کے لئے مختلف اضلاع میں skill development کے ادارے قائم کئے جائیں تاکہ لوگوں کو آسانی کے ساتھ فنی تعلیم مل سکے۔ اس طرح ملک سے باہر ہمارے نوجوان raw hand نہیں جائیں گے بلکہ وہ کسی نہ کسی فن میں مہارت حاصل کر کے جائیں گے جس کی وجہ سے انہیں بیرون ملک بہتر معاوضہ مل سکے گا اور ان کا آجر بھی خوش ہو گا۔

جناب سپیکر! میں اپنی بات کو مختصر کرتے ہوئے زور دوں گا کہ جو زرعی اجناس اس وقت کم قیمت پر مل رہی ہیں اس سے کاشتکاروں کا معاشی نقصان ہو رہا ہے لہٰذا انہیں اس نقصان سے بچانے کے لئے اقدامات اُٹھائے جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ! آپ کچھ کہنا چاہتی ہیں؟

سروے کے مطابق ڈینگی لاروے کی افزائش میں کئی گنا اضافے کا انکشاف

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پچھلے کچھ دنوں سے اخبارات کے اندر محکمہ صحت کے حوالے سے کافی ساری خبریں آ رہی ہیں۔ ڈینگی کے تدارک کے لئے پچھلے کئی سالوں سے اربوں روپے کے اخراجات سے مہم جاری ہے۔ قابل تشویش بات یہ ہے کہ آج ہی ایک سروے کے مطابق بتایا گیا ہے کہ پچھلے کئی سالوں کی نسبت اس سال ڈینگی لاروے کی افزائش کئی گنا بڑھ گئی ہے۔ اسی طرح موذی مرض ہیپاٹائٹس (سی) کے ٹیکے دستیاب نہیں ہیں۔ یہ دونوں معاملات محکمہ صحت سے متعلق ہیں تو میں یہ چاہوں گی کہ محکمہ صحت پر بحث کے لئے کوئی دن مختص کیا جائے تاکہ ہم اس پر بات کر سکیں۔ یہ بہت تشویش کی بات ہے کہ بیت المال کے پاس پہلے ہیپاٹائٹس (سی) کے ٹیکے ہوتے تھے لیکن اب حکومت کی

طرف سے ان کو یہ ٹیکے نہیں مل رہے۔ پہلے ہم غریب اور مستحق مریضوں کو بیت المال سے یہ ٹیکے دلواتے تھے لیکن اب یہ ٹیکے میسر نہیں ہیں جس سے ہیپاٹائٹس (سی) کے مریض سخت پریشان ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! ہم پیر والے دن پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت یا وزیر اعلیٰ پنجاب کے مشیر صحت خواجہ سلمان رفیق صاحب کو بلوا کر ان سے اس حوالے سے تفصیل معلوم کر لیتے ہیں۔ مشیر صحت خواجہ سلمان رفیق صاحب کو convey کر دیں کہ وہ پیر والے دن یہاں ایوان میں تشریف لائیں۔ اب راشدہ یعقوب صاحبہ بات کریں گی۔

پری بجٹ بحث

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ راشدہ یعقوب): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کی تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ میں آج یہاں جھنگ کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں۔ جھنگ ایک تاریخی شہر ہے، پہلے ضلع جھنگ کی حدود میں بھکر، لیہ، چنیوٹ اور شیخوپورہ آتے تھے لیکن اب یہ صرف جھنگ تک محدود ہو گیا ہے۔ جھنگ کی زمین ہمیشہ مردم خیز رہی ہے اور یہ اولیاء اللہ کی سرزمین ہے۔ بہت ساری نامور شخصیات نے یہاں سے جنم لیا جن میں نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام اور جسٹس خالد احمد نسیم شامل ہیں۔ اسی طرح 1965 کے ہیرو کیپٹن یونس کا تعلق بھی جھنگ سے ہے۔ جھنگ ہمیشہ تاریخی اہمیت کا حامل رہا ہے اور جھنگ سے بہت سارے لوگ منتخب ہو کر حکومت کا حصہ بنتے رہے ہیں۔ وہاں پر وڈیرا شاہی اور فرقہ واریت کا ایک لمبے عرصے تک راج رہا ہے۔ جب 2008 میں مسلم لیگ (ن) برسر اقتدار آئی تو وزیر اعلیٰ پنجاب نے جھنگ کی ترقی کے لئے اربوں روپے کے فنڈز دیئے جن کی وجہ سے وہاں پر لوگوں کا معیار زندگی بلند ہوا اور انہوں نے وزیر اعلیٰ کی خدمات کو سراہا ہے۔ جب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف 25۔ اپریل 2013 کو الیکشن سے پہلے جھنگ میں تشریف لائے تو لوگوں نے ان سے اپنے دیرینہ مسائل کا ذکر کیا جن میں سب سے بڑا مسئلہ جھنگ میں یونیورسٹی قائم کرنے کا تھا۔ اس سے پہلے جھنگ میں لڑکیوں کا صرف ایک کالج تھا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے 2010 میں لڑکیوں کا ایک اور کالج بنوایا اور پھر جب میں منتخب ہوئی تو انہوں نے وہاں پر لڑکیوں کے لئے مزید ایک کالج قائم کرنے کا حکم صادر کیا۔ انہوں نے جھنگ میں یونیورسٹی بنانے کا وعدہ بھی کیا تھا۔ میں نے منتخب ہونے کے بعد وزیر اعلیٰ کو

اپنا وعدہ یاد دلایا تو انہوں نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ 2015 کے ADP میں جھنگ یونیورسٹی قائم کرنے کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں گے۔ آج جھنگ یونیورسٹی کا Bill اس مقدس ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے جس سے ثابت ہو گیا کہ وزیر اعلیٰ اپنے وعدے کے پکے اور سچے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جس طرح وزیر اعلیٰ نے جھنگ میں یونیورسٹی قائم کرنے کا وعدہ کیا تھا اسی طرح انہوں نے جھنگ میں میڈیکل کالج کے قیام کا بھی وعدہ کیا تھا۔ میں امید کرتی ہوں کہ وزیر اعلیٰ اپنے اس وعدے کی پاسداری کرتے ہوئے جھنگ میں میڈیکل کالج بھی قائم کریں گے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت مہربانی۔ جناب کرم الہیٰ بندیال صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، میجر (ریٹائرڈ) معین نواز وڑائچ صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) معین نواز وڑائچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے تو میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہمارے حلقے میں دریائے چناب پر ایک بہت بڑے پُل کی منظوری دی ہے جس سے انشاء اللہ تعالیٰ بفضل خُدا گجرات اور سیالکوٹ کے اضلاع آپس میں connect ہو جائیں گے۔ گجرات side پر اس کی بہت بڑی advantage یہ ہو گی کہ ہم سمبڑیال کے انڈسٹریل ایریا کے ساتھ connect ہو جائیں گے اور ہمیں سیالکوٹ انٹرنیشنل ائیرپورٹ کی direct access مل جائے گی۔ حال ہی میں وزیر اعظم پاکستان نے لاہور تک موٹروے کی منظوری دی ہے۔ انشاء اللہ اس پُل کے ذریعے ہم بھی کھاریاں کے ساتھ connect ہو جائیں گے۔ میں وزیر اعلیٰ کا اس بات پر بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے ہمیں یونیورسٹی کے لئے double road دی لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں تھوڑا سا باور کرانا چاہتا ہوں کہ کسی وجہ سے جو double road ہمیں یونیورسٹی کے لئے sanction کی گئی ہے وہ delay ہو رہی ہے۔ اُس کے لئے فنڈز بھی sanction کر دیئے گئے لیکن don't know I کہ وہ روڈ کس لئے delay ہو رہی ہے۔ میں معزز وزیر خزانہ سے request کروں گا کہ وہ اس کا نوٹس لیں، otherwise یہ فنڈز lapse ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! جلال پور جٹاں میرے حلقہ کی حد پر ہے اور ضلع گجرات کے اندر یہ دوسرا بڑا ٹاؤن ہے۔ اس وقت اس کی آبادی ایک لاکھ 50 ہزار سے زیادہ ہے۔ ہمیں گجرات سے جلال پور جٹاں جو سڑک ہمیں connect کرتی ہے وہ سڑک single ہے اور اُس پر بہت زیادہ سکول اور کالج بن چکے ہیں، پھر population کی وجہ سے اس پر ٹریفک ویسے بھی بہت زیادہ ہے اور یونیورسٹی کی روڈ بھی اس سڑک

سے نکلتی ہے تو میں request کروں گا کہ یہ 12/13 کلومیٹر کی روڈ ہمیں double کر کے دی جائے۔ آئے دن because of excessive traffic اس پر accidents ہوتے ہیں تو اس روڈ کو double کر دیا جائے۔

جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ جلال پور جٹاں خاصا بڑا ٹاؤن ہے اور اس کے اندر بہت چھوٹا ہسپتال ہے۔ میں request کرتا ہوں کہ اگر فی الحال جلال پور جٹاں کو تحصیل ہیڈ کوارٹر نہیں بنایا جا سکتا تو کم از کم جلال پور جٹاں کے ہسپتال کو ٹی ایچ کیو ہسپتال کا درجہ ضرور دیا جائے تاکہ ہمیں ڈاکٹرز، لیڈی ڈاکٹرز، سرجنز وغیرہ آسانی سے دستیاب ہوں اور اس سے گجرات کے شمال کے پورے علاقہ کا بوجھ گجرات کے سرکاری ہسپتالوں کی بجائے یہاں پر divide ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! میرے حلقہ میں ملوکھوکھر گاؤں کی واٹر سپلائی میں گندہ پانی آ رہا ہے اور لوگوں نے مجھے کم از کم 50 رپورٹیں دکھائی ہیں تو emergency basis پر ملوکھوکھر گاؤں کی واٹر سپلائی سکیم کے پائپ تبدیل کئے جائیں۔

جناب سپیکر! میرے حلقہ میں پچھلے سال floods کی وجہ سے بہت زیادہ نقصان ہوا ہے اور دریائے چناب کے اندر ہمارے کچھ sanctioned spurs ہیں وہ ابھی تک delay ہو رہی ہیں۔ سردیوں میں spurs کو بنانے کا season ہوتا ہے لیکن وہ delay ہو جاتے ہیں اور اگلا flood season پھر آ رہا ہے تو پھر ہمارا بہت نقصان ہوگا۔

جناب سپیکر! سرگودھا اور جھنگ کے جن جن علاقوں میں water shortage ہے اُن کو canal water feed کرتا ہے اُس کی distribution میں اُن کو زیادہ کوٹا دیا جائے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میجر صاحب! آپ بقیہ تجاویز منسٹر صاحب کو دے دیں۔ جی، ڈاکٹر نجمہ افضل صاحبہ۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری ارشاد احمد آرائیں صاحب!

چودھری ارشاد احمد آرائیں: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا تعلق حلقہ پی پی-233 تحصیل بورے والہ سے ہے۔ ضلع وہاڑی میں تین تحصیلیں میلسی، وہاڑی اور بورے والہ ہیں۔ بورے والہ تحصیل جنوبی پنجاب کی آخری تحصیل ہے اور تینوں میں سے سب سے بڑی تحصیل ہے جو آبادی اور کاروباری ہر لحاظ سے بڑی تحصیل ہے مگر ترقیاتی لحاظ سے میری تحصیل باقی دونوں تحصیلوں سے پیچھے ہے۔ سابقہ دو ادوار میں وہاں پر جو تحصیل ناظم رہا اُس نے بورے والہ تحصیل میں کام کروانے کی بجائے دونوں ہاتھوں سے لوٹا جس کا خمیازہ اب اس تحصیل کے لوگ بھگت رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ میرے حلقہ میں 23 کچی آبادیاں ہیں اور اُن کچی آبادیوں کے لوگ گندہ پانی پی رہے ہیں۔ واٹر سپلائی اور سیوریج کا پانی mix ہو کر آ رہا ہے جس کی وجہ سے پنجاب میں سب سے زیادہ ہیپاٹائٹس میرے حلقہ کی ان 23 کچی آبادیوں میں ہے لہٰذا میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ میرے حلقہ کی ان 23 کچی آبادیوں کے لئے زیادہ سے زیادہ فنڈز مختص کئے جائیں تاکہ وہ لوگ اور اُن کے بچے اچھی زندگی گزار سکیں۔

جناب سپیکر! میں نے اپنے حلقہ کے بہت سے گاؤں کے پانی کا لیبارٹری ٹیسٹ کرایا ہے اُس پانی میں arsenic poison سو فیصد موجود ہے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ میرے حلقہ پی پی۔233 میں water filtration plant مہیا کیا جائے۔ ویسے بھی پنجاب حکومت نے صاف پانی کا ایک منصوبہ بنایا ہے تو اُس منصوبہ میں ہمارے ضلع کو priority دی جائے۔

جناب سپیکر! ہمارے بورے والہ شہر کا بائی پاس موجود نہیں ہے جبکہ لاہور سے لے کر بورے والہ تک ہر شہر کا بائی پاس بن چکا ہے۔ وہاں سے گزرنے والی چھوٹی بڑی ہر طرح کی ٹریفک شہر کے اندر سے گزرتی ہے جس کی وجہ سے ٹریفک گھنٹوں بند رہتی ہے اور بہت زیادہ accidents ہوتے ہیں تو میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں آنے والے بجٹ میں بورے والہ شہر کا بائی پاس ضرور دیا جائے تاکہ ہمارا یہ دیرینہ مسئلہ حل ہو سکے۔

جناب سپیکر! ہمارے ملک کا 80 فیصد دارومدار زمیندارہ پر ہے اور ہم یہ مانتے بھی ہیں اور کہتے بھی ہیں تو میں یہ گزارش کروں گا کہ ایسی پالیسیاں بنائی جائیں جس سے زمیندار کو فائدہ ہو، اُس کو صحیح بیج ملے، کھاد سستی اور خالص ملے، pesticides صحیح ملیں، بجلی کے ریٹس کم ہوں اور باقی چیزوں کے ریٹس بھی کم ہوں۔ اس وقت زمیندار بہت بُری حالت میں ہے تو اُس کے لئے بھی ہمیں ایسی پالیسیاں بنانی چاہئیں تاکہ ہمارا زمیندار خوشحال ہو۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر کرپشن کے حوالہ سے بھی ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے وزیراعلیٰ پنجاب میں development کے لئے پیسے دیتے ہیں مگر وہاں پر آدھے پیسے کرپشن کی نذر ہو جاتے ہیں۔ اس میں ایک زندہ مثال دیتا ہوں کہ میرے اپنے ضلع میں missing facilities کا 30 کروڑ روپے کا ٹینڈر ہوا۔ ای ڈی او (ورکس) نے اپنے دفتر میں بیٹھ کر tender open نہیں ہونے دیا بلکہ pool کرا دیا جس سے کروڑوں روپے کا گھپلا ہوا ہے۔ میں نے اس بات کا DCO کی میٹنگ میں بھی اظہار کیا، میں نے لکھ کر بھی دیا لیکن آج تک اُس کی کوئی انکوائری ہوئی اور نہ کوئی شنوائی ہوئی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری صاحب! بہت شکریہ۔ آپ منسٹر صاحب سے مل لیں اور انہیں یہ ساری صورتحال بتادیں۔ بہت شکریہ۔ محترمہ نبیرہ عندلیب صاحبہ!

محترمہ نبیرہ عندلیب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میری حکومت سے چند گزارشات ہیں۔ جاری منصوبہ جات کو جلد از جلد مکمل کیا جائے۔ انرجی کرائسز کے خاتمے کے لئے بھرپور اقدامات کئے گئے ہیں لیکن بہت کوشش کرنے کے باوجود ابھی تک صورتحال بہتر نہیں ہوئی لہٰذا اس کے لئے مزید کوششیں کی جائیں۔ بڑے شہروں میں امن و امان کی صورتحال کافی بہتر ہے مگر دور دراز کے علاقوں میں پولیس کے پاس سہولیات کا فقدان ہے۔ پولیس کو اسلحہ اور گاڑیوں کی کمی کا سامنا ہے اس کے لئے اقدامات کئے جانے چاہئیں۔ ہم نے اکیسویں ترمیم جو چند ماہ پہلے منظور کی گئی ہے اس پر مکمل طور پر عملدرآمد کیا جائے۔ مذہبی منافرت کو دور کرنے کے لئے علماء کی ٹریننگ کی اشد ضرورت ہے۔ اس کے لئے ٹریننگ سنٹروں کا قیام عمل میں لایا جائے اور تربیت یافتہ علماء ہی کو مساجد میں مقرر کیا جائے۔ اس کے لئے محکمہ اوقاف اپنا خاص کردار ادا کر سکتا ہے اور ہر ضلع میں اس لیول پر سنٹر قائم کئے جائیں اور فنڈز مختص کئے جائیں۔

جناب سپیکر! مسائل بہت زیادہ ہیں۔ اگر ہمیں اخلاقی گراوٹ و معاشرتی انتشار سے بچنا ہے، جرائم میں کمی چاہئے، معاشی پستی سے ہمیں نکلنا ہے، بجٹ کے خسارے سے ہمیں بچنا ہے، امن و امان چاہئے، انرجی کرائسز جس کا تعلق اخلاق سے بھی ہے اس سے بھی بچنا ہے، خاندانی مضبوط نظام چاہئے اور تعلیم کے حقیقی فوائد ہمیں حاصل کرنے ہیں تو تجویز یہ ہے کہ اخلاقیات promote کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔ ہماری نئی نسل کی جب تک اخلاقی تربیت نہیں ہوگی ہم مختلف قسم کی بدعنوانیوں اور اخلاق سے گری ہوئی حرکتوں کا شکار رہیں گے۔

جناب سپیکر! میں تھوڑی سی کھل کر بات کرتی ہوں کہ ہم شاید اب بڑوں کو تو تبدیل نہ کر سکیں لیکن نئی نسل کے لئے ابھی سے اخلاقی طور پر اقدامات کئے جائیں کیونکہ خالی تعلیم کا فائدہ نہیں ہے۔ ہمیں اخلاقی لائحہ عمل سامنے لانا ہوگا۔ میں نے پچھلے سال بھی اس پر بات کی تھی اور اب پھر کہہ رہی ہوں کہ اخلاقی لائحہ عمل نصاب میں ٹریننگ اور ٹیکنیکل ایجوکیشن کی صورت میں ضرور شامل کیا جانا چاہئے۔ اس سے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوں گے اور دس سال بعد ہمیں اس کے فوائد نظر آئیں گے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ ارم حسن باجوہ صاحبہ!

محترمہ ارم حسن باجوہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے اپنے خیالات share کرنے کے لئے موقع دیا۔ میں سب سے پہلے وزیراعلیٰ کو appreciate کروں گی کیونکہ میں نے health پر بات کرنی ہے کیونکہ health reforms میں بہت تیزی سے کام ہو رہا ہے۔ اس کے باوجود بہت سے areas نظر انداز ہو رہے ہیں۔ ہمیں ان areas میں کام کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر ماں اور بچے کی صحت کے حوالے سے بات کروں گی کہ پنجاب اور پاکستان میں بہت سی ماؤں کی اموات زچگی کے معاملات کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ ماؤں میں زیادہ تر anemic پایا گیا ہے۔ اس کی وجوہات میں ایک وجہ غربت بھی ہے۔ میری یہ درخواست ہے کہ دیہی علاقوں میں جہاں پر ہسپتالوں کی سہولیات نہ ہونے کے برابر ہیں تو وہاں پر سول ڈسپنسریوں کو مضبوط کیا جائے اور وہاں پر ماؤں کو supplements اور ادویات مہیا کی جائیں۔ اس کے علاوہ BHU's کو بھی مضبوط کیا جائے اور وہاں پر گائناکالوجسٹ اور وومن ہیلتھ آفیسر کی تعیناتی کو یقینی بنایا جائے بلکہ اس کو 24 گھنٹوں تک کھلا رکھا جائے کیونکہ زچگی کے معاملات ایسے ہیں کہ وہ کسی بھی وقت سامنے آ سکتے ہیں۔ اس طرح ہم بہت سی ماؤں کی زندگیوں کو محفوظ کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ جو high risk cases ہوتے ہیں ان کو پہلے سے ہی identify کر کے ہسپتالوں میں منتقل کیا جائے اس سے بھی بہت سی ماؤں کو بچایا جا سکتا ہے کیونکہ اس وقت خواتین کو شہروں کی طرف منتقل کیا جاتا ہے جب وہ بالکل موت کے قریب ہوتی ہیں اور وہ راستے میں ہی جاتے جاتے وفات پا جاتی ہیں اس لئے ضروری ہے کہ دیہاتوں میں ہی اتنے اچھے انتظامات ہوں کہ ہم ماؤں کی زندگیاں محفوظ کر سکیں۔

جناب سپیکر! پاکستان کی آبادی کا 32 فیصد youth ہیں۔ میں اِن میں سے اُن لوگوں کے بارے میں بات کروں گی جو 14 سال سے 20 سال کے درمیان ہیں۔ ان کے پاس ہنر ہے اور نہ ہی تعلیم ہے۔ ان کے لئے میری درخواست ہوگی کہ اگر ہم ٹیکنیکل اور ووکیشنل سنٹروں میں اپنے parameters کو تھوڑا کم کر کے ان نوجوانوں کو تربیت دیں تو اس طرح ہم skilled workers کو produce کر سکتے ہیں۔ ہمیں بیرون ممالک سے بھی demands آتی ہیں لیکن ہمارے پاس standardized students نہیں ہوتے جو ان کے standards کو meet کر سکیں جس کی وجہ سے ہم وہاں پر لوگوں کو روزگار نہیں دلا سکتے۔ ہم جب standardized students produce

کریں گے تو اس طرح ہم اپنے بہت سے نوجوانوں کو روزگار دینے کا باعث بنیں گے اس لئے ووکیشنل سنٹرز کا afternoon and evening میں اجراء کیا جائے۔

جناب سپیکر! میری یہ بھی درخواست ہے کہ گورنمنٹ کی جو زمینیں قبضہ میں ہیں اسے چھڑوا کر زرعی یونیورسٹی کے بے روزگار طلباء کو دیں تو اس طرح ہم انہیں روزگار بھی دیں گے اور گورنمنٹ بھی revenue generate کر سکتی ہے۔ ہم جب انہیں زمینیں دیں تو ان کے ساتھ ایک معاملہ طے کیا جائے کہ 1/8 یا 1/6 گورنمنٹ کو دیں تو اس طرح ان کا روزگار بھی چلے گا اور گورنمنٹ کو revenue ملے گا۔ اس کے علاوہ ہمارے کسانوں کو بھی بہت سے مسائل درپیش ہیں۔ ان کے بجلی کے نرخوں میں کمی کی جائے کیونکہ ہم جتنی بھی اچھی مثالیں ہیں وہ دوسرے ممالک کی دیتے ہیں۔ میں بھی یقیناً مثال دوں گی کہ ہمسایہ ملک میں کسانوں کو بجلی مفت ملتی ہے۔ ہم مفت تو نہیں دے سکتے لیکن ہم نرخوں میں کمی کر سکتے ہیں۔ میری یہ بھی درخواست ہے کہ اس کے لئے بجٹ میں allocation کی جائے اور بجلی کے نرخوں میں تھوڑی بہت کمی کر کے ان کے لئے آسانی کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! گورنمنٹ لیول پر human resource department establish کئے جائیں کیونکہ میں human resource کی student رہی ہوں اس لئے میں اس کے تھوڑے سے issues بتاؤں گی کہ گورنمنٹ level پر ملازمین کی capacity building نہیں کی جاتی جس کی وجہ سے ہم اپنے targets کو محدود وقت میں حاصل نہیں کر پاتے کیونکہ ان کے پاس وہ skills نہیں ہوتیں جو کہ اس target کو محدود وقت میں حاصل کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں اس لئے human resource departments establish کئے جائیں اس کے لئے ہم اپنے پرائیویٹ اداروں سے مدد لے سکتے ہیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ شازیہ کامران صاحبہ!

محترمہ شازیہ کامران: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں آپ کی توجہ صرف اس بات پر دلانا چاہتی ہوں کہ شمالی لاہور میں گڑھی شاہو پل پر ٹریفک کا بہت زیادہ رش ہوتا ہے۔ وزیراعلیٰ نے جس طرح باقی لاہور میں کئی پل اور سڑکیں بنائی ہیں۔ میں اس بجٹ کے لئے صرف یہ سفارش کرتی ہوں کہ گڑھی شاہو پل کی بہتری کے لئے کچھ کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ ثریا نسیم صاحبہ!

محترمہ ثریا نسیم: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میری گزارش ہے کہ میری گزارشات اور تجاویز کو note کیا جائے۔ میں وہیں سے شروع کروں گی کہ

پھینکے ہیں گل اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے خانہ بر اندازِ چمن، کچھ تو اِدھر پھینک

جناب سپیکر! آپ جانتے ہیں کہ میرا تعلق بالکل آپ کے علاقے جیسا ہے۔ وہاں لوگوں کے فاضل پور، جام پور اور کوٹ مٹھن جیسے حالات ہیں۔ میرا تعلق ڈسٹرکٹ فیصل آباد کی ایک پسماندہ تحصیل تاندلیانوالہ سے ہے جس میں دو چھوٹے چھوٹے شہر، 252 گاؤں اور 28 یونین کونسلیں ہیں۔

جناب سپیکر! میں اگر آپ کو وہاں کی ایجوکیشن کے حوالے سے بتاؤں تو میرا خیال ہے کہ آپ سے بہتر کوئی نہیں جانتا ہوگا کہ ہمارے ہاں لڑکیوں کی تعلیم کی کتنی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ اگر لڑکیاں پڑھنا چاہتی ہیں تو ان کو سکول کالجز دور دراز ہونے کی وجہ سے اجازت نہیں ملتی۔ میری وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہے کہ تاندلیانوالہ میں ایک ڈگری کالج جو کہ 1996 میں قائم ہوا اس کو اگر یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے تو وہاں پر ایم اے پوسٹ گریجویشن کی کلاسز کا اجراء ہو سکتا ہے تاکہ میری وہ بہنیں اور بیٹیاں جن میں تعلیم حاصل کرنے کا بے حد شوق ہے اور وہ تعلیم حاصل نہیں کر پاتیں تو ان کے لئے بہت آسانی پیدا ہو جائے گی کیونکہ میرے شہر تاندلیانوالہ سے فیصل آباد کا فاصلہ 60 کلومیٹر ہے، سفر کی بھی سہولیات نہیں ہیں اور ہمارے لوگ بھی غریب ہیں۔

جناب سپیکر! دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ میرے علاقے کے 98 فیصد لوگ ہیپاٹائٹس سی میں مبتلا ہیں۔ میری جب بھی وزیر اعلیٰ اور حمزہ صاحب سے میٹنگ ہوئی میں ہمیشہ یہی request کرتی رہی کہ ہمیں پینے کا صاف پانی مہیا کیا جائے، واٹر فلٹر پلانٹس کے لئے میں نے request کی لیکن ابھی تک اس پر کوئی عمل نہیں ہوا۔ جب ہم اپنے علاقوں میں جاتے ہیں وہاں پر جو اموات ہوتی ہیں تو آپ یقین کریں اگر دس جگہ افسوس کرنے کے لئے جاتے ہیں تو ان میں سے نو لوگوں کی وفات ہیپاٹائٹس کی وجہ سے ہوئی ہوتی ہے۔ میری گزارش ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے بجٹ میں ایک خطیر رقم اس حوالے سے مختص کی جائے، لوگوں کو پینے کا صاف پانی مہیا کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ وسائل کا رخ شہروں کی طرف سے موڑ کر دیہاتوں کی طرف کیا جائے کیونکہ ہمارے 75 فیصد لوگ دیہاتوں میں آباد ہیں۔ دیہات کے لوگوں کو facilitate کیا جائے وہاں پر ان کو سہولیات دی جائیں اس سے ایک تو شہروں پر burden کم

ہو گا اور دوسرا اُن لوگوں کی زندگی آسان ہو جائے گی، وہاں پر skill training centre شروع کئے جائیں وہاں پر vocational centres کے skill development شروع کئے جائیں۔ الحمدللہ جس طرح وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف ایجوکیشن پر توجہ دے رہے ہیں تو اسی طرح اگر ہم اپنے نوجوانوں کو روزگار کمانے کے قابل بنادیں گے، ان کی کوئی skill training ہو جائے گی تو وہ نہ صرف ملک میں رہتے ہوئے بلکہ ملک سے باہر جاکر بھی زر مبادلہ کما سکیں گے اور وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں گے۔ آپ کو پتا ہے کہ غربت تمام برائیوں کی جڑ ہوتی ہے۔ اس سے ہماری لاء اینڈ آرڈر کی situation بہتر ہو گی۔ میری گزارش ہے کہ اس پر عملدرآمد کیا جائے اور دیہاتی لوگوں کے لئے بجٹ میں خطیر رقم مختص کی جائے اور جب ہمارا بجٹ announce ہوتا ہے تو اس میں rural area اور urban area کے لئے الگ الگ فنڈز رکھے جائیں کیونکہ ہمارے بجٹ کا زیادہ حصہ urban area میں خرچ ہو جاتا ہے اور rural area کے لوگ بنیادی سہولتوں سے محروم رہ جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ۔ ٹائم بہت مختصر ہے اس لئے باقی تجاویز آپ منسٹر صاحب کو دے دیں۔ جی، ملک محمد احمد خان صاحب!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں دو منٹ سے زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ آج سے تین چار سال پہلے in previous Assembly کے لئے pre-budget discussion 133(a) قاعدہ اس کو شامل کیا گیا ہے۔ میں آج کوئی تجویز دینے کھڑا نہیں ہوا کسی لحاظ سے اس کی افادیت تھی۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے ایک درخواست کروں گا کہ law کو اگر latter and spirit میں نہ لیا جائے تو یہ آہستہ آہستہ deteriorate کرنا شروع کر دیتا ہے اور اس طرح اس کی افادیت ختم ہو جاتی ہے اس کا اصل مقصد یہ تھا کہ ممبران اپنی تجاویز general discussion mode پر اور general discussion mode اس کے اندر defined ہے۔ At least four days اس سے زیادہ آپ کر سکتے تھے۔ مقصد صرف یہ تھا کہ جب یہ سیشن ختم ہو تو ایک قرارداد اسمبلی کے floor پر وزیر خزانہ کی طرف سے آئے اور وہ تمام قابل ذکر تجاویز جو ان ممبران نے دیں وہ آگے حکومت کو ترسیل کر دی جائیں اور اس کو stipulate کرتا تھا قاعدہ 133(a) کا ذیلی قاعدہ (3) یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جو صرف کوئی تجویز دے رہی ہو this Which demands اور اس کی wording بہت ہی clear ہے:

It says: The Assembly may recommend the proposals to the government for the next budget on a resolution moved by the Finance Minister after the conclusion of the discussion.

Now, to my understanding

جناب سپیکر! آپ نے مہربانی کی اس pre budget speech کو پانچویں دن تک لائے۔ 27-مارچ سے یہ اجلاس چل رہا ہے۔ Given circumstances میں جمعہ کی نماز کا رش بھی ہے اور اجلاس ختم ہونا بھی ہے اور وزیر خزانہ غالباً which I assume کہ یہ قرارداد پیش نہیں کر پائیں گے۔ so basically 133(a) کا کوئی پارٹ بھی in isolation نہیں پڑھ سکتے it has to be read together. اور 133(a) کا ایک، دو اور تین بڑی اچنبھے کی بات ہے کہ جب احسن ریاض فتیانہ نے point out کیا تو آپ کی نظر اس پر تھی جس طریقے سے آپ ایوان کو conduct کر رہے ہیں میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ it is a treat for me that you are calling upon those people جن کو ذمہ داری اس ایوان کی طرف سے سونپی جاتی ہے اور اگر کسی کے ذہن میں یہ بات ہو کہ وہ اس ایوان کو جواب دہ نہیں ہے تو یہ بات اس کے ذہن سے نکل جانی چاہئے کیونکہ اگر اس ایوان کی افادیت ختم ہو گئی تو حکومت اپنی writ قائم کرنے میں ناکام ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! میں آپ سے ایک اور گزارش کروں گا کہ یہ آپ کا فرض منصبی ہے کہ آپ اٹھارہویں ترمیم کے بعد ایک strap کے اندر بندھے ہوئے ہیں۔ اٹھارہویں ترمیم نے اب تک اکیس محکموں کو نیچے بھیجا، اٹھارہویں ترمیم آپ سے یہ demand کرتی تھی کہ آپ ان تمام محکموں کی Standing Committees کو effective کرتے۔ میں آپ کی اجازت سے آپ کی سہولت کے لئے ایک comparative analysis پیش کرنے لگا ہوں اور میں اس کا تقابلی جائزہ قطعی طور پر امریکہ یا برطانیہ کے ساتھ نہیں کروں گا۔ ہندوستان، بنگلہ دیش، سری لنکا، نائیجیریا اور give it a better place ساؤتھ افریقہ ان پانچ ممالک کے اندر جب ترقی کے indicators بہتر ہوئے وہ پارلیمنٹ کی working committee کے توسط سے ہوئے ورنہ کبھی نہیں ہو سکتے، جتنا مرضی آپ زور لگا لیں، جتنی مرضی task forces بنا لیں جب تک Standing Committees effective نہیں ہوں گی یہ آپ کا House will not start giving the desired results.

جناب سپیکر! آخر میں میری آپ سے یہ درخواست ہو گی کہ بجٹ کو بناتے وقت کیونکہ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں trapped words بھی ہوں حکومتی بنچوں کا بہت لوڈ ہوتا ہے اس پر میں 1502 میں Lord Coak کا ایک مقولہ آپ کے سامنے پیش کر دیتا ہوں کہ:

Sitting on a treasury bench actually stretch you down to say the truth.

جناب سپیکر! میں تو سچ بھی نہیں بول سکتا لیکن اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ جب وزیر خزانہ بجٹ پیش کر رہے ہوں تو یہ بات ضرور ذہن میں رکھیں کہ اس اسمبلی کے جو given procedures ہیں ان کو کم از کم effective کر دیں چاہے وہ تھوڑی یا زیادہ افادیت کے حامل ہیں اور جو مجوزہ ترامیم لانی ہیں ان کو براہ مہربانی اس floor پر introduce کریں یہ اس Chair کی commitment ہے۔ کمیٹی فعال ہوئے آج تین مہینے ہو گئے ہیں آج تک اس کمیٹی کی single meeting بھی نہیں ہوئی۔

Twice it was called, they called off. I don't know for what reasons better known to the secretariat.

جناب سپیکر! وہ کمیٹی نہیں meet کر سکی۔ آپ پر پابندی اور قدغن ہے اور آپ اس بات پر مجبور ہیں کہ اٹھارہویں ترمیم میں دیئے گئے اختیارات جو کہ صوبوں کو بذریعہ Parliament and Standing Committees منتقل ہوئے ان کو effective کریں۔ and lastly ہمارے دیہات جہنم کا نقشہ پیش کر رہے ہیں۔ میرے حلقے میں 182 دیہات ہیں ان میں 500 سے زائد ponds ہیں اور ان ponds کے ساتھ garbage کے depots filled بنے ہوئے ہیں کوئی نظام ہی نہیں ہے۔ سیکرٹری یونین کونسل دس دیہاتوں پر بیٹھ کر صرف چٹ جمن پرچی تے مرن پرچی دے سکتا ہے اور اس سے زیادہ کیا اس بستی کا حال ہو گا جہاں پر گند اٹھانے کا کوئی نظام ہی نہ ہو۔ آپ دیکھیں تو سہی ایک جگہ پر dump yard بنتے ہیں وہ رُوڑی بنتے بنتے پہلے تو وہ کسی agriculture purpose میں کام آتی تھی۔ اب پلاسٹک، شاپر بیگ اور یہ کانچ کیرڑا اس کے بعد وہ رُوڑی کوئی زمیندار بھی اٹھانے کو تیار نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میری آپ کے توسط سے وزیر خزانہ سے درخواست ہو گی کہ ان دیہاتوں کے لئے جن کی آبادی اس وقت بے یار و مددگار اس انتظار میں بیٹھی ہے کہ حکومت وقت ہمیں بھی پاکستان کا شہری سمجھے گی اور کوئی ایسا نظام ضرور وضع کرے گی کہ جس کے اندر کوئی تھوڑی سی گورنمنٹ کی writ نظر آئے۔ آپ کی حکومت کی writ دیہاتوں میں نہیں شہروں میں ہے۔ جہاں پر سی اے یونٹس اور municipality کی services ہیں۔ جہاں پر اور نظام وہاں پر آپ کا کارِ اختیار صرف ایک پٹواری

ہے یا وردی میں کوئی پولیس ملازم چلا جائے تو اس کا ہے۔ باقی جتنے دیہات چاہے وہ میرے حلقے کے یا کسی دوسرے ممبر کے حلقے کے ہیں وہاں کسی جگہ پر سول سروسز یا کوئی میونسپل سروسز نہیں ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب بہت مہربانی کرتے ہیں اور ہمیں پتا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کا vision ڈویلپمنٹ کے معاملے میں بڑا clear ہے۔

(اذانِ جمعہ)

جناب قائم مقام سپیکر: اجلاس کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔ جی، ملک صاحب!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ اتنے قلیل وقت میں آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ میں وزیر خزانہ کو جادو کا نسخہ بھی دینا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل دیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! جو میں بتانا چاہتا ہوں اس پر عمل کرنے میں کوئی راکٹ سائنس نہیں ہو گی۔ Public interaction کے صرف پانچ points ہیں۔ سڑکات، سکول، ہسپتال، میونسپل سروسز اور لاء اینڈ آرڈر ہے۔ آپ دیکھ لیں اور میں آپ کو word of commitment دیتا ہوں کہ ان پانچ میں کسی طرح سے بہتری لے آئیں لیکن through Parliament لائیں تاکہ ownership ہو تو بہت فائدہ ہو گا۔ اپنے اپنے حلقے کی حد تک جوابدہ ہونے میں ہمیں پتا ہو کہ ہم نے جو ووٹ لیا تھا وہ right for governance and governance for service of people لیا تھا۔ اس بنیادی چیز یعنی ووٹ کی sanctity کو سامنے رکھیں کہ یہ کیوں ملتی ہے پھر کوئی سیکرٹری فنانس نہیں کہے گا کہ میں اسمبلی کے سامنے جوابدہ نہیں ہوں۔ Mark my words پھر وہ جواب دیں گے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ۔ محمد یعقوب ندیم سیٹھی صاحب! ذرا مختصر کیجئے گا۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں انشاء اللہ کوشش کروں گا کہ دو تین منٹ میں wind up کر دوں۔ میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ پہلے اگر ہم لاہور سے فیروز پور روڈ کے ذریعے قصور جاتے تھے تو ہمیں تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کا ٹائم لگتا تھا لیکن الحمد للہ وزیر اعلیٰ کی محنت اور کاوش سے کچھ bridge بن گئے اور فیروز پور روڈ بالکل clear ہو گیا ہے تو اب ہم تقریباً چالیس منٹ کے اندر قصور پہنچ جاتے ہیں۔ میرا تعلق حلقہ پی پی۔175 سے ہے جو rural area

ہے۔ مین فیروزپور روڈ کے اوپر بہت خوبصورتی ہے لیکن جب ہم اپنے rural areas میں جاتے ہیں تو وہاں پر ہماری سڑکوں کا بہت خستہ حال ہے۔

جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ کی توجہ چاہتا ہوں کہ اگر مصطفیٰ آباد براستہ دسّو سے لے کر راجہ جنگ تک سڑک کو مکمل کیا جائے کیونکہ اس روڈ سے تقریباً دس سے پندرہ گاؤں link کرتے ہیں اور یہ farm to market road ہے تو اس سے لوگوں کو بہت فائدہ ہوگا۔ اس کے ساتھ مین فیروزپور روڈ سے وڈانہ براستہ چڑیوان سے کھارا تک سڑک مکمل کی جائے کیونکہ وہ سڑک بھی نہ ہونے کے برابر ہے۔ جس طرح میٹرو بس سے لوگ بہت زیادہ افادیت حاصل کر رہے ہیں جو گجومتہ تک بنی ہوئی ہے لہٰذا میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ جو لوگ میٹرو بس میں سوار ہونے کے لئے گجومتہ تک آتے ہیں وہ سب مصطفیٰ آباد، للیانی، وڈانہ، کھارا اور قصور سے آتے ہیں پھر لاہور جاتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ میٹرو بس کا روٹ قصور شہر تک مکمل کیا جائے تاکہ غریب لوگوں کو سفر کی مزید سہولت میسر ہو سکے۔

جناب سپیکر! اسی طرح ایجوکیشن کے حوالے سے میں یہ request کروں گا کہ قصور شہر میں دو گرلز کالج ہیں۔ وہاں سے اگر راجہ جنگ روڈ کی طرف جایا جائے تو راستے میں کوئی بھی کالج نہیں ہے۔ میرے حلقے میں راجہ جنگ کے surrounding تقریباً دو سے اڑھائی لاکھ کی آبادی ہے وہاں پر کوئی گرلز کالج نہیں ہے لہٰذا اگر وہاں پر ایک گرلز ڈگری کالج بنایا جائے تو وہاں کی بچیاں بھی لاہور یا قصور جانے کی بجائے راجہ جنگ میں ہی اچھی تعلیم حاصل کر سکیں گی۔ اس کے ساتھ ساتھ جس طرح میرے بھائی ملک احمد خان صاحب نے کہا کہ ہمارے rural areas میں جوہڑ بہت زیادہ ہیں۔ میرے حلقہ کے علاقہ رام تھمن میں تقریباً 14 ایکڑ میں ایک بہت بڑا جوہڑ ہے جو ڈینگی کا سبب ہے اور پینے کے پانی کے لئے بہت زیادہ مضر صحت ہے۔ اسی طرح علاقہ جونیکے میں بھی بہت بڑا جوہڑ ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ مہربانی فرما کر وزیر خزانہ میری تمام سکیموں کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کو ADP میں شامل کر لیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ ملک محمد علی کھوکھر صاحب! ذرا مختصر کیجئے گا۔

ملک محمد علی کھوکھر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں Rule 133(a) کی spirit کو سامنے رکھتے ہوئے امید کرتا ہوں کہ وزیر خزانہ ہماری تمام تجاویز کو اہمیت بھی دیں گے اور آنے والے بجٹ میں گورنمنٹ کو اس کے مطابق guide بھی کریں گے۔ میں مختصر دو تین چیزوں کی طرف نشاندہی کروانا چاہتا ہوں کہ سب سے precious infrastructure ہمارے پنجاب کا کینال اریگیشن سسٹم ہے۔ میں اس کی طرف

ہے جسے ہم excess water available کی وجہ سے اتنا urbanization توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ
کاشتکاروں کو دے ہی نہیں پا رہے اور اس کو utilize ہی نہیں کر پا رہے کیونکہ ہمیں پتا یہ چلتا ہے کہ ban
لگا ہوا ہے۔ لوگوں کی needs بڑھ گئی ہیں، کہیں باغات لگ گئے ہیں اور کہیں کچھ اور ہے۔ میں آپ کو
مثال صرف اپنے علاقے کی نہر کی دیتا ہوں کہ شجاع آباد کینال میں 100 cusec water is in
excess available ready for the farmers to utilize لیکن ban لگا ہوا ہے۔ خدارا
یہ پانی کاشتکاروں کو دیں کیونکہ اس کا cluster effect ہوتا ہے کہ investment اور پیداوار
بڑھتی چلی جاتی ہے۔ آپ equitable justifiable system introduce کرائیں جس طرح
آپ نے بھرتیوں میں میرٹ پر national testing system شروع کیا ہے۔ آپ points کو
parameter بنائیں یعنی farmer point score کریں اور جس کی ضرورت بنتی ہے اس کو on
merit پانی میسر ہو۔ سب سے بڑی ہماری یہ ضرورت ہے کہ ہم نہ صرف infrastructure کو مضبوط
کریں بلکہ اس کو dynamic بنائیں۔ یہ system bureaucratic red-tapism میں جہاں پر
ہے وہیں پر کھڑا ہے۔ یہ ban lift کیا جائے اور پانی کاشتکاروں کو available کیا جائے۔

جناب سپیکر! دوسرے نمبر پر میں معزز منسٹر صاحب کی توجہ policing کی طرف توجہ دلانا
چاہتا ہوں۔ میں ملتان کی مثال دوں گا لیکن یہ شاید پورے پنجاب میں applicable ہے کہ وہاں
ہمارے آدھے سے زیادہ تھانے ابھی تک کرائے کی عمارتوں اور کھنڈرات میں ہیں جبکہ وہاں کے آفیسرز
کے offices and mess کے لئے پیسا allocate ہوتا ہے، ان کی تزئین و آرائش ہوتی ہے جبکہ
ہمارے basic تھانوں کے structures ہی ہمیں available نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ کی توجہ اس چیز پر بھی دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے handicaps
کے لئے disabled لوگوں کے لئے بہت پرچار کیا جاتا ہے لیکن خدارا جو بھی buildings بن رہی ہیں،
ان کے نقشوں میں ramps، ان کو facilitate کرنے کے لئے سہولیات دی جائیں اور design میں
mandatory بنا دیا جائے۔ سب سے زیادہ ضرورت تو ہماری عدالتوں میں ہے۔ سول کورٹس اور ہائی
کورٹ میں اگر کسی disable person کو جانا پڑ جائے تو جتنا اسے دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ اگر دنیا
والے دیکھیں تو شاید وہ ہم پر ہنسیں لہٰذا ہمیں اس پر توجہ دینی چاہئے۔ ریسکیو 1122 کا stature
بڑھانے کی ضرورت ہے اور ریسکیو 1122 میں investment کرنے کی ہمیں بہت ضرورت ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ ملک صاحب! باقی جو ممبران بات کرنے سے رہ گئے ہیں وہ اپنی تجاویز وزیر خزانہ کو دے دیں کیونکہ وقت بہت مختصر ہے اور نماز جمعہ کا وقت بھی ہو رہا ہے۔ جی، وزیر خزانہ wind up speech کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے بھی دو منٹ بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! آپ کا نام میں تین دن پکارتا رہا ہوں لیکن آپ نہیں آئے۔ اب چونکہ وزیر خزانہ کی طرف سے request آئی ہے تو اسے wind up کیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! صرف دو منٹ میں اپنی تجاویز دے دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منڈا صاحب! صرف دو منٹ میں بات مکمل کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! جس طرح ہماری حکومت نے تعلیم پر بڑا focus کیا ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ تعلیم کے لئے بجٹ میں ہمیں مزید اضافہ کرنا چاہئے۔ خادم پنجاب کو رورل روڈ پروگرام شروع کرنے پر میں appreciate کرتے ہوئے یہ تجویز دینا چاہتا ہوں کہ آج کے بعد پنجاب کے اندر ماسوائے مرمت کے جو بھی نئی سڑک بنے اس پر بجٹ میں یہ فیصلہ کرنا چاہئے کہ وہ تمام سڑکیں کارپٹ ہوں گی اور بڑی اچھی repute والی کمپنیوں جن میں ایف ڈبلیو او یا این ایل سی وغیرہ بڑی کمپنیاں بنائیں تاکہ دس سال تک ان کی مرمت کا کام نہ ہو سکے۔

جناب سپیکر! زراعت کے حوالے سے میں ایک بہت ضروری بات کرنا چاہوں گا کہ ہمارے پچھلے دور حکومت 2008 سے 2013 تک کے درمیان زمینداروں کے لئے ٹیوب ویل اور ٹریکٹر کی سکیم شروع کی تھی تو میری تجویز ہے کہ جس طرح ہم نے پیلو کیب سکیم شروع کی ہے جو کہ بڑی اچھی سکیم ہے، اسی طرح زمینداروں کے لئے subsidize ٹریکٹروں کو بھی اس بجٹ میں رکھا جائے اور زمینداروں کو سولر ٹیوب ویل سستی قیمت پر یا subsidize کرکے free of cost دیئے جائیں کیونکہ زمینداروں کے پہلے ہی بہت برے حالات ہیں۔ اسی طرح ان کی اجناس جن میں چاول، آلو اور گندم کی

خریداری کو یقینی بنانے کے لئے "زرعی ریگولیٹری اتھارٹی" کو مضبوط بنایا جائے اور ریٹ مقرر کرنے کے لئے زمیندار نمائندوں کی شرکت کو یقینی بنایا جائے۔

جناب سپیکر! آخر میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ اگر ہم نے صحت کے حوالے سے صوبہ کے اندر کوئی بہتر تبدیلی لانی ہے یا کوئی انقلاب لانا ہے، جس طرح تعلیم کے حوالے سے ہم نے بہت کام کیا ہے تو اسی طرح جب تک ہم BHUs اور RHCs کو ٹھیک نہیں کریں گے، وہاں پر ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف کی حاضری کو ensure نہیں کریں گے تب تک صحت کا خواب پورا نہیں ہو سکے گا۔

جناب سپیکر! جب تک صوبے کا لاء اینڈ آرڈر ٹھیک نہیں ہو گا تو تعلیم کام آئے گی نہ باقی چیزیں کام آئیں گی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری علی اصغر منڈا صاحب! بہت شکریہ۔ باقی تجاویز آپ منسٹر صاحب کو دے دیں۔ جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں تمام معزز ممبران اسمبلی کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے حق نمائندگی ادا کرتے ہوئے pre budget discussion میں اپنی قیمتی آراسے ہمیں مستفید فرمایا۔ میں معزز ممبران کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ pre budget discussion میں آپ کی تجاویز اور مشاورت کو انتہائی سنجیدگی سے لیا جاتا ہے اور ان پر وسائل کے اندر رہتے ہوئے خاطر خواہ فنڈز بھی مختص کئے جاتے ہیں لہٰذا کچھ معزز ممبران کی طرف سے یہ بات کہنا اور بار بار یہ کہنا کہ pre budget session محض ایک کارروائی ہے، مناسب نہیں ہے۔ میں اس حوالے سے یہ کہنا چاہوں گا کہ ہماری سابق حکومت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس معزز ایوان میں pre budget discussion کا آغاز کیا اور اس کا انعقاد باقاعدہ طور پر کیا گیا۔ جیسا کہ رولز کے مطابق کم از کم چار دن pre budget discussion کے لئے رکھے جاتے ہیں اور اس دفعہ آپ نے مہربانی کرتے ہوئے، چونکہ اس دفعہ تقریباً 60 ممبران نے آج تک اس بحث میں حصہ لیا اور آج پانچواں دن تھا جس میں حکومتی بنچز سے 54 ممبران اور چھ ممبران ہماری اپوزیشن کے تھے جنہوں نے pre budget discussion میں حصہ لیا۔

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہماری حکومت اور وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی یہ خواہش ہے اور انہوں نے۔۔۔

کورم کی نشاندہی

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! کورم پورا نہ ہے۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! یہ ایک روایت ہے کہ دوران wind up speech کورم point out نہیں کیا جاتا مگر ہمارے نوجوان ممبر بڑے جذباتی ہیں اور کبھی کبھی یہ تشریف لاتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: انتہائی افسوس ہے کہ کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ فتیانہ صاحب کی طرف سے کورم کی نشاندہی کی گئی ہے تو گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
جی، کورم پورا نہیں ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے اس لئے اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 6-اپریل 2015 کی دوپہر 2:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2015

سوموار، 6-اپریل 2015

(یوم الاثنین، 16-جمادی الثانی 1436ھ)

سولہویں اسمبلی: تیرھواں اجلاس

جلد 13: شمارہ 7

509

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ6۔اپریل2015

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبولﷺ

سوالات

(محکمہ سکولزایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اوراُن کے جوابات

توجہ دلاؤنوٹس

سرکاری کارروائی

(اے) بحث

پری بجٹ بحث

(بی) مسودات قانون پر غوروخوض اوران کی منظوری

1۔ مسودہ قانون(ترمیم)(روزگاروبحالی)معذورافراد پنجاب2015(مسودہ قانون نمبر10بابت2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(روزگاروبحالی)معذورافراد پنجاب2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے سماجی بہبود وبیت المال نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیرغورلایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(روزگاروبحالی)معذورافراد پنجاب2015منظورکیا جائے۔

510

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) لاہور آرٹس کونسل 2015 (مسودہ قانون نمبر 9 بابت 2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) لاہور آرٹس کونسل 2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ثقافت و امور نوجواناں نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) لاہور آرٹس کونسل 2015 منظور کیا جائے۔

3۔ مسودہ قانون سماجی تحفظ اتھارٹی پنجاب 2015 (مسودہ قانون نمبر 8 بابت 2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون سماجی تحفظ اتھارٹی پنجاب 2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے منصوبہ بندی و ترقیات نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون سماجی تحفظ اتھارٹی پنجاب 2015 منظور کیا جائے۔

511

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا تیرھواں اجلاس

سوموار،6۔اپریل2015

(یوم الاثنین،16۔جمادی الثانی1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام4بج کر20منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد خالد عثمان علوی الازہری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ
الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ
وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا
إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝

سورة البَقَرَة آیات 154تا156

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں ان کی نسبت یہ نہ کہنا کہ وہ مرے ہوئے ہیں (وہ مردہ نہیں) بلکہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتے(154)اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک اور مال اور جانوں اور میووں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے۔ تو صبر کرنے والوں کو (اللہ کی خوشنودی کی) بشارت سنا دو(155)ان لوگوں پر جب کوئی مصیبت واقع ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کا مال ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں(156)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

واہ کیا جودو کرم ہے شہِ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا
میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا
تیرے قدموں میں ہیں جو غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں میں جچے دیکھ کے تلوا تیرا

سوالات

(محکمہ سکولزایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اوراُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر:بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈا پر محکمہ سکولزایجوکیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اوران کے جوابات دیئے جائیں گے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،محترمہ فرمائیں!

محترمہ فائزہ احمد ملک:جناب سپیکر!میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں جب میں اسمبلی میں آ رہی تھی تو اسمبلی کے بالکل entrance پر مڈوائف ورکرز خواتین باہر دھرنا دے کر صبح سے بیٹھی ہوئی ہیں۔میں آپ سے یہ گزارش کروں گی کہ ایوان کی طرف اٹھتے ہوئے سوالیہ نشان سے بچنے کے لئے ان خواتین کی طرف آپ ایک delegation nominate کریں جو ان کے مسائل کو دیکھے۔

جناب قائم مقام سپیکر:محترمہ!میں وقفہ سوالات کے بعد اس کو دیکھوں گا۔آپ نے ہی اس دن ڈینگی کے حوالے سے پوائنٹ اٹھایا تھا،تو میں نے کہا تھا کہ مشیر صحت خواجہ سلمان رفیق موجود ہیں اور اس پر وہ جواب دیں گے۔اب اس معاملے کو ہم وقفہ سوالات کے بعد دیکھیں گے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک:جناب سپیکر!میرا خیال ہے کہ وہ خواتین اس وقت باہر بیٹھی ہوئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:وقفہ سوالات کے بعد ان سے جواب لیا جائے گا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک:جناب سپیکر!ایک delegation ان سے جا کر یہ پوچھ لے کہ ان کا مسئلہ کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر:ان کو میرے خیال میں اس معاملے کا پتا ہے،وقفہ سوالات کے بعد ان سے اس کا جواب لیں گے۔پہلا سوال نمبر1395 ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر1396 بھی ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر1584 جناب احمد خان بھچر صاحب کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر678 جناب ظہیرالدین خان علیزئی صاحب کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا

جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر688جناب جاوید اختر صاحب کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذااس سوال کو بھی dispose ofکیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر1606ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذااس سوال کو بھیdispose ofکیاجاتاہے۔اگلا سوال بھی ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!.On her behalf

جناب قائم مقام سپیکر: جی،سوال نمبر بولیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!سوال نمبر1621ہے،جواب پڑھاہواتصور کیاجائے۔(معزز ممبر نے ڈاکٹر نوشین حامد کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی،جواب پڑھاہواتصور کیا جاتا ہے۔

لاہور:پی پی۔144میں غیر رجسٹرڈ پرائیویٹ سکولوں کی تفصیلات

1621*:ڈاکٹر نوشین حامد: کیاوزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔144لاہور میں کتنے پرائیویٹ سکول غیر رجسٹرڈ ہیں؟

(ب) کیاحکومت ان غیر رجسٹرڈ سکولوں کے خلاف کارروائی کرنے کاارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ پرائیویٹ سکولوں نے اپنی اپنی فیسیں مقرر کر رکھی ہیں جو کہ عام لوگوں کی پہنچ سے باہر ہیں؟

(د) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیاحکومت پی پی۔144لاہور کے ان سکولوں کے خلاف کارروائی کرنے کاارادہ رکھتی ہے جو غیر رجسٹرڈ ہیں اور جو بچوں سے بھاری فیسیں وصول کرتے ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانامشہود احمد خان):

(الف) حلقہ پی پی۔144لاہور میں کل27غیر رجسٹرڈ سکولز ہیں سکولوں کی لسٹ۔ضمیمہ(الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام غیر رجسٹرڈ سکولوں کے سربراہوں کے خلاف"پنجاب پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنز پروموشن اینڈ ریگولیشن)آرڈیننس اینڈرولز"1984"کے تحت کارروائی کرتے ہوئے شوکاز نوٹس جاری کردیئے گئے ہیں مزید برآں تمام ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسرز اور ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسرز کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ وہ تمام پرائیویٹ سکولوں کا

سروے کر کے غیر رجسٹرڈ سکولوں کے بارے میں معلومات فراہم کریں سروے فارم کی کاپی ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) درست ہے کہ پرائیویٹ سکولوں کے مالکان اپنی مرضی سے فیس مقرر کرتے ہیں تاہم رجسٹریشن کرواتے وقت تمام ادارہ جات اپنی درخواست میں طلباء سے لی جانے والی فیس و دیگر چارجز کی باقاعدہ وضاحت کرتے ہیں۔ اگر کسی ادارے کے مالک کے خلاف ناجائز فیس لینے کی شکایت آتی ہے تو اس کے خلاف فوری طور پر قانون کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے۔

(د) جواب جز (ب و ج) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: اس سوال کے جز (ب) میں پوچھا گیا ہے کہ کیا حکومت ان غیر رجسٹرڈ سکولوں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ جواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ تمام غیر رجسٹرڈ سکولوں کے سربراہوں کے خلاف "پنجاب پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنز پروموشن اینڈ ریگولیشن) آرڈیننس اینڈ رولز "1984" کے تحت کارروائی کرتے ہوئے شوکاز نوٹس جاری کر دیئے گئے ہیں مزید برآں تمام ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسرز اور ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسرز کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ وہ تمام پرائیویٹ سکولوں کا سروے کر کے غیر رجسٹرڈ سکولوں کے بارے میں معلومات فراہم کریں۔ اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ سوال 30۔ جولائی 2013 کو جمع کروایا گیا تھا اور آج تقریباً پونے دو سال ہو گئے ہیں تو میں وزیر موصوف سے یا جو متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب ہیں ان سے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر صاحب موجود ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پونے دو سال کے دوران دوسرے اضلاع میں غیر رجسٹرڈ سکولوں کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی ہے جن کو ہدایات جاری کی گئی تھیں اس کی کوئی رپورٹ آئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر صاحب! آپ کے ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری صاحب تشریف لائے ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! سیکرٹری صاحب آج فیصل آباد کے دورے پر ہیں، ایڈیشنل سیکرٹری صاحب اور باقی سارا اسٹاف یہاں پر جواب دینے کے لئے موجود ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جواب تو آپ نے دینا ہے لیکن آئندہ احتیاط کیا کریں، ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری کا یہاں پر ہونا بہت ضروری ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! یہ بڑی اچھی بات ہے، میں سمجھتا ہوں کہ سیکرٹری صاحبان کو یہاں پر ہونا چاہئے لیکن ابھی جو حکومت پنجاب نے اپنا vision "پڑھو پنجاب بڑھو پنجاب" دیا ہے اس میں ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس سلسلے میں سیکرٹری صاحبان نے دورے کرنے ہیں اور اس کی رپورٹ دینی ہے۔ یہ schedule پہلے سے بنا ہوا تھا، سکولز ایجوکیشن کے سوالات کے بارے میں ہمیں دو دن پہلے بتایا گیا ہے اگر یہ پہلے سے ایجنڈے پر موجود ہوتا تو ہم اسے make sure کرتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ نے مجھے بتایا تھا چلیں اس دفعہ اس کو ignore کرتے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اس سے ضروری اور کوئی کام ہو ہی نہیں سکتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! تشریف رکھیں۔ پہلے اس سوال کا جواب لے لیں۔ جی، وزیر موصوف!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو بات کی ہے، اس کے اندر ہم نے working کی ہے کیونکہ اس وقت جو "پنجاب پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنز پروموشن اینڈ ریگولیشن) آرڈیننس اینڈ رولز 1984" موجود ہے۔ یہ اس طرح احاطہ نہیں کرتا، اگر پرائیویٹ سکولز اپنی فیسیں بڑھا دیتے ہیں، پرائیویٹ سکولوں کو NOC issue کرنے کا یا ان کو seal کرنے کا جو process ہے اس کے اندر اس پورے معاملے کو examine نہیں کیا گیا تھا۔ اب ہم نے اس پر بڑی جامع ورکنگ کی ہے، اب ہم پرائیویٹ سکولز ریگولیٹری اتھارٹی بل لے کر آ رہے ہیں جس کی ہم نے ورکنگ کر لی ہوئی ہے۔ اس کے اندر جتنے stakeholders ہیں even جو پرائیویٹ سکولز ہیں، جو بڑی chains ہیں اور تمام سکولز کی پہلی دفعہ category بنائی جا رہی ہے۔ اس category کے حساب سے ان کی رجسٹریشن اور باقی matters کو دیکھا جا رہا ہے، ہم نے اس پر اپنی working complete کر کے لاء ڈیپارٹمنٹ کو بھیج دی ہوئی ہے اور عنقریب یہ بل کیبنٹ میں for approval آ جائے گا اور اس کے بعد ایوان میں legislation کے لئے آ جائے گا۔ یہ ایک دفعہ سٹینڈنگ کمیٹی کو بھی بھیجا گیا تھا لیکن اس پر کچھ issues تھے اور اس سے واپس آ یا تھا we are to it اور تاریخ میں پہلی دفعہ اس پر کام ہو رہا ہے ہمیں بڑی امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس سال کے اندر وہ بل ایوان کے سامنے آ جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! متذکرہ سوال کے جز(ب) میں بڑا مضحکہ خیز جواب دیا گیا ہے اور جواب یہ ہے کہ حکم جاری کر دیا گیا ہے کہ سروے کیا جائے اور غیر رجسٹرڈ سکولوں کی اطلاع دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اس میں بُری بات کیا ہے، آپ کو اس میں کیا مضحکہ خیز لگا ہے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! مجھے موقع دیں میں اس میں بُری اور اچھی بات واضح کرنے جا رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! سوال یہ ہے کہ ہر ضلع میں باقاعدہ ایجوکیشن کا ایک محکمہ موجود ہے ای ڈی او(ایجوکیشن) ہے، میل، فی میل ڈی ای او ہے، اے ای او ہے اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ میں ایک بہت بڑی اسٹیبلشمنٹ ہے۔ کیا ان کو خبر نہیں ہے کہ وہاں پر غیر رجسٹرڈ سکول چل رہے ہیں؟ سوال آیا ہے تو یہ جواب دیا گیا ہے کہ حکم جاری کیا گیا ہے کہ سروے کریں۔ کیا سروے کرنے سے پہلے انہیں کچھ پتا نہیں ہے، وہ لوگ اتنے بے خبر ہیں اور ان کا عملہ اتنا ہی بے خبر ہے کہ ان کو پتا ہی نہیں ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! جواب لیتے ہیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! مجھے پہلے پورا سوال سمجھا دیں چونکہ مجھے ان کے سوال کی سمجھ نہیں آئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! میاں صاحب کہہ رہے ہیں کہ کیا آپ کے عملے کو نہیں پتا کہ ڈسٹرکٹ میں کتنے غیر رجسٹرڈ سکولز چل رہے ہیں حالانکہ آپ کا پورا ڈیپارٹمنٹ ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ہم نے already وہ data بھی اکٹھا کیا ہوا ہے اور اس data کے مطابق کارروائی بھی ہوتی ہے لیکن میں نے اس ایوان کے اندر بڑا openly اس بات کو مانا ہے کہ جو پہلا قانون موجود ہے اس کے تحت ایکشن لینے میں قانونی طور پر اس میں سقم موجود ہے اسی لئے ہم نے یہ ریگولیٹری اتھارٹی پر اتنا process کیا ہے جس میں پارلیمنٹیرینز، پرائیویٹ سکولز، ایجوکیشنسٹ کو اکٹھا کر کے اس پر ڈیڑھ سال لگا کر اسے لاء ڈیپارٹمنٹ سے vet بھی کرایا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ جلد ہی ایوان کے سامنے آئے گا اور اس پر ایوان deliberate بھی کرے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال جناب احسن ریاض فتیانہ صاحب!

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! سوال نمبر1834 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد: پی پی-58 کے گرلز سکولوں میں مسنگ فیسلیٹیز کی تفصیلات

*1834: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-58 فیصل آباد میں کتنے گرلز سکول ایسے ہیں جن کی عمارات بوسیدہ حالت میں ہیں اور چار دیواری نہ ہے اور بجلی، واش روم کی سہولت سے محروم ہیں؟

(ب) حکومت ان سکولوں میں مذکورہ سہولیات کب تک فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) یکم جنوری2009 سے آج تک اس حلقہ کے کن کن گرلز سکولوں میں یہ سہولیات فراہم کی گئی ہیں، ان کے نام اور خرچ کردہ رقم کی تفصیل بیان کریں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) حلقہ پی پی-58 فیصل آباد میں تمام سکولز کی عمارات اچھی حالت میں ہیں اور ان سکولز میں واش رومز، بجلی اور چار دیواری موجود ہے۔

(ب) مذکورہ سکولوں میں تمام سہولیات پہلے سے موجود ہیں۔

(ج) جنوری2009 سے13-12-31 تک اس حلقہ کے34 گرلز سکولوں میں فراہم کردہ سہولیات اور خرچ کی تفصیل سال وار ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! یہ سوال بروز پیر مورخہ 23-فروری 2015 کو آپ نے pending کیا تھا چونکہ اس کا غلط جواب دیا گیا تھا اور اس وقت پارلیمانی سیکرٹری یہاں commit کر کے گئی تھیں کہ اسے verify کر کے نئے جواب submit کریں گے لیکن اس کا کوئی نیا جواب نہیں آیا بلکہ وہی جواب ہے اور آپ نے مجھ سے یہ commit کیا تھا کہ اگر اگلے اجلاس کے اندر صحیح جواب نہیں آئے گا تو آپ رولز کے مطابق اس پر action لیں گے۔ اگر کہیں تو میں آپ کو پچھلی پروسیڈنگ کی کاپی دکھا سکتا ہوں، یہی سوال اور اس سے اگلا سوال دونوں کے ساتھ یہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس وقت اس کا جواب کیا تھا اور اب کیا ہے؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اس کا وہی جواب ہے جو پہلے لکھا گیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے کون سے سکول کا ذکر کیا تھا؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اگر آپ چاہیں تو میں اس دن کی پوری کارروائی پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس کو explain کر دیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! جب پچھلی دفعہ اجلاس تھا تو اس وقت میں لاہور میں نہیں تھا اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ نے جواب دیا تھا۔ انہوں نے سوال میں تذکرہ کیا ہے کہ پی پی۔58 فیصل آباد میں کتنے گرلز سکولز ایسے ہیں جن کی عمارات بوسیدہ حالت میں ہیں، چار دیواری نہ ہے، بجلی اور واش روم کی سہولت سے بھی محروم ہیں۔ بوسیدہ عمارات کے حوالے سے عرض ہے کہ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول ٹھٹہ پل بہور کی عمارت سال 2014 میں بارشوں کی وجہ سے خطرناک ہو گئی ہے، گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول 533 گ ب ٹکڑا کی عمارت خطرناک تھی جس کا ملبہ نیلام کیا گیا اور اب اس سکول کو پرائمری سے مڈل درجہ تک اپ گریڈ کرنے کا کیس سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں ارسال ہو چکا ہے اور منظوری کی صورت میں بلڈنگ تعمیر کر دی جائے گی اور ہم اس وقت اس process کے اندر ہیں۔ اسی طرح اس وقت کل 67 گرلز سکول ہیں جن میں 61 گرلز سکولوں کی چار دیواری مکمل ہو چکی ہے جبکہ چھ سکول جزوی طور پر نامکمل ہیں ان پر بھی کام ہو رہا ہے۔ ان کے حلقہ کے تمام گرلز سکولز کے اندر بجلی اور واش رومز کی سہولیات پہنچا دی گئی ہیں اور ہر جگہ پر موجود ہیں، جہاں جہاں پر کمی کی نشاندہی ہوئی ہے ان کو مزید بہتر کیا جا رہا ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! آپ اس کو پڑھیں۔ یہ چیز میرے جواب میں تو لکھ کر نہیں دی گئی۔ منسٹر صاحب کے پاس جو انفارمیشن ہے وہ انہیں جواب میں اور اس ایوان میں دینی چاہئے تھی۔ آپ کے آرڈر کے مطابق انہیں apprise کرنا چاہئے تھا اور ایک نیا جواب جمع کرانا چاہئے تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! منسٹر صاحب اس کی تفصیل تو بتا رہے ہیں۔ منسٹر صاحب! ویسے یہ پرنٹ ہونا چاہئے تھا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! منسٹر صاحب کی بات تو سنیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! معزز ممبر young ہیں ان کو اسمبلی کے decorum کا بھی خیال کرنا چاہئے۔ ماشاء اللہ ان کا جذبہ بہت اچھا ہے لیکن میں ایوان کو apprise کرنا چاہ رہا ہوں کہ سپیکر صاحب کسی وقت بھی latest position مانگ سکتے ہیں، یہ ایوان مانگ سکتا ہے اور وہ position provide کرنا محکمے کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ میں اس وقت latest position provide کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! منسٹر صاحب نے بتادیا ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ فلاں سکول میں facilities مہیا کی ہیں اور فلاں کی رہتی ہیں لیکن جواب میں تو ابھی بھی لکھ کر نہیں دیا جا رہا۔ یہ جواب غلط دیا گیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب وہ صحیح جواب دے رہے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! جواب لکھ کر تو نہیں دیا گیا۔ میں آپ کو آپ کی ہی رولنگ پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ میں نے اس دن بھی آپ سے یہ کہا تھا کہ اگلے اجلاس میں مجھے جواب ملے گا تو جواب درست نہ ہو گا تو پھر کیا ہو گا؟ آپ نے مجھے کہا تھا کہ اگلے اجلاس میں مجھے جواب ملے گا اور اگر صحیح جواب نہیں ہو گا تو آپ اس پر action لیں گے۔ آپ کے سامنے میرا اسی تاریخ کا سوال ہے اور وہی جواب ہے اگر کوئی نیا جواب آیا ہے تو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! بات سنیں منسٹر صاحب آپ کو updated جواب دے رہے ہیں اس میں ایسی کیا problem ہے؟ اگر وہ غلط جواب دے رہے ہیں تو آپ کہیں کہ وہ غلط کہہ رہے ہیں۔ میں نے آپ سے یہ commit کیا تھا کہ اگر غلط جواب ہو گا تو میں اس پر action لوں گا۔ اب وہ آپ کو updated جواب دے رہے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: میرے پاس جواب کہاں لکھا ہوا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب آپ کو بتا رہے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! لکھ کر کوئی اور جواب دیں گے اور زبانی کوئی اور دے دیں گے۔ اگر آپ نے یہی بات کرنی ہے تو میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! منسٹر صاحب کی بات سنیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! ہم یہاں پر جو کچھ بولتے ہیں وہ کارروائی کا حصہ بنتا ہے جو یہ لکھا ہوا ایوان کے اندر آیا وہ ایک علیحدہ چیز ہے لیکن میں جو جواب یہاں پر دے رہا ہوں اب یہ کارروائی کا حصہ بن رہا ہے---

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اس کو لسٹ میں پرنٹ ہونا چاہئے تھا۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! اس سوال کا جواب 2014 کا آیا ہوا ہے اور اس کے اندر ہمارا نیا جواب تھا وہ میں اسمبلی سیکرٹریٹ سے پتا کر لیتا ہوں---

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! یہ اسمبلی سیکرٹریٹ میں نہیں آیا۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! اس میں دو چیزیں ہیں جب پچھلا جواب آیا تو ایوان میں اس پر latest position مانگی گئی تھی لیکن latest position محکمے کے پاس ایک ہفتہ پہلے آئی تھی اور دو دن پہلے بتایا گیا چونکہ اجلاس extend ہوا تو سکولز ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے سوالات آج آئے ہیں اس لئے یہ جواب اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع نہیں کروا سکے۔ اگر پہلے سے ایجنڈا آیا ہوا ہوتا تو جواب جمع ہو جاتا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! کیا آپ کا ڈیپارٹمنٹ سویا ہوا تھا؟ کیا جب ایجنڈا جانا تھا تب ہی ڈیپارٹمنٹ نے جواب جمع کروانا تھا جس وقت ان کی ڈیوٹی ہو گئی تھی وہ اسی وقت submit کرواتے this is not my headache اور یہ ڈیپارٹمنٹ کی bad governance اور wrong running ہے۔ میں آپ کو بتا دوں کہ عالم شاہ تاجا ایک گرلز سکول ہے وہاں پر ٹائلٹس نہیں ہیں، آپ آگے چلیں گے تو میں آپ کو آگے بتاتا ہوں کہ 558 گ۔ب کی بات کروں گا وہاں بھی لڑکیوں کے سکول کے اندر واش رومز وغیرہ نہیں ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو میرے پاس لکھا ہوا بھی ہے، مجھے اس کی ابھی تفصیل نہیں دی گئی اگر اس کی تفصیل مجھے دے دی جائے تو میں دوبارہ point out کر کے دے دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! آپ کسی کو بولنے کا موقع دیں گے؟ آپ بولتے ہی جا رہے ہیں۔ آپ بات سنیں!

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میرے حلقے کے مسائل ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کے حلقے کے issue کی ہی بات کر رہا ہوں آپ حوصلہ کریں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میرے حلقے کے مسائل ہیں، ہمارے حلقے کو bulldoze کیا جا رہا ہے۔ آپ فنڈز نہیں دیتے تو کوئی بات نہیں ہے لیکن کیا ہم ٹیکس نہیں دیتے؟ ہمارے جائز حقوق بھی ہمیں نہیں دیئے جا رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! کیا آپ دو منٹ منسٹر صاحب کی بات سن لیں گے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ جذباتی ہونا اچھی بات ہے لیکن پنجاب کے اندر کوئی ایک مثال بتا دیں، خواہ وہ حکومتی معزز ممبر کا حلقہ یا حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے معزز ممبر کا ہو اس کو ignore کیا گیا ہے؟ ہم تمام فنڈز سکولوں کی حالت کے مطابق دے رہے ہیں۔ ہم اپنے وژن کے مطابق فنڈز دے رہے ہیں۔ میں اس مقدس ایوان میں challenge کرتا ہوں کہ جناب احسن ریاض فتیانہ اپنے حلقے کے کسی ایک سکول کا نام بتا دیں کہ فلاں سکول کے فنڈز روکے گئے ہیں؟ ایسا نہیں ہو رہا بلکہ جو فنڈز کہے گئے تھے وہی لگ رہے ہیں۔ میں پھر کہوں گا کہ جذباتی ہونا اچھی بات ہے لیکن اس مقدس ایوان کے decorum کا بھی خیال رکھا جانا چاہئے۔ میں on behalf of my department جو کچھ بتا رہا ہوں It will become part of this august House. جواب کی printed کاپی میں لکھا گیا یا نہیں لیکن میں پوری ذمہ داری کے ساتھ latest position اس مقدس ایوان اور آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب کو بتا رہا ہوں کہ عالم شاہ تا جا جو کہ انہی کے محکمہ کا بنایا ہوا سکول ہے محکمہ کو اس کا پتا ہونا چاہئے تھا۔ میں اس کی current situation بتا رہا ہوں کہ وہاں پر لیڈیز واش رومز نہیں ہیں۔ آگے چک نمبر 502 کے سکول میں چار دیواری نہیں ہے۔ میرے پاس پورے حلقے کی تفصیل ہے۔ میرے سوال کا درست جواب نہیں دیا گیا اس لئے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنی commitment کے مطابق اس پر as per rules action لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! اس میں کون سی غلط بات ہے؟ میں یہاں پر بیٹھا ہوا ہوں اور میں نے جا کر آپ کا حلقہ تو نہیں دیکھا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! ابھی منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ میرے حلقے کے تمام سکولوں میں missing facilities پوری ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:انہوں نے ایسا نہیں کہا۔آپ بات تو سُن لیں۔انہوں نے کہا ہے کہ ابھی پانچ سکولز ایسے ہیں کہ جہاں پرmissing facilitiesمہیا کی جانی ہیں۔اگر آپ نے اس سوال سے متعلقہ کوئی ضمنی سوال پوچھنا ہے تو پوچھ لیں ورنہ میں اس کوdispose ofکر دوں گا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!محکمہ نےprintedجواب میں کچھ کہا ہے جبکہ وزیر تعلیم کچھ اور فرما رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:فتیانہ صاحب!منسٹر صاحب موجود ہیں لہٰذا آپ ان کی بات ذرا سُن لیں۔ جی،منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن(رانا مشہود احمد خان):جناب سپیکر!اگر میری بات کو پہلے ہی ذرا دھیان سے سُن لیا جاتا تو confusionنہ رہتی۔پہلے جو سوال کا جواب دیا گیا اس پر آپ نے بالکلrightlyمحکمہ اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کو کہا کہ یہ جواب غلط ہے اور اس پرnext timeٹھیک جواب آنا چاہئے۔آج جواب دیتے ہوئے میں نے پہلے کہا ہے کہ چھ سکولوں کے اندر ابھیmissing facilitiesہیں جن کو ہم انشاءاللہ تعالیٰ جلد پورا کر دیں گے۔

(اذان عصر)

جناب قائم مقام سپیکر:جی،منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن(رانا مشہود احمد خان):جناب سپیکر!یہ بات اتنی لمبی نہیں ہونی چاہئے تھی کیونکہ میں نےon the floor of the Houseپوری تفصیل بتا دی تھی۔اب میں آپ کی اجازت سے بتانا چاہوں گا کہ اس سفر کا آغاز ہم نے2010میں کیا اور یہ ایکreform road mapہے۔یہ پہلی بار ہوا کہ ہم نے اپنے سکولوں کی تعداد،ان کے اندر پائے جانے والے مسائل اورmissing facilitiesکوidentifyکیا ہے۔درحقیقتbasic facilitiesکوmissing facilitiesمیں شامل کیا گیا ہے جن میںclean drinking water, wash rooms, electricity and boundary wallشامل ہیں انہیmissing facilitiesکی فراہمی کے بارے میں کام ہوا اور صرف اس مد کے اندر اب تک ہم 30۔ارب روپے سے زیادہ خرچ کر چکے ہیں۔یہ ایکongoing processہے۔مجھ سے پہلے میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن وزیر تعلیم تھے اور انہوں نے جس سفر کا آغاز کیا تھا اس میں اب ہر آنے والا سال پچھلے سال کے مقابلے میں بہتری لے کر آ رہا ہے۔یہ پہلی دفعہ ہوا ہے

کہ dangerous building اور سکولوں کے اندر اساتذہ کی کمی کو identify کیا گیا۔اب ہم چار ہزار سکولوں میں سولر انرجی کے ذریعے light کا انتظام کر رہے ہیں کیونکہ وہاں پر بجلی کے کھمبے دُور ہیں۔ ہم نے سکولوں کے اندر monitoring system شروع کیا، ہم نے monitoring کرنے والوں کو tablets provide کئے اور وہ on the spot جا کر دیکھتے ہیں اور اس کے اندر کوئی چیز چھپائی نہیں جاتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! گزارش یہ ہے کہ فتیانہ صاحب نے اس پر پھر بھی اعتراض کرنا ہے۔آپ فتیانہ صاحب سے ان کے حلقے میں موجود سکولوں میں missing facilities کی تفصیل لے لیں اور پھر اس کو verify کروالیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ معزز ممبر ٹھیک فرما رہے ہیں یا محکمہ درست کہہ رہا ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! آپ اس پر ruling دے دیں کہ جواب غلط ہے یا نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، منسٹر صاحب نے updated جواب دیا ہے۔اب بہت بحث ہو گئی ہے لہٰذا تشریف رکھیں کیونکہ مجھے آگے چلنا ہے۔ منسٹر صاحب! آپ فتیانہ صاحب سے تفصیل لے لیں اور ان کو اس حوالے سے مطمئن کریں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! فتیانہ صاحب جن سکولوں کو identify کریں گے ان کے اندر جو بھی missing facilities ہیں ان کو آئندہ مالی سال میں پُورا کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ۔اگلا سوال بھی جناب احسن ریاض فتیانہ کا ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 1835 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد: پی پی۔58 میں سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1835: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔58 فیصل آباد میں گرلز پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولوں کے نام بتائیں؟

(ب) ان میں زیر تعلیم طالبات کی تعداد سکول اور کلاس وار بتائیں؟

(ج) ان سکولوں کی missing facilities سکول وار بتائیں؟

(د) حکومت ان سکولوں میں یہ missing facilities کب تک فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) حلقہ پی پی۔58 فیصل آباد میں 39 پرائمری، 17 مڈل، 9 ہائی اور 2 ہائر سیکنڈری گرلز سکول ہیں۔ تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ سکولز میں 15135 طالبات زیر تعلیم ہیں۔ سکول اور کلاس کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ حلقہ کے گرلز سکولز میں تمام بنیادی سہولیات میسر ہیں۔

(د) جواب جز(ج) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں صرف یہ چاہوں گا کہ اس سوال کا جز(ج) اور اس کا جواب منسٹر صاحب پڑھ دیں۔ آپ مہربانی کر کے اس پر ruling دے دیں کہ ان کے پچھلے سوال کے جواب کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا یہ جواب صحیح ہے؟ آپ اس سوال اور جواب کو پڑھ لیں پھر مجھے اس پر رولنگ دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے پڑھ لیا ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میری بات سُنیں۔ معزز وزیر نے سکولوں میں missing facilities کے حوالے سے ابھی پورے پنجاب کی بات کی ہے۔ جن حلقوں سے حکومتی بنچوں سے تعلق رکھنے والے معزز ممبران منتخب ہوئے ہیں وہاں کے سکولوں میں missing facilities کو پورا کیا گیا ہے۔ کیا ہمارے حلقوں کی یہ بدنصیبی ہے کہ انہوں نے حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے ممبران کو ووٹ دے کر منتخب کیا ہے؟ ان حلقوں کے سکولوں میں پائی جانے والی missing facilities کو پورا نہیں کیا گیا۔ آپ مہربانی کر کے منسٹر صاحب کو کہیں کہ وہ میرے ساتھ چلیں۔ میں ان کو موقع پر تمام چیزیں identify کروادوں گا تاکہ ان کو بھی معلوم ہو سکے کہ محکمہ کس حد تک یہاں پر cheat کر رہا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! یہ غلط بات ہے۔ یہ الفاظ مناسب نہیں ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کچھ اور جواب دے رہے ہیں جبکہ یہاں printed جواب میں اس سے مختلف لکھا ہوا ہے۔ میں تو اس کو cheating ہی کہوں گا۔ آپ اس پر مہربانی کر کے ruling دے دیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! اس سوال کے حوالے سے میرا جواب تو انہوں نے ابھی سنا ہی نہیں اور میرا جواب تو ابھی آنا ہے۔ آپ نے یہ دونوں سوال pending فرمائے تھے کہ ان کے بارے میں latest position ایوان کے سامنے رکھی جائے۔ میں وہ latest position لے کر آیا ہوں لہٰذا آپ پہلے اس کو سُن تو لیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں تو اس لکھے ہوئے جواب کی بات کر رہا ہوں اور یہ جواب بھی آپ کے محکمہ نے ہی دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! آپ انتہائی سمجھدار آدمی ہیں پتا نہیں آج کیوں اتنے جذباتی ہو رہے ہیں؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں عوام کی حقوق کی بات کر رہا ہوں۔ یہ صرف میرے جذبات نہیں بلکہ یہ اس پورے ایوان کی عزت کی بات ہے۔ آپ مجھے یہ بتا دیں کہ محکمہ سچ بول رہا ہے یا منسٹر صاحب؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ منسٹر صاحب کی بات تو سُن لیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ج) کے اندر انہوں نے پوچھا ہے کہ ان سکولوں کی missing facilities سکول وار بتائیں؟ میں پورا data ساتھ لے کر آیا ہوں۔ اس کو میں ایوان کے ساتھ share کر لیتا ہوں اور معزز ممبر کو بھی یہ provide کر دیتا ہوں۔ اس کے علاوہ بھی ان کو جہاں جہاں پر problems ہیں وہ identify کریں اور اگر وہ صحیح ہوا تو میں on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ ذمہ داران کے خلاف کارروائی کی جائے گی اور ان کی missing facilities کو اگلے مالی سال میں road map کے مطابق پورا بھی کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! منسٹر صاحب نے آپ کو guarantee دے دی ہے۔ اب آپ کو میرے خیال میں خاموش ہو جانا چاہئے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! guarantee تو آپ نے بھی دی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے جو guarantee دی تھی اس پر میں اب بھی قائم ہوں۔ منسٹر صاحب آپ کو on the floor of the House guarantee دے رہے ہیں۔ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سوال نمبر 1949 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے چودھری عامر سلطان چیمہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سرگودھا: پی پی-32 میں سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1949: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-32 ضلع سرگودھا میں کتنے گرلز و بوائز ہائی سکول ہیں؟

(ب) سال 13-2012 میں ان سکولوں کو کتنی گرانٹ دی گئی؟

(ج) ان سکولوں میں منظور شدہ اسامیوں کی کل کتنی تعداد ہے اور کتنی اسامیاں خالی ہیں، ان کو کب تک پُر کر لیا جائے گا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ضلع سرگودھا پی پی-32 میں 12 بوائز ہائی سکول اور 26 گرلز ہائی سکول کام کر رہے ہیں۔ تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 13-2012 میں گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چک نمبر 56/SB کی دیوار کی تعمیر کے لئے مبلغ 1.752 ملین روپے کے فنڈز مختص ہوئے اور چار دیواری کی تعمیر کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان سکولوں میں کل منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 929 ہے جن میں 111 اسامیاں خالی ہیں۔ بمطابق اخبار اشتہار خالی اسامیوں کے لئے درخواستیں 20۔ جنوری 2014 تک وصول کر لی گئی ہیں، ریکروٹمنٹ پراسس جاری ہے، بمطابق طلباء و طالبات تعداد خالی اسامیاں حسب قواعد نئی بھرتی پر پُر کر دی جائیں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! محکمہ کی طرف سے جز (ب) میں جو جواب دیا گیا ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ ساری کی ساری رقم صرف چار دیواری پر خرچ کی گئی ہے یا اس رقم سے کوئی اور کام بھی کرائے گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! last time اس کے اندر جو جواب submit کیا گیا تھا اُس کے مطابق 1.752 ملین فنڈ تھا اور اس وقت 14-2013 کی ADP کی مد میں جواب میں دیا گیا ہے وہ 9.93 ملین روپے تھے اور missing facilities کی مد میں 116.17 ملین روپے تھے جس طرح میں نے basic facilities کا بتایا کہ clean drinking water, wash rooms, boundary walls etc. اور میں یہ بار بار بتا رہا ہوں کہ electricity کے ongoing ہیں کیونکہ ہم ہر سال کچھ سکول identify کرتے ہیں اُن پر کام کرتے ہیں اور پھر اسی طرح اگلے سال کے سکول identify کرتے ہیں۔ ہمارا وژن ہے کہ 2017 تک ہمارے کسی بھی سکول کے اندر missing facilities کی کمی نہیں رہے گی اور اس پر ہم additional یہ کر رہے ہیں کہ dangerous class rooms کو دیکھ رہے ہیں، جہاں جہاں پر فرنیچر کی کمی ہے اُس کو پورا کر رہے ہیں تو جو 4 basic missing facilities کی بات ہوئی اور اُس کے علاوہ جو teachers کی کمی ہے اُس کو پورا کرنے کے لئے ہم نے ایک لاکھ 40 ہزار teachers بھرتی کئے اور اس سال ہم پھر 40 ہزار teachers کی بھرتی کرنے جا رہے ہیں تو ہم ہر سال ان تمام چیزوں کے لئے پیسا بھی رکھ رہے ہیں اور ان چیزوں کو improve بھی کر رہے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! انہوں نے جز (ج) میں یہ بتایا ہے کہ 111 اسامیاں خالی ہیں اور ان کی recruitment کا process جاری ہے۔ 20۔ جنوری 2014 تک ان کے لئے درخواستیں وصول کر لی گئی ہیں تو اب 2015 یعنی ایک سال سے بھی زیادہ وقت گزر گیا ہے تو اس وقت اس کا موجودہ status کیا ہے اور اگر وہ اسامیاں پُر ہو گئی ہیں تو کتنی پُر ہوئی ہیں اور اگر پُر نہیں ہوئیں تو اس میں کیا چیز رکاوٹ کا باعث ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر!ان 111اسامیوں میں سے25اسامیاں بذریعہ بھرتی پُر ہو چکی ہیں اور86اسامیوں پر بھرتی کا process جاری ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ 111اسامیاں کب تک پُر ہو جائیں گی؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! یہ سوال پی پی۔32 کے حوالے سے تھا تو ہم پورے ڈسٹرکٹ میں overall اسامیوں کی بھرتی کے process کو follow کر رہے ہیں تو یہ specific کے حوالے سے تھا، otherwise چیف منسٹر نے وہ summary بھی approve کر دی ہے تو اس سال ہم کافی زیادہ بھرتی کریں گے تاکہ اس کمی کو پورا کیا جائے۔ ہم نے جو road map بنایا ہوا ہے اُس کے مطابق ہم اگلے ایک یا دو سال کے اندر ان اسامیوں کو پُر کر لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 2053 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: اپوا گرلز ہائی سکول جی او آر (ون) کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*2053: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جی او آر (ون) لاہور میں موجود اپوا گرلز ہائی سکول کا کل کتنا رقبہ ہے نیز کتنے رقبے پر عمارت موجود ہے اور کتنا رقبہ بطور کھیل کے گراؤنڈ کے استعمال میں ہے مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) مذکورہ سکول میں سائنس اور آرٹس کے کل کتنے ٹیچرز ہیں، الگ الگ تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) مذکورہ سکول میں کل کتنا سٹاف ہے؟

(د) مذکورہ سکول کے کل کتنے داخلی اور خارجی گیٹ ہیں نیز کون کون سے گیٹ سکول اوقات کے وقت کھول دیئے جاتے ہیں اور کون سے بند رکھے جاتے ہیں؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول کو جانے والی سڑک بند کر کے چیف سیکرٹری کی رہائش میں شامل کر کے لان میں تبدیل کر دیا گیا ہے اگر ہاں تو وجوہات بیان کی جائے، کیا حکومت اس

سڑک کو کھول کر وہاں کے رہائشیوں کے ساتھ ساتھ سکول کے بچوں کو آنے جانے کی سہولت فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) اپوا گرلز ہائی سکول جی او آر (ون) لاہور کو گورنمنٹ ماڈل ہائی سکول ایوان تجارت میں ضم کر دیا گیا ہے اور اپوا گرلز ہائی سکول کی بلڈنگ گورنمنٹ مقبول عام بوائز ہائی سکول جی او آر (ون) کو دے دی گئی ہے اپوا گرلز ہائی سکول کا رقبہ 4 کنال ہے عمارت ایک کنال 18 مرلے پر مشتمل ہے 2 کنال 2 مرلے پر صحن مشتمل ہے علیحدہ کھیل کے لئے گراؤنڈ نہیں ہے۔

(ب) ضم ہونے سے پہلے اپوا گرلز ہائی سکول جی او آر (ون) لاہور میں 2012 میں فزکس، کیمسٹری اور الجبرا پڑھانے والی ایک ہی ٹیچر تھی ان کا نام روبینہ طاہر تھا اور ان کی تعلیمی قابلیت بی ایس سی، بی ایڈ، ایم اے اور ایم ایڈ تھی ان کا تجربہ تقریباً 27 سال تھا۔

(ج) اپوا گرلز ہائی سکول جی او آر (ون) لاہور کا سٹاف گورنمنٹ گرلز ماڈل ہائی سکول ایوان تجارت لاہور اور دیگر سکولوں میں شفٹ کر دیا گیا ہے اور اب اس بلڈنگ میں گورنمنٹ مقبول عام بوائز ہائی سکول جی او آر (ون) لاہور کا سٹاف کام کر رہا ہے۔ اس کے سٹاف میں ایک ایس ایس ٹی سائنس ٹیچر، دو ایس ایس ٹی آرٹس ٹیچر، تین پی ٹی سی آرٹس ٹیچر اور ایک ہیڈ ماسٹر کام کر رہا ہے جبکہ تین ای ایس ٹی اور چار پی ایس ٹی ٹیچرز کی پوسٹیں خالی ہیں۔

(د) اپوا گرلز سکول / گورنمنٹ مقبول عام بوائز ہائی سکول جی او آر (ون) لاہور کے کل آٹھ داخلی و خارجی گیٹ ہیں۔ سکول اوقات میں چار گیٹ 1۔ ڈبن پورہ والا گیٹ 2۔ کالج روڈ والا گیٹ 3۔ کلب چوک والا گیٹ 4۔ ریس کورس والا گیٹ کھلتے ہیں جبکہ 1۔ شاہ نن روڈ والا گیٹ 2۔ کینال روڈ والا گیٹ، 3۔ بروم ہیڈ روڈ) نیول وار کالج والا گیٹ اور 4۔ شمس قاری والا گیٹ بند رہتے ہیں۔ کینال روڈ والے گیٹ سے جو سڑک جی او آر (ون) لاہور کے سامنے سے گزرتی تھی اب یہ گیٹ بھی بند کر دیا ہے۔

(ہ) اس ضمن میں گزارش ہے کہ سکول کو جانے والی کینال روڈ گیٹ والی سڑک بند کرنے کا مقصد قطعاً یہ نہ تھا کہ کسی کی رہائش گاہ کو بڑا یا کشادہ کیا جائے۔ اس سڑک کو بند کرنے کا مقصد وہاں کے رہائشیوں اور بچوں کی سکیورٹی کو یقینی بنانا تھا۔ تاہم یہ سڑک سکول کی بلڈنگ اور رقبہ کا حصہ نہ تھی۔ مزید برآں سکول کے بچوں کو متبادل راستہ دے دیا گیا ہے جس سے انہیں

سکول آنے جانے میں مشکلات ہیں اور نہ ہی وہاں کے رہائشیوں کو اس طرح سے ہر لحاظ سے ایک مناسب بندوبست کر دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (الف) کا جواب دیا گیا ہے کہ سکول کو shift کر کے ایوان تجارت میں ضم کر دیا گیا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس سکول کو shift کرنے سے بچیوں کی تعداد میں کوئی فرق پڑا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! یہ سکول shift کرنے سے تعداد میں کوئی فرق نہیں پڑا کیونکہ اس سکول میں جو بچے آتے ہیں وہ اس سکول کے ارد گرد سے ہی تھے اس لئے تعداد اُتنی ہی ہے۔ اس کے اندر teachers کی جو اسامیاں خالی ہیں ہم اُن کو بھی پُر کر رہے ہیں اور اب ہمارا emphasize چونکہ quality پر ہے تو اُس کے اندر بھرتی کے ساتھ ساتھ ان بچیوں کی ایجوکیشن پر بھی پورا focus کیا ہوا ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب بالکل درست فرما رہے ہوں گے لیکن چونکہ میری اپنی رہائش یہاں پر ہے تو اس سکول میں آنے والے بچوں کو مشکل پیش آتی ہے کیونکہ وہاں پر security purpose کی وجہ سے راستے بند ہوئے ہیں اس وجہ سے بچیوں کو سکول سے ہٹا لیا گیا ہے کیونکہ یہاں پر جی او آر کے ملازمین کے بچے پڑھتے ہیں۔

جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں کہا گیا ہے کہ اس سکول کی بلڈنگ 18 مرلے پر مشتمل ہے تو اس سکول میں کوئی ہال ہے یا صرف class rooms ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! اس سکول کی جگہ ایک کنال 18 مرلے ہے۔ اس سکول کے اندر ایک صحن ہے جس کو اسمبلی کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ میری معلومات کے مطابق اس سکول میں ہال نہیں ہے۔ میں نے اس سکول کا ایک دفعہ visit بھی کیا ہوا ہے اور تمام سکولوں کے اندر اس وقت ہماری جو commitment ہے یہاں پر بھی ہماری وہی commitment ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب سے میری ایک گزارش ہے کہ اس سکول میں ہال کی اشد ضرورت ہے اور وہاں جگہ بھی available ہے تو اگر منسٹر صاحب اس پر خصوصی توجہ دے دیں۔

جناب سپیکر! جز(ہ) میں راستے بند ہونے کا ذکر ہے تو اس کی وجہ سے نیول وار کالج کی رہائشی ملازمین کی بہت ساری بچیوں کو لمبا چکر کاٹ کر آنا پڑتا تھا تو وہ بچیاں سکول چھوڑ چکی ہیں تو اگر منسٹر اس کو دیکھ لیں اور وہ راستہ کھلوادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! اس معاملہ کو دیکھیں جی۔ اگلا سوال بھی محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 2283 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ پنجاب میں واؤچر سکیم کا اجراء و دیگر تفصیلات

*2283: **محترمہ نگہت شیخ:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لاہور میں ایجوکیشن واؤچر سکیم سے استفادہ کرنے والے بچوں کی تعداد 40 ہزار ہو گئی ہے؟

(ب) صوبہ پنجاب میں ایجوکیشن واؤچر سکیم کا آغاز کب ہوا نیز اس کے آغاز پر کتنے بچے اس سکیم سے مستفید ہوئے؟

(ج) صوبہ پنجاب کے کن کن اضلاع میں ایجوکیشن واؤچر سکیم کام کر رہی ہے نیز اس سکیم کو کب تک صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع میں شروع کر دیا جائے گا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ای وی ایس میں رجسٹرڈ طلباء کی تعداد گزشتہ ایک سال میں بہت تیزی سے بڑھ گئی ہے اور حالیہ تعداد 43 ہزار ہے۔

(ب) ایجوکیشن واؤچر سکیم کا آغاز پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن نے 2006 میں کیا جبکہ اس وقت رجسٹرڈ طلباء کی تعداد ایک ہزار تھی۔

(ج) ایجوکیشن واؤچر سکیم جہلم کے علاوہ صوبہ پنجاب کے باقی تمام اضلاع میں فعال ہے۔ ضلع جہلم میں بھی اپریل2014 کے اختتام تک اس سکیم کا اجراء کر دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ voucher scheme کس criterion کے تحت دی جاتی ہے اور کیا اس سکیم سے پرائیویٹ سکولز کے بچے بھی مستفید ہوتے ہیں یا نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! ہم اس voucher scheme کے تحت اپنے سکولوں کا دائرہ کار بڑھا رہے ہیں اور اس وقت اللہ کے فضل سے پنجاب میں ہم 1.6 ملین بچوں کو اس سکیم کے ذریعے تعلیم دلوا رہے ہیں۔ اس سے پہلے یہ جہلم میں نہیں تھا تو اب جہلم میں بھی اس کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ اب ہم PEF کے سکولز کو public private partnership کے ذریعے promote کر رہے ہیں اور دُور اُفتادہ علاقے جہاں پر ہمارے سکولز موجود نہیں تھے وہاں پر ہم PEF کے ذریعے ان سکولوں کو لے کر جا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اگلا سوال نمبر2302 محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر2549 میاں محمود الرشید صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے اگلا سوال محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ کا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 2556 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ نبیلہ حاکم علی خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سرگودھا: ڈی ای او ایجوکیشن میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2556: **محترمہ نبیلہ حاکم علی خان:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) دفتر ڈپٹی ڈی ای او (مردانہ) شاہپور ضلع سرگودھا میں کتنے کلرک کس کس عہدہ گریڈ میں کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی بتائیں؟

(ب) جو کلرک عرصہ پانچ سال یا اس سے بھی زائد عرصہ سے اس دفتر میں کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ اور عرصہ تعیناتی بتائیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس دفتر میں عرصہ دراز سے تعینات ان ملازمین نے monopoly قائم کر رکھی ہے وہ اساتذہ کرام اور دیگر ملازمین کے جائز کام بھی بغیر رشوت نہیں کرتے؟

(د) کیا حکومت عرصہ دراز سے تعینات ان ملازمین کو یہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) دفتر ڈپٹی ڈی ای او (مردانہ) میں پانچ کلرکس کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام	عہدہ	گریڈ	تاریخ تعیناتی
محمد وارث	اسسٹنٹ	14	04-11-2013
محمد بخش	سینئر کلرک	09	21-10-2013
محمد حنیف	جونیئر کلرک	07	21-10-2013
ضیاء الحسنین شاہ	جونیئر کلرک	07	21-10-2013
محمد امین شاہ	جونیئر کلرک	07	09-12-2013

(ب) اس وقت کوئی بھی کلرک پانچ سال یا اس سے زائد عرصہ سے دفتر ہذا میں کام نہیں کر رہا ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ تمام کلرکس اکتوبر، نومبر اور دسمبر 2013 میں تعینات کئے گئے ہیں۔

(د) دفتر ہذا کے تمام کلرکس کا تبادلہ ستمبر 2013 اور دسمبر 2013 میں کر دیا گیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ کلرکس کی posting and transfer کی کیا پالیسی ہے اور وہ ایک دفتر میں کتنے عرصہ تک رہ سکتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! ویسے کوئی hard and fast rules نہیں ہیں لیکن اگر کسی ملازم کو ایک ہی دفتر میں تین سال سے اوپر عرصہ ہو جائے تو اُس کو ٹرانسفر کیا جا سکتا ہے۔ اب ہم اپنے محکمہ کے اندر ایک working کر رہے ہیں جو completion کے قریب ہے اور

اس میں کئی جگہ پر شکایت ہوئی ہے کہ کئی لوگ کئی جگہوں پر کئی کئی سالوں سے بیٹھے ہوئے ہیں تو اس حوالہ سے ہم complete working کر رہے ہیں اور ہم اس پر پھر implement کریں گے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! منسٹر صاحب میرے بھائی ہیں اور انہوں نے خود ہی admit کیا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ جو کام ہم ای ڈی او (ایجوکیشن) یا منسٹر صاحب سے نہیں لے سکے وہی وہاں پر 15/10 سال سے ایک ہی سیٹ پر بیٹھے ہوئے وہ کلرک کر دیتے ہیں تو یہ مہربانی کر کے جو پالیسی بنانے جا رہے ہیں اُس میں ساہیوال ڈسٹرکٹ کو priority پر رکھ لیں اور اس پر کب تک implement کرا لیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! کب تک اس پالیسی پر implement ہو جائے گا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں دو دن پہلے ان کے ڈسٹرکٹ میں موجود تھا وہاں پر بھی انہوں نے یہ سوال take up کیا تھا تو میں نے وہاں پر بھی بتایا تھا کہ ہم اس پر کام کر رہے ہیں اور ان کے genuine issues تھے کہ وہاں پر لوگ بڑی بڑی دیر سے بیٹھے ہیں تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کو کریں گے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! منسٹر صاحب تب ہمارے گھر آئے تھے اور ہمارے مہمان تھے لیکن انہوں نے time frame اُدھر دیا ہے نہ اِدھر دے رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! ملک صاحب کی بات جائز ہے اس کے اوپر جتنا جلدی implement ہو سکے وہ کر دیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! ہم اس پر working کر رہے ہیں اور انشاء اللہ یہ جلد ہی implement ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اگلا سوال نمبر 2664 جناب آصف محمود صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2665 بھی جناب آصف محمود صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2678 محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سوال نمبر2775 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے چودھری عامر سلطان چیمہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سرگودھا کے سکولوں میں داخلہ مہم سے متعلقہ تفصیلات

*2775: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

ضلع سرگودھا میں داخلہ مہم کے نتیجے میں کتنے بچوں کو سکولوں میں داخل کروایا گیا اور کیا متعلقہ سکول بچوں کا اضافی بوجھ برداشت کر سکیں گے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

ضلع سرگودھا میں داخلہ مہم کے نتیجے میں کل 2,23,723 بچوں کو سکولوں میں داخل کروایا گیا اور تمام متعلقہ سکول بچوں کا اضافی بوجھ برداشت کر رہے ہیں۔ تفصیل ضمیمہ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس میں انہوں نے کہا ہے کہ 223723 بچوں کو سرگودھا کے سکولوں میں داخل کرایا گیا اور متعلقہ سکول بچوں کا اضافی بوجھ برداشت کر رہے ہیں۔ میرا ایک ضمنی سوال یہ ہے کہ اضافی بوجھ کی تفصیل کیا ہے اور میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر اتنی بڑی تعداد کا داخلہ ہوا ہے تو کیا اساتذہ کی تعیناتی بھی کی گئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! اضافی بوجھ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم نے سکولوں میں enrollment کا target رکھا تھا، جب ہم نے emergency enrollment drive شروع کی یا نافذ کی تو اس کے اندر ہم نے ہر ضلع کو target دیا تھا۔ میں مثال دوں گا کہ پچھلے سال 4.4 ملین پنجاب کا target رکھا گیا تھا۔ اللہ کے فضل سے اس سے پچھلے سال میں 3.4 ملین کا target تھا جس کو ہم نے 4 ملین سے achieve کیا تھا تو اضافی بچوں کو ہم سکولوں میں لائے تھے۔ اس کے پیچھے logic یہ ہے کہ 5 سے 9 سال کی عمر کے جو بچے سکول سے باہر ہیں اس پر پورے پنجاب میں surveys ہوئے کوئی survey بتاتا ہے کہ 24 لاکھ بچے سکولوں سے باہر ہیں، کوئی بتاتا ہے کہ 34 لاکھ بچے سکولوں

سے باہر ہیں تو ہم نے ان تمام چیزوں کو اکٹھا کر کے ایک وژن کے مطابق کام شروع کیا کہ ہم ہر سال 0.8ایک ملین زیادہ بچوں کو سکولوں کے اندر پچھلے سال سے زیادہ لائیں گے تو پھر اگلے دو تین سال کے اندر کوئی بھی 5 سے 9 سال کی عمر کا بچہ سکول سے باہر نہیں ہو گا۔ اگر ہم اس enrollment drive پر کام کر رہے ہیں اور سکولوں میں زیادہ بچوں کو لا رہے ہیں تو ظاہری بات ہے کہ پہلے بچوں پر گورنمنٹ کا جو بجٹ لگتا تھا وہ بجٹ اب بڑھ رہا ہے۔ ہم جو اضافی بچے اپنے سکولوں میں لے کر آتے ہیں تو ان پر کتابوں، ٹیچرز اور دوسری services کے حوالے سے cost آتی ہے۔ اس کے حساب سے ہم اساتذہ کی تعداد کو بھی بڑھا رہے ہیں اس لئے جو اضافی بچے سکولوں میں آتے ہیں ان پر آنے والے اخراجات کو ہم اضافی بوجھ کہتے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں نے یہ بھی پوچھا تھا کہ کیا بچوں کی تعداد بڑھانے کے ساتھ اس کے مطابق اساتذہ کی تعداد بھی بڑھائی گئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! کیا اس کے مطابق اساتذہ کی بھرتی ہوئی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! جی، اساتذہ کی بھرتی ہو رہی ہے، ضلع سرگودھا میں 14310 اساتذہ ان بچوں کے لئے موجود ہیں اور وہاں جو student teacher ratio بنتی ہے وہ 131 کی بنتی ہے جبکہ سٹینڈرڈ 140 کا ہے۔ یہاں پر 131 بن رہی ہے جسے ہم مزید improve کر رہے ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میرا آپ کی وساطت سے سوال یہ ہے کہ منسٹر صاحب ساتھ attachment کا title پڑھ کر سنا دیں۔ میں صرف یہ assess کرنا چاہ رہا ہوں کہ جو رپورٹ پیش کی گئی ہے اس کے اندر ایک لفظ سمجھ نہیں آ رہا اور title پڑھا نہیں جا رہا۔ ان کے پاس شاید بہتر کاپی آئی ہو۔ ہمیں جب اس قسم کی رپورٹ دی جا رہی ہے جس کے اندر آپ اس کا سر پیر ہی نہیں نکال سکتے تو ہم کیا کر سکتے ہیں؟ اب محکمانہ طور پر efficiency کی بات ہو رہی ہے تو اس لئے میں کہہ رہا ہوں کہ اس کو دیکھ لیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر حزب اختلاف سردار وقاص حسن موکل
نے رپورٹ کی کاپی ایوان میں دکھائی)

جناب قائم مقام سپیکر: مؤکل صاحب! misprint بھی ہو جاتا ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! کیا misprint دونوں pages پر ہو جاتا ہے؟ انہوں نے present report کی ہے کہ اس پر سوال کیا جائے۔ اگر یہ پڑھی ہی نہیں جا رہی تو پھر اس کا کیا فائدہ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: مؤکل صاحب! سوالات آپ کے سامنے ہیں۔ مجھ سے تو پڑھا جا رہا ہے اب آپ سے نہیں پڑھا جا رہا۔ انہوں نے ضمنی سوال کیا ہے اب آپ بھی ضمنی سوال کر لیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں یہ کاپی آپ کو بھیج رہا ہوں دیکھ لیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر حزب اختلاف سردار وقاص حسن مؤکل
نے رپورٹ کی کاپی جناب قائم مقام سپیکر کو بھجوائی)

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! لگتا ہے کہ مؤکل صاحب کو نئی عینک کے لئے نظر چیک کرانے کی ضرورت ہے۔ مجھ سے تو پڑھا جا رہا ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے پھر زیادتی کی ہے کہ printing error والی کاپی اِدھر دے دی ہے۔ کیا آپ اس کا title پڑھ سکتے ہیں اور اس میں سے کسی line کو آپ پڑھ کر بتا سکتے ہیں؟ آپ ایمانداری سے بتادیں۔ میں سوال کچھ نہیں کر رہا۔ محکمہ کی صرف چار آنے کی فوٹو کاپی کے اوپر بچت آ رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آئندہ احتیاط کی جائے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! آپ acknowledge کر رہے ہیں تو صرف اتنی سی بات تھی۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! ان کا گلہ مجھ سے نہیں آپ سے بنتا ہے کیونکہ یہ printing اسمبلی سیکرٹریٹ کراتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! یہ کاپی آپ کی طرف سے آتی ہے۔ (قہقہہ)

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! کاپی ہماری طرف سے آتی ہے لیکن اگر اس طرح کی کوئی کمی ہو تو یہ بتادیں ہم ان کو نئی کاپی فراہم کر دیں گے۔ میرے پاس جو کاپی ہے وہ بالکل

clear ہے۔ ہم یہی کاپی آپ کو فراہم کر دیتے لیکن آئندہ مستقبل میں ہم اس کا خیال بھی رکھیں گے کہ اس طرح نہ ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ مدیحہ رانا صاحبہ کا ہے۔

محترمہ مدیحہ رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2782 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع فیصل آباد: سکولوں کو اپ گریڈ کرنے کا طریق کار و دیگر تفصیلات

***2782: محترمہ مدیحہ رانا:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حکومت نے پرائمری، مڈل اور ہائی سکولز کو اپ گریڈ کرنے کے لئے کیا معیار مقرر کیا ہوا ہے؟

(ب) کیا مقرر کردہ معیار پر پورا اترنے والے سکولز کو حکومت خود بخود اپ گریڈ کر دیتی ہے یا اس کے لئے کوئی درخواست دینی پڑتی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت ضلع فیصل آباد میں کئی ایسے پرائمری، مڈل اور ہائی سکولز ہیں جو اپ گریڈ ہو سکتے ہیں اگر ہاں تو کیا حکومت ان کو اپ گریڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) حکومت پنجاب کی طرف سے جاری کردہ نوٹیفکیشن نمبر SO(Schools)4-18/2009 مورخہ 24-02-2009 کے تحت پرائمری، مڈل اور ہائی سکولز کو اپ گریڈ کرنے کے لئے جو معیار مقرر کیا ہے اس کی تفصیل (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مقرر کردہ معیار پر پُورا اُترنے والے سکولز کو اپ گریڈ کرنے کے لئے طلباء کی تعداد کی بنیاد پر prioritized لسٹ تیار کی جاتی ہے اور وسائل کی دستیابی پر ترتیب سے اپ گریڈیشن زیر غور لائی جاتی ہے۔

(ج) جی ہاں! ضلع فیصل آباد میں کئی ایسے پرائمری، مڈل اور ہائی سکولز موجود ہیں جو حکومت کی طرف سے عائد کردہ شرائط کے مطابق اپ گریڈ ہو سکتے ہیں۔ حکومت کی طرف سے فنڈز مہیا ہوتے ہی ان سکولز کو اپ گریڈ کر دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ مدیحہ رانا: جناب سپیکر! میں محکمہ کے جواب سے مطمئن ہوں مگر ایک request کروں گی کہ فیصل آباد میں اس وقت جتنے بھی سکول جو اپ گریڈ ہو سکتے ہیں اور وہ prioritized list میں شامل ہیں جو criterion کو بھی پورا کرتے ہیں۔ مجھے kindly اس list کی کاپی فراہم کی جائے اور ان سکولوں کو جلد از جلد اپ گریڈ کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں آپ کے توسط سے وزیر سکولز ایجوکیشن سے ایک اور request کرنا چاہوں گی کہ کچھ دن پہلے میں نے گجرات میں ایک سکول ڈھل کاہلوں میں visit کیا جہاں 400 کے قریب بچیاں تعلیم حاصل کر رہی ہیں مگر وہ سکول ابھی تک اپ گریڈ نہیں ہوا اور پچھلے تین سالوں سے اس سکول کو اپ گریڈ کرنے کے لئے کوشش کی جا رہی ہے۔ میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گی کہ جیسا کہ ہمارا وژن "پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب" ہے تو اس حوالے سے میں request کروں گی کہ kindly آپ اس کو ضرور personally check کریں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ۔ منسٹر صاحب! یہ note کر لیں۔ اگلا سوال بھی محترمہ آپ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ مدیحہ رانا: جناب سپیکر! سوال نمبر 2783 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ کے سرکاری سکولوں کی مسنگ فیسلیٹیز کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*2783: محترمہ مدیحہ رانا: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں سرکاری سکولوں میں مسنگ فیسلیٹیز کی فراہمی کے لئے فنڈز حکومت پنجاب کی طرف سے ضلعی حکومتوں کے اکاؤنٹ۔IV میں منتقل کئے جاتے ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو ضلع فیصل آباد کو سال 13-2012 میں کتنے فنڈز جاری کئے گئے اور یہ فنڈز کہاں کہاں خرچ کئے گئے، تفصیلاً بیان کریں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے۔

(ب) ضلع فیصل آباد محکمہ تعلیم کو سال 13-2012 میں 95.995 ملین روپے کے فنڈز جاری کئے گئے۔ خرچ شدہ فنڈز کی تفصیل ضمیمہ (اے، بی، سی اور ڈی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ مدیحہ رانا: جناب سپیکر! سب سکولوں کو جب برابر کے فنڈز دیئے جاتے ہیں تو وہ سکول جہاں missing facilities ہیں تو وہ متاثر ہوتے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سکولوں میں ضرورت کے مطابق فنڈز کا اجراء کیوں نہیں کیا جاتا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! ہماری missing facilities پر باقاعدہ ایک working ہے اس کے مطابق جو جو آتا ہے اس کے حساب سے فنڈز دیئے جاتے ہیں۔ اس کے اندر متعلقہ ای ڈی او، متعلقہ ڈی سی او کام کرتے ہیں۔ ہم نے اب یہ بھی کر دیا ہے کہ جو ماہانہ DCC ہوتی ہے اس کے اندر بھی ایجوکیشن کو make sure کیا ہے کہ وہاں پر ان issues کو بھی take up کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ جہاں جہاں سے demands آتی ہیں ہم ان missing facilities کو پورا بھی کر رہے ہیں اور ان پر proper monitoring بھی ساتھ چل رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال نمبر 2808 محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ لبنیٰ ریحان صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ لبنیٰ ریحان: جناب سپیکر! شکریہ۔ سوال نمبر 1287 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع راولپنڈی: اپ گریڈ کئے گئے سکولوں کی تفصیلات

*1287: محترمہ لبنیٰ ریحان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں پچھلے پانچ سالوں کے دوران کل کتنے گرلز و بوائز ہائی سکولوں کو اپ گریڈ کیا گیا؟

(ب) اپ گریڈ کرنے کی وجہ سے مذکورہ سکولوں میں سٹاف کی جو کمی ہوئی، کیا اس کو پورا کر دیا گیا ہے؟

(ج) نئی create کی جانے والی اسامیوں میں سے کتنی اور کون کون سی اسامیوں پر بھرتی مکمل ہو چکی ہے، تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ضلع راولپنڈی میں پچھلے پانچ سالوں کے دوران آٹھ بوائز اور سات گرلز ہائی سکولوں کو اپ گریڈ کر کے ہائر سیکنڈری سکولز کا درجہ دیا گیا۔

(ب) پنجاب پبلک سروس کمیشن اور پروموشن کوٹا کے ذریعے اپ گریڈ کئے گئے ہائر سیکنڈری سکولز میں ایس ایس / ایس ایس ایس اساتذہ کی تعیناتی کر دی گئی ہے البتہ چند اسامیاں خالی ہیں انہیں بھی نئی بھرتی یا محکمانہ ترقی پانے والے اساتذہ کے ذریعے پُر کر دیا جائے گا

(ج) کل create کی جانے والی 127 اسامیوں میں سے 68 اسامیوں پر بھرتی مکمل ہو چکی ہے آئندہ نئی بھرتی ہونے پر 59 خالی اسامیوں کو پُر کر دیا جائے گا۔ تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ لبنیٰ ریحان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ ضلع راولپنڈی میں کیا آنے والے وقت میں بھی محکمہ سکولز ایجوکیشن طالبات کے لئے ہائی سکول بنانے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! بالکل رکھتا ہے۔ ہمارا اپ گریڈیشن کا جو process ہے اس کا باقاعدہ ایک criterion ہے جس کو ہم follow کرتے ہیں اور جہاں جہاں ضرورت ہے وہاں پر ہم سکولوں کو اپ گریڈ کریں گے۔

محترمہ لبنیٰ ریحان: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ج) میں بتایا گیا ہے کہ 127 اسامیوں میں سے 68 اسامیوں پر بھرتی مکمل ہو چکی ہے اور 59 خالی ہیں۔ ان 59 اسامیوں پر بھرتی کب تک مکمل ہو جائے گی؟ اس کے علاوہ دور دراز علاقوں میں اساتذہ کی تعیناتی ہوتی ہے وہ وہاں نہیں جاتے اور وہ اسامیاں خالی رہ جاتی ہیں ان کو کیسے پُر کیا جاتا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانامشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں پہلے بھی ایک سوال کے جواب میں بتا چکا ہوں کہ یہ ایک ongoing process ہے جس طرح job vacancies create ہوتی ہیں تو اس کے حساب سے ہم پُر کر رہے ہیں۔ ہمارا وژن یہی ہے کہ ہم اگلے ایک سے دو سال میں ان تمام اسامیوں کو پُر کر لیں گے۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، باؤ صاحب!

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! کل ایک سینئر صحافی اسد ساہی دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں۔ ان کے لئے ایوان میں فاتحہ خوانی کروالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جیسے ہی وقفہ سوالات ختم ہوگا فاتحہ خوانی کروالیں گے۔ اگلا سوال نمبر 1457 شیخ علاؤالدین صاحب کا ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 1457 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے شیخ علاؤالدین کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع قصور: سکولوں کی زیر تعمیر عمارات کی تفصیلات

*1457: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں کل کتنے پرائمری، مڈل، ہائی سکولوں کی عمارات اس وقت زیر تعمیر ہیں اور یہ کب تک مکمل ہو جائیں گی؟

(ب) ان عمارات کی تعمیر کب شروع کی گئی، ان کی مدت تکمیل اور تخمینہ لاگت کیا تھی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگ قصور کی رپورٹ کے مطابق ضلع قصور میں 51 پرائمری، مڈل، ہائی سکولز کی عمارات زیر تعمیر تھیں جن کی تکمیل ہو چکی ہے۔ تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان عمارات کی تعمیر مئی2012 سے شروع ہوئی اور دسمبر2013 کے عرصہ کے دوران مکمل ہوئیں۔ تخمینہ لاگت 242.581 ملین رہا تفصیل Annex-B ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

Approved + Expenditure
242.581 300.486

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! یہ سوال ہے کہ ضلع قصور میں کل کتنے پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں کی عمارات اس وقت زیر تعمیر ہیں اور یہ کب تک مکمل ہو جائیں گی۔ اس کا جواب ہے کہ ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگ قصور کی رپورٹ کے مطابق ضلع قصور میں 51 پرائمری، مڈل اور ہائی سکولز کی عمارات زیر تعمیر تھیں جن کی تکمیل ہو چکی ہے۔ تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس میں I tried to find out کہ 2014-15 کی کوئی تفصیل ہو جو لسٹ دی گئی ہے صفحہ نمبر 1 پر 2011-12 کی ongoing ہے۔ 2013-14 کی missing facilities کی دی گئی ہے جو پوچھی ہی نہیں گئی۔

جناب سپیکر! 2013-14 کی missing facilities کی تفصیل دی گئی ہے جو کہ پوچھی ہی نہیں گئی۔ "and so on" provision of missing facilities in school in district Kasur 2013-14 یہ تو نئی عمارات کے متعلق سوال پوچھا گیا ہے جس کی تفصیل ایوان میں annexure کے طور پر دی گئی ہے وہ 2011-12 کی ongoing schemes میں سے دی گئی ہے اور اس میں ایک pertinent بات یہ ہے کہ جن سکولوں کا new schemes کے طور پر ذکر کیا گیا ہے روشن بھلہ ایک سکول ہے جو کہ notoriously famous for some odd reasons ہے وہ ایک سابقہ چیف سیکرٹری صاحب کا گاؤں تھا اور وہاں پر جو کسی ڈسٹرکٹ level پر facilities ہونی چاہئیں تھیں اس دیہات میں چلی گئیں وہ ایک علیحدہ بحث ہے، اُس کی تفصیل بھی غلط provide کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! میری آپ سے یہ submission ہوگی before going on to any other details in this کہ آپ جو ruling دیتے ہیں وہ ruling by virtue of all the peoples sitting here چاہے کوئی ممبر اسمبلی، منسٹر یا officer box میں متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں سپیکر کی ruling binding ہے۔ اس binding کو اگر کوئی obey نہیں کرتا تو یہ breach of privilege ہے اور یہ breach of privilege آج صبح سے تین دفعہ

commit ہوتی ہم نے دیکھ لی ہے۔ جس دن آپ نے یہ ruling دی میں ایوان میں موجود تھا کہ جس ڈیپارٹمنٹ کے سوالات ہوں گے اس کا administrative head officer box میں ہوگا ہم نے آپ کی ستائش کی تھی۔ ہم نے کہا کہ آپ کا جو حکم ہے یہ تن من سے مانا جانا چاہئے اور اس کی obedience parliamentary oversight کا ایک وسیلہ بنے گی۔ آج on the very next day یہ جمعہ والے دن کی آپ کی ruling تھی اور آج سوموار کو یہ House sitting میں ہے and order is not obeyed یہاں پر 12-2011 کا جواب دیا جارہا ہے جبکہ میں 15-2014 میں سوال پوچھ رہا ہوں۔ 2015 کا financial year ختم ہو کر 2016 میں جانے کو تیار ہے تو کیا اس کا مطلب میں یہ لوں کہ 2012 سے لے کر 2016 تک کوئی نیا سکول نہیں بنا؟

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! میری بات سنیں میں نے بالکل جمعہ والے دن یہ بات کی تھی اور منسٹر صاحب نے جو بات کی ہے وہ بھی ٹھیک ہے۔ یہ میں آپ کو پھر بتاؤں گا کیونکہ آج کسی اور محکمے کا question day تھا لیکن اُن کی کوئی request آئی تھی جس وجہ سے ہم نے آج یہ سکولز ایجوکیشن کو شامل کیا تھا اور ان کا ایک schedule programme بنا ہوا تھا جس وجہ سے میں نے آج کوئی بات نہیں کی۔ میری بات سنیں منسٹر صاحب خود یہاں پر موجود ہیں۔ جہاں تک اگلی بات ہے اس کا جواب منسٹر صاحب دے دیں۔ میں آپ کو assure کرواتا ہوں کہ بغیر کسی solid reason کے اگر secretaries یہاں پر موجود نہیں ہوں گے تو پھر اس دن Question Hour نہیں ہوگا۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! اب آپ تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحب سے جواب لے لیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ جو منسٹر صاحبان ہوتے ہیں وہ بھی اس august House کا حصہ ہوتے ہیں اور یہ ان کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ اس ایوان کی تکریم اور عزت میں اضافہ کروائیں۔ یہاں پر سیکرٹری صاحبان کی بھی بات ہوئی۔ پہلی بات میں یہ کہنا چاہوں گا کہ میں خود بھی جب اس Chair پر بیٹھتا رہا ہوں تو میرا ابھی یہی focus رہا ہے اور میرا ابھی یہ ماننا ہے کہ جو executive ہے وہ اس honourable Chair اور اس ایوان کے تابع ہے۔ اس ایوان کے تابع ہو کر جب تک وہ کام نہیں کرے گی تب تک deliverance and governance بہتر نہیں ہوگی۔

جناب سپیکر! دوسرا میں نے پہلے بھی explain کیا ہے کہ ہمارا already ایک schedule بنا ہوا تھا اور آج ہمارا question day نہیں تھا اس کو آپ نے بھی explain کر دیا ہے اگر ہمارا دن مقرر ہوتا تو اس دن چاہے جو کچھ مرضی ہوتا میرے سیکرٹری صاحب نے یہاں پر موجود ہونا تھا۔ ہمیں اس وقت ایجوکیشن میں بہت زیادہ challenges کا سامنا ہے اور جس طرح کا road map ہم لے کر چل رہے ہیں ہماری ٹیمیں ground on 24/7 موجود ہوتی ہیں۔ ہم اپنے system کو decentralize کر رہے ہیں۔ ہم district wise اس کی مانیٹرنگ کر رہے ہیں۔ میں خود آپ کے علاقے راجن پور، مظفر گڑھ، ڈی جی خان، ملتان اور ساہیوال سے ہوتا ہوا کل لاہور پہنچا ہوں اور اگلے ہفتے اسی طرح میں ناردرن پنجاب کی طرف نکل رہا ہوں ہم AEO,MEO کے ذریعے monitoring کر رہے ہیں اور robust قسم کا ایک سسٹم لے کر آ رہے ہیں جس میں ہم مزید چار ہزار AEO کی بھرتی کر رہے ہیں۔ پہلے ان کے پاس ہزار AEO ہیں اگر average دیکھیں تو 50 کے قریب سکولوں پر ایک AEO تھا لیکن اب ہم دس سے پندرہ سکولوں پر ایک AEO کر رہے ہیں۔ اس کو proper tablet دے رہے ہیں اس نے daily کا data submit اور transmit کرنا ہے تو ہم اپنے آپ کو خود accountable بنا رہے ہیں آپ اس بات کو ضرور appreciate کریں کیونکہ آج پہلی دفعہ حکومت اور ہم خود کو احتساب کے لئے پیش کر رہے ہیں۔ وہ data جو اکٹھا ہوتا ہے۔ وہ خالی ایک data نہیں ہے EDO,DCO کا علیحدہ data ہے، MEO,AEO کا علیحدہ data ہے، پھر جو organizations ہمارے ساتھ کام کر رہی ہیں ان کا علیحدہ data ہے اور پھر ہم اس کو اکٹھا کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں بار بار یہ کہتا ہوں کہ ہم اس مقصد کی طرف جا رہے ہیں جہاں پر ہم اس پنجاب کے بچے بچے کو کتاب اور تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اس راستے پر چل رہے ہیں جہاں پر ہم نے یہ نعرہ لگایا ہے کہ "پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب" یہ slogan وہ slogan ہے جس کو ہم نے اپنے محترم parliamentarians کے ساتھ مل کر implement کرنا ہے اور آخری بات میں آپ سے یہ کہنا چاہوں گا کہ وزیراعلیٰ صاحب نے خود ایک سکول adopt کر کے آغاز کیا ہے کہ تمام parliamentarians اپنے اپنے حلقے میں سکول adopt کریں اور ان سکولوں کی حالتوں کے خود ذمے دار بنیں کیونکہ وہ بچے آپ کے بچے ہیں۔ گورنمنٹ سکولز میں پاکستان کا کل پرورش پا رہا ہے انہوں نے آگے آنا ہے تو اس کے لئے میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان سے بھی گزارش کروں گا کہ ہم سب

مل کر اس میں حصہ ڈالیں اور جہاں جہاں پر کمیاں ہیں ان کی نشاندہی کریں۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان کی نشاندہی پر action بھی لیں گے اور وہاں پر بہتری بھی لے کر آئیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! یہ بھی بتادیں کہ قصور میں ابھی نئے سکول نہیں بنائے گئے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! ہم نے already data provide کیا ہوا ہے۔ پوری تفصیل ان کے ہاتھ میں ہے کہ 2013 میں ہم نے جو کام شروع کیا ہے وہ بھی ہے اور جو سکول ongoing process میں چل رہے ہیں ان کا بھی complete data موجود ہے۔ جہاں پر نئے سکولوں کی ضرورت ہے ہم ابھی discourage کر رہے ہیں کہ حکومت پنجاب خود بنائے کیونکہ وہ ہم PEF کے ساتھ مل کر پرائیویٹ پبلک پارٹنرشپ میں ان سکولوں کو بنا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! یعنی آپ نئے سکول نہیں بنا رہے ہیں؟

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! .Why I am stressing upon this مجھے رانا مشہود خان کی Personal capacity I can always apprise him he is a good parliamentarian good minister he is delivering good we can seem going around in all districts

ہم خود اس کے عینی شاہد ہیں کہ یہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ میرا جھگڑا صرف parliamentary oversight ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! میں نے آپ کو بتا تو دیا ہے بہتر ہے کہ آپ اسی پر آ جائیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! آپ مجھے صرف دو منٹ دے دیں، میں direct اسی پر آ رہا ہوں۔ میری تمہید اس لئے ہے کہ میں اپنا مدعا بیان کر سکوں اگر میں آپ کے سامنے اپنی تمہید نہیں دوں گا تو میں بات نہیں کر پاؤں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! نہیں، نہیں بتائیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! مقصد یہ ہے کہ معزز ممبر شیخ علاؤالدین نے بہت pertinent question کیا تھا. and department was bound to answer that question سوال ان کا یہ تھا کہ کتنے نئے مڈل پرائمری سکولز ڈسٹرکٹ قصور میں construct ہو رہے ہیں؟ اس کا جواب annexure(a) میں دیا گیا ہے کہ وہ to somehow is not relevant جواب ہی

نہیں ہے۔ انہوں نے missing facilities کی تفصیل دے دی جو کہ معزز ممبر نے پوچھی ہی نہیں ہے اور میں ان کے behalf پر پوچھ رہا ہوں۔ یہ 12-2011 کی تفصیل دے رہے ہیں جبکہ میں 15-2014 میں سوال پوچھ رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! نئے سکول نہیں بنے ہیں اس میں missing facility دی گئی ہیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! نئے سکول بن رہے ہیں میرے حلقے میں بھی بن رہے ہیں منسٹر صاحب درست جواب نہیں دے رہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! already جو سکول ہم نے approve کئے تھے وہ تو بن رہے ہیں یہ 2013 کے سکولوں کی بات کر رہے ہیں جو کہ شروع ہو چکے ہیں جن کو ہم complete کر رہے ہیں۔ نئے سکولوں میں ہماری پالیسی یہ ہے کہ جہاں جہاں پر ضرورت ہے وہاں پر ہم سکول بنائیں گے۔ کچھ ایسے remote areas ہیں جہاں پر سکول پرائیویٹ پبلک پارٹنر شپ میں نہیں بن سکتے وہاں پر حکومت کی ذمہ داری ہے اور حکومت بالکل بنائے گی۔ مثال کے طور پر میں آپ سے share کرنا چاہوں گا کہ جب دو دن پہلے میں راجن پور میں تھا تو وہاں پر hill torrents جو کہ آپ کو بھی پتا ہے کہ بہت بڑا issue ہے وہ لوگ جو travel کر جاتے ہیں تو ہم وہاں پر mobile schools کو لے کر آ رہے ہیں۔ ہم اب out of box solution کی طرف بھی جا رہے ہیں، ہم بے تحاشا innovation کو لے کر آ رہے ہیں اور interventions کی وجہ سے چاہتے ہیں کہ out of school سارے بچے سکولوں میں آئیں تو اس میں جو ideas ان کے ذہن میں ہیں جہاں پر یہ سمجھتے ہیں کہ بہت زیادہ ضرورت ہے جہاں پر private parties نہیں جا سکتیں اس کو یہ بالکل identify کریں ہم وہاں پر ان کو سکول بنا کر دیں گے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! ہم ان تمام اقدامات کی تعریف بھی کرتے ہیں اور ہم اس کے followers ہیں مگر letter and spirit of them جو وزیراعلیٰ کا vision ہے that is a beautiful model. یہ ایک brand بن گئے ہیں جس کو دوسرے صوبوں والے follow کر رہے ہیں۔ میرا سوال صرف یہ ہے کہ جب ان کا ڈیپارٹمنٹ اسمبلی کے اندر جواب دیتے ہوئے غلط جواب دے تو Minister shouldn't defend the department on the floor. آپ اس کے جج ہیں اور میں آپ سے درخواست کر رہا ہوں کہ یہ on record ہے۔ سوال یہ ہے کہ نئے سکول بن

رہے ہیں یا نہیں؟ میرے حلقے کے اندر suburbs of the Lahore کم و بیش پانچ سے چھ سکول نئے بن رہے ہیں جن کا اس میں ذکر ہی نہیں ہے لہٰذا میں کیسے مانوں کہ یہ جواب درست ہے؟ The department should be taken after the session اور منسٹر صاحب اپنے سیکرٹری کو بلائیں۔ یہ غلط جواب ہے جس سے میرا یہاں استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔ وزیراعلیٰ کا vision سر آنکھوں پر لیکن اس ایوان کو تو صحیح طریقے سے جواب دیئے جائیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں دو چیزیں explain کرنا چاہوں گا۔ اگر آپ سوال پڑھیں تو پوچھا گیا ہے کہ ضلع قصور میں کل کتنے پرائمری، مڈل، ہائی سکولوں کی عمارات اس وقت زیر تعمیر ہیں اور یہ کب تک مکمل ہو جائیں گی؟ اس میں نئے سکولوں کی بات نہیں ہے بلکہ سکول زیر تعمیر ہیں جس میں dangerous buildings بھی آ جاتی ہیں اور ongoing بھی ہیں۔ جو سکول نئے شروع ہوئے تھے ان کا بھی بتا دیا ہے اور dangerous buildings کے اوپر تعمیر کر رہے ہیں یا جو missing facilities ہیں وہ بھی دے رہے ہیں۔ یہ کوئی specific سوال نہیں ہے لیکن پھر بھی ہم نے تفصیلی جواب دے دیا ہے۔ ملک صاحب میرے بہت ہی محترم دوست ہیں اور ہمیشہ ان کی گفتگو بڑی to the point ہوتی ہے بلکہ یہ legal points بھی raise کرتے ہیں۔ میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں سوالات پر جب briefing لے رہا تھا تو مجھے اس میں کمیاں نظر آئیں جس پر میں نے سات ای ڈی اوز کو show cause notice جاری کیا ہے اور دو اسسٹنٹ ڈائریکٹرز کو suspend کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس ایوان کے سامنے بالکل سچ رکھنا چاہئے اور میں نے already اس پر کارروائی کر دی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اگلا سوال نمبر 1623 ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔

MR EHSAN RIAZ FATYANA: On her behalf.

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! آپ سوال نہیں کر سکتے کیونکہ آپ دو سوال already کر چکے ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1624 بھی ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1707 ہے۔ میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے request کروں گی کہ جز (ب) کا جواب ذرا پڑھ دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیاوہ پوراجواب پڑھ دیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانامشہود احمد خان): جناب سپیکر! اگر جواب میں کوئی issue ہے تو یہ بتادیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! صرف جز(ب) کے بارے کہا ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانامشہود احمد خان): جناب سپیکر! جز(ب) کا بڑا تفصیلی جواب ہے۔ اس میں ضلع لاہور کی اسامیوں کی تفصیل اور ضلع خانیوال کی علیحدہ علیحدہ تفصیل ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! ابھی دوسرے لوگوں کے بھی سوال ہیں۔ اگر آپ کو اس میں کوئی ایسی figure نظر آئی ہے تو point out کر دیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! باقی لوگ موجود نہیں ہیں لیکن جو موجود ہیں اُن کا توکم از کم جواب دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، موجود ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! اکثر ممبران موجود نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اِدھر ہی ہیں۔ آپ اس میں کوئی ضمنی سوال کر لیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: چلیں، ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ای ڈی او ایجوکیشن آفس لاہور اور خانیوال میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1707: **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ای ڈی او ایجوکیشن لاہور اور خانیوال میں اسسٹنٹ / ہیڈ کلرک، سینئر کلرک اور جونیئر کلرک کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں؟

(ب) ان اضلاع میں ان کیڈرز کی کون کون سی اسامیاں کب سے خالی پڑی ہوئی ہیں اور ان کو پُر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) ان اضلاع میں پروموشن کوٹا کی اسامیاں ہیڈ کلرک / اسسٹنٹ، سینئر کلرک کی کب سے خالی ہیں اور ان پر اہل ملازمین کی پروموشن نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت ان اضلاع میں جن جن ملازمین کی پروموشن due ہے ان کو پروموٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ای ڈی او (ایجوکیشن) لاہور اور خانیوال کے آفس میں اسسٹنٹ / ہیڈ کلرک اور سینئر کلرک اور جونیئر کلرک کی منظور شدہ اسامیاں درج ذیل ہیں۔

	اسسٹنٹ / ہیڈ کلرک	سینئر کلرک	جونیئر کلرک
ضلع لاہور	10	8	5
ضلع خانیوال	6	3	6

(ب) ضلع لاہور میں ان اسامیوں کی تفصیل:

ضلع لاہور میں اسسٹنٹ، ہیڈ کلرک کی 12 جونیئر کلرک کی 20 اسامیاں اور سینئر کلرک کی 8 اسامیاں تقریباً ایک سال سے اور 13 اسامیاں 2 ماہ سے خالی پڑی ہیں۔ ہیڈ کلرک کی 12 اسامیاں ڈائریکٹ کوٹا کی ہیں جو کہ بھرتی پر پابندی کی وجہ سے خالی ہیں۔ سینئر کلرک کی اسامیوں کو ضلع میں کام کرنے والے جونیئر کلرک کی پروموشن کے ذریعے پُر کیا جاتا ہے۔ ملازمین جن کی پروموشن due تھی اُن کی سالانہ PER اور دوسرے کاغذات جو کہ پروموشن کے لئے ضروری ہوتے ہیں نامکمل ہونے کی وجہ سے پروموشن نہ کی جا سکی۔ تاہم ان کے کاغذات مکمل ہوتے ہی ان کی جلد از جلد پروموشن کر دی جائے گی جبکہ ضلع میں خالی جونیئر کلرک کی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے جنوری 2014 میں امیدواران کا ٹائپنگ ٹیسٹ لیا گیا لیکن مطلوبہ معیار پر پورا نہ اُترنے کی وجہ سے یہ اسامیاں پُر نہ کی جا سکیں۔ تاہم ان اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے اُمیدواران کا دوبارہ ٹیسٹ لیا جائے گا۔

ضلع خانیوال میں اسسٹنٹ / ہیڈ کلرک ان کیڈرز کی اسامیوں کی تفصیل:

اسسٹنٹ / ہیڈ کلرک فریش کوٹا تین: یہ پوسٹیں 09.09.13، 30.09.13، 14.01.14 سے بوجہ پروموشن سپرنٹنڈنٹ اور ریٹائرمنٹ کی وجہ سے خالی ہیں گورنمنٹ کی جانب سے فریش ریکروٹمنٹ پر پابندی عائد ہے پابندی ختم ہونے کے بعد بذریعہ اشتہار رولز / پالیسی کے مطابق پُر کی جائیں گی۔

پروموشن کوٹا اسسٹنٹ / ہیڈ کلرک تین: یہ پوسٹیں بوجہ پروموشن بطور سپرنٹنڈنٹ / ریٹائرمنٹ 24.06.14,04.08.14 اور 28.03.14 کو خالی ہوئی ہیں ان کے کیسز منگوانے کے لئے لیٹر نمبر 8102 مورخہ 09.08.14 کے تحت لکھا جا چکا ہے۔

سینئر کلرک پروموشن کوٹا چار: یہ پوسٹیں 28.03.14 سے اسسٹنٹ کی خالی ہوئی ہیں ان خالی پوسٹوں پر پروموشن کے لئے مورخہ 21.08.14 کو DPC نمبر 2 کی میٹنگ ہوئی اور ان پوسٹوں میں سے تین پر جونیئر کلرکوں کی مورخہ 23.08.13 سے خالی بطور سینئر کلرک پروموشن ہو چکی ہے جبکہ ایک پروموشن کیس بوجہ نئے اے سی آر فارم ڈیفر کر دیا گیا ہے۔

جونیئر کلرک 42: یہ اسامیاں بوجہ اپ گریڈیشن سکولز 2011 اور ریٹائرمنٹ / پروموشن کی وجہ سے 2013 کو خالی ہوئی تھیں زیر قوانین A۔17 کے تحت اُمیدواران کا مورخہ 03.06.14 کو کمپیوٹر ٹیسٹ لیا تھا کامیاب سات اُمیدواران کی 07.07.14 کو بطور جونیئر کلرک تقرری کر دی گئی ہے اب 35 اسامیاں بقایا ہیں درجہ چہارم ملازمین کی ان سروس پروموشن کوٹا 20 فیصد کے لئے کمپیوٹر / ٹائپنگ ٹیسٹ کے لئے مورخہ 24.09.14 کی تاریخ مقرر کی گئی ہے اور باقی اوپن میرٹ کی بھرتی پر گورنمنٹ کی طرف سے پابندی عائد ہونے کی وجہ سے پراسس نہ ہو سکتا ہے۔

(ج) ضلع لاہور میں ہیڈ کلرک کی پروموشن کوٹا کی کوئی اسامی نہ ہے۔ سینئر کلرک کی 23 اسامیاں خالی ہیں جن کو اُن ملازمین جن کی پروموشن due ہے ان کی سالانہ PER اور دوسرے کاغذات جو پروموشن کے لئے ضروری ہوتے ہیں ان کے مکمل ہونے پر پروموٹ کر دیا جائے گا۔

ضلع خانیوال میں پروموشن کوٹا کے لئے اسسٹنٹ / ہیڈ کلرک 28.03.14, 24.06.14,04.08.14 سے خالی ہیں ان پوسٹوں پر میرٹ / سنیارٹی کے مطابق پروموشن کے لئے لیٹر نمبر 8102 مورخہ 09.08.14 کے تحت کیسز منگوائے ہوئے ہیں موصول ہونے کے بعد پروموشن کر دی جائے گی۔

(د) ملازمین درجہ چہارم کی پروموشن کے لئے کمپیوٹر / ٹائپنگ ٹیسٹ کے لئے 24.09.14 کی تاریخ مقرر کی ہے اور اسسٹنٹ / ہیڈ کلرک کے لئے پروموشن کیسز حاصل کرنے کے لئے مراسلہ نمبر 8102 مورخہ 09.08.14 کے تحت تحریر کیا جا چکا ہے۔ موصول ہونے کے بعد پروموشن کر دی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ب) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ اسسٹنٹ اور ہیڈ کلرک کی پروموشن کے لئے لیٹر لکھے ہیں اور ان کے cases منگوائے ہیں۔ محکمے کی طرف سے جو لیٹر لکھا گیا تھا اگر اس کی date بھی دیکھی جائے تو اس کو سات ماہ کا عرصہ گزر گیا ہے۔

میں منسٹر صاحب سے یہ جاننا چاہوں گی کہ سات ماہ گزرنے کے بعد بھی آج تک ان کی پروموشن نہیں ہوئی تو اس کے بارے میں محکمہ کا کیا ارادہ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! بنیادی طور پر یہ بھی ایک ongoing process ہوتا ہے۔ درجہ چہارم ملازمین کی بطور جونیئر کلرک کے لئے in service پروموشن 20 فیصد کوٹا کے تحت 24-09-14 کو ٹیسٹ ہوا تھا جن میں گیارہ ملازمین کو بطور جونیئر کلرک promote کر دیا گیا تھا اور 21-01-15 کو ان میں سے آٹھ ملازمین کو تقرری بھی مل چکی ہے۔ چونکہ open merit پر بھرتی پر اس وقت پابندی ہے تو باقی سولہ لوگوں کی بھرتی پابندی ختم ہونے کے بعد حسبِ ضابطہ کر دی جائے گی۔ پہلے جو لوگ بطور اسسٹنٹ اور سینئر کلرک promote ہوئے ہیں وہ قانون 17-A کے تحت ملازمین کے کوٹے میں ہوئے ہیں۔ میں نے اس حوالے سے overall بتا دیا ہے۔ DPC ہر سال ہوتی ہے اور باقی جہاں پر ابھی تک بھرتی نہیں ہو سکی وہاں پر پابندی ہے اور جیسے ہی پابندی ہٹے گی تو ہم بھرتی کر دیں گے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جز (ج) کے حوالے سے جواب میں بتایا گیا ہے کہ سالانہ PER کسی بھی سکیل میں پروموشن کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ابھی تک ان کے پاس جتنے cases ہیں جن کو آپ نے PER مکمل نہ ہونے کی وجہ سے promote نہیں کیا اُن کا اس وقت کیا status ہے، اُن کو کب promote کریں گے اور PER مکمل نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! اس میں اسسٹنٹ اور سینئر کلرک کی پوسٹ خالی ہے جس کے لئے ابھی تک DPC کی تاریخ مقرر نہیں ہوئی۔ پہلے DPC رکھی گئی تھی لیکن وہاں پر کچھ issues آ گئے جس کی وجہ سے میٹنگ نہیں ہو سکی۔ پہلے 26-01-15 کی تاریخ مقرر کی گئی تھی پھر 18-02-15 رکھی گئی، اب نئی تاریخ مقرر کی جا رہی ہے اور جلد ہی اس process کو complete کر لیا جائے گا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں نے جز (ج) کی بات کی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ PER مکمل نہ ہونے کی وجہ سے ابھی تک promotions delay کا شکار ہیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں نے بھی اسی کا ذکر کیا ہے کہ DPC چونکہ نہیں ہو سکی اس لئے یہ promotions pending ہیں۔ دو دفعہ اس کی date رکھی گئی تھی مگر اُس وقت کچھ issues آئے تھے لیکن اب ہم نئی date مقرر کر رہے ہیں۔ یہ میٹنگ ڈی سی او صاحب نے کرنی ہوتی ہے جن کو ہم نے کہہ دیا ہے اور جلد ہی یہ میٹنگ کروادیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال نمبر1741 شیخ علاؤالدین صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں للہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ میرے خیال میں وقفہ سوالات کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع لاہور: پراجیکٹ سبجیکٹ سپیشلسٹ کو ریگولر کرنے کی تفصیلات

*1395: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال13-2012 میں ضلع لاہور میں وزیر اعلیٰ پنجاب کے احکامات کے تحت محکمہ تعلیم نے کنٹریکٹ ملازمین اساتذہ کو کب اور کس نوٹیفکیشن کے ذریعے مستقل کیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ تعلیم کے ذیلی ادارے پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے سال07-2006 میں بھرتی ہونے والے پراجیکٹ سبجیکٹ سپیشلسٹ کو ابھی تک مستقل نہیں کیا گیا؟

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ملازمین کو مستقل نہ کرنے کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) یہ درست ہے کہ دفتر ای ڈی او (ایجوکیشن) لاہور نے ایسے تمام کنٹریکٹ ملازمین جن کا تقرر 10-09-2011 سے پہلے ہوا تھا اور مذکورہ تقرر کا اشتہار اسامی 19-10-2009 سے

پہلے شائع ہوا تھا ان کی مستقلی کا مرحلہ چلایا اور مستقل کر دیا گیا تھا۔ حکومت پنجاب سکولز ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے نوٹیفکیشن نمبر S.O(SE-III)2-16/2007 بتاریخ 11۔09۔10 کی شرائط و ضوابط کے تحت کنٹریکٹ ملازمین و ایجوکیٹرز کو مستقل کیا گیا ہے۔ تاہم جن ملازمین کا سروس ریکارڈ و تقرری کا ریکارڈ دستیاب نہ تھا ان کے مطلوبہ ریکارڈ کی جانچ پڑتال کے بعد انہیں مورخہ 11۔09۔10 سے مستقل کیا جا رہا ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن (PEF) ایکٹ 2004 کی دفعہ (8)5 کے مطابق PEF کا بورڈ ملازمین کی تعیناتی اور ان کی ملازمت کی شرائط و قیود طے کرنے کا مجاز ہے جبکہ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن (کنٹریکٹ ملازمت) رولز 2005 کے رول (2-a) "کنٹریکٹ ملازمین کے شرائط و قیود" (کنٹریکٹ ملازمت) 6 کے مطابق ایسی تعیناتی مستقل ملازمت کا حق نہیں دلا سکے گی۔ مزید برآں PEF میں کنٹریکٹ ملازمین کو مارکیٹ بیسڈ تنخواہیں دی جاتی ہیں جو سرکاری سکیلز سے مختلف ہیں۔ اس کی وجہ ان ملازمتوں کے لئے ضروری مہارت اور تجربہ کے حامل افراد کو پرائیویٹ سیکٹر سے لیا جانا ہے جو مارکیٹ سے کم تنخواہ پر PEF میں ملازمت اختیار نہیں کرنا چاہیں گے۔

لاہور: گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول میں تعمیر و مرمت کی تفصیلات

*1396: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول سنگھ پورہ لاہور میں سال 13۔2012 میں کل کتنے ہال / کمرے تیار کئے گئے نیز ان کی تیاری کے لئے کس کو ٹھیکہ دیا گیا اور کل کتنی رقم خرچ کی گئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سال 2013 میں متذکرہ سکول کی چار دیواری جو پہلے موجود تھی کو گرا کر نئے سرے سے بنوایا گیا کیوں، اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر سکولزایجوکیشن (رانامشہود احمد خان):

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول سنگھ پورہ لاہور سال13-2012 میں چار کلاس رومز مع برآمدہ تعمیر کئے گئے۔اس کی تعمیر کا ٹھیکہ میسرز خان کنسٹرکشن کو دیا گیااوراس پر کل 6.00 ملین رقم خرچ کی گئی۔

(ب) سال2013 میں مذکورہ سکول کی چار دیواری کا وہ حصہ جو خستہ حال اور خطرناک تھا صرف اسی حصہ کو گرا کر دوبارہ تعمیر کیا گیا۔

ضلع اوکاڑہ: حویلی لکھا کے سکولوں کو فنڈز کی فراہمی واستعمال کی تفصیلات

*1584: جناب احمد خان بھچر: کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ کی حدود میں آنے والے تمام پرائمری، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولوں (بوائز وگرلز) میں گزشتہ پانچ سالوں کے دوران کتنے فنڈز فراہم کئے گئے، سال وار تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ب) ان فنڈز سے کتنے سکولوں کا فرنیچر، عمارات کی مرمت پر خرچ کئے گئے، سکول وار تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ج) ان فنڈز سے کتنے سکولوں کے بیت الخلاء اور عمارات کی توسیع پر خرچ کئے گئے، سکول وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) کتنے سکول ایسے ہیں جن میں ابھی تک مسنگ فیسلیٹیز کو پورا نہیں کیا گیا۔ان سکولوں کے نام ومقام اوران میں کب تک یہ سہولیات فراہم کر دی جائیں گی، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر سکولزایجوکیشن (رانامشہود احمد خان):

(الف) حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ کی حدود میں آنے والے تمام پرائمری، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولوں (بوائز وگرلز) میں گزشتہ پانچ سالوں کے دوران 52 سکولوں میں 107.719 ملین روپے کے ترقیاتی فنڈز فراہم کئے گئے۔ سال وار تفصیل (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جز(الف) کی موجودگی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

(ج) جز(الف)کی موجودگی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

(د) حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ میں 15 سکولوں میں مسنگ فیسلیٹیز کی کمی ہے اور حکومت پنجاب کی جانب سے مسنگ فیسلیٹیز و دیگر ضروریات کی فراہمی کے لئے ان سکولوں کو فنڈز جاری کر دیئے گئے ہیں۔ سکولوں کی لسٹ(Annex-B)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ملتان: پی پی۔194 میں تعلیم کے منصوبہ جات کی منظوری کی تفصیلات

*678: جناب ظہیر الدین خان علیزئی: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی نے پانچ پچھلے سالوں کے دوران پی پی۔194 ملتان میں سکولز ایجوکیشن کے لئے کتنے کون کون سے منصوبہ جات کی منظوری دی، علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ان میں سے کتنے ایسے منصوبے ہیں جو ابھی تک مکمل نہ ہوئے ہیں، یہ منصوبے کب شروع کئے گئے اور ان کی مدت تکمیل کیا تھی، آگاہ کریں؟

(ج) ان منصوبہ جات کی بروقت تکمیل کے لئے محکمہ کیا کیا اقدامات اٹھا رہا ہے، آگاہ کریں؟

(د) ان منصوبہ جات کی تکمیل میں تاخیر کے ذمہ دار افسران کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی، اگر نہیں تو کیوں اور ہاں تو ان افسران کے نام، عہدہ، موجودہ تعیناتی سے آگاہ کریں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) پی پی۔194 میں گزشتہ پانچ سالوں کے دوران 42 سکولوں میں missing facilities مہیا کی گئیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:

سکول	بوائز	گرلز	ٹوٹل
ہائی	4	9	13
مڈل	2	2	04
پرائمری	3	22	25
میزان	9	33	42

پی پی۔194 میں 11 سکولز اپ گریڈ کئے گئے جن میں 4 مڈل سکولوں کو ہائی اور 7 پرائمری سکولوں کو مڈل کا درجہ دیا گیا جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

سکولز	بوائز	گرلز	ٹوٹل
مڈل سے ہائی	2	2	4
پرائمری سے مڈل	1	6	7
میزان	3	8	11

جن سکولوں میں missing facilities مہیا کی گئیں اور اپ گریڈ کیا گیا ان کی سال وار تفصیل ضمیمہ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان میں کوئی ایسا منصوبہ نہیں جو مکمل نہ ہوا ہو۔ یہ منصوبے 2009تا 2011 کے دوران شروع کئے گئے ان کی مدت تکمیل کی تفصیل ضمیمہ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تمام منصوبہ جات کی تکمیل بروقت ہو چکی ہے۔

(د) کسی منصوبے میں تاخیر نہ ہوئی ہے لہٰذا کسی آفیسر کے خلاف کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

ملتان: پی پی-195 میں تعلیم کے منصوبوں کی منظوری و دیگر تفصیلات

*688: جناب جاوید اختر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران پی پی-195 ملتان میں سکولز ایجوکیشن کے لئے کون کون سے منصوبہ جات کی منظوری دی، علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل سال وار آگاہ کریں؟

(ب) ان میں کتنے ایسے منصوبہ جات ہیں جو ابھی تک مکمل نہ ہو سکے، یہ منصوبے کب شروع کئے گئے اور ان کی مدت تکمیل کیا تھی؟

(ج) ان میں سے جو منصوبہ جات بروقت مکمل نہ ہو سکے، اس کی وجوہات و تاخیر کے ذمہ داران کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لائی گئی، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) پی پی-195 ملتان میں گزشتہ 5 سالوں کے دوران 34 سکولوں میں missing facilities مہیا کی گئیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:

سکول	بوائز	گرلز	ٹوٹل
ہائی	8	6	14
مڈل	4	6	10
پرائمری	3	7	10
میزان	15	19	34

پی پی-195 میں پانچ سکولز اپ گریڈ کئے گئے جن میں سے چار مڈل سکولوں کو ہائی اور ایک پرائمری سکول کو مڈل کا درجہ دیا گیا جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

سکولز	بوائز	گرلز	ٹوٹل
مڈل سے ہائی	2	2	4
پرائمری سے مڈل	0	1	1
میزان	2	3	5

جن سکولوں میں missing facilities مہیا کی گئیں اور اپ گریڈ کیا گیا ان کی سال وار تفصیل ضمیمہ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے:۔

(ب) ان میں کوئی ایسا منصوبہ نہیں جو مکمل نہ ہوا ہو۔ یہ منصوبے 2009 تا 2012 کے دوران شروع کئے گئے ان کی مدت تکمیل کی تفصیل ضمیمہ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کسی منصوبے میں تاخیر نہ ہوئی ہے لہٰذا کسی آفیسر کے خلاف کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

لاہور: پی پی۔144 میں غیر رجسٹرڈ پرائیویٹ سکولوں کی تفصیلات

*1606: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔144 لاہور میں کتنے غیر رجسٹرڈ پرائیویٹ سکولز ہیں، ان کے نام اور یہ سکول کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ تمام پرائیویٹ سکول اپنی مرضی سے کسی بھی وقت فیس بغیر کسی منظوری کے بڑھا دیتے ہیں؟

(ج) کیا حکومت غیر رجسٹرڈ پرائیویٹ سکولز کو رجسٹرڈ کرنے اور فیسوں میں اضافہ کے لئے کوئی قواعد وضوابط بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) حلقہ پی پی۔144 لاہور میں کل 27 غیر رجسٹرڈ سکولز ہیں۔ سکولوں کی لسٹ ضمیمہ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درست ہے کہ پرائیویٹ سکولوں کے مالکان اپنی مرضی سے فیس مقرر کرتے ہیں تاہم رجسٹریشن کرواتے وقت تمام ادارہ جات اپنی درخواست میں طلباء سے لی جانے والی فیس و دیگر چارجز کی باقاعدہ وضاحت کرتے ہیں۔ اگر کسی ادارے کے مالک کے خلاف ناجائز فیس لینے کی شکایت آتی ہے تو اس کے خلاف فوری طور پر قانون کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے۔

(ج) محکمہ کی طرف سے ان غیر رجسٹرڈ سکولز کو "پنجاب پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنز پروموشن اینڈ ریگولیشن آرڈیننس اینڈ رولز" 1984 کے تحت شوکاز نوٹس جاری کئے جاتے

ہیں، کہ وہ فوری طور پر اپنے سکولوں کو رجسٹرڈ کروائیں بصورت دیگران کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے۔

تاہم جدید حالات کے مطابق اور جدید تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت پنجاب پرائیویٹ سکولوں کو بہتر انداز میں ریگولیٹ کرنے کے لئے بل تیار کر لیا گیا ہے جو کہ جلد ہی قانون سازی کے لئے پنجاب اسمبلی میں پیش کر دیا جائے گا۔

لاہور: سکولوں میں مسنگ فیسلیٹیز کی فراہمی کی تفصیلات

*2302: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔143، 144 اور 145 لاہور میں کتنے گرلز پرائمری، مڈل سکول ایسے ہیں جن کی عمارت بوسیدہ ہو چکی ہے اور چار دیواری، بجلی، واش روم کی سہولت نہ ہے؟

(ب) حکومت ان سکولوں میں یہ سہولیات کب تک فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) حلقہ پی پی۔143، 144 اور 145 لاہور میں ایسا کوئی گورنمنٹ پرائمری، مڈل سکول نہ ہے جس کی عمارت بوسیدہ ہو ان سکولوں میں چار دیواری بجلی اور واش روم کی سہولت موجود ہے۔

(ب) جواب جز (الف) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

لاہور: سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول میں خالی اسامیوں کو پر کرنے کا معاملہ

*2549: میاں محمود الرشید: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول وحدت کالونی جی بلاک لاہور میں ایس ایس ٹی، پی ایس ٹی، پی ٹی ای، چوکیدار اور واٹر مین کی اسامیاں کتنے عرصہ سے خالی ہیں اور سکول میں ریگولر طلباء کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) کیا حکومت خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول وحدت کالونی جی بلاک لاہور میں خالی اساتذہ، درجہ چہارم کے ملازمین اور طلباء کی تعداد کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام اسامی	تعداد اسامی خالی	کب سے خالی ہے	نام کلاس	تعداد طلباء
1	پی ٹی سی	05	22-12-12	پرائمری	120
2	پی ای ٹی	01	03-02-12	مڈل	243
3	چوکیدار	01	04-03-13	ہائی	201
4	واٹر مین	01	04-03-13	کل تعداد	564

(ب) جی ہاں! خالی اسامیوں کو نئی ریکروٹمنٹ اور ٹرانسفر پالیسی کے تحت جلد پُر کر دیا جائے گا۔

راولپنڈی: پی پی-9 میں سکولوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*2664: جناب آصف محمود: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-9 راولپنڈی میں کتنے پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولز ہیں، علیحدہ علیحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) کتنے سکولز ایسے ہیں جو بغیر عمارت، بجلی و پانی کام کر رہے ہیں؟

(ج) کون کون سے سکولوں میں اساتذہ کی کمی ہے، ان سکولوں کے ناموں سے آگاہ کریں؟

(د) ان سکولوں میں ٹیچنگ سٹاف کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں اور کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں؟

(ہ) ان سکولوں میں کون کون سی مسنگ فیسلیٹیز ہیں؟

(و) مذکورہ سکولوں کی مسنگ فیسلیٹیز کو کب تک پورا کر دیا جائے گا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) پی پی-9 راولپنڈی میں کل 23 سکول ہیں جن میں سے 11 پرائمری، 3 مڈل اور 9 ہائی سکولز ہیں جبکہ ہائر سیکنڈری سکول کوئی نہ ہے تفصیل (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پی پی-9 ضلع راولپنڈی میں کل 23 سکول ہیں جن میں سے 13 سکولوں کی اپنی عمارت نہ ہے جبکہ تمام کے تمام سکولوں میں پانی اور بجلی کی سہولت موجود ہے، تفصیل فہرست سکول وار (Annex-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کسی سکول میں اساتذہ کی کمی نہ ہے۔

(د) ان سکولوں میں ٹیچنگ سٹاف کی کل395اسامیاں منظور شدہ ہیں ان میں سے 341 پُر ہیں اور 18اسامیاں خالی ہیں سکول وار اسامیوں کی فہرست(Annex-C)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) تمام سکولوں میں چار دیواری، ٹائلٹ، پانی اور بجلی کی سہولتیں موجود ہیں۔

(و) تمام سکولوں کو سہولتیں دستیاب ہیں۔

راولپنڈی: پی پی۔9 میں گرلز ہائی، ہائر سکولوں کی تعداد و نتائج کی شرح کی تفصیلات

*2665: جناب آصف محمود: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔9راولپنڈی میں لڑکیوں کے کتنے ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولز ہیں؟

(ب) ان میں کتنی طالبات زیر تعلیم ہیں، کلاس وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) ان سکولوں کی گزشتہ پانچ سالوں کے دوران نتائج کی شرح کیا رہی، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) ہائر سیکنڈری سکولوں میں کون کون سے مضامین پڑھائے جا رہے ہیں اور کن مضامین کے اساتذہ نہ ہیں، ان اسامیوں کو کب تک پُر کر دیا جائے گا؟

(ہ) ان سکولوں میں کون کون سی مسنگ فیسلیٹیز ہیں؟

(و) کیا ان سکولوں میں طالبات کی تعداد کے مطابق کمرے موجود ہیں، اگر نہیں تو کیوں؟

(ز) ان سکولوں کو گزشتہ پانچ سالوں کے دوران کتنے کتنے فنڈز فراہم کئے گئے اور یہ فنڈز کن کن مدات میں استعمال ہوئے، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) پی پی۔9راولپنڈی میں لڑکیوں کے کل چھ ہائی سکول ہیں تفصیل(Annex-A)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ ہائر سیکنڈری سکول کوئی نہ ہے۔

(ب) ان سکولوں میں کل3931طالبات زیر تعلیم ہیں۔کلاس وار تفصیل(Annex-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان سکولوں کی گزشتہ پانچ سال کے میٹرک کے نتائج کی سال وار تفصیل(Annex-C) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) پی پی۔9راولپنڈی میں لڑکیوں کا کوئی بھی ہائر سیکنڈری سکول نہ ہے۔

(ہ) ان سکولوں میں کوئی بھی مسنگ فیسلیٹیز نہ ہے۔

(و) تمام سکولوں میں تعداد کے مطابق کمرے موجود ہیں۔

(ز) ان سکولوں کو گزشتہ پانچ سالوں کے دوران 29.132ملین روپے فنڈز فراہم کئے گئے اور یہ فنڈ جن مدات کے لئے منظور ہوئے انہی میں استعمال ہوئے۔ تفصیل(Annex-D) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور: پنجاب سکول ٹاؤن شپ کی اراضی و دیگر تفصیلات

*2678: محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب سکول ٹاؤن شپ لاہور کے لئے حکومت نے کتنے کنال زمین کب الاٹ کی تھی، یہ پلاٹ کس کے حکم پر الاٹ کیا گیا۔ موجودہ مالکان کون ہیں؟

(ب) کیا یہ سکول محکمہ تعلیم کے ساتھ رجسٹرڈ ہے یہاں کتنے طلباء و طالبات زیر تعلیم ہیں کتنی فیس وصول کی جاتی ہے؟

(ج) اس سکول پلاٹ میں کتنے کنال پر سکول بنا ہوا ہے اور کتنے کنال پر مالکان سکول نے اپنی ذاتی رہائش تعمیر کر رکھی ہے کیا کسی سکول پلاٹ پر ذاتی رہائش تعمیر کرنا قانوناً درست ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ٹاؤن شپ بلاک۔II سیکٹرC-I میں ہائی سکول کے لئے مختص(Reserved)66کنال پر مشتمل پلاٹ محکمہ ہاؤسنگ فزیکل اینڈ انوائر مینٹل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ، گورنمنٹ آف دی پنجاب نے بحوالہ لیٹر نمبر SO(DI)HP&EP-10-8/88 مورخہ 1989-06-06 مکہ فاؤنڈیشن کو الاٹ کیا تھا۔ مکہ فاؤنڈیشن نے اس پلاٹ پر دی پنجاب سکول کے نام سے ہائی سکول کی تعمیر کی تھی اور اس وقت بھی یہ زمین مکہ فاؤنڈیشن کے نام پر ہی ہے۔

(ب) دی پنجاب سکول ٹاؤن شپ دفتری ریکارڈ کے مطابق بذریعہ نمبری2560 مورخہ 12.03.1994 سے محکمہ تعلیم کے ساتھ رجسٹرڈ ہے۔ سکول میں طلباء و طالبات کی تعداد تقریباً5200 ہے اور ماہانہ فیس کی تفصیل درج ذیل ہے:

کلاس لیول	ماہانہ فیس
نرسری تا ڈل	3200/- روپے
نہم و دہم	3250/- روپے

(ج) ساری زمین سکول کی تعلیمی سرگرمیوں کے لئے زیر استعمال ہے، کیمپس میں کسی ممبر بورڈ کی رہائش گاہ تعمیر نہیں کی گئی ہے۔

تعلیمی نصاب میں مذہبی اقلیتوں کے خلاف نفرت انگیز مواد کو خارج کرنے کی تفصیلات

*2808: محترمہ شُنیلارُوت: کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پرائمری اور ہائی سکول کے نصاب میں مذہبی اقلیتوں کے خلاف نفرت انگیز مواد موجود ہے؟

(ب) کیاحکومت نصاب میں موجود اس قسم کے مواد کو خارج کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) حکومت روشن خیال اور ہموار معاشرہ وجود میں لانے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر سکولزایجوکیشن (رانامشہود احمد خان):

(الف) درست نہیں ہے۔ پرائمری اور ہائی کی سطح کے نصاب میں اقلیتوں کے متعلق کوئی غیر مناسب اور نفرت انگیز مواد شامل نہیں ہے۔ پاکستان کا آئین اور قومی نصاب مذہبی رواداری، برداشت تحمل اور مساوات کے داعی ہیں۔ قیام پاکستان کی جدوجہد میں مسلمانوں کے شانہ بشانہ دیگر اقلیتی مذاہب کے لوگوں نے بھی قابل قدر کردار ادا کیا ہے لہٰذا قومی نصاب میں ان کا مکمل اعتراف کرتے ہوئے اقلیتوں کا مساویانہ احترام کیا جاتا ہے۔ پرائمری اور ہائی سکول کی سطح کا موجودہ قومی نصاب وفاق کی تمام اکائیوں یعنی چاروں صوبوں کی شمولیت اور مشاورت سے تشکیل دیا گیا ہے۔ نصاب میں کہیں بھی اقلیتوں کے متعلق منفی اور نفرت انگیز مواد موجود نہیں ہے۔

(ب) کسی بھی مذہبی اقلیت سے وابستہ لوگ دوسرے لوگوں کی طرح پکے اور سچے پاکستانی ہیں اس لئے مذکورہ نصاب میں اقلیتوں کے خلاف کسی قسم کے نفرت انگیز مواد کی موجودگی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

(ج) حکومت روشن خیال اور ہموار معاشرہ وجود میں لانے کے لئے تمام شہریوں سے مساویانہ سلوک کرتی ہے۔ تعلیم روزگار، مذہبی آزادی، انتخابات، رہن سہن اور دیگر تمام تر معاشرتی معاملات میں ہر ایک کو یکساں مواقع اور آزادی حاصل ہے، مذہب کی بنیاد پر کسی سے امتیازی سلوک روا نہیں رکھا جاتا۔ حکومت نے صوبہ بھر کے اقلیتی طلباء کے لئے "اسلامیات" کے مضمون کے متبادل کے طور پر "اخلاقیات" کا مضمون متعارف کرایا ہے۔ اب تک مرحلہ وار تیسری۔ چوتھی، چھٹی، ساتویں، نویں، دسویں، گیارہویں اور بارہویں جماعت کے لئے اخلاقیات کی کتابیں تیار کی جا چکی ہیں جبکہ باقی ماندہ صرف دو جماعتوں پانچویں اور آٹھویں کے لئے پیشرفت جاری ہے۔

"اخلاقیات" کی نصابی کتب کی تیاری میں تمام متعلقہ اقلیتوں کے نمائندوں کو شامل کیا جاتا ہے۔

علاوہ ازیں نصابی کتب کی تیاری کے مراحل میں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ اقلیتی افراد کو بھی مدعو کیا جاتا ہے تاکہ وہ اس عمل میں براہ راست شامل ہو سکیں۔

صوبہ میں غیر رجسٹرڈ سکولوں کے خلاف کریک ڈاؤن کی تفصیلات

*1623: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے صوبہ پنجاب میں غیر رجسٹرڈ نجی سکولوں کے خلاف کریک ڈاؤن کا فیصلہ کیا ہے؟

(ب) صوبہ پنجاب میں حکومت نے 2013 کے دوران کل کتنے غیر قانونی اور غیر رجسٹرڈ نجی سکولوں کو سیل کیا اور کتنے سکولوں کو کتنا جرمانہ کیا نیز کتنے سکولوں کو آخری اور حتمی نوٹسز جاری کئے گئے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے حکومت پنجاب کی ہدایت کے مطابق پنجاب کے تمام اضلاع کے سربراہوں نے پنجاب ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنز (پروموشن اینڈ ریگولیشن) رولز 1984 کے تحت کارروائی شروع کر دی ہے۔

(ب) 2013 کے دوران تمام اضلاع میں غیر قانونی و غیر رجسٹرڈ نجی سکولوں کو سیل کرنے، جرمانہ کرنے اور حتمی نوٹس جاری کرنے کی لسٹ ضمیمہ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور: پی پی-144 میں گرلز ہائی سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1624: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-144 لاہور میں گورنمنٹ گرلز ہائی سکولوں کی تعداد کتنی ہے اور یہ کن علاقوں میں ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پی پی-144 لاہور میں آبادی کے لحاظ سے لڑکیوں کے لئے ہائی سکولوں کی تعداد بہت کم ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پی پی-144 لاہور میں مزید گرلز ہائی سکول بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں رکھتی تو وجہ بیان فرمائی جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) پی پی-144 میں گرلز ہائی سکولوں کی تعداد 6 ہے ان کے نام اور ایڈریس درج ذیل ہے:

1۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کوٹ خواجہ سعید لاہور۔
2۔ گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول سنگھ پورہ لاہور۔
3۔ گورنمنٹ چراغ گرلز ہائی سکول باغبانپورہ لاہور۔
4۔ گورنمنٹ مسلم گرلز ہائی سکول باغبانپورہ لاہور۔
5۔ گورنمنٹ طاہر ماڈل گرلز ہائی سکول شالامار ٹاؤن لاہور۔
6۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول شالامار ٹاؤن لاہور۔

(ب) درست نہ ہے پی پی-144 لاہور میں آبادی کے لحاظ سے گرلز سکولوں کی تعداد مناسب ہے۔

(ج) جواب جز (ب) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

لاہور: کورٹ کے فیصلہ کے تحت ایس ایس ٹیز کی پروموشن اور سنیارٹی کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*1741: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سکولز میں تعینات 10ایس ایس ٹیز کی مورخہ 22-مارچ2013 کو لاہور ہائی کورٹ میں دائر رٹ پٹیشن کے فیصلے میں عدالت نے ٹھیک چار ہفتے کے اندر قواعد وضوابط کے مطابق عملدرآمد کا حکم جاری کیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ فیصلے کی روشنی میں سیکرٹری سکولز ایجوکیشن نے مذکورہ 10ایس ایس ٹیز کی پروموشن اور سنیارٹی کی درستی کے لئے آرڈر نمبر ایس او (S-VI) 5-32-2012 مورخہ 21-جون2013 کو جاری کئے۔

(ج) سیکرٹری سکولز کے مذکورہ بالا آرڈر کی روشنی میں آج تک مذکورہ ایس ایس ٹیز کی پروموشن اور سنیارٹی کے بارے میں جو اقدامات اٹھائے گئے، ان کی تفصیل بیان فرمائیں نیز کیا حکومت مذکورہ صورتحال سے دوچار دیگر اساتذہ کے مسائل بھی حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے کہ لاہور ہائی کورٹ نے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سکولز کے 10 ایس ایس ٹیز کی رٹ پٹیشن کا فیصلہ چار ہفتے کے اندر کرانے کا حکم دیا تھا۔

(ب) درست ہے کہ سیکرٹری سکولز ایجوکیشن نے مذکورہ ایس ایس ٹیز کی پروموشن اور سنیارٹی کی درستی کے لئے آرڈر نمبر SO SE-IV)5-32-2012) مورخہ 13-06-21 کو جاری کیا تھا۔

(ج) مذکورہ ایس ایس ٹیز کی سنیارٹی کو جنرل کیڈر کی سنیارٹی لسٹ میں شامل کرنے کے لئے دفتر ہذا نے زیر آرڈر نمبر Admn/7525 مورخہ 07-10-2013 تین آفیسرز پر مشتمل کمیٹی بنائی گئی جس کی رپورٹ دفتر ہذا کو موصول ہو چکی ہے متعلقہ ضروری کاغذات تصدیق کا مرحلہ مکمل ہوتے ہی سنیارٹی لسٹ میں بمطابق SO(SE-VI)5-32-2012 نام شامل کر لئے جائیں گے۔

ضلع فیصل آباد: تحصیل تاندلیانوالہ میں ڈپٹی ڈی ای او (سکولز) کی اسامیوں کی منظوری کی تفصیلات

*1940: جناب جعفر علی ہوچہ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تاندلیانوالہ (ضلع فیصل آباد) کو 1995 میں تحصیل ہیڈ کوارٹر کا درجہ دیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس تحصیل میں ابھی تک ڈپٹی ڈی ای او میل اور فی میل کی اسامیاں منظور نہ ہوئی ہیں جبکہ اس تحصیل میں دیگر تحصیلوں کی نسبت زیادہ سکول اور سٹاف ہے؟

(ج) کیا حکومت اس تحصیل میں ڈپٹی ڈی ای او میل اور فی میل کی اسامیاں پیدا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے کیونکہ مذکورہ تحصیل میں فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے نوٹیفکیشن نمبر SO(Schools)7-7/13 مورخہ 2013-11-10 کے تحت ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (مردانہ) اور ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (زنانہ) کی اسامیاں منظور کر دی گئی ہیں۔ کاپی ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مزید یہ کہ مذکورہ تحصیل میں سکولوں کی تعداد اور سٹاف صرف تحصیل سمندری کی نسبت زیادہ ہے۔

(ج) جی ہاں! دونوں اسامیاں منظور ہو چکی ہیں۔

صوبہ کے پرائیویٹ سکولوں کی رجسٹریشن کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*1952: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ کے پرائیویٹ سکولوں کی رجسٹریشن کا criterion کیا ہے اور ان کی رجسٹریشن کرنے کی مجاز اتھارٹی کون سی ہے؟

(ب) پرائیویٹ سکولوں کی رجسٹریشن کے لئے ان کا کتنا رقبہ اور بلڈنگ کا ہونا لازمی ہے؟

(ج) ان میں کم از کم کتنا سٹاف ہونا چاہئے اور ان کی تعلیمی قابلیت کیا ہونی چاہئے؟

(د) ان میں دیگر کون کون سی سہولیات ہونا لازمی ہیں تفصیلاً بیان کریں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) نجی تعلیمی ادارے پنجاب پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنز (پروموشن اینڈ ریگولیشن) رولز 1984 کے تحت رجسٹرڈ کئے جاتے ہیں اور متعلقہ ضلع کا ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (تعلیم)

پرائیویٹ سکولز کی رجسٹریشن کی اتھارٹی ہے Schedule-I فارم (اے) کے مطابق رجسٹریشن کرواتے وقت سربراہ ادارہ سکول میں موجود تمام معلومات، بلڈنگ، کمروں کی تعداد، فیسوں کے ریٹ اور سکول میں موجود دوسری سہولیات کے بارے میں بتاتا ہے۔

(ب) موجودہ رولز میں نجی تعلیمی اداروں کی رجسٹریشن کے لئے رقبے اور بلڈنگ کی کوئی حد مقرر نہ ہے تاہم سکول کو رجسٹرڈ کرتے وقت ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (تعلیم) کی طرف سے notified آفیسران کی کمیٹی سکول کا visit کرتی ہے سکول میں موجود بچوں کی تعداد اور دوسری سہولیات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی سفارشات دیتی ہے جس کی روشنی میں سکول کو رجسٹرڈ کیا جاتا ہے۔

(ج) موجودہ رجسٹریشن رولز میں کم سے کم سٹاف اور تعلیمی قابلیت کی کوئی حد نہ ہے۔

(د) سکول میں بچوں کی تعداد کے مطابق مناسب کمروں کی تعداد، فرنیچر، واش روم، پینے کے لئے صاف پانی، فین وغیرہ اور ہائی سکول ہونے کی صورت میں کمپیوٹر لیب، لائبریری، سائنس لیب کا ہونا ضروری ہے۔

ضلع لاہور: انڈوومنٹ فنڈ سے استفادہ کرنے والے طالب علموں کی تفصیلات

*2055: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے باصلاحیت طالب علموں کے تعلیمی اخراجات کے لئے موجود انڈوومنٹ کے لئے 8-ارب روپے رکھے ہیں؟

(ب) سال 2011 کے دوران اس فنڈ سے ضلع لاہور کے کل کتنے طالب علموں کو فائدہ پہنچا تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) سال 2011 کے دوران صوبہ پنجاب کے کل کتنے طالب علموں نے انڈوومنٹ میں موجود رکھی گئی رقم سے استفادہ کیا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) حکومت پنجاب نے باصلاحیت طالب علموں کے تعلیمی اخراجات کے لئے ادارہ کا قیام 2008-09 میں 2-ارب کی انڈوومنٹ فنڈ سے کیا جس کو ہر سال بتدریج بڑھا کر 9-ارب روپے کر دیا گیا ہے۔

(ب) سال 2011 کے دوران اس فنڈ سے ضلع لاہور کے کل 604 طلباء و طالبات کو سیکنڈری، انٹرمیڈیٹ گریجویشن اور ماسٹرز لیول کے تعلیمی وظائف دیئے ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

تعلیمی درجہ	طلباء	طالبات	ٹوٹل
سیکنڈری لیول	40	43	83
انٹرمیڈیٹ لیول	81	75	156
گریجویشن لیول	65	59	124
ماسٹر لیول	46	195	241
ٹوٹل	232	372	604

(ج) سال 2011 کے دوران اس فنڈ سے صوبہ پنجاب کے کل 12683 طلباء و طالبات کو سیکنڈری، انٹرمیڈیٹ، گریجویشن اور ماسٹرز لیول کے تعلیمی وظائف دیئے ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

تعلیمی درجہ	طلباء	طالبات	ٹوٹل
سیکنڈری لیول	1530	1553	3083
انٹرمیڈیٹ لیول	1888	1892	3780
گریجویشن لیول	1807	1883	3690
ماسٹر لیول	970	1160	2130
ٹوٹل	6,195	6,488	12,683

گوجرانوالہ: پی پی-93 میں سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2141: چودھری اشرف علی انصاری: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-93 گوجرانوالہ میں بوائز و گرلز پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولز کی تعداد کتنی ہے اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے سکولز ایسے ہیں جن کی اپنی عمارات نہ ہیں یا خستہ حال ہیں سکولز وار تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ج) درج بالا سکولز میں سے کتنے ایسے سکولز ہیں جو چار دیواری، مناسب فرنیچر، واش روم، بجلی اور پینے کے پانی جیسی بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں الگ الگ سکول وار تفصیل فراہم کریں؟

(د) حکومت کب تک ان سکولز کے بنیادی مسائل کو حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) حلقہ پی پی۔93 میں گرلز و بوائز پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولز کی تعداد مندرجہ ذیل ہے سکولز کی لسٹ ان کے محل وقوع کی تفصیل کے ساتھ (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سکول لیول	گرلز	بوائز	ٹوٹل
مسجد مکتب	00	01	01
پرائمری	11	08	19
مڈل	02	03	05
ہائی	04	02	06
ہائر سیکنڈری	01	00	01
میزان	18	14	32

(ب) ایسے سکول جن کی اپنی عمارت نہ ہے ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

1۔ گورنمنٹ ایم سی بوائز پرائمری سکول نمبر 2 گوجرانوالہ

2۔ گورنمنٹ ایم سی بوائز پرائمری سکول نمبر 26 گوجرانوالہ

ایسے سکول جن کی عمارتیں خستہ حال ہیں ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

1۔ گورنمنٹ ثقاف البنات ہائی سکول گوجرانوالہ

2۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول تاج پورہ گوجرانوالہ

(ج) حلقہ پی پی۔93 کے تمام سکولوں میں چار دیواری مناسب فرنیچر، واش روم، بجلی اور پینے کے پانی جیسی بنیادی سہولتیں موجود ہیں اور کوئی بھی سکول ان بنیادی سہولتوں سے محروم نہ ہے۔

(د) جواب جز (ج) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

لاہور: انٹرنیشنل سکول آف شوفات کی رجسٹریشن ودیگر تفصیلات

*2417: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا انٹرنیشنل سکول آف شوفات جوہر ٹاؤن لاہور حکومت پنجاب کے محکمہ تعلیم کے ساتھ رجسٹرڈ ادارہ ہے، اگر جواب نہ میں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) اس سکول کی ماہانہ کیا فیس ہے، داخلہ فیس کیا ہے کیا اس سکول کو اپنی مرضی سے فیس اور دیگر انتہائی زیادہ چارجز وصول کرنے کا اختیار ہے؟

(ج) کیا حکومت نے اس بات کا جائزہ لیا ہے کہ یہاں کیا نصاب ہے اور کیا تعلیم دی جاتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) انٹرنیشنل سکول آف شوفات جوہر ٹاؤن لاہور حکومت پنجاب کے محکمہ تعلیم کے ساتھ رجسٹرڈ ادارہ ہے۔

(ب) مذکورہ سکول کلاس اول سے کلاس 13 تک 365 سے 4980 ڈالر کے درمیان تین اقساط میں سالانہ فیس وصول کرتا ہے یہ ادارہ پرائیویٹ ہے اور اپنی فیس خود مقرر کرتا ہے۔

(ج) مذکورہ سکول کا معائنہ حکومت کے متعلقہ ادارہ جات کرتے ہیں حکومت پاکستان کی انٹر بورڈ کمیٹی آف چیئر مین کے سیکرٹری نے 13۔11۔27 کو سکول کا دورہ کیا تھا۔

صوبہ میں ایجوکیٹرز کی بھرتی و دیگر تفصیلات

*2419: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں ایجوکیٹرز کے نام پر ہزاروں کی تعداد میں بی اے پاس مرد و خواتین کو پانچ سالہ کنٹریکٹ پر ملازمتیں فراہم کی گئی ہیں گزشتہ پانچ سال میں بھرتی ہونے والوں میں مرد کتنے ہیں اور خواتین کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ خواتین ایجوکیٹرز کو maternity leave کی سہولت حاصل نہیں ہے، اس کے علاوہ میڈیکل اور سالانہ چھٹیوں کی بھی سہولت مرد و خواتین میں کسی کو حاصل نہ ہے؟

(ج) ان ملازمین کی دیگر ملازمین کی طرح سالانہ تنخواہوں میں کتنا اضافہ کیا گیا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے ایجوکیٹرز کو پانچ سالہ کنٹریکٹ پر ملازمتیں فراہم کی گئی ہیں۔ محکمہ تعلیم پنجاب بھر میں بھرتی ہونے والے مرد اہلکاران کی تعداد 29650 ہے اور خواتین کی تعداد 32754 ہے کاپی (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) خواتین ایجوکیٹرز کو پانچ سال میں ایک دفعہ maternity leave کی سہولت مع تنخواہ حاصل ہے نیز تمام مرد و خواتین اساتذہ کو میڈیکل اور سالانہ چھٹیوں کی سہولت حاصل ہے۔ کاپی (Annex-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان ملازمین کو بھی دیگر ملازمین کی طرح انکریمنٹ سکیل کے مطابق دی جاتی ہے جس سے تنخواہوں میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

ضلع لاہور: پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی جعلی کتب کی اشاعت و دیگر تفصیلات

*2525: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لاہور میں 4۔فروری 2012 کو پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی سرکاری سکولوں میں مفت تقسیم کی جانے والی کتابیں بڑی تعداد میں پکڑی گئیں نیز ان پکڑی جانے والی کتب کی کل مالیت کتنی تھی اور کون کون سی کلاسز کی کتابیں شامل تھیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سرکاری جعلی کتب کی اشاعت میں پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے اہلکار ملوث پائے گئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پکڑے جانے والے ملزمان کا گروہ پہلے بھی جعلی کتب کی اشاعت میں ملوث رہا ہے؟

(د) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ان ملزمان کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست نہ ہے۔ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی سرکاری سکولوں میں مفت تقسیم کی جانے والی کتابوں میں سے کوئی بھی کتاب مارکیٹ میں نہ پائی گئی ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کا کوئی اہلکار جعلی کتب کی اشاعت میں ملوث نہ ہے۔

(ج) پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ پکڑے جانے والے ملزمان سے قطعی لاعلم ہے۔

(د) جواب جز (ج) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

لاہور: پنجاب سکول ٹاؤن شپ کی رجسٹریشن و دیگر تفصیلات

*2676: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا پنجاب سکول ٹاؤن شپ لاہور حکومت پنجاب کے محکمہ تعلیم کے ریکارڈ میں رجسٹرڈ ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) اس سکول کی ماہانہ فیس کیا ہے، داخلہ فیس کیا ہے اور کیا سکول انتظامیہ کو اپنی مرضی سے فیس اور دیگر انتہائی زیادہ چارجز وصول کرنے کا اختیار ہے؟

(ج) کیا حکومت نے اس بات کا جائزہ لیا ہے یہاں نصاب کیا ہے اور تعلیم کیا دی جاتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) جی ہاں! پنجاب سکول ٹاؤن شپ لاہور دفتری ریکارڈ کے مطابق محکمہ تعلیم کے ساتھ رجسٹرڈ ہے۔

(ب) اس سکول کے واجبات کی تفصیل درج ذیل ہے:

داخلہ فیس مبلغ۔/4000روپے

ماہانہ فیس

نرسری تا کلاس ہشتم مبلغ۔/3200روپے

کلاس نہم و دہم مبلغ۔/3250روپے

دی پنجاب سکول ٹاؤن شپ لاہور پرائیویٹ ادارہ ہے اور وہ واجبات کا تعین خود کرتا ہے۔

(ج) دی پنجاب سکول ٹاؤن شپ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن لاہور کے ساتھ الحاق شدہ ہے اور صرف matric stream کی تعلیم دے رہا ہے۔

ضلع فیصل آباد: گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 228گ ب کو فنڈز کی فراہمی و استعمال

*2855: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 228گ ب تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد کو 12-2011 اور 13-2012 کے دوران کس کس مد میں کتنا کتنا فنڈ فراہم کیا گیا؟

(ب) مذکورہ سکول کی تزئین و آرائش فرنیچر کی فراہمی کے لئے مذکورہ عرصہ میں کتنے فنڈز فراہم کئے گئے؟

(ج) مذکورہ فرنیچر کس فرم سے خرید کیا گیا اور اس کو خریدنے کی منظوری کس نے دی؟

(د) مذکورہ بالا عرصہ کے دوران تنخواہوں کی مد میں کتنی رقم خرچ کی گئی، سال وار تفصیل سے، آگاہ فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول228گ ب کو سال12-2011اور13-2012کے دوران جو فنڈز فراہم کئے گئے تفصیل درج ذیل ہے:

فنڈ کی تفصیل	2011-12	2012-13
بجٹ تنخواہ	6346255	7847331
Contingencyگرانٹ	93500	113500
M&Rگرانٹ	200000	Nil
فروغ تعلیم فنڈز	247907.23	235267.43

(ب) مذکورہ عرصہ میں سکول کی تزئین و آرائش کے لئے دولاکھ روپے کے فنڈز فراہم کئے گئے لیکن فرنیچر فراہمی کی مد میں کوئی فنڈ نہ فراہم کیا گیا۔

(ج) فرنیچر خریدنے کے لئے متعلقہ سکول کو کوئی فنڈ جاری نہیں کیا گیا اور نہ ہی فرنیچر خریدنے کی منظوری دی گئی۔

(د) مذکورہ سکول میں سال12-2011میں مبلغ6275725روپے اور سال13-2012میں مبلغ7718533روپے تنخواہوں کی مد میں خرچ کئے گئے۔

ضلع فیصل آباد: گورنمنٹ گرلز ہائی سکول228گ ب میں مڈل، میٹرک کے نتائج کی شرح و دیگر تفصیلات

*2856: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول228گ ب ضلع فیصل آباد کا پچھلے پانچ سالوں کے دوران مڈل، میٹرک کے نتائج کی شرح کیا رہی، سال وار تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ ہیڈ مسٹریس کی تعیناتی کے دوران مڈل اور میٹرک کے امتحانات کی شرح کم رہی کیونکہ یہاں پر تعینات اکثر اساتذہ مقامی ہیں اور وہ سکول میں اپنی مرضی سے آتی ہیں؟

(ج) پچھلے دو سال کی ان اساتذہ کی حاضری رپورٹ سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(د) موجودہ ہیڈ مسٹریس نے سکول کی تمام کلاسوں کے نتائج کو بہتر کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے، ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر سکولزایجوکیشن (رانامشہود احمد خان):

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول288 گ ب ضلع فیصل آباد کے پچھلے پانچ سالوں کے دوران مڈل اور میٹرک کے نتائج کی سال وار شرح کی تفصیل ضمیمہ (اے)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درست نہ ہے گورنمنٹ گرلز ہائی سکول288گ ب میں موجودہ ہیڈ مسٹریس ثمینہ جن کی تعیناتی کے دوران مڈل اور میٹرک کے امتحانات کی شرح گزشتہ سالوں کی نسبت بہتر رہی ہے سال وار رزلٹ کی تفصیل ضمیمہ (اے)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے نیز کل13اساتذہ میں سے صرف15اساتذہ مقامی ہیں جو کہ باقاعدگی سے وقت پر سکول آتی ہیں۔

(ج) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 288 گ ب میں پچھلے دو سالوں کے دوران اساتذہ کی حاضری رپورٹ ضمیمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) گورنمنٹ ہائی سکول288 گ ب کی موجودہ ہیڈ مسٹریس نے سکول کے نتائج کو بہتر بنانے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات اٹھائے۔

1۔ ہیڈ مسٹریس خود سائنس مضامین کا پیریڈ لیتی ہیں۔

2۔ حاضری کو بہتر بنانے کے لئے بچوں کے والدین سے رابطہ کیا جاتا ہے۔

3۔ کلاسز کا باقاعدہ معائنہ کیا جاتا ہے تاکہ اساتذہ کی موجودگی کو یقینی بنایا جاسکے۔

4۔ اعلانات کے ذریعے اہل علاقہ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ بچوں کو سکول بھیجیں

5۔ سائنس مضامین کے پریکٹیکل کا سامان خریدا گیا ہے تاکہ بچوں کو پریکٹیکل کرنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔

6۔ اساتذہ کو تاکید کی جاتی ہے بچوں کو Lesson Plan کے ذریعے پڑھایا جائے۔

7۔ اساتذہ کی باقاعدگی سے ڈائری چیک کی جاتی ہے۔

8۔ Visual Aids کا استعمال کروایا جاتا ہے۔

ضلع منڈی بہاؤالدین: گورنمنٹ مین پرائمری سکول ملکوال میں بنیادی سہولیات کی فراہمی کی تفصیلات

*2891: میاں طارق محمود: کیا وزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ مین پرائمری سکول ملکوال ضلع منڈی بہاؤالدین 1894 میں قائم ہوا تھا اور 119 سال بعد بھی عمارت، بجلی، فرنیچر اور لیٹرین سے محروم ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 10 سال قبل سکول ہذا کے لئے اس علاقہ کے لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت جگہ خرید کر دی اور اس جگہ پر ایک کمرہ مع برآمدہ بھی تعمیر کروایا تھا جو کہ اب خستہ حالت میں ہے؟

(ج) کیا حکومت اس سکول کی عمارت بنانے اور ضروری سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے کہ گورنمنٹ مین پرائمری سکول ملکوال 1894 میں قائم ہوا اور مختلف ادوار میں یہ مختلف جگہوں پر چلتا رہا فی الوقت یہ سکول اپنی بلڈنگ میں چل رہا ہے اور ہر سال اس سکول کو حکومت پنجاب کی طرف سے دیگر مدارس کی طرح مبلغ۔/20,000 روپے دیئے جا رہے ہیں جس سے اس سکول میں سہولیات کو پورا کیا جا رہا ہے سکول میں بجلی موجود ہے فرنیچر کی فراہمی کے لئے 0.357 ملین کی رقم مختص کی گئی ہے اور جلد ہی قانونی تقاضے پورے کرنے کے بعد فرنیچر مہیا کر دیا جائے گا۔

(ب) درست ہے۔

(ج) Programme Management & Implementation Unit کی طرف سے جو لسٹ موصول ہوئی ہے اس میں گورنمنٹ مین پرائمری سکول ملکوال کو dangerous قرار دیا گیا ہے اس لئے موجودہ DDC میٹنگ میں 2.438 ملین رقم مختص کر دی گئی ہے جس سے اس سکول کی نئی عمارت اور لیٹرین مالی سال 15۔2014 میں تعمیر کر دی جائے گی۔

ضلع فیصل آباد: گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 68ر۔ب کو فنڈز کی فراہمی واستعمال کی تفصیلات

*2917: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 68ر۔ب کلاں تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد کو پچھلے پانچ سالوں کے دوران کل کتنا فنڈز کس کس مد میں دیا گیا۔ سال وار تفصیل فراہم کریں؟

(ب) مذکورہ فنڈز کو کہاں خرچ کیا گیا علیحدہ علیحدہ سال وار تفصیل فراہم کریں؟

(ج) سکول ہذا میں ٹیچرز اور درجہ چہارم کی کل کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں عہدہ اور گریڈ وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) کیا حکومت خالی اسامیاں پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) مذکورہ سکول کو پچھلے پانچ سالوں میں صرف سال 11۔2010 میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ فیصل آباد کی جانب سے مبلغ ایک لاکھ روپے برائے خریداری فرنیچر اور ایم پی اے/ایم این اے پیکج کے تحت 9 کمرہ جات ڈبل سٹوری مع برآمدہ اور RFT-350 چاردیواری کی تعمیر کے لئے اکیاسی لاکھ تراسی ہزار روپے کے فنڈز فراہم کئے گئے اور باقی چار سالوں کے دوران مذکورہ سکول کو کوئی فنڈز فراہم نہ کئے گئے۔

(ب) مذکورہ سالوں کے دوران صرف 11۔2010 میں ہی فنڈز فراہم کئے گئے خرچ کردہ فنڈز کی تفصیل درج ذیل ہے:

ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی طرف سے جاری کردہ ایک لاکھ روپے سے مذکورہ سکول کے لئے فرنیچر خریدا گیا۔

ایم پی اے/ایم این اے پیکج کے تحت دی گئی 81, 83,00 روپے کی رقم سے 9 کمرہ جات ڈبل سٹوری مع برآمدہ اور RFT-350 چاردیواری کی تعمیر کروائی گئی۔

(ج) مذکورہ سکول میں خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام	سکیل	تعداد	تاریخ خالی اسامی
HM	BS-17	01	30۔07۔2011
PST	BS-09	01	23۔09۔2013
Chowkidar	BS-01	01	22۔01۔2013

(د) جی ہاں! چوکیدار اور پی ایس ٹی کی خالی اسامیوں کو آئندہ ریکروٹمنٹ میں حکومت کی پالیسی کے مطابق پُر کر دیا جائے گا اور ہیڈ مسٹریس کی اسامی کو ٹرانسفر پوسٹنگ پر عائد پابندی ختم ہونے کے بعد پُر کر دیا جائے گا

لاہور: ای ڈی او ایجوکیشن کے دفتر میں کام کرنے والے ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2933: محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ای ڈی او سکولز ایجوکیشن لاہور کے ماتحت 17 گریڈ سے 20 تک کے کتنے ملازم کام کر رہے ہیں ان کی تفصیل گریڈ وار بتائیں؟

(ب) ان میں سے جن ملازمین کے خلاف اس وقت انکوائریاں چل رہی ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل بتائیں؟

(ج) ان میں سے جن ملازمین کو محکمانہ طور پر سزا ہوئی ہے ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور ان کو جو سزا ہوئی ہے اس کی تفصیل بتائیں؟

(د) کیا حکومت اس ضلع سے ایسے ملازم جو کہ کرپشن میں ملوث ہیں ان کو یہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ای ڈی او (ایجوکیشن) کی پوسٹ بی ایس۔19 کی ہوتی ہے۔ای ڈی او (ایجوکیشن) کے آفس میں بی ایس۔20 کی کوئی پوسٹ نہیں ہوتی۔

ای ڈی او (ایجوکیشن) لاہور کے ماتحت گریڈ 17 سے گریڈ 19 کے سات آفیسرز تعینات ہیں جن کی تفصیل (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کسی بھی ملازم کے خلاف کوئی ریگولر انکوائری نہیں چل رہی۔

(ج) کسی بھی ملازم کو محکمانہ طور پر سزا نہیں ہوئی ہے۔

(د) کوئی بھی ملازم کرپشن میں ملوث نہیں ہے۔

ضلع میانوالی: اپ گریڈ کئے گئے سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2986: جناب احمد خان بھچر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع میانوالی میں پچھلے پانچ سالوں کے دوران کتنے پرائمری، مڈل، ہائی سکولز (بوائز/گرلز) اپ گریڈ کئے گئے؟

(ب) ضلع میانوالی میں 14-2013 میں کتنے سکولز کو اپ گریڈ کیا جا رہا ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ج) ضلع میانوالی کے کتنے پرائمری، مڈل، ہائی سکولوں میں فرنیچر و دیگر کون کون سی مسنگ فیسلیٹیز ہیں؟

(د) پچھلے پانچ سالوں کے دوران پی پی۔45 کے کتنے سکولوں کو مسنگ فیسلیٹیز کی فراہمی کی گئی، سکول وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ضلع میانوالی میں پچھلے پانچ سالوں سال10۔2009 سے لے کر14۔2013تک جو مدارس اپ گریڈ ہوئے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

پرائمری سے مڈل	مڈل سے ہائی	ہائی سے ہائر سیکنڈری	ٹوٹل
43	34	01	78

(ب) ضلع میانوالی میں14۔2013 میں مندرجہ ذیل2 سکولوں کو اپ گریڈ کرنے کے لئے ٹینڈر موصول ہو چکے ہیں۔

1۔ GGESتورنگی غربی 2۔ GGESموں والی

(ج) ضلع میانوالی کے پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں میں فرنیچر و دیگر مسنگ فیسلیٹیز کی تفصیل Annex-Aایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ضلع میانوالی میں پچھلے پانچ سالوں کے دوران جن سکولوں میں مسنگ فیسلیٹیز فراہم کی گئی ہیں ان کی تفصیلAnnex-Bایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع میانوالی: پی پی-45 کے سکولوں میں مسنگ فیسلیٹیز کی تفصیلات

*2987: جناب احمد خان بھچر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔45 میانوالی کے کتنے ہائی اور ہائر سیکنڈری سکول ایسے ہیں جہاں پر سائنس ٹیچرز اور سائنس لیبارٹریز نہ ہیں اور جن میں سائنس لیبارٹریز ہیں وہاں پر آلات نہ ہیں؟

(ب) مذکورہ پی پی میں کتنے ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولز ایسے ہیں جہاں پر 50 فیصد اساتذہ نہ ہیں، یہاں پر حکومت کب تک اساتذہ کی تعیناتیاں کر دے گی؟

(ج) مذکورہ سکولوں کے پچھلے پانچ سالوں کے نتائج کی شرح کیا رہی، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) پی پی۔45 ضلع میانوالی ہائی اور ہائر سیکنڈری سکول جن میں سائنس ٹیچرز اور سائنس لیبارٹریز نہ ہیں ان کے نام درج ذیل ہیں:

1۔ گورنمنٹ ہائی سکول چک میرث

2۔ گورنمنٹ ہائی سکول موسیٰ خیل اڈا

3۔ گورنمنٹ ہائی سکول واں بچھراں Newly upgraded

(ب) مذکورہ پی پی۔45 میں کوئی ہائی اور ہائر سیکنڈری ایسا نہ ہے جہاں پر اساتذہ کی تعداد 50 فیصد سے کم ہو۔

(ج) مذکورہ سکولوں کے پچھلے پانچ سالوں کے نتائج کی شرح کی تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور: مڈل سکولوں کی اپ گریڈیشن کی تفصیلات

*3003: باؤ اختر علی: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پچھلے پانچ سالوں میں حلقہ پی پی۔144 لاہور میں کتنے مڈل سکولوں کو ہائی سکول کا درجہ دیا گیا اگر ہاں تو ان کے نام کیا ہیں؟

(ب) کیا حکومت آئندہ حلقہ کی ضرورت کے مطابق مڈل سکولوں کو ہائی سکولوں کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) پی پی۔144 میں پچھلے پانچ سالوں میں صرف ایک مڈل سکول گورنمنٹ طاہر ماڈل گرلز سکول شالامار ٹاؤن کو ہائی سکول کا درجہ دیا گیا۔

(ب) ضرورت کے مطابق اگر کوئی ایلیمنٹری سکول اپ گریڈیشن کے معیار پر پورا اترتا ہو تو حکومت اس سکول کو اپ گریڈ کر دیتی ہے۔

لاہور: پی پی۔144 میں سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3004: باؤ اختر علی: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔144 لاہور میں بوائز و گرلز پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولوں کی تعداد کتنی کتنی ہے؟

(ب) مذکورہ حلقہ میں کتنے سکولز سرکاری عمارت میں اور کتنے پرائیویٹ عمارات میں ہیں؟

(ج) کیا کوئی ایسے بھی سکولز ہیں جو بغیر عمارت کے کام کر رہے ہیں؟

(د) کیا حکومت ایسے سکول جن کی عمارات خستہ حال یا بغیر عمارات ہیں ان کی مرمت و عمارات پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) پی پی۔144 لاہور میں کل 37 سکول ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

P/S		M/S		H/S		HSS	
M	F	M	F	M	F	M	F
10	05	02	06	08	05	0	01

(ب) پی پی۔144 لاہور میں صرف ایک سکول گورنمنٹ قادریہ پرائمری سکول مسلم آباد کرایہ کی عمارت میں چل رہا ہے۔

(ج) پی پی۔144 لاہور میں کوئی بھی سکول بغیر عمارت کے نہیں چل رہا ہے۔

(د) مذکورہ سکولوں میں کسی کی عمارت خستہ حال ہے اور نہ ہی کوئی سکول بغیر عمارت کے ہے۔

ضلع فیصل آباد: گورنمنٹ مڈل سکول (گرلز و بوائز) چک 23 ج ب کے مسائل کی تفصیلات

*3017: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز و بوائز مڈل سکول چک 23 ج ب جھلاراں تحصیل چک جھمرہ ضلع فیصل آباد کو قائم ہوئے پندرہ سے 20 سال ہو چکے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سکولوں میں ٹیچرز کی تعداد منظور شدہ strength کے مطابق نہ ہے اور یہاں پر درجہ چہارم کی تمام اسامیاں خالی پڑی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سکولوں میں فرنیچر اور دیگر سہولیات نہ ہیں؟

(د) کیا حکومت ان سکولوں میں ٹیچرز اور درجہ چہارم کے ملازمین تعینات کرنے اور مسنگ فیسلیٹیز پوری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف تا د) درست نہ ہے کیونکہ چک 23 ج ب جھلاراں تحصیل چک جھمرہ ضلع فیصل آباد میں کوئی گرلز و بوائز مڈل سکول نہ ہے۔

صوبہ میں بوائز و گرلز سکولوں کو ضم کرنے کا معاملہ و دیگر تفصیلات

*3027: لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے بوائز و گرلز پرائمری سکولوں کو merge کر دیا ہے؟

(ب) حلقہ پی پی-87 ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کتنے بوائز و گرلز پرائمری سکول ہیں جنہیں merge کر دیا گیا ہے، علیحدہ علیحدہ سکول وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ حلقہ میں جس گرلز یا بوائز پرائمری سکول کو دوسرے سکول میں merge کیا گیا ہے اس کی بلڈنگ خالی پڑی ہے، جن سکولوں کی بلڈنگ خالی پڑی ہیں ان کی تفصیل بتائی جائے نیز حکومت merge ہونے والے سکولوں کی خالی بلڈنگ کو کس مقصد کے لئے استعمال کرے گی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ گرلز اور بوائز پرائمری سکولوں کو اکٹھا کرنے سے خصوصاً دیہاتی علاقوں میں بچیوں کی انرولمنٹ میں خاصی کمی واقع ہو رہی ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سکولوں میں میل / فی میل ٹیچرز بھی اکٹھے ہی پڑھا رہے ہیں؟

(و) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس سلسلے میں کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے۔

(ب) حلقہ پی پی-87 ٹوبہ ٹیک سنگھ میں درج ذیل بوائز پرائمری سکول جنہیں Merge/ Consolidate کر دیا گیا ہے۔

1۔ گورنمنٹ پرائمری سکول چک نمبر 290ج ب
2۔ گورنمنٹ پرائمری سکول چک نمبر 293ج ب
3۔ گورنمنٹ پرائمری سکول چک نمبر 292ج ب II
4۔ گورنمنٹ پرائمری سکول چک نمبر 292ج ب I
5۔ گورنمنٹ پرائمری سکول چک نمبر 254گ ب
6۔ گورنمنٹ پرائمری سکول چک نمبر 284گ ب I
7۔ گورنمنٹ پرائمری سکول چک نمبر 286گ ب II
8۔ گورنمنٹ پرائمری سکول چک نمبر 185گ ب
9۔ گورنمنٹ پرائمری سکول چک نمبر 286گ ب III
10۔ گورنمنٹ پرائمری سکول چک نمبر 186گ ب
11۔ گورنمنٹ پرائمری سکول چک نمبر 513گ ب
12۔ گورنمنٹ پرائمری سکول چک نمبر 255گ ب
13۔ گورنمنٹ پرائمری سکول چک نمبر 284گ ب II
14۔ گورنمنٹ پرائمری سکول چک نمبر 295ج ب II
15۔ گورنمنٹ پرائمری سکول چک نمبر 536گ ب (نئی آبادی)
16۔ گورنمنٹ پرائمری سکول چک نمبر 187گ ب

(ج) درج بالا سکولوں کوConsolidate کیا گیا ہے جس کے مطابق سکول کو خالی نہیں کیا جاتا بلکہ صرف سٹاف اور فرنیچر کو دونوں سکولوں میں برابر تقسیم کر دیا جاتا ہے اور ان دونوں سکولوں کا ایک ہیڈ ٹیچر بنا دیا جاتا ہے اس طرح سکول کی بلڈنگ بھی خالی نہیں ہوتی اور ان میں سٹاف اور فرنیچر کی کمی بھی کسی حد تک پوری ہو جاتی ہے۔

(د) درست نہ ہے حلقہ پی پی۔87ٹوبہ ٹیک سنگھ میںmerge ہونے والے سکولوں کی انرولمنٹ میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی ہے۔

(ہ) درست ہے۔

(و) حکومت پنجاب اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل25-A کے نفاذ اور Consolidation of School سکول کے ذریعے ہر کلاس کے لئے ٹیچر ایک کمرہ اور طلباء وطالبات کو دوسری بنیادی تعلیمی سہولیات مہیا کرنا چاہتی ہے۔

سرکاری ملازمت کے لئے معذور افراد کا مختص کوٹا و دیگر تفصیلات

*3046: شیخ اعجاز احمد: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حکومت پنجاب کی طرف سے معذور افراد کے لئے سرکاری ملازمت کے لئے کتنے فیصد کوٹا مختص ہے، یہ کب سے لاگو اور کس گریڈ تک ہے؟

(ب) محکمہ تعلیم ضلع پاکپتن اور اوکاڑہ میں2002 سے تاحال کتنی بھرتیاں کی گئیں، ان میں کتنے فیصد معذور افراد کو بھرتی کیا گیا اور معذور افراد کے مختص کوٹا میں سے باقی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(ج) بھرتی کئے گئے معذور افراد کے نام، عہدے اور تاریخ بھرتی بتائی جائے؟

(د) کیا حکومت محکمہ تعلیم میں معذور افراد کے لئے مختص خالی اسامیوں پر بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو کیوں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) حکومت پنجاب کی طرف سے معذور افراد کے لئے سرکاری ملازمت کے لئے دو فیصد کوٹا مختص ہے یہ1999 سے لاگو ہے اور تمام گریڈز پر لاگو ہے۔

(ب) ضلع اوکاڑہ میں2000 سے تا حال بھرتی کئے گئے ملازمین کی کل تعداد4733 ہے ان میں سے معذور افراد کے دو فیصد کوٹا کے حساب سے کل 35افراد کو بھرتی کیا گیا باقی 54خالی اسامیاں ہیں۔ اگر کوئی معذور اُمیدوار موجود نہ ہو تو اسامی جنرل کوٹا میں تبدیل کر دی جاتی ہے ضلع پاکپتن میں2002تا2012تک 1134مرد اور1125 خواتین بھرتی ہو چکی ہیں ان میں14 معذور افراد کو بھرتی کیا گیا باقی30اسامیاں خالی ہیں اگر کوئی معذور امیدوار نہ ہو تو اسامی جنرل کوٹا میں تبدیل کر دی جاتی ہے

(ج) ضلع اوکاڑہ میں بھرتی کئے گئے معذور افراد کے نام، عہدے اور تاریخ تقرری Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع پاکپتن میں بھرتی کئے گئے معذور افراد کے نام درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	نام	عہدہ	تاریخ بھرتی
1	شازیہ پروین دختر غلام رسول	ESE	06.12.2003
2	نبیلہ منیر دختر محمد منیر	ESE	22.02.2005
3	عابدہ پروین دختر سخی محمد	ESE	08.09.2009
4	ساجدہ الیاس دختر محمد الیاس	ESE	20.03.2010
5	روبینہ وقار دختر اللہ دتہ	ESE	02.04.2012
6	حمیرا حبیب دختر حبیب اللہ	SESE	11.09.2012
7	صائمہ شاہین دختر بشیر احمد	SSE	05.09.2009
8	آسیہ حنیف دختر محمد حنیف	SSE	09.03.2010
9	شمس جاوید ولد علی اکبر	SSE	05.09.2009
10	محمد کاشف ولد حافظ محمد جمیل	SESE	17.02.2012
11	محمد اشفاق ولد شمس دین	ESE	17.02.2012
12	شکیل انجم ولد محمد اسلم	ESE	17.02.2012

(د) حکومت پنجاب کی طرف سے معذور افراد کے لئے سرکاری ملازمت میں2 فیصد کوٹا مخصوص ہے اور دیگر محکموں کی طرح محکمہ تعلیم میں بھی بھرتی کے وقت اس کوٹا کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے محکمہ سکول ایجوکیشن نے صوبہ بھر میں تقریباً34000 ایجوکیٹرز کی بھرتی کا عمل شروع کر دیا ہے جس میں معذور افراد کو2 فیصد مخصوص کوٹا کے حساب سے بھرتی کیا جائے گا۔

ضلع لیہ: گورنمنٹ ہائی سکول چک نمبر 120 / ٹی ڈی اے کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دینے و عمارت کی تعمیر کی تفصیلات

*3072: سردار شہاب الدین خان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی-263 ضلع لیہ کے چک نمبر120 ٹی ڈی اے میں گورنمنٹ ہائی سکول عرصہ 10 سال سے چل رہا ہے اور اس میں طلباء کی تعداد750 کے قریب ہے، پچھلی حکومت میں اس کو ہائر سیکنڈری کا درجہ دینے کے لئے تقریباً90لاکھ روپے بلڈنگ کی تعمیر کے لئے منظوری ہوئی، اس پر30لاکھ روپے خرچ ہوئے اور عرصہ تین سال سے عمارت کی تعمیر کا کام روکا ہوا ہے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ سکول کی عمارت کی تکمیل کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) یہ درست ہے کہ سال09-2008 میں پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے گورنمنٹ بوائز ہائی سکول چک نمبر120/TDA کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دینے کے لئے کل90لاکھ روپے مختص کئے گئے جن میں سے30لاکھ روپے پہلے سال کے لئے releaseہوئے جن سے ہائر سیکنڈری بلاک کی تعمیر کا کام شروع کیا گیا جو اس وقت چھتوں تک مکمل ہے۔

(ب) حکومت پنجاب محکمہ تعلیم کے جاری کردہ لیٹر نمبر SO(ADP)Layyah-339/2009-10 مورخہ 26.02.2015 کے تحت مبلغ10.733ملین رقم مہیا کی جا چکی ہے جس کی Revised Administrative Approval جاری کرنے کے لئے دفتر ہذا کے مراسلہ نمبر2464 مورخہ25.03.2015 کے تحت جناب EDO(F&P) Layyah کو PC-I بھجوایا جا چکا ہے Revised Administrative Approval جاری ہونے پر بلڈنگ کی تعمیر کا کام مکمل ہو جائے گا۔

ضلع لیہ: پی پی-263 کے بوائز و گرلز ہائی سکولوں کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دینے کی تفصیلات

*3074: سردار شہاب الدین خان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی۔263 لیہ کی تحصیل کروڑ اور تحصیل لیہ میں کل کتنے بوائز و گرلز ہائی سکولز ہیں، ان میں سے کتنے سکولوں کو کب ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دیا گیا؟

(ب) کیا حکومت آئندہ بجٹ میں ان ہائی سکولوں میں سے کسی سکول کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دینے کے لئے بجٹ مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ضلع لیہ میں حلقہ پی پی۔263 میں گورنمنٹ ہائی سکولوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

زنانہ	مردانہ	میزان
11	14	25

مذکورہ بالا مدارس میں سے صرف ایک مردانہ ہائی سکول چک نمبر 120/TDA (لیہ) کو سال 09-2008 میں (SDP) سکیم کے تحت ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دیا گیا ہے

(ب) محکمہ سکول ایجوکیشن کے اپ گریڈیشن کے حوالے سے مقرر کردہ criterion/policy پر پورا اُترنے والے ہائی سکولوں کو فراہمی فنڈز کی صورت میں ہائر سیکنڈری سکولز کا درجہ دیا جائے گا۔

صوبہ میں پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے لئے چیک اینڈ بیلنس کا نظام و دیگر تفصیلات

*3081: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب بھر کے تمام شہروں میں پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان کو regulate کرنے کے لئے ابھی تک کوئی رولز موجود نہیں ہیں جس وجہ سے سکولوں کے مالکان اپنے مرضی سے فیسیں لے رہے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پرائیویٹ اداروں پر محکمے کا کوئی چیک اینڈ بیلنس نہ ہونے کی وجہ سے سوائے چند ایک کے باقی اداروں میں بے مقصد تعلیم دی جاتی ہے اور والدین کو نہ صرف فیسوں کی مد میں بلکہ اور بھی کئی طریقوں سے لوٹا جا رہا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کوئی ایسالائحہ عمل اختیار کرنا چاہتی ہے کہ پرائیویٹ تعلیمی اداروں پر حکومت کا چیک اینڈ بیلنس ہو اور وہ مناسب فیسوں میں معیاری تعلیم دیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ نجی تعلیمی ادارے پنجاب پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنز (پروموشن اینڈ ریگولیشنز) رولز 1984 کے تحت رجسٹرڈ کئے جاتے ہیں جس میں سکول انتظامیہ پر شرط عائد ہے کہ فیسوں کو مناسب حد تک رکھیں۔

(ج) درست نہ ہے ۔تمام پرائیویٹ ادارے رجسٹریشن کرواتے وقت سکول سے متعلق تمام معلومات جیسا کہ بلڈنگ ،کمروں کی تعداد، فیسوں کے ریٹ اور سکول میں موجود دیگر سہولیات کے بارے میں محکمہ کو باقاعدہ آگاہ کرتے ہیں۔ زیادہ تر پرائیویٹ ادارے سرکاری نصاب کو follow کرتے ہیں۔ بعض سکول زیر تعلیم طلباء و طالبات سے فیسوں کی مد میں ہزاروں روپے وصول کر رہے ہیں ۔تاہم ان پرائیویٹ سکولوں کے مزید مؤثر چیک اینڈ بیلنس اور Effective Legislation کے لئے محکمہ قانون کو ارسال کر دیا گیا ہے۔

(د) جیسا کہ جواب (ج) میں وضاحت کی گئی ہے کہ پرائیویٹ سکولوں کے حوالے سے Effective Legislation کے لئے محکمہ قانون کو ارسال کر دیا گیا ہے جو کہ منظوری کے بعد ایک بل کی شکل میں اسمبلی میں پیش کر دیا جائے گا۔ یہ بل پرائیویٹ سکولوں کے معاملات بشمول فیس کو جانچنے اور پرکھنے کے لئے ایک سنگ میل ثابت ہو گا۔

ضلع رحیم یار خان: گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول بستی مورن کی عمارت کی خستہ حالی و دیگر تفصیلات

*3096: قاضی احمد سعید: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول بستی مورن تحصیل صادق آباد کی عمارت کس سال میں تعمیر ہوئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول کی پرانی عمارت جو کہ دو کمروں اور برآمدہ پر مشتمل ہے،اس کی حالت انتہائی خستہ ہو چکی ہے اور کسی بھی وقت خدانخواستہ حادثہ کا سبب بن سکتی ہے ؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ دو کمروں میں اب کسی نقصان کے خطرہ کے پیش نظر کلاسیں نہیں ہوتیں اور بچے سردی / گرمی میں باہر کھلے آسمان تلے بیٹھ کر پڑھنے پر مجبور ہیں؟

(د) مذکورہ بالا عمارت کا آخری بار سروے یا معائنہ کب کیا گیا اور اگر نہیں تو کیوں؟

(ہ) کیا حکومت پرانی عمارت کو گرا کر اس کو نئے سرے سے تعمیر یا عمارت کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول بستی مورن تحصیل صادق آباد کی عمارت 1960 میں تعمیر ہوئی۔

(ب) مذکورہ سکول کی عمارت تین کمروں اور ایک برآمدہ پر مشتمل ہے اس کی حالت خستہ ہو چکی ہے اور کسی بھی وقت حادثہ کا سبب بن سکتی ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) مذکورہ سکول کا آخری بار سروے مورخہ 14۔01۔06 کو کیا گیا۔

(ہ) ای ڈی او رحیم یار خان نے خطرناک بلڈنگ کی عمارت گرانے اور پرانے مٹیریل کا تخمینہ لگانے کے لئے ڈی او بلڈنگ رحیم یار خان کو خط لکھا ہے کاپی ضمیمہ (اے)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع راجن پور: گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول میں اساتذہ کی کمی

*3118: سردار علی رضا خان دریشک: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول فرید آباد تحصیل و ضلع راجن پور کے طلباء کی کل تعداد کتنی ہے؟

(ب) مذکورہ بالا سکول میں بچوں کی پانچ کلاسوں کے لئے کتنے اساتذہ تعینات ہیں؟

(ج) کیا مذکورہ سکول میں اساتذہ کی تعداد بچوں کی تعداد کے حساب سے پوری ہے اگر اساتذہ کی تعداد کم ہے تو حکومت کب تک اساتذہ کی کمی کو پورا کر کے مزید اساتذہ تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول فرید آباد میں طلباء کی کل تعداد 85 ہے۔

(ب) مذکورہ سکول میں ایک ٹیچر تعینات ہے اور دوسری پوسٹ خالی ہے جو کہ موجودہ ریکروٹمنٹ کے تحت پُر کر دی جائے گی۔

(ج) طلباء کی تعداد کے مطابق مزید ایک ٹیچر کی ضرورت ہے جو موجودہ ریکروٹمنٹ کے تحت پوری کر دی جائے گی۔

لاہور: سرکاری سکولوں میں بچوں کے لئے کھانے پینے کی اشیاء مہنگی فروخت کرنے کی تفصیلات

*3135: قاضی احمد سعید: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کے تمام سرکاری گرلز سکولوں میں فن فیئر کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں بچوں کے کھانے پینے کے لئے سٹال بھی لگائے جاتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکولز میں چپس، نان ٹکی و دیگر اشیاء مارکیٹ ریٹ سے تقریباً 5 روپے سے لے کر 10 روپے تک مہنگی فروخت کی جاتی ہیں؟

(ج) کیا حکومت سرکاری سکولوں میں مارکیٹ ریٹ پر سٹوڈنٹس کو نان ٹکی و دیگر چپس، بوتل، برگر اور سلانٹی وغیرہ دینے کو تیار ہے اور لوٹ مار کرنے والے افراد کے خلاف کارروائی کے لئے تیار ہے، نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست نہ ہے۔ ضلع لاہور کے کسی بھی گرلز پرائمری مڈل اور ہائی سکول میں فن فیئر لگانے اور کھانے پینے کے سٹال لگانے کا اہتمام نہیں کیا جاتا۔

(ب) جواب جز (الف) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

(ج) جواب جز (الف و ب) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

فیصل آباد: محکمہ سکولز ایجوکیشن کو بجٹ کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*3137: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 14-2013 کے دوران کتنی رقم فیصل آباد محکمہ سکولز ایجوکیشن کو فراہم کی گئی، مد وار تفصیل فراہم کریں؟

(ب) کتنی رقم سے اس محکمہ کی سرکاری گاڑیوں کی مرمت کروائی گئی ہے، ان گاڑیوں کے نمبر اور ہر گاڑی پر خرچ کردہ رقم کی تفصیل فراہم کریں؟

(ج) کتنی رقم سے ای ڈی او، ڈی ای او اور ڈپٹی ڈی او کے دفاتر کی تزئین و آرائش کی گئی ہے؟

(د) مذکورہ عرصہ میں کتنی رقم کن کن افسران کو تنخواہوں کے علاوہ بطور اعزازیہ یا ٹی اے / ڈی اے ادا کی گئی ہے، ان افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور رقم کی تفصیل بتائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) مذکورہ سال کے دوران سکول ایجوکیشن فیصل آباد کو مبلغ 10,96,70,40,147 روپے کی رقم فراہم کی گئی۔ تفصیل (Annex–A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 25,95,015 روپے سے اس محکمہ کی سرکاری گاڑیوں کی مرمت کروائی گئی تفصیل (Annex–B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سال 14-2013 کے دوران کوئی بھی رقم مذکورہ دفاتر کی تزئین و آرائش کے لئے خرچ نہ کی گئی۔

(د) مذکورہ عرصہ میں مبلغ -/3,35,478 روپے بطور اعزازیہ اور -/14,88,181 روپے افسران کو تنخواہوں کے علاوہ بطور TA/DA دی گئی۔ تفصیل (Annex–C) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

تعزیت

ٹی وی چینل سٹی "42" کے سینئر رپورٹر جناب اسد ساہی
کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے فاتحہ تو پڑھ لیں۔ جناب اسد ساہی جو سٹی "42" کے سینئر رپورٹر تھے ان کے لئے فاتحہ کی جائے۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بھی یہی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: باجوہ صاحب! فاتحہ پڑھنے کے بعد میں آپ کو ٹائم دوں گا۔ تمام ممبران سے گزارش ہے کہ ان کے لئے فاتحہ کریں۔

(اس مرحلہ پر ٹی وی چینل "سٹی 42" کے سینئر رپورٹر جناب اسد ساہی
کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

جی، باجوہ صاحب! آپ کچھ کہنا چاہ رہے تھے؟

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جناب اسد ساہی جن کا میرے حلقہ پی پی-130 سے تعلق تھا جو نجی چینل کے ساتھ وابستہ تھے۔ وہ بڑے دبنگ آدمی تھے اور انہوں نے غیر جانبدارانہ طریقے سے اپنے فرائض کو سرانجام دیا لہٰذا میں اُن کی کاوشوں اور بے لوث خدمات کو سلام پیش کرتا ہوں۔ آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ صاحب! محترمہ فائزہ احمد ملک نے ڈینگی کے حوالے سے یہاں پر بات کی تھی جس کو آج کے لئے ہم نے pending کیا تھا تاکہ آپ جواب دے سکیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

سروے کے مطابق ڈینگی لاروے کی افزائش میں کئی گنا اضافے کا انکشاف

(---جاری)

مشیر صحت برائے وزیر اعلیٰ (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! مجھے آپ کی direction مل گئی تھی۔ اگر آپ overall کہتے ہیں تو میں سارے پنجاب کی ڈینگی کی صورتحال یا کوئی particular question ہے تو میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ لاہور کے حوالے سے اسی سوال پر بتادیں۔

مشیر صحت برائے وزیر اعلیٰ (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! 2011 کی outbreak دنیا کی بہت بڑی outbreak تھی جس پر وزیر اعلیٰ پنجاب، پارلیمنٹیرینز اور حکومت نے اس پر respond کیا تھا۔ یہ ایک seasonal بیماری ہے جو سات آٹھ ماہ چلتی ہے اور موسم برسات میں یا اس سے پہلے اس کے زیادہ مریض ہوتے ہیں۔ 13-2012 اور 2014 میں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس میں کمی آئی ہے۔ اب یہ ایک pandemic صورتحال میں ہے یعنی اس کا پھیلاؤ باقی صوبوں تک بھی پہنچ چکا ہے۔ سندھ میں اس بیماری کے مریض موجود ہیں، خیبر پختونخوا میں بھی اس کے مریض ہیں اور پنجاب میں بھی ہیں۔ اس وقت latest صورتحال یہ ہے کہ ہمارے ہاں تین مریض آئے ہیں جن میں سے ایک سعودی عرب سے آیا اور دو کراچی سے آئے تھے لیکن اس وقت پنجاب میں ڈینگی کا کوئی مریض موجود نہیں ہے۔ ہمیں جو لاروا مل رہا ہے اس حوالے سے ہمارا اپنا data system ہے جو انفارمیشن ٹیکنالوجی بورڈ نے بنایا ہے۔ ہمارے ہزاروں کی تعداد میں مختلف شہروں میں workers موجود ہیں۔ جب وہ field activity کرتے ہیں اور larviciding کرتے ہیں تو اس کو tag کرتے ہیں جس سے سارا data ہمارے dashboard میں محفوظ ہو جاتا ہے۔ لاروا کے حوالے سے ٹاؤن، یونین کونسلیں اور اس سے آگے جو clusters ہیں وہاں انتہائی منظم طریقے کے ساتھ ہم اس کام کو کرتے ہیں۔ چونکہ بارشیں مارچ میں لاہور، راولپنڈی اور بعض شہروں میں معمول سے زیادہ ہیں تو جب بارش ہو گی تو automatic لاروا بنے گا اور لاروا automatic pupa بنے گا اور pupa پھر mosquito بنے گا۔ ہماری پہلی priority mechanical lamination ہوتی ہے جبکہ chemical application سے avoid کرتے ہیں یعنی fogging ہم اُس وقت کرتے ہیں جب اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس کی کیبنٹ کمیٹی بنائی ہوئی ہے جسے وہ Chair کرتے ہیں۔ ڈی سی اوز کی میٹنگ میں کر رہا ہوں اور جہاں ہمیں ضرورت ہوتی ہے تو ہم وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی request کرتے ہیں تو اس پر پورا ایک ڈھانچہ بنا ہوا ہے، ٹاؤن کمیٹیاں ہیں جس میں پارلیمنٹیرینز، مختلف محکموں کے افسران، ٹاؤن آفیسرز اور ڈسٹرکٹ آفیسرز شرکت کرتے ہیں اور overall ہماری تیاری بالکل مکمل ہے Dengue Expert Advisory Group, Public Sector Hospitals, Private Hospitals اور جنرل پریکٹیشنرز کی ٹریننگ مکمل ہے جبکہ ہمارے پاس کیمیکل وافر مقدار میں موجود ہے۔ IRS ہمارے foggers سارے کام کر رہے ہیں اور weekly monitoring ہم خود بھی کر رہے ہیں۔ راولپنڈی

میں جا کر میں نے خود meetings کی ہیں اور پرسوں فیصل آباد بھی اسی سلسلے میں گیا ہوا تھا۔ جو لاروا اس وقت مل رہا ہے اور میرا خیال ہے کہ غالباً جو خبر میری بہن تک پہنچی تھی، یہ ہمارے اپنے سسٹم کی جاری کردہ خبر ہے۔ میں یہ بات اس ایوان کو بتانا چاہوں گا کہ پنجاب وہ صوبہ ہے جہاں پر ڈینگی پر انتہائی منظم طریقے سے کام ہوتا ہے۔ ہم مریضوں کی exact تعداد بتاتے ہیں کیونکہ مریضوں کی تین categories ہیں suspected ہے، probable اور confirm ہے۔ جب مریض confirm ہوتا ہے تو ہم میڈیا کے لئے خبر جاری کر دیتے ہیں۔ یہ لاروا جو ہمیں ملتا ہے تو ہم اس میں اپنے لوگوں کو سپورٹ کرتے ہیں کیونکہ اسے چھپانا نہیں ہے اور ویسے بھی یہ community disease ہے۔ اس کی جہاں حکومت پر ذمہ داری آتی ہے تو کمیونٹی کی بھی ایک ذمہ داری ہوتی ہے کہ اپنے گھر، اپنے روم کولرز اور اپنے گھر کی چھت کو صاف رکھیں۔ اگر یہ لاروا ملتا ہے commercial junkyard میں، commercial sites میں یا فیکٹریوں میں تو پھر ہم قانونی کارروائی کرتے ہیں لیکن گھروں میں ہم نوٹس کی حد تک کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ گھروں کی تعداد بہت زیادہ ہے لہٰذا بارشیں غیر معمولی ہیں اور میں معزز ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ وزیراعلیٰ پنجاب کی قیادت میں حکومت پنجاب اور تمام محکمے کیونکہ اس میں محکمہ صحت involve نہیں ہے، ہماری کیبنٹ کمیٹی میں ایجوکیشن کے لوگ بھی ہیں جس کے سیکرٹری شرکت کرتے ہیں، اوقاف کے لوگ بھی ہیں اور ہم مساجد کے ذریعے عوام کو awareness دیتے ہیں، اس میں مختلف محکمے جن میں ایل ڈی اے، واسا، PITB اور ریسکیو 1122 تو یہ بہت comprehensive سسٹم ہے جس پر ہم پانچ سال سے کام کر رہے ہیں۔ اس وقت میں جو آپ سے بات کر رہا ہوں تو دنیا میں فلپائن، تھائی لینڈ، انڈیا، چائنا اور سری لنکا میں مریض موجود ہیں اور بدقسمتی سے وہاں پر اس سال اموات بھی ہوئی ہیں۔ میں یہ بات ایوان کو بتانا چاہوں گا کہ پچھلے سال راولپنڈی میں کنٹونمنٹ ایریا سے اس کی ایک outbreak ہو گئی تھی اور اس پر 1200 patients آئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے ڈاکٹروں کا credit ہے کہ ان 1200 patients میں سے کسی کی موت واقع نہیں ہوئی۔ ویسے جو International standard ہے بعض اوقات وہ بدقسمتی سے ایک یا دو فیصد mortality ہو جاتی ہے لیکن ہم نے preventive side اور clinical side یعنی دونوں سائیڈ پر بڑی محنت کے ساتھ کام کیا ہے۔ اس سیزن میں بے پناہ محنت کی ضرورت ہے اور ہم انشاء اللہ پوری محنت کریں گے اور ہماری پوری کوشش ہو گی کہ ہم نے جس طرح

پچھلے سالوں میں ڈینگی کو مکمل طور پر کنٹرول کیا ہوا ہے اور اس سال بھی بہتر سے بہتر نتائج دینے کی کوشش کریں گے۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! محترمہ نے یہ پوائنٹ raise کیا تھا اس لئے پہلے ان کی بات سن لیں پھر آپ کو موقع دیا جائے گا۔ جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں مشیر صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں کہ ڈینگی کے حوالے سے اس وقت جو بھی کاوشیں یا کوششیں ہو رہی ہیں انہوں نے ایوان کو آگاہ کیا لیکن میں بھی ایک شہری ہونے کی حیثیت سے اور being a parliamentarian میری بات کو یہ نہ سوچا جائے کہ بطور اپوزیشن میں اس چیز کو mark کر رہی ہوں یا pinpoint کر رہی ہوں۔ میرا concern بھی یہی تھا کہ مختلف اخبارات میں جو ڈیٹا آ رہا ہے اور جو پچھلے ڈیڑھ ہفتے سے آ رہا ہے تو میں نے اسی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ سوال کیا تھا۔ یہاں پر میں آپ کے توسط سے مشیر صحت کو بتانا چاہوں گی کہ پچھلے سال جب گرمیاں شروع ہوئی تھیں تو میں نے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ سے request کر کے سپرے کروایا۔ اس سے پچھلے سال بھی میں نے سپرے کروایا جو کہ بے اثر تھا اور اس سال normal مچھر کے لئے جو سپرے کروایا وہ بھی بے اثر تھا۔ میں نے جب ڈیپارٹمنٹ سے پوچھا کہ اس سپرے کے بے اثر ہونے کی کیا وجہ ہے کہ 15 منٹ کے لئے بھی میرے گھر میں کسی بھی جگہ پر مچھر مرا ہوا نہیں پایا؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے حکومت پنجاب کو یہ لکھ کر بھیجا کہ آپ نے جو سپرے ہمیں دیا ہے اس سے یہ مچھر immune ہو چکا ہے اور اب یہ دوائی اس مچھر پر اثر نہیں کرتی۔ میں مشیر صحت سے request کروں گی کہ اگر ایسی بات ہے جو کہ ثبوت کے طور پر میں خود بتا رہی ہوں کہ میں یہ تجربہ کر چکی ہوں تو ہمیں اس کے لئے بھی کوئی پیش بندی کر لینی چاہئے کیونکہ اگر لاروا بڑھ گیا تو پھر ہمارے تحفظات درست ہو سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ نے بھی اسی حوالے سے بات کرنی ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نہیں۔ میں نے کسی اور معاملے پر بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ پھر آپ تشریف رکھیں۔ جی، مشیر صاحب!

مشیر صحت برائے وزیر اعلیٰ (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! لاروے کا سپرے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ لاروے کو ہم mechanically eliminate کرتے ہیں، ہم chemical

applications سے avoid کرتے ہیں۔ ہماری ٹیکنیکل کمیٹیاں ہمیں گائیڈ کرتی ہیں۔ جہاں تک میری بہن نے سپرے کی بات کی ہے تو ہم جو فوگنگ کرتے ہیں تو وہاں سے مچھر کا evidence ملتا ہے اور اس کا تعلق مقامی ڈی ڈی او کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ ڈیٹا ہمارے پاس آتا ہے۔ جو insecticide ہم استعمال کرتے ہیں وہ WHO approved کرتے ہیں اور imported کرتے ہیں لیکن اگر میری بہن کو کوئی شکایت ہوگی، ہم اس کا ٹرائل کئی labs سے کرواتے ہیں۔ زراعت والے بھی اس پر کرتے ہیں، ہماری زرعی یونیورسٹی کی لیبارٹری ہے جس سے ہم چیک کرواتے ہیں لیکن اگر آپ کی کوئی ایسی شکایت ہوگی تو میں اس کا ازالہ کروں گا چاہے مجھے اس ایوان میں آکر مطلع کر دیں لیکن ہمارے پاس جو insecticide ہے وہ WHO سے approved ہے اور imported ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ صبا صادق صاحبہ!

محترمہ صبا صادق: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج 100 کے لگ بھگ خواتین پنجاب اسمبلی کے باہر کسی issue پر احتجاج کر رہی تھیں اور ان کا مسئلہ یہ تھا کہ وہ "کمیونٹی مڈ وائف" تھیں جن کا حکومت کے ساتھ کام کرنے کا اپنی اپنی کمیونٹی میں تین سال کا bound period تھا۔ مشیر صحت برائے وزیر اعلیٰ، خواجہ سلمان رفیق اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے ان کے اس احتجاج کا نہ صرف فوری طور پر نوٹس لیا بلکہ ان کے جائز مسئلے کو حل کرانے کے لئے محکمہ صحت کو فوری طور پر directions دیں۔

جناب سپیکر! میں ان خواتین سے ملی اور جیسے مشیر صحت اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے ان خواتین کے جائز مسئلے کو حل کرنے کے لئے حکومت کو ہدایات دیں، ان خواتین کا جائز مسئلہ تھا کہ bound period ختم ہونے کے بعد انہیں سرکاری طور پر بھرتی کیا جائے اور ان کی کوالیفکیشن کے مطابق BHUs میں ان سے سروسز لی جائیں۔ سیکرٹری صحت نے انہیں وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے اور مشیر صحت کی طرف سے یہ یقین دہانی کرا دی ہے کہ ان خواتین کو ان کے bound period ختم ہونے کے بعد سے first, second and third badge جو ہے انشاء اللہ تعالیٰ as per rules & regulations advertise کر کے Government jobs میں بھرتی کیا جائے گا اور اس کے بعد انہیں مقامی BHUs میں appoint کر کے ان کی خدمات عوام الناس کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ حاصل کی جائیں گی۔

جناب سپیکر! آپ کی خدمت میں اور ایوان کے سامنے یہ گزارش رکھنی تھی جیسے ہماری بہن فائزہ احمد ملک صاحبہ نے آتے ہی ایوان میں ان کا مسئلہ اٹھایا۔ الحمد للہ ان کے احتجاج کا حکومت نے نوٹس لیتے ہوئے ان کے مسائل کو حل کرنے کے لئے محکمہ صحت کو ہدایات جاری کر دی ہیں اور انشاء اللہ ان خواتین کو جیسے Government jobs جو prescribed کا ہمارا طریق کار ہے تو وہ انہیں انشاء اللہ مہیا کر دی جائیں گی۔ شکریہ

رپورٹ

(میعاد میں توسیع)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ امجد علی جاوید صاحب مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون ممانعت شیشہ نوشی 2014 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The Punjab Prohibition of Sheesha Smoking Bill 2014, moved By Ch Shahbaz Ahmed, MPA/PP-143

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The Punjab Prohibition of Sheesha Smoking Bill 2014, moved By Ch Shahbaz Ahmed, MPA/PP-143

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The Punjab Prohibition of Sheesha Smoking Bill 2014, moved By Ch Shahbaz Ahmed MPA/PP-143

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

پوائنٹ آف آرڈر

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں آپ کے علم میں ایک بات لانا چاہتا ہوں اور خوش قسمتی ہے کہ اس وقت منسٹرز بیٹھے ہوئے ہیں اور شاید ایجوکیشن منسٹر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہیں بلایا جائے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر وہ آجاتے تو زیادہ بہتر تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر ایجوکیشن کو بلا لیں۔ جی، شیخ صاحب!

پرائیویٹ سکولوں کو دائرہ کار میں لانے کے لئے قانون سازی کرنے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ سے یہ عرض کر رہا تھا کہ تین دن پہلے لاہور ہائی کورٹ نے یہ حکم دیا ہے کہ آپ پرائیویٹ سکولز کے بارے میں legislation مکمل کر لیں۔ میں یہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ میں نے 2009 میں پرائیویٹ سکولز کے بارے میں پہلی تحریک التوائے کار move کی۔ حسب معمول ایک سیدھا سادہ اور گھڑا گھڑایا جواب آیا جس کے بعد وہ dispose of ہو گئی۔ 2011 میں پھر میں نے اس معاملے کو اٹھایا تو کہا گیا کہ ہم اس پر legislation کر رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر تعلیم (رانا مشہود احمد خان) ایوان میں تشریف لے آئے)

جناب سپیکر! اب پنجاب حکومت کی طرف سے ہائی کورٹ میں یہ assurance دی گئی کہ ہم اس پر legislation کرتے ہیں۔ میں یہ بات اس لئے کہنا چاہ رہا ہوں کہ جب ایوان کا کوئی بھی معزز

ممبر کوئی معاملہ اٹھاتا ہے تو یہاں پر ایک جواب آ جاتا ہے اور اس کے بعد وہ dispose of ہو جاتا ہے۔ یہ خوش قسمتی ہے کہ میرے بھائی عطاء مانیکا صاحب بھی بیٹھے ہیں جب انارکلی میں تیرہ لوگ جلے تھے تو میں نے یہ معاملہ اٹھایا تھا کہ جب وہاں پر کوئی حادثہ ہوگا تو وہاں پر ریسکیو نہیں ہو سکے گا اب وہاں پر پھر ایک بلڈنگ گری ہے۔ کوئی بھی issue ہو اگر آپ نے اس ایوان کو مقتدر بنانا ہے تو یہاں پر کوئی کام ہونا چاہئے نہ کہ پہلے ہائی کورٹ کی direction آئے اس کے بعد legislation ہو۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آج آپ اس پر منسٹر صاحب سے ذرا یہ پوچھ لیں کہ 2009,2011 اور 2015 اگر یہ legislation ہو جاتی تو کتنا اچھا ہوتا۔ یقین کیجئے کہ بچوں کے والدین اپنا پیٹ کاٹ کر پرائیویٹ سکولوں کی فیسیں دے رہے ہیں، لوگ انتہائی پریشان ہیں، 25,30 ہزار روپے چھوٹے سے بچے کی فیس ہے اور ان کا ایک مافیا ہے۔ اس وقت پاکستان کا بہترین بزنس پرائیویٹ سکول، کالج اور یونیورسٹی بنانا ہے۔ میں یہ بات ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ اس میں ایک ہزار فیصد سے بھی زیادہ منافع ہے اور اگر اس طرح کا کوئی Law آ بھی رہا ہے تو مجھے خطرہ ہے کہ وہ teethless ہوگا، اس کے اندر کوئی ایسی بات نہیں ہوگی کہ پرائیویٹ سکول کے لوگ جو اس طرح قوم کے ساتھ ظلم کر رہے ہیں ان کا کچھ کیا جا سکے۔ شاید آپ بھی پنجاب یونیورسٹی سے پڑھے ہوں لیکن پنجاب یونیورسٹی کے تابوت میں جو کیل ٹھوکنے والے تھے وہ یہی پنجاب یونیورسٹی کے لوگ تھے اور آج حالات یہ ہیں کہ دو سو سال کو سامنے رکھ کر پنجاب یونیورسٹی بنائی گئی تھی اس کے ٹکڑے کر کے کہیں شادی ہال بنتا ہے، کہیں مال بنتا ہے، کہیں Daewoo کو دیا جاتا ہے۔ ہم کس دور سے گزر رہے ہیں ہمیں سمجھ نہیں آتی۔ پرائیویٹ سکول، کالج اور یونیورسٹیاں جو کچھ کر رہی ہیں اس کے لئے حکومت کیا کر رہی ہے اگر اس پر ہائی کورٹ direction دیتی ہے تو پھر ہم legislation کرنے کو تیار ہیں لیکن کسی معزز ممبر کے کہنے پر کیوں legislation نہیں ہوتی؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! آج شیخ صاحب تھوڑا لیٹ آئے ہیں ان کے آنے سے پہلے جب پرائیویٹ سکولز اور fee structure کی بات ہوئی تھی تو میں نے ایوان کو apprise کیا تھا کہ پہلی دفعہ ہم نے کمیٹی form کی تھی جس کمیٹی نے پرائیویٹ سکولز کی categories بنانے کے حوالے سے کام شروع کیا تھا۔ ان کی A+,A,B,C category fees structure, area, teachers ان تمام کا پہلی دفعہ احاطہ کیا جا رہا ہے۔ اسی حوالے سے ان کی فیس بڑھانے کا procedure بنایا جا رہا ہے اور ان تمام چیزوں کے لئے Private Schools Regulatory

Authority کے Bill پر working ہوئی۔ ہم نے تمام پرائیویٹ سکولز کے stakeholders کو اکٹھا کیا جس میں eminent educationists بھی تھے۔ ہم نے سول سوسائٹی، پرائیویٹ سکول، پبلک سکول اینڈ پبلک انسٹیٹیوشنز کے لوگوں کو بھی لیا۔ ان تمام کو بٹھا کر اتھارٹی بنائی ہے یہ اتھارٹی ایک دفعہ سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس بھی آئی۔ اس کمیٹی میں جو اعتراضات لگے وہ دوبارہ لاء ڈیپارٹمنٹ کے پاس گئے، لاء ڈیپارٹمنٹ اس کو دوبارہ vet کر کے بھیج رہا ہے اور جب یہ اتھارٹی دوبارہ سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس آئے گی تو اس دفعہ ہم نے یہ سوچا ہے کہ وہاں لانے سے پہلے ہم اس پر public debate بھی کرائیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ واقعی بہت بڑا issue ہے اور اس issue پر والدین پتا نہیں کس طرح اپنے بچوں کے لئے، ان کے سنہرے مستقبل کے لئے اس ظالمانہ fee structure کو برداشت کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ پرائیویٹ سکولوں کی من مانیوں پر بھی حکومت بہت clear ہے، ہم نے اس پر اپنا homework complete کر لیا ہے۔ ہم کچھ دن بعد اس کو public debate کے لئے open کرنے جا رہے ہیں اور پھر جو بھی فائنل ہو گا وہ کیا جائے گا۔ اس کے اندر پرائیویٹ کالج اور یونیورسٹیوں کی بھی بات کی گئی ہے۔ ہم اس وقت total education کے structure کو reform and revamp کر رہے ہیں۔ اس کے اندر جو مافیا اور cartels ہیں جن کا ایجوکیشن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان میں سے کوئی پراپرٹی ڈیلر ہے، کوئی کچھ ہے وہ صرف پیسے کے زور پر ایجوکیشن میں آ گئے ہیں ہم ان تمام کا نہ صرف سکولز ایجوکیشن کے level پر بلکہ ہائر ایجوکیشن کے level پر خاتمہ کر رہے ہیں اور انشاء اللہ ہم جلد ہی پنجاب کے عوام کو خوشخبری دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! بہت بات ہو گئی ہے، اب کسی کو بات کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ ان کے کہنے پر نہیں ہو رہا ہے وہ ہائی کورٹ کے کہنے پر ہو رہا ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

(کوئی توجہ دلاؤ نوٹس پیش نہ ہوا)

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! جس کے کہنے پر ہو رہا ہے ہو تو رہا ہے۔ اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ منسٹر صاحب کی طرف سے request آئی ہوئی ہے کہ وہ آج نہیں آ سکیں گے لہٰذا توجہ دلاؤ نوٹس کو pending کیا جاتا ہے۔ اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

تحاریک التوائے کار

جام پور (راجن پور) میں محکمہ انہار کی کروڑوں روپے کی اراضی پر بااثر افراد کا قبضہ

(۔۔۔جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! تشریف رکھیں۔ تحاریک استحقاق کوئی نہیں ہے اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 161/15 میاں نصیر احمد کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس میں متعلقہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ اور فنانس ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ نے کہا تھا کہ ہم حدبندی 7۔اپریل تک مکمل کر لیں گے۔ اس تحریک التوائے کار کو 7۔اپریل کے بعد تک pending کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ گوندل صاحب! آپ ان سے رابطہ کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 164/15 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے اس تحریک التوائے کار کا جواب آنا تھا۔

پی آئی سی لاہور اور دیگر ہسپتالوں میں سہولتوں کا فقدان

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ پی آئی سی میں مریضوں کی ایک بہت بڑی تعداد علاج کے لئے آ رہی ہے جو اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ لوگوں کو اس علاج گاہ پر اعتماد ہے جس کی وجہ سے وہ اس ہسپتال کا ایک بڑی تعداد میں رخ کرتے ہیں۔ یہ بات بھی وزن رکھتی ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ دل کے امراض میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ حکومت اس فرض سے قطعاً غافل نہیں کہ لوگوں کو علاج کے لئے بہترین سہولیات مہیا کی جائیں اس لئے حکومت اس کوشش میں ہے کہ موجودہ سہولیات کو اپ گریڈ کیا جائے اور پی آئی سی میں موجودہ ایمرجنسی میں زیادہ گنجائش پیدا کی جائے۔ اس مقصد کے لئے قائم ہسپتال کا بورڈ بھی مکمل تندہی سے کام کر رہا ہے اور اس بات کی کوشش کر رہا ہے کہ ایمرجنسی کو حکومت کے تعاون سے وسیع کیا جائے۔ یہاں یہ بات بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ تدریسی ہسپتالوں میں دل کے علاج کے ماہر ڈاکٹرز اور انتظامات

موجود ہیں اور تمام ڈاکٹر حضرات اور دیگر عملہ پوری تندہی اور جاں فشانی سے لوگوں کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ حکومت اس بات کی کوشش بھی کر رہی ہے کہ دل کے علاج کی یہ سہولیات ضلعی ہسپتالوں میں باہم پہنچائی جائیں۔ اس تحریک کی اہمیت کے پیش نظر نہ صرف پی آئی سی بلکہ دیگر ہسپتالوں میں بھی جتنے بھی مریض اس مرض کے حوالے سے آتے ہیں ان کو باہم سہولتیں پہنچانے، بروقت اور مؤثر علاج کرنے کے لئے حکومت ہماوقت تگ و دو میں ہے اور متعلقہ ہسپتال میں بھی سہولتیں باہم پہنچانے کے لئے حکومت کوشاں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں request کروں گا کہ آپ ایوان سے sense لے لیں اور اس تحریک التوائے کار کو بحث کے لئے منظور فرمائیں کیونکہ اس میں بنیادی طور پر یہ کہا گیا کہ وہاں لوگ مطمئن ہیں اس لئے وہاں جا رہے ہیں۔ یہ جواب بالکل غلط ہے آپ ایوان کی sense لے لیں کم از کم میرا فرض ادا ہو جائے گا اگر ایوان کہے گا کہ اس پر بحث نہیں کرنی تو کوئی بات نہیں۔ یہ بالکل جواب غلط آیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اگر اس پر بحث کرنی ہے تو جس دن محکمہ صحت پر general discussion ہو اس پوائنٹ کو بھی اس میں شامل کر لیا جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! general discussion پچھلی دفعہ بھی نہیں ہوئی میری چار تحاریک التوائے کار general discussion کے لئے ختم ہوئیں۔ اس کے اندر بالکل جواب غلط دیا گیا جبکہ پی آئی سی کا اتنا برا حال ہے ان کو کیا اعتراض ہے آپ ایوان کی sense لے لیں۔ میں بھی تو risk لے رہا ہوں میں بھی تو کہتا ہوں کہ بات ریکارڈ پر آ جائے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! پی آئی سی میں کوئی بھی جا کر صورتحال دیکھ لے اس کو اندازہ ہو جائے گا لہٰذا اس پر بحث بھی ہونی چاہئے اور کمیٹی بھی بنی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب نے اس تحریک التوائے کار پر ایوان سے sense لینے کے لئے کہا ہے جو اس تحریک التوائے کار کے حق میں ہیں وہ کھڑے ہو جائیں۔

(اس مرحلہ پر جو معزز ممبران تحریک التوائے کار کے حق میں تھے
وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے)

گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

شیخ صاحب!62 ممبران اس تحریک کے حق میں نہیں ہیں لہٰذا اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پھر اس تحریک التوائے کار کو pending کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیوں pending کر دیں؟ اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! کیا اس وقت ایوان میں 62 ممبران ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! جو rules میں ہے میں نے تو اس کے مطابق چلنا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ہم ایک تاریخ رقم کرنے جا رہے ہیں۔ میں پی آئی سی کے بارے میں بات کرتا ہوں، لوگ interest نہیں لیتے، لوگوں کا بیڑہ غرق ہوا ہوا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میں نے rules کے مطابق چلنا ہے ۔ میں اس پر بحث نہیں کر سکتا۔ جی، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 165 ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات / خزانہ / قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میرا یہ خیال ہے کہ جس دن ہیلتھ کے issue پر debate ہو تو اس پر بات کر لیں، ویسے اگر آپ چاہیں تو ہماری معزز ممبر ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا ہیں جو کہ پی آئی سی کی بورڈ ممبر ہیں، جتنا کام آج کل وہاں پر ہو رہا ہے، اگر آپ ان کو پانچ منٹ دیں تو وہ ان سب کو explain کر دیں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اب میں اس تحریک التوائے کار کو dispose of کر چکا ہوں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 165 شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری پہلی تحریک التوائے کار کا کیا بنا؟

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! اس تحریک التوائے کار کو dispose of کر دیا ہے۔ ہیلتھ پر کوئی ایک دن مقرر کر لیتے ہیں جب آپ کہیں اس پر بحث کر لیں گے، اس پر آپ یہ بات کر لیجئے گا یا پھر آپ نے مجھے ایوان کی sense کا کہا ہے تو ایوان نے آپ کا ساتھ نہیں دیا۔

شیخ علاؤالدین: آپ کے پارلیمانی سیکرٹری نے کہا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو pending کر لیں تو آپ نے اس تحریک التوائے کار کو pending نہیں کیا۔ میں پھر کورم point out کروں؟

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی، تحریک التوائے کار نمبر 165 ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں پھر واک آؤٹ کر جاؤں؟

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میں اس تحریک التوائے کار کو dispose of کر چکا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے غلط کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ آپ یہ نہیں کہہ سکتے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر پارلیمانی سیکرٹری کہتے ہیں کہ آپ اس تحریک التوائے کار کو pending کر دیں تو آپ پھر اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیوں کر رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ جذبات میں آ کر اب ایسی باتیں کر جاتے ہیں۔ آپ Chair کے بارے میں کیوں کہہ رہے ہیں کہ میں غلط کہہ رہا ہوں۔ میں نے جو کہا ہے وہ میں نے رولز کے مطابق کہا ہے۔ آگے آپ کی مرضی ہے آج جو کچھ مرضی کریں۔ آپ میرے لئے قابل احترام ہیں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ میں آپ کا بہت احترام کرتا ہوں۔ جی، تحریک التوائے کار نمبر 165، گوندل صاحب! آپ اس تحریک التوائے کار کا جواب دیں۔

پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل اور محکمہ صحت پنجاب کے درمیان جنگ سے طلباء وطالبات اور والدین شدید ذہنی دباؤ کا شکار

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض ہے کہ آئین پاکستان میں 2012 میں کی گئی اٹھارہویں ترمیم کی وجہ سے صوبوں کو کچھ شعبہ جات میں خود مختاری دی گئی تھی۔ ان شعبہ جات میں ایک شعبہ صحت کا بھی تھا۔ اٹھارہویں ترمیم میں تفویض کردہ اختیارات کے مطابق صوبے محکمہ صحت کے شعبہ میں مکمل طور پر خود مختار بنائے گئے تاہم صوبوں کو کچھ اختیارات ابھی تک حاصل نہیں ہوئے جس کی واضح مثال محکمہ صحت ہے اس کے شعبہ پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کو وفاق نے ابھی تک صوبوں میں قائم میڈیکل کالجز کو کنٹرول کرنے کے لئے رکھا ہوا ہے۔ بعض اوقات صوبوں کی مشاورت کے بغیر میڈیکل کالجز کو نوٹس دیتی رہتی ہے۔ حال ہی میں پنجاب کے سرکاری میڈیکل کالجز کو چند چھوٹے مسائل کی بنیاد پر غیر فعال کرنے کی سعی کی

گئی جو کہ سراسر ناانصافی پر مبنی ہے۔پی،ایم،ڈی،سی کے ایسے اقدامات سے صوبہ بھر میں زیر تعلیم طلباء اور اساتذہ میں بے چینی کی کیفیت پیدا ہوئی ہے۔ حکومت پنجاب نے اس معاملہ کو پی،ایم،ڈی،سی کے ارباب اختیارات تک پہنچا دیا ہے۔اس مسئلہ کا حل زیر غور ہے تاہم آئین پاکستان کی اٹھارہویں ترمیم کے اصل فوائد اس وقت حاصل ہوں گے جب وفاقی حکومت صوبوں کو مکمل خود مختاری دے گی۔ حکومت پنجاب محکمہ پی ایم ڈی سی اور صوبائی پی اینڈ سی کی طرز پر ایڈوائزری کورٹس کے قیام کی تجویز پر بھی غور کر رہی ہے تاہم ابھی یہ تمام امور ابتدائی مراحل میں ہیں،اس کے لئے قانونی و دیگر تقاضوں کو پورا کیا جائے گا جس کے لئے وقت درکار ہے۔انشاء اللہ یہ تقاضے پورے ہونے کے بعد متعلقہ ایڈوائزری کورٹس سے یہ معاملات حل کروائے جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 171 ہے۔جناب احمد شاہ کھگہ، محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ باسمہ چودھری صاحبہ کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اس کے لئے عرض یہ ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending فرما دیا جائے۔جواب حاصل کر لیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 172 ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کو بھی pending فرما دیا جائے۔جواب نہیں آیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 292 جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ) کی ہے۔

پارلیمانی برائے سیکرٹری قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا۔اس تحریک التوائے کار کو بھی pending فرمائیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔ میری 2013 کی ایک تحریک استحقاق ہے---

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! میں نے ابھی آپ کو floor نہیں دیا۔ میں ابھی آپ سے بات کرتا ہوں۔ اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آج اجلاس ختم ہو رہا ہے۔ مہربانی کریں، میری تین تحاریک التوائے کار ہیں جن کا پہلے بھی آپ نے حکم دیا تھا اور وہ اب آگے آ رہی ہیں۔ اگر آج اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی ہو رہا ہے تو مہربانی کریں انہیں کہہ دیں کہ اس تحریک التوائے کار کو pending کر دیں۔ یہ وہی تحاریک التوائے کار ہیں جن کا ابھی تک نمبر نہیں آ رہا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کہہ رہے ہیں کہ میں انہیں pending کر دوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آج اجلاس فرض کیجئے کہ غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی ہو رہا ہے تو میری تحاریک التوائے کار جو ہیں کیونکہ اگر کل اجلاس نہیں ہو گا تو پھر یہ lapse ہوں گی تو پھر یہ کہیں گے کہ یہ lapse ہو گئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب کی ان تحاریک التوائے کار کو pending کر دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈا پر pre budget discussion ہے، جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ سالانہ بجٹ 16-2015 کے لئے معزز ممبران سے بجٹ تجاویز دینے کی غرض سے بحث مورخہ 27-مارچ سے 3-اپریل 2015 تک جاری رہی۔ آج وزیر خزانہ اس بحث کو wind up کریں گے۔ میں وزیر خزانہ کو دعوت دیتا ہوں۔۔۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! ذرا ٹھہریں۔ جی، فتیانہ صاحب!

تحریک استحقاق نمبر 2013/18 کے جواب کا مطالبہ

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میری 2013 کی privilege motion لاپتا ہے جو کئی بار آپ کے اور سپیکر صاحب کے نوٹس میں دے چکا ہوا ہوں۔ میری تحریک استحقاق نمبر 18 ہے اور 2013 میں submit ہوئی تھی۔ وہ کدھر ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: کس چیز کے حوالے سے تھی؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! وہ ہمارے معزز ممبرز کے issues سے related تھی، سیکشن 3، سب سیکشن 4 پر عملدرآمد نہیں ہو رہا تھا، members salaries and privileges پر عملدرآمد نہیں ہو رہا تھا، اس کے related میری وہ privilege motion لاپتا ہے، اس کو دو سال ہو چکے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! آپ ہی کی اس تحریک استحقاق پر وہ کمیٹی بنائی گئی تھی۔ آپ ہی کی request پر وہ ایک کمیٹی بنائی گئی تھی۔ ہماری بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں discussion ہوئی، اس نے اپنی سفارشات دیں۔۔۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! ہمیں یہ کہتے رہے ہیں کہ آج وزیر خزانہ صاحب busy ہیں، کل جواب دے دیں گے، پرسوں دے دیں گے، انہوں نے Friday کو Monday کا وعدہ کیا تھا۔ مہربانی کریں ان سے آج پھر Monday ہے جواب لے دیں۔ اگر یہ آج جواب لے کر آئے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر آبکاری و محصولات / خزانہ / قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! اس میں جیسے میں نے بتایا تھا کہ ایم پی ایز کی سیلریز کے حوالے سے تو لاء ڈیپارٹمنٹ اس کو ڈرافٹ کر رہا ہے اور وہ ہم انشاء اللہ اسمبلی کے اگلے اجلاس میں لے آئیں گے۔ جو ہم اگلے مہینے summon کریں گے۔ جہاں تک ہمارے اسمبلی کے ملازمین کی سیلریز کے حوالے سے ہے تو اس میں، میں آپ سے request یہ کروں گا کہ اگر آپ سپیشل کمیٹی کو دوبارہ refer کر دیں کہ اس میں کچھ issues ایسے تھے کہ جن پر سپیشل کمیٹی نے ان کو اس طرح thrash out نہیں کیا، اگر آپ اس کو دوبارہ refer کر دیں تاکہ ہم ان کو بھی اس کمیٹی میں دیکھ لیں کیونکہ ان پر لاء ڈیپارٹمنٹ اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کو reservations ہیں تو ہم اس کو دوبارہ سے اس میں thrash out کر کے دوبارہ لے آئیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کو دوبارہ کمیٹی کے پاس بھجوائیں اور اگلے اجلاس تک اس کی جو رپورٹ ہے وہ کمیٹی ادھر آ کر پیش کرے۔

وزیر آبکاری و محصولات / خزانہ / قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! جی، بالکل ٹھیک ہے۔ شکریہ

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ایک چیز تو already settled ہے اور جو دوسرا issue ہے وہ time pay and scale کا ہے اس کو segregate کر کے واپس specific order کریں کہ جو کمیٹی کے پاس واپس جانا ہے وہ specific point جس پر فنانس کمیٹی نے probe in نہیں کیا اس پر کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وہ فنانس کمیٹی کی جو بھی اس میں reservations تھیں وہ ان کو آگاہ کر دی جائیں گی۔ وزیر خزانہ چونکہ اس کمیٹی کا حصہ ہیں، وہ بتادیں گے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جب وزیر خزانہ نے یہ فرمایا کہ وہ جو ملازمین کی تنخواہ کا معاملہ ہے وہ آپ نے مہربانی کی ہے کہ اس کو دوبارہ کمیٹی کے پاس refer کر دیا ہے لیکن اس کے لئے آئندہ اجلاس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس قانون میں یہ clear ہے کہ فنانس کمیٹی جو decision کرے گی اس پر implement ہو گا تو میرا خیال ہے کہ آپ اسی کے تحت مہربانی فرمائیں۔ اس میں اجلاس کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں جی، پھر جس دن next Session آئے گا تو within ten days اس issue کو حل کریں۔ دس دن کے اندر اندر اس کے جو بھی problems ہیں ان کو یہاں پر بتائیں۔ منسٹر صاحب! آج آپ نے speech کو wind up کرنا تھا۔۔۔

کورم کی نشاندہی

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔۔۔ (قہقہے)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہٰذا گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہٰذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
کورم پورا نہیں ہے۔ اجلاس کی کارروائی آدھے گھنٹے کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔
(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کر دی گئی)
(اس مرحلہ پر آدھ گھنٹہ کے وقفہ کے بعد
جناب قائم مقام سپیکر 7 بج کر 15 پر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)
جناب قائم مقام سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
کورم پورا ہے لہٰذا اجلاس کی کارروائی آگے بڑھائی جاتی ہے۔ جی، وزیر خزانہ !
اجلاس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

پری بجٹ بحث

(---جاری)

وزیر آبکاری و محصولات / خزانہ / قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں تمام معزز ممبران اسمبلی کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اپنا حق نمائندگی ادا کرتے ہوئے pre budget discussion میں اپنی قیمتی آراء سے ہمیں مستفید فرمایا۔

جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کو پتا ہے کہ ہماری گزشتہ حکومت نے یہ pre budget discussion کا آغاز کیا تھا اور pre budget discussion میں کم از کم چار دن pre budget discussion کی ہوتی ہے مگر آپ نے اس دفعہ مہربانی فرمائی اور پانچ دن اس معزز ایوان میں ہم نے pre budget discussion کی جس میں تقریباً 60 معزز ممبران نے حصہ لیا جن میں سے اپوزیشن کے چھ معزز ممبران تھے۔ میں معزز ایوان کے علم میں یہ حقیقت لانا چاہتا ہوں کہ ہماری حکومت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ہم نے pre budget discussion کا آغاز کرایا اور رولز میں موجود کم از کم چار دن کی discussion کو بھی آگے بڑھایا۔ مزید برآں جب پچھلے سال pre budget discussion میں آپ نے جو تجاویز دی تھیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے موجودہ سال کا بجٹ بنایا گیا جس

کا ثبوت پچھلے سال کے pre budget اجلاس کی کارروائی اور موجودہ سال میں ان سیکٹرز کے لئے بجٹ allocations کرنا ہے۔

جناب سپیکر! میں معزز ممبران کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ pre budget discussion میں آپ کی تجاویز اور مشاورت کو انتہائی سنجیدگی سے لیا جاتا ہے اور ان پر وسائل کے اندر رہتے ہوئے خاطر خواہ فنڈز بھی مختص کئے جاتے ہیں لہٰذا کچھ معزز ممبران کی طرف سے یہ بات کہنا کہ pre budget session محض ایک کارروائی ہے، مناسب نہیں ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ ہمارے کچھ ممبران اس طرح کے پراجیکٹس جیسے health related projects تھے۔ میں آگے اس بارے میں بات کروں گا، جیسے ہیلتھ کے تھے، لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے تھے، پھر ایجوکیشن کے حوالے سے بھی تھے۔ جس طرح کہ آج وقفہ سوالات تھا تو ایجوکیشن پر ہمارے کافی ممبران کا concern تھا۔ اس طرح بہت ساری چیزیں جو میگا پراجیکٹس کے طور پر ہیں جس سے پورے صوبے کے عوام کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ ہم pre budget discussion میں سے بالکل وہ تجاویز لیتے ہیں اور یہ بات درست ہے کہ کچھ ہمارے ممبران کا خیال ہے کہ pre budget discussion کا کوئی فائدہ نہیں، اس کا بالکل فائدہ ہے اور ہم ان اضلاع میں سے جو ان کے میگا پراجیکٹس ہوتے ہیں، ان کی ضلعی سطح پر اور تحصیل کی سطح پر، ان کی constituency میں بھی اگر کوئی میگا پراجیکٹ ہے تو ہم اس کو لیتے ہیں، جس سے عوام کو اور overall اس تحصیل اور ضلع کے لوگوں کو فائدہ پہنچ سکے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ یہاں پر کچھ ہمارے معزز ممبران اپنی constituencies کے حوالے سے بہت چھوٹے miner قسم کے پراجیکٹس discuss کرتے ہیں تو اس کے لئے وہاں پر ان کا ایم پی اے فنڈ بھی انہیں دیا جاتا ہے۔ انہوں نے اگر کوئی اپنی سڑک، گلی یا کوئی چھوٹا موٹا اس طرح کا پراجیکٹ مکمل کرنا ہے اور اس کے علاوہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹس، تحصیل اور ٹاؤن کے ٹی ایم ایز کے فنڈز بھی ہوتے ہیں جس سے وہ چیزیں مکمل کروا سکتے ہیں۔ یہ pre budget discussion جو کہ پنجاب بجٹ کے حوالے سے ہوتی ہے تو اس میں ہم overall ان کے سارے میگا پراجیکٹس کو لیتے ہیں۔

جناب سپیکر! موجودہ pre budget session میں معزز ممبران کی طرف سے مختلف سیکٹرز میں بجٹ مختص کرنے پر زور دیا گیا ہے جن میں امن وامان اور پولیس کی کارکردگی میں بہتری اور اصلاحات، معزز ممبران کا ترقیاتی منصوبہ جات کی نشاندہی میں مؤثر کردار، خواتین، اقلیت، کسان، خصوصی افراد، نوجوان اور مزدوروں کی فلاح و بہبود کے لئے بجٹ کی فراہمی، صاف پانی کی فراہمی اور

نکاسی آب کے منصوبہ جات، سڑکوں کی تعمیر و مرمت اور فارم ٹو مارکیٹ روڈز کے فنڈز کی فراہمی، لڑکیوں، لڑکوں کے لئے فنی تعلیم کے اداروں کا قیام، ترقیاتی سکیموں کی بروقت تکمیل کے لئے مؤثر نظام کا قیام، ٹیکس وصولی کے نظام میں مزید اصلاحات، محکمہ تعلیم اور صحت کے فنڈز میں اضافہ، زرعی اجناس، پانی کی فراہمی، کھالہ جات کی پختگی، لائیو سٹاک اور محکمہ انہار کے بجٹ میں اضافہ، انرجی کے منصوبہ جات، ٹرانسپورٹ کے مزید ذرائع کی فراہمی، 1122 سروسز کا بقیہ تحصیلوں میں قیام، ماہی گیری، جنگلات اور جنگلی حیات کی سکیموں کو ترجیحی بجٹ کی فراہمی، نوجوانوں اور خواتین کے لئے سپورٹس کی سہولیات میں اضافہ۔

جناب سپیکر! میں اب ان تمام امور کو انفرادی طور پر معزز ممبران کے سامنے پیش کروں گا تاکہ اس بات کا احاطہ ہو سکے کہ موجودہ حکومت pre budget discussion کو کس حد تک سنجیدگی سے لیتی ہے۔ ہمارے صوبے کو درپیش امن و امان کے حالات ہماری معیشت کے لئے سب سے بڑا چیلنج ہیں لہٰذا معاشی حالات کو بہتر کرنے کے لئے امن و امان کے اداروں کی بہتری کے لئے خاطر خواہ فنڈز مختص کرنا ضروری ہیں اسی لئے پولیس اور جیلوں کی سکیورٹی کے لئے خادم اعلیٰ پنجاب کی خصوصی دلچسپی سے بہت سے نئے منصوبے شروع کئے گئے ہیں جن میں counter terrorism force کی تشکیل، 160 ملین روپے سے 80 پولیس سروس سنٹرز کا قیام، 20 complaint handling centres کا قیام اور dolphin force کا قیام شامل ہے۔ جیلوں کی چار دیواری، جدید آلات، سکیورٹی اور ضروری گاڑیوں کی فراہمی شامل ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور عوام کے تعاون سے جلد از جلد امن و امان کی صورتحال میں بہتری لا سکیں تاکہ معیشت کا پہیہ ترقی کی طرف گامزن ہو سکے۔

جناب سپیکر! تعلیم کا شعبہ بھی ہماری ترجیحات میں شامل ہے لہٰذا دیہی اور پسماندہ علاقوں کے عوام کے لئے تعلیم کی فراہمی کے لئے بہت سے منصوبوں پر پہلے سے ہی کام ہو رہا ہے۔ آئندہ مالی سال میں معزز ممبران کی آراء کی روشنی میں سکولوں کی اپ گریڈیشن نئے کالجوں کا قیام، missing facilities کی فراہمی، خالی اسامیوں کو پُر کرنا، مفت کتابوں کی فراہمی، کوالٹی ایجوکیشن اور خادم اعلیٰ پنجاب کے پروگرام "پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب" کے لئے زیادہ رقوم مختص کی جائیں گی جو کہ موجودہ حکومت کی تعلیمی ترجیحات کا ثبوت ہے۔ ہماری حکومت کی ترجیحات میں ٹیکنیکل ایجوکیشن بھی شامل ہے جس کے لئے معزز ممبران کی تجاویز کو مدنظر رکھتے ہوئے اگلے مالی سال کے بجٹ میں ترجیحی بنیادوں پر

فنڈز مختص کئے جائیں گے۔ معزز ممبران اسمبلی نے جو تجاویز دی ہیں ان کی روشنی میں آئندہ مالی سال کے بجٹ میں Rural Health Units, Basic Health Units, Trama Centres, Kidney Centres کی تعمیر کے لئے زیادہ فنڈز مختص کرتے ہوئے کوالٹی ادویات اور آلات جراحی کی فراہمی کو بھی یقینی بنایا جائے گا۔ مزید برآں ضلع و تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں missing infrastructure کی فراہمی کے لئے اگلے مالی سال میں زیادہ فنڈز مختص کئے جائیں گے۔ اس کے علاوہ غریب عوام کو مفت علاج کی فراہمی کے لئے پنجاب میں ہیلتھ انشورنس کا منصوبہ بھی شروع کیا جا رہا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! عوام کو صحت کی اعلیٰ سہولیات کی فراہمی کے تسلسل میں 1122 کا دائرہ کار مزید بڑھایا جائے گا اور ترجیحی بنیادوں پر آئندہ مالی سال کے بجٹ میں فنڈز مختص کئے جائیں گے جن میں 2- ارب 40 کروڑ روپے کی لاگت سے 62 ایمرجنسی سنٹرز بقایا تحصیلوں میں قائم کئے جائیں گے۔ ہماری حکومت نے عوام کو صاف پانی کی فراہمی اور نکاسی آب کے لئے بہت سے اقدامات کئے ہیں جن میں 36 اضلاع میں 13- ارب پر محیط 1500 فلٹریشن پلانٹ کے ذریعے صاف پانی کی فراہمی کے منصوبہ جات خصوصی ترجیح میں رکھے گئے ہیں۔ مزید برآں دیہی علاقوں میں صفائی کی بہترین سہولیات کی فراہمی کے لئے 400 ملین روپے سے دیہی علاقہ جات کے گھروں میں لیٹرین بنانے کا منصوبہ شروع کیا جا رہا ہے جس سے گندگی سے پیدا ہونے والی بیماریوں کا خاتمہ ہوگا۔ اس کے علاوہ صاف پانی کمپنی کو فلٹریشن پلانٹ لگانے کے لئے وافر فنڈز مختص کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر! صوبے میں توانائی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے خادم اعلیٰ پنجاب نہ صرف منصوبہ بندی کر رہے ہیں بلکہ اس حوالے سے بہت سے منصوبوں پر دوست ممالک کی مدد سے عملدرآمد کیا جا رہا ہے اس حوالے سے معزز ممبران اسمبلی نے اپنی آراء کا اظہار کیا ہے۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ توانائی کی کمی کے منصوبوں کی تکمیل کے لئے مزید فنڈز فراہم کئے جائیں گے جس سے چھوٹے hydro power projects کے علاوہ solar, wind power, biomass کوئلے اور LNG سے چلنے والے پاور پلانٹس لگائے جائیں گے۔ اپوزیشن کے کچھ ممبران نے یہ کہا کہ انرجی سیکٹر میں صوبائی حکومت نے کوئی کام نہیں کیا تو میں ان کو یہ بتانا چاہوں گا کہ ہمارا 100 میگاواٹ کا سولر پاور پراجیکٹ پایۂ تکمیل تک پہنچ چکا ہے۔ اس مہینے کے آخر تک یا اگلے مہینے وزیر اعلیٰ، وزیر اعظم صاحب سے اس کا inauguration کرائیں

گے اس کے علاوہ بھی ہمارے further projects پر کام ہو رہا ہے اور آہستہ آہستہ بجلی main grid میں آتی چلی جائے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! معزز ممبران نے infrastructure کی بہتری اور خاص طور پر سڑکوں کی تعمیر و مرمت کے منصوبہ جات کی طرف توجہ دلائی ہے۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ روڈ کسی بھی ملک کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں لہٰذا ہماری حکومت موجودہ سال میں روڈ سیکٹر کے جاری ترقیاتی منصوبہ جات کو نہ صرف مکمل کرے گی بلکہ نئے منصوبہ جات کے لئے فنڈز مختص کرے گی۔اس سلسلے میں موجودہ سال میں خادم اعلیٰ نے خصوصی طور پر دیہی عوام کی مشکلات کو سامنے رکھتے ہوئے پنجاب کے تمام اضلاع کے لئے دیہات کی کھیتوں سے منڈی تک سڑکوں کی تعمیر و توسیع، بحالی اور ان کی 10 سے 12 فٹ تک کشادگی کے لئے 150۔ارب روپے سے دو مراحل میں "خادم پنجاب روڈ" پروگرام شروع کیا ہے جس سے دیہی علاقوں کو نہ صرف مارکیٹ تک آسانی سے رسائی ہو گی بلکہ ان کے لئے روزگار کے مزید مواقع بھی پیدا ہوں گے۔میں معزز ممبران کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ان کے فنڈز کی ترسیل کسی بھی ضلع میں یونین کونسل کی تعداد کے تناسب سے کی جائے گی۔

جناب سپیکر! حکومت پنجاب نہری نظام کی بہتری اور سیلاب کی روک تھام کے لئے بھرپور کوشاں ہے اور آپ کی قیمتی آراء کی روشنی میں دستیاب وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے اگلے مالی سال میں نہروں کی مرمت، بحالی، کشادگی، نئے ڈیم اور فلڈ بند کی تعمیر، نہروں کی ٹیل تک پانی کی فراہمی اور lining کے منصوبہ جات شامل کئے جائیں گے۔زراعت کا شعبہ بھی ہماری ترجیحات میں شامل ہے اس حوالے سے معزز ممبران اسمبلی کی طرف سے جو تجاویز دی گئی ہیں ان کی روشنی میں کاشتکاروں کو زرعی آلات بشمول لیزر،leveler گرین ٹریکٹر کے سستے نرخوں پر فراہمی، بے موسمی سبزیوں کا رواج، پوٹھوہار میں زیتون کی کاشت اور زرعی کارکنوں کی استعداد کار بڑھانے کے منصوبہ جات اگلے مالی سال میں بشمول سبسڈی شامل کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر! ہماری حکومت دیہی عوام کے مسائل کو ترجیحی بنیادوں پر حل کرنے کی بھرپور کوششیں جاری رکھے ہوئے ہے۔آپ سب کی آراء کی روشنی میں اگلے مالی سال کے بجٹ میں لائیو سٹاک کے شعبے کے لئے وافر فنڈز مختص کئے جائیں گے جن میں جانوروں کے لئے ضروری ادویات کی خریداری بھی شامل ہو گی۔

جناب سپیکر! خواتین ہمارے معاشرے کی تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں لہذا موجودہ حکومت نے خواتین کو ترقی کے مزید مواقع فراہم کرنے کے لئے بہت سے نئے پروگرام شروع کئے ہیں جن میں خاتون محتسب کے دفتر کا قیام، خواتین کے ملازمتوں کے کوٹے میں اضافہ، ہاسٹلز کی فراہمی، day care centres اور women helpline شامل ہے۔ مزید برآں مختلف قوانین کا جائزہ لے کر ان میں gender friendly ترامیم کی جارہی ہیں جن سے women empowerment میں اضافہ ہوگا اور ان سہولیات کی فراہمی کے لئے آئندہ مالی سال کے بجٹ میں خاطر خواہ فنڈز مختص کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر! موجودہ حکومت کی بنیادی ترجیحات میں سے ایک ترجیحی سپورٹس بھی ہے جس کے لئے موجودہ سال میں نوجوانوں کو سپورٹس کے بے شمار events فراہم کئے گئے اور آئندہ سال بھی مختلف اضلاع میں معزز ممبران کی آراء کی روشنی میں سپورٹس گراؤنڈز، سٹیڈیم کی تعمیر و مرمت اور بحالی کے لئے وافر فنڈ مختص کئے جائیں گے۔ ہمارے اقلیتی بھائی بہنوں کی بہبود اور ترقی بھی ہماری ترجیحات میں شامل ہے لہذا میں معزز اقلیتی ممبران کو یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں موجودہ سال کی نسبت زیادہ فنڈز مختص کئے جائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! بجٹ سازی کے مرحلے میں مختلف کمیٹیوں کی آراء اور انتظامی مشینری کی مدد سے بجٹ سازی کے عمل کو عوام کی امنگوں کے مطابق ترتیب دیا جاتا ہے جس میں معزز ممبران کی آراء اور خادم اعلیٰ پنجاب کی عوام دوست راہنمائی شامل ہوتی ہے۔ میں معزز ممبران اسمبلی کو آج پھر اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ آپ نے pre budget session میں جو مثبت تجاویز دی ہیں ان پر دستیاب وسائل کی روشنی میں پوری طرح سے عملدرآمد کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے گی اور تمام سیکٹرز کے لئے خاطر خواہ رقوم مختص کی جائیں گی تاکہ صوبے کی ترقی اور عوام کی سہولت کا تسلسل جاری رہے۔

جناب سپیکر! ہماری قیادت کی کارکردگی اور ترقیاتی منصوبوں پر عملدرآمد سب کے سامنے ہے لہذا میں معزز ممبران کو یقین دلاتا ہوں کہ ہماری حکومت کا نئے مالی سال کا بجٹ انشاء اللہ تعالیٰ صوبے کی ترقی کے لئے سنگ میل ثابت ہوگا۔ بہت شکریہ۔ پاکستان پائندہ باد۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مسودات قانون

(جوزیر غور لائے گئے)

مسودہ قانون (ترمیم)(روزگار و بحالی)معذور افراد پنجاب2015

MR ACTING SPEAKER: Second Item of the Agenda is consideration of the Bill. First reading starts. Now, we take up the Punjab Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Bill 2015.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS/ FINANCE (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare and Bait-ul-Maal, be taken into consideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare and Bait-ul-Maal, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> "That the Punjab Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare and Bait-ul-Maal, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR ACTING SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

ADDITION OF NEW CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Addition of new Clause 3. The amendment is from Law Minister he may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS/ FINANCE(Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I move:

That after Clause 2, the following Clause 3 be added.

"3. Repeal.- The Punjab Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Ordinance 2015 (X of 2015) is hereby repealed."

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved is:

That after Clause 2, the following Clause 3 be added.

"3. Repeal.-The Punjab Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Ordinance 2015 (X of 2015) is hereby repealed."

The amendment moved and the question is:

That after Clause 2, the following Clause 3 be added.

"3. Repeal.-The Punjab Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Ordinance 2015 (X of 2015) is hereby repealed."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

'That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

'That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS/ FINANCE (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Bill 2015, as amended, be passed."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Bill 2015, as amended, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Bill 2015, as amended, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill, as amended, is passed.)

مسودہ قانون(ترمیم)لاہور آرٹس کونسل2015

MR ACTING SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Lahore Arts Council (Amendment) Bill 2015. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS/ FINANCE (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I move:

"That the Lahore Arts Council (Amendment) Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Culture and Youth Affairs, be taken into consideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Lahore Arts Council (Amendment) Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Culture and Youth Affairs, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Lahore Arts Council (Amendment) Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Culture and Youth Affairs, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR ACTING SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS/ FINANCE (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I move:

"That the Lahore Arts Council (Amendment) Bill 2015, be passed."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Lahore Arts Council (Amendment) Bill 2015, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Lahore Arts Council (Amendment) Bill 2015, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف پی ٹی آئی ایوان میں تشریف لائے)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: میاں محمودالرشید صاحب! میں آپ کو اور تمام معزز ممبران کو جو یہاں پر آج تشریف لے کر آئے ہیں، اپنی طرف سے اور اس ایوان کی طرف سے یہاں پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ ہمیں یہاں پر کچھ استعفے موصول ہوئے تھے لیکن چونکہ ان کی تصدیق نہیں ہو سکی تھی، میرے خیال میں ہم نے ان کو accept بھی نہیں کیا تھا تو وہ غیر مؤثر ہو چکے تھے، میں آپ کو ایک دفعہ پھر یہاں پر welcome کہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رانا صاحب! آپ بات کرنا چاہتے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں محترم لیڈر آف دی اپوزیشن اور اپوزیشن کے جو ممبران آج ایوان میں تشریف فرما ہیں انہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔ اس جمہوری ایوان، پارلیمانی ایوان کا اپوزیشن جو ہے وہ ایک لازم حصہ ہے، اپوزیشن کے بغیر یہ ایوان نامکمل ہے۔ جمہوری جدوجہد میں میرے خیال میں جو مؤقف ہمارے اپوزیشن کے دوستوں نے اختیار کیا یہ ان کا سیاسی مؤقف تھا لیکن ایک consensus کے ساتھ دونوں پارٹیوں کی حکومت کی طرف سے بھی، اپوزیشن کی طرف سے بھی، تحریک انصاف کی طرف سے بھی ایک ایسا حل جو کہ دونوں فریقین کو قابل قبول ٹھہرا اس پر یہ قضیہ جو ہے یہ اختتام پذیر ہوا۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ پاکستان میں جمہوریت کا مستقبل تابناک ہے۔ پاکستان میں تبدیلی کا راستہ جو ہے وہ عوام کے ووٹ کی طاقت کے ذریعے سے ہی اس ملک میں آگے سے اپنا راستہ نکالے گا۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں جس mandate کے ساتھ ہمارے اپوزیشن کے دوستوں کو اس صوبے کے، اس ملک کے عوام نے بھیجا تھا اس کو اسی انداز سے پورا کرنے میں یہ ایوان ہی ایک proper اور مناسب جگہ ہے۔ یہاں سے ان کی آواز پوری طرح سے عوام کے حقوق کے لئے اٹھائی جا سکتی ہے، اٹھائی جاتی رہی ہے اور اٹھائی جائے گی۔

جناب سپیکر! میں اپنے اپوزیشن کے معزز ممبران کو اپنی طرف سے بھی اور اپنے معزز جو میرے حزب اقتدار کے دوست ہیں میں یقین دلاتا ہوں کہ نہ صرف اختلاف رائے کو برداشت کیا جائے گا بلکہ اختلاف رائے کا احترام کیا جائے گا۔ ان کی جو بھی قیمتی آراء ہوں گی ان سے راہنمائی حاصل کر کے پوری نیک نیتی کے ساتھ اس صوبے اور اس ملک کے عوام کی خدمت کرنے کی بھرپور کوشش کی جا رہی ہے اور کی جائے گی۔ میں اپنے تمام اپوزیشن کے معزز دوستوں کو یہاں تشریف لانے پر خوش آمدید کہتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ وہ اپنا اپوزیشن کا کردار پہلے سے بھی زیادہ مؤثر طریقے سے نبھائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ اشفاق سرور صاحب!

وزیر محنت و انسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں قائد حزب اختلاف اور پی ٹی آئی کے جتنے معزز ممبران جو آج ایوان میں تشریف لائے ہیں ان کو اس فیصلے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں، ان کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ہماری جو بقایا اپوزیشن کی پارٹیاں تھیں، اس دوران ان کا جو role رہا اس کو بھی یقیناً سراہا جانا چاہئے کہ انہوں نے اتنی چھوٹی اپوزیشن ہونے کے باوجود اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ میں ان کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پی ٹی آئی اور ہماری لیڈرشپ کے جو فیصلے ہوئے، آپس میں جو معاہدے ہوئے ہم نہ صرف ان معاہدوں کی پاسداری کریں گے، انشاء اللہ اسی پر base کرتے ہوئے جمہوریت کو بھی مضبوط کریں گے اور اس ایوان کی جو توقیر ہے انشاء اللہ اس میں بھی اضافہ کریں گے۔ میں پھر ایک دفعہ اس ایوان کی طرف سے، حکومتی بنچوں کی طرف سے مسلم لیگ (ن) کی طرف سے، آپ سب کو welcome کرتا ہوں اور اس فیصلے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے اور حکومتی بنچوں کی طرف سے، راناثناء اللہ خان، راجہ اشفاق سرور صاحب نے جن خیالات کا اظہار کیا ہم اس کی قدر کرتے ہیں۔ پچھلا جو عرصہ ہم اسمبلیوں سے غیر حاضر رہے یقیناً آپ نے miss بھی کیا ہوگا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! بالکل آپ کو بہت miss کیا تھا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): بقول شاعر:

حضور اپنے کرم کے حصار میں رکھنا
جہاں میں اہل ایماں صورت خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے، اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

جناب سپیکر! ہم دوبارہ آج اسمبلیوں میں ہیں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کسی کی فتح کسی کی ہار نہیں ہے بلکہ یہ قوم کی جیت ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس لئے کہ پاکستان کی تاریخ میں ہر پولیٹیکل لیڈر نے کہا ہر پولیٹیکل پارٹی نے کہا ہر analyst نے کہا ہے کہ انتخابات میں دھاندلی ہوتی رہی ہے۔ ایوب دور سے لوگ شروع ہوتے ہیں اور تمام انتخابات کے متعلق کہتے ہیں کسی میں mass level پر، کسی میں تھوڑے level پر، کسی میں ایجنسیاں ملوث ہوتی ہیں، کسی میں individuals یہ کام کرتے اور کراتے ہیں، کبھی بیوروکریٹس کے ذریعے، کبھی ROs کے ذریعے سے دھاندلی ہوتی رہی ہے۔ اس پر سب کا اتفاق ہے، تمام پولیٹیکل پارٹیز کا اتفاق ہے کہ بڑے یا چھوٹے level پر rigging ہوتی ہے۔ اب بات یہ ہے کہ پاکستان کی سڑسٹھ سالہ تاریخ میں پہلی دفعہ ہوا ہے کہ ایک بے مثال تحریک جو ہم نے چلائی، اس میں کسی کا ذاتی کام نہیں تھا، عمران خان یا پی ٹی آئی کی ذات کے حوالے سے ہماری یہ لڑائی نہیں تھی۔ ہماری لڑائی یہ تھی کہ ایک democratic process کی جب ہم بات کرتے ہیں تو جس ذریعے سے جمہوریت آتی ہے اسے مضبوط ہونا چاہئے۔ اگر اس سلسلے میں شکایات ہیں تو ان شکایات کا ازالہ بھی ہونا چاہئے، اس کو expose ہونا چاہئے، اس کو determine ہونا چاہئے اور culprits کو کم از کم آئندہ کے لئے بے نقاب ہونا چاہئے کیونکہ transparent انتخابات پوری قوم کا مطالبہ ہے۔ آپ مسلم لیگ (ن) کے لوگ ہوں، پی ٹی آئی کے لوگ ہوں، پیپلز پارٹی کے لوگ ہوں، تمام پولیٹیکل ورکرز بلکہ پوری قوم کی یہ خواہش ہے کہ انتخابات منصفانہ، شفاف fair and free ہونے چاہئیں اور اسی کے لئے ہماری یہ جدوجہد تھی۔ میں

یہ سمجھتا ہوں کہ اب جو جوڈیشل کمیشن بنا ہے یہ ہمارے مؤقف کی تائید اور فتح ہے۔ مسلم لیگ (ن) یا حکومت وقت دیگر پولیٹیکل پارٹیز، اس میں خاص طور پر پیپلز پارٹی، جماعت اسلامی کے جو دوست جرگہ بنا کر کوششیں کرتے رہے، ان سب نے realize کیا کہ اس مسئلے کو once for all resolve ہونا چاہئے۔ یہ اگر ڈیمانڈ ہے تو اس مسئلے پر جوڈیشل کمیشن بننا چاہئے، جوڈیشل کمیشن پر مذاکرات ہوئے اور یہ معاملہ اب ختم ہو گیا۔ جوڈیشل کمیشن کے لئے آرڈیننس جاری ہو گیا اور پارٹیوں کا consensus ہو گیا تو ہم نے اپنی کور کمیٹی کے فیصلے کے مطابق اسمبلیوں میں واپس آنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہمارا ان جمہوری اداروں پر، اسمبلی کے ایوانوں پر پختہ یقین ہے اور ہم کوئی ایسا کام نہیں کریں گے جس سے یہ سسٹم منہدم ہو جائے۔ ہماری ساری جدو جہد ان اداروں کی مزید مضبوطی کے لئے effectiveness کے لئے، ان کی performance کو بہتر بنانے کے لئے تھی، پہلے بھی رہی ہے آئندہ بھی رہے گی۔ میں آپ دوستوں سے یہ بھی عرض کرتا چلا جاؤں کہ ہمارا دوسرا option ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔ ہم اسمبلی کے اندر عوام کے حقوق کے لئے، عوام کے مسائل کے حوالے سے، عوام کی فلاح و بہبود کے حوالے سے، کرپشن کے خاتمے کے لئے، اس ملک کی بہتری کے لئے، نظام کی بہتری کے لئے، ہم اسمبلی کے اندر اور اسمبلی کے باہر ہر option استعمال کریں گے، ہر جگہ جدو جہد جاری رکھیں گے۔ یہ چونکہ pre budget session تھا، اس میں pre budget debates ہوئیں اور ہم اس میں حصہ نہیں لے سکے۔ میں حکومت سے یہ کہوں گا کہ بجٹ سے پہلے ایک دفعہ پھر pre budget session کر لیں تو بہتر ہو گا۔ میں اس سلسلے میں جناب سپیکر اور حکومتی بنچوں سے بھی کہوں گا کہ اجلاس بلایا جائے تاکہ ہمارے لوگ بھی اس میں share کر سکیں۔ میں اس موقع پر لمبی بات نہیں کروں گا صرف دو تین گزارشات کروں گا کہ خدارا اب وقت آ گیا ہے کہ ہم ایک لگے بندھے انداز سے بجٹ کے موقع پر تجاویز لیں، وہ بجٹ تیار ہو کر یہاں آ جائے، وہ پیش ہو اور پاس ہو جائے۔

1۔ ہمیں اپنی ترجیحات کو بدلنا چاہئے، حکومت پنجاب کی جب میں بات کروں گا، ہمیں اپنی ترجیحات میں سب سے پہلے لوگوں کی جان و مال کا تحفظ، لاء اینڈ آرڈر پر focus ہونا چاہئے۔ ماضی میں بڑی huge amount اس پر خرچ کرتے رہے ہیں لیکن نتیجہ اس طرح سے نہیں نکلا۔

2۔ صحت اور تعلیم ہے، اس کے بعد سب سے اہم بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ ان اداروں کی مضبوطی ہے۔ جب تک ہم institutions کو مضبوط نہیں کرتے، ادارے

نہیں بناتے، ایک چیف منسٹر یا کیبنٹ کتنے بھی competent ہوں، کتنے بھی hard workers ہوں اس سے سوسائٹی کے اندر کوئی change نہیں آسکتی۔ یہ ہم سب کا فرض ہے کہ اداروں کو responsible بنائیں، اس میں پولیس بھی ایک ادارہ ہے، باقی بھی سارے ادارے ہیں، ہمارا اس پر دھیان کم ہے، اب ہمیں اس کی طرف آنا چاہئے کہ ادارے مضبوط ہوں تاکہ حقیقی معنوں میں عوام کو relief مل سکے۔ میں اب اس موقع پر مزید کوئی بات نہیں کرنا چاہتا لیکن ایک چھوٹی سی بات کروں گا کہ لاہور کے اندر ایل ڈی اے سٹی کے نام سے جو scam ہونے جا رہا ہے for God sake یہاں پر روزانہ سینکڑوں لوگ آتے ہیں کہ اربوں روپے ایل ڈی اے سٹی کے نام پر اکٹھا ہو رہا ہے، پرائیویٹ کمپنیاں بھی اس میں لگی ہوئی ہیں۔ میں انشاءاللہ تعالیٰ اس مسئلے پر اپنی پوری تیاری کے ساتھ پریس میں اور آئندہ اجلاس میں بھی بات کروں گا۔ میں اپنی بات کو ختم کرتے ہوئے آپ سب دوستوں کو جناب سپیکر یہ یقین دلاتا ہوں کہ پی ٹی آئی ایک جمہوری جماعت ہے، جمہوری قدروں کو ہم ہمیشہ اہمیت دیتے ہیں۔ انشاءاللہ آئندہ آنے والے دنوں میں ہم اپنا role عوام کی بہتری و بہبود کے لئے انتہائی محنت کے ساتھ، حقیقی اپوزیشن کا کردار اسمبلی کے اندر اور اسمبلی کے باہر بھی ادا کرتے رہیں گے۔ بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ وزیر قانون!

وزیر آبکاری و محصولات / خزانہ / قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید صاحب اور پی ٹی آئی کے ہمارے معزز ممبران تشریف لائے ہیں ان کو میں بھی گورنمنٹ کی جانب سے، حکومت پنجاب کی جانب سے، وزیراعلیٰ کی جانب سے اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کی جانب سے خوش آمدید کہتے ہیں۔ میاں محمود الرشید صاحب نے بات کی، میں ان سے یہی کہوں گا کہ ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف وزیراعظم پاکستان نے تو اس وقت جب انہوں نے دھرنا شروع ہی کیا تھا، اس وقت ہی جوڈیشل کمیشن کو مان لیا تھا۔ اگر یہ اس وقت ان کی بات مان لیتے تو اتنے مہینے جو اسمبلیوں سے باہر رہے شاید یہ نہ رہتے مگر چلیں دیر آئے درست آئے۔ یہ تشریف لائے ہم ان کو یہاں اس اسمبلی میں خوش آمدید کہتے ہیں اور ہم نے ان کو اسمبلی کے گزشتہ اجلاسوں میں

missبھی کیااور ہماری جو چھوٹی سی اپوزیشن تھی انہوں نے ان کی کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی اور ان کا کردار بڑا اچھا رہا للذا ہم ان کو بھی بہت زیادہappreciateکرتے ہیں۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! ہن مہربانی کر دیو۔

Now we take up the Punjab Social Protection Authority Bill 2015 Minister for Law may move the motion for the consideration of the Bill.

وزیر آبکاری و محصولات / خزانہ /قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! جناب سپیکر! اگر اجازت دیں تو میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر آبکاری و محصولات / خزانہ /قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! جناب سپیکر! ہمارے معزز قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید صاحب نےpre budgetکے حوالے سے جو بات کی ہے میں ان سے یہی کہوں گا کہ چونکہ ہمbudget makingکاprocessشروع کر چکے ہیں اور جیسے میں نےpre budgetکیwind up speechمیں بڑیdetailمیں بتایا ہے کہ ہم ممبران کی تجاویز کوconsiderکرتے ہیں تو میں پی ٹی آئی کے تمام ممبران سے گزارش کروں گا کہ اگر وہ کسی میگا پراجیکٹ کے حوالے سےin writingدینا چاہیں تو دے دیں۔ جس طرح انہوں نے خود کہا ہے اس وقت لاء اینڈ آرڈر گورنمنٹ کیtop priorityہے، ہیلتھ اور ایجوکیشن ہماریtop priorityہے اور تمام سوشل سیکٹرز ہماریtop priorityہیں۔ اگر ان کے حوالے سے کوئی میگا پراجیکٹس ہوں تو یہ بالکل ہمیںin writingدیں ہم ان کی تجاویز کو بجٹ میںconsiderکریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! چونکہpre budget discussion wind upہو چکی ہے اس لئے آپ کی جو بھی تجاویز ہیں وہ وزیر خزانہ کوin writingدے دیں انشاء اللہ وہconsiderکریں گے۔ جی، منسٹر صاحب!

مسودہ قانون سماجی تحفظ اتھارٹی پنجاب2015

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS/ FINANCE (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I move

> "That the Punjab Social Protection Authority Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Planning and Development, be taken into consideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Social Protection Authority Bill 2015 as recommended by the Standing Committee on Planning and Development be taken into consideration at once."

There are two amendments in this motion the first amendment is from: Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Khawaja Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood and Mrs Faiza Ahmed Malik. Any mover may move it.

SARDAR VICKAS HASAN MOKAL: Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Social Protection Authority Bill 2015 as recommended by the Standing Committee on Planning and Development, be circulated for the purposes of eliciting opinion thereon by 15th May 2015."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Social Protection Authority Bill 2015 as recommended by the Standing Committee on

Planning and Development, be circulated for the purposes of eliciting opinion thereon by 15th May 2015."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS/ FINANCE(Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I oppose

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب نے oppose کیا ہے جی، سردار صاحب!

سردار وقاص حسن موکل: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس پر مختصراً یہی کہنا چاہوں گا کہ ہماری اسمبلی میں right of information Bill پاس ہو چکا ہوا ہے۔ اس بل کا مقصد یہ ہے کہ جو بھی proceedings، جو بھی قانون سازی اس اسمبلی میں ہوتی ہے اس کی عام عوام کو awareness دی جائے۔ ان کو معلوم ہو کہ اس کے اندر ان کے کیا rights ہیں۔ اگر ہم اس کی تشہیر کریں گے تو اس میں بہتر feedback آئے گی۔ مجھے معلوم ہے آگے سے حکومت کا یہی جواب آنا ہے کہ ہم نے کر لیا۔ اس سے پہلے والی discussion میں exactly یہی سوال تھا کہ اس ایوان کو ابھی تک یہ تو بتایا نہیں گیا کہ اس سال کے financial year میں پنجاب حکومت نے کتنے پیسے allocate کئے تھے کیا وہ لگائے گئے ہیں؟ کسی ڈیپارٹمنٹ کی ویب سائٹ پر، کسی جگہ پر یہ ریکارڈ available نہیں ہے۔ اسی طرح یہاں پر صرف یہ کہہ دینا کہ اس کو کیا گیا ہے یا تو ہمیں بتایا جائے کہ کدھر کیا گیا ہے، کس ویب سائٹ پر ہے، کس اخبار میں آیا، کس رسالے میں آیا اور کس جگہ اس کی تشہیر کی گئی تو سمجھ میں آتا ہے لیکن صرف یہ کہہ دینا کہ کر دیا جائے یا اس کو نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ہم نے already کر لیا ہے یہ جواب نہیں ہے۔ یہ ایک بہت بڑا ڈیپارٹمنٹ ہے social protection کے اندر غریب آتا ہے، ہر وہ انسان آتا ہے جس کو حکومت کی طرف سے social protection کی ضرورت ہے۔ اگر ہم ان کے لئے قانون سازی کر رہے ہیں تو کیوں نہ ان سے feedback لیں، ان کی opinion لیں، ان کو جو پیسے مل رہے ہیں ان کو جو facilities مل رہی ہیں ان کے لئے جو علاج معالجے کے لئے پیسے رکھے گئے ہیں انہیں ان ساری چیزوں کا پتا ہو گا تو ہو سکتا ہے وہ ہمیں کوئی بہتر طریقے سے بتا دیں۔ اس وقت ہم یہاں پر پورے پنجاب کی غریب عوام کے نمائندے بیٹھے ہیں اگر اس میں تھوڑا سا اور وقت دے دیا جائے اور ان کی تھوڑی سی input لے لی جائے تو میرے خیال میں یہ قانون ان لوگوں کے لئے زیادہ بہتر اور effective ہو گا نہ کہ ہمارے لئے۔ میری یہی request ہے کہ اس point کو consider کرتے ہوئے اسے extend کیا جائے، ان

سے feedback لی جائے اس کا proper process ہو، اس کو no doubt دیا جائے اور اس پر جو سفارشات آتی ہیں انہیں include کرکے بل put up کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات / خزانہ / قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ بل پہلے سے بطور آرڈیننس مورخہ 27-01-2015 کو نافذ کیا گیا اور اسی روز سے اس آرڈیننس کو محکمہ قانون کی ویب سائٹ پر مشتہر کر دیا گیا تھا اور آج تک یہ حکومتی ویب سائٹ پر موجود ہے۔ بعد ازاں یہ آرڈیننس اسمبلی میں پیش ہونے کے بعد ایک بل کی شکل اختیار کر گیا۔ متعلقہ افراد پہلے سے ہی اس قانون سے باخبر ہیں اور عوام کی طرف سے کوئی ایسی تجویز نہیں آئی کہ بل ہذا میں ترامیم کی جائیں۔ مزید تشہیر سے کسی فائدہ کا امکان نہ ہے لہٰذا ترمیم بلاجواز ہے مسترد فرمائی جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That the Punjab Social Protection Authority Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Planning and Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th May 2015"

(The motion was lost.)

The second amendment is from Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Khawaja Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood and Mrs Faiza Ahmed Malik. Any mover may move it. It is supposed to be withdrawn it.

Now, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Social Protection Authority Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Planning and Development, be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it, the first amendment is from Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Khawaja Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood and Mrs Faiza Ahmed Malik. Any mover may move it.

SARDAR VICKAS HASAN MOKAL: Mr Speaker! I move:

> "That in Clause 3 of the Bill, in sub-Clause (3), after para (d), the following be added as para (e) and subsequent paras, be renumbered accordingly."
>
> (e) Minister for Social Welfare Member."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 3 of the Bill, in sub-Clause (3), after para (d), the following be added as para (e) and subsequent paras, be renumbered accordingly."
>
> (e) Minister for Social Welfare Member.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS/ FINANCE(Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I oppose.

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب نے oppose کیا ہے۔ جی، سردار صاحب!

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! یہ تو صرف numbering کی تھی اس میں opposition کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ دیکھا جائے تو اس میں صرف overall numbering کا issue ہے۔ ہم اس میں overall amendment تو نہیں کر رہے یا پھر اس پر وزیر صاحب explain کر دیں کہ اگر

انہوں نےnumberingکے اندر اسےrejectکرنا ہے یاopposeکرنا ہے تو اس کیbasisکیا ہیں۔ یہ تو صرفnumberکی بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات / خزانہ / قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جناب سپیکر! پہلے ہی اسمبلی کے چھ ممبران اور دیگر وزراء کی صورت میں مؤثر عوامی نمائندگی دی گئی ہے مزید کسی عوامی نمائندے یا وزیر کو اتھارٹی میں شامل کرنا ضروری نہیں ہے کیونکہ already سیکرٹری سوشل ویلفیئر پہلے سے اتھارٹی کے ممبر ہیں جو اتھارٹی میں اپنے محکمے کا مؤقف پیش کر سکتے ہیں اس لئے یہ ترمیم بلاجواز ہے مسترد فرمائی جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 3 of the Bill, in sub-Clause (3), after para (d), the following be added as para (e) and subsequent paras, be renumbered accordingly."
>
> (e) Minister for Social Welfare Member."

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The second amendment is from: Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Khawaja Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood and Mrs Faiza Ahmed Malik. Any mover may move it.

SARDAR VICKAS HASAN MOKAL: Mr Speaker! I move:

> "That in Clause 3 of the Bill, in sub-Clause (3), in para (m), for the word "six", the word "eight", be substituted."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 3 of the Bill, in sub-Clause (3), in para (m), for the word "six", the word "eight", be substituted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS/ FINANCE(Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I oppose.

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب نے اسے oppose کیا ہے۔ جی، سردار صاحب!

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! یہ بھی اسی کی continuity ہے کہ سوشل ویلفیئر کی amendment کا بل آرہا ہے اور اس کے اندر منسٹر کو include نہیں کیا جارہا، actually six and eight میں ممبرز بڑھانے کی بات ہو رہی تھی کہ جب اوپر ایک ممبر include ہو گا تو نیچے والی کلاز میں eight کرنا پڑے گا۔ دوبارہ سے یہ وہی والی بات ہے کہ Minister for Social Welfare ڈیپارٹمنٹ کا ہی منسٹر ہے لیکن اسے consider نہیں کیا جارہا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات / خزانہ / قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! مجوزہ اتھارٹی کے ممبران کی تعداد 25 ہے جبکہ اسی طرز کے وفاقی حکومت کے ادارے بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام میں اس کی متعلقہ تعداد محض 11 ہے۔ تجویز کردہ اتھارٹی میں پہلے ہی وزراء کے علاوہ چھ ممبران اسمبلی عوامی نمائندگی کے لئے موجود ہیں مزید ممبران اسمبلی کو اتھارٹی میں شامل کیا جانا ضروری نہیں ہے۔ ترمیم بلا جواز ہے مسترد فرمائی جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 3 of the Bill, in sub-Clause (3), in para (m), for the word "six", the word "eight", be substituted."

(The motion was lost.)

Now, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried,)

CLAUSE 4

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it, the amendment is from Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Khawaja Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood and Mrs Faiza Ahmed Malik. Any mover may move it.

اجلاس کا ٹائم آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

SARDAR VICKAS HASAN MOKAL: Mr Speaker! I move:

> "That in Clause 5 of the Bill, between the words "official member" and "if he", the comma and the words "subject to serving a show cause…"

(اذان عشاء)

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! تھوڑی دیر انتظار کر لیں۔ جی، سردار وقاص حسن موکل!

SARDAR VICKAS HASAN MOKAL: Mr Speaker! I move:

> "That in Clause 5 of the Bill, between the words "official member" and "if he", the comma and the words "subject to serving a show cause notice and providing him an opportunity to be heard", be inserted."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 5 of the Bill, between the words "official member" and "if he", the comma and the words "subject to serving a show cause notice and providing him an opportunity to be heard", be inserted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS/ FINANCE(Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I oppose it.

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون نے اس کو oppose کیا ہے۔ جی، سردار صاحب!

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! اس ترمیم کے اندر ایک official member کو opportunity provide کی گئی ہے کہ اگر اس کو show cause notice ملے تو at least یکطرفہ کارروائی نہ ہو بلکہ اس کو موقع دیا جائے کہ وہ اپنا case present کر سکے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کسی بھی system کے اندر اگر aggrieved party کی بات کو سُنا جائے اور پھر اس کی بنیاد پر فیصلہ کیا جائے تو اس کے اندر زیادہ effectiveness آتی ہے۔ اس ترمیم میں میری یہی درخواست ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر آبکاری و محصولات / خزانہ / قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! ممبران کو ہٹائے جانے کی جو وجوہات Clause ہذا میں بیان کی گئی ہیں وہ اتنی واضح اور ٹھوس ہیں کہ ان میں ابہام کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ مثلاً اگر عدالت کسی شخص کو insane قرار دے دے تو اس امر میں مزید کسی وضاحت کی ضرورت نہیں رہتی۔ ترمیم ہذا بلا جواز ہے لہذا مسترد فرمائی جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The motion moved and question is:

> "That in Clause 5 of the Bill, between the words "official member" and "if he", the comma and the words "subject to serving a show cause notice and providing him an opportunity to be heard", be inserted."

(The motion was lost.)

Now, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga,

Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Khawaja Muhammad Nizam- ul-Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

SARDAR VICKAS HASAN MOKAL: Mr. Speaker! I move:

> "That in Clause 6 of the Bill, be renumbered as sub-Clause (1) and the following be added as sub-Clause (2):
>
> "(2) The Authority shall have the power to develop a mechanism for the implementation of the findings emanating from its functions."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 6 of the Bill, be renumbered as sub-Clause (1) and the following be added as sub-Clause (2):
>
> "(2) The Authority shall have the power to develop a mechanism for the implementation of the findings emanating from its functions."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS/ FINANCE(Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I oppose it.

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! یہ amendment بڑی self-explanatory ہے اور میرے خیال میں یہ بڑی اچھی ترمیم ہے۔ اگر authority اپنی بہتری کے لئے کوئی mechanism develop کرنا چاہے تو اس ترمیم کے تحت کر سکتی ہے لہٰذا اس میں کوئی برائی نہیں ہے۔ ہم سو سو سال پرانے اور فرسودہ قوانین کے ساتھ نظام چلا رہے ہیں۔ جب تک کوئی problem نہیں آتی تو ہم اس کے اندر کسی قسم کی کوئی ترمیم لاتے اور نہ ہی بہتری کرتے ہیں۔ اگر یہ Clause add ہو جائے گی تو authority actually self-sustaining entity بن جائے گی۔

جناب سپیکر! دوسرا یہ سب کچھ with due process ہونا ہے، اس کے اندر بورڈ، چیف ایگزیکٹو اور دوسرے محکمہ جات بھی included ہیں اگر اس ترمیم کے تحت ان کو یہ right دے دیا

جائے کہ وہ اپنی workingکو زیادہ بہتر کرلیں تو میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کوئی بُرائی ہے۔ یہ ترمیم اس Billکا حصہ بننی چاہئے۔ ہمیں چاہئے کہ institutionsکو independenceدیں۔ ابھی قائد حزب اختلاف نے بھی یہی بات کی ہے کہ جب تک ہم اپنے institutionsکو strengthenنہیں کریں گے اُس وقت تک ہم ترقی نہیں کر سکیں گے۔ یہ اس کی زندہ مثال ہے کہ ہم اس حوالے سے ایک ترمیم تجویز کر رہے ہیں اور حکومت اس کو opposeکر رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر آبکاری و محصولات / خزانہ / قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! Billہذا کی Clause-6کی sub Clause(c),(d),(i),(j) and Clause-25کے تحت پہلے ہی وسیع اختیارات دیئے جا چکے ہیں۔ اس سلسلے میں مزید اضافی اختیارات کی تجویز بے بنیاد ہے۔ ترمیم ہذا بلا جواز ہے لہٰذا مسترد فرمائی جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 6 of the Bill, be renumbered as sub-Clause (1) and the following be added as sub-Clause (2):

"(2) The Authority shall have the power to develop a mechanism for the implementation of the findings emanating from its functions."

(The motion was lost.)

Now, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed. Sardar Shahab-ud-Din Khan, Khawaja Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

SARDAR VICKAS HASAN MOKAL: Mr Speaker! I move:

> "That in Clause 8 of the Bill, in sub-Clause (4), for the words "one member of the Provincial Assembly of the Punjab", the words "two members of the Provincial Assembly of the Punjab, one of whom shall be a woman member" be substituted".

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 8 of the Bill, in sub-Clause (4), for the words "one member of the Provincial Assembly of the Punjab", the words "two members of the Provincial Assembly of the Punjab, one of whom shall be a woman member" be substituted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS/ FINANCE (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I oppose it.

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! یہ simple سی بات ہے کہ اس کے اندر اگر ایک ہی اسمبلی کا ممبر ہے تو اس میں دو کیوں نہیں ہو سکتے؟ اگر ایک خاتون ممبر کو شامل کیا جائے تو بہت بہتر ہو گا۔ ہم ایک طرف تو gender equality, women rights اور خواتین کو 33 فیصد نمائندگی دینے کی بات

کرتے ہیں اور دوسری طرف اس ترمیم کی مخالفت کی جارہی ہے۔سب سے کمال بات یہ ہے کہ اس کے بعد اگر یہ بورڈ بن جائے گا تو پھر بھی قانون کے مطابق اور خواتین کی 33فیصد نمائندگی کے مطابق ان کو ایک خاتون ممبر شامل کرنی ہی پڑے گی۔

جناب سپیکر! ہمارا اس ترمیم کو دینے کا مقصد یہ ہے کہ اگر ایک ممبر اسمبلی اس کے اندر includeہوگا تو وہ حکومتی پارٹی سے ہوگا اور اگر اس کو دو کر دیا جائے گا تو پھر اس کے اندر حزب اختلاف کی نمائندگی بھی ہو جائے گی۔اس طرح balanceہوگا اور کام بہتری کی طرف جائے گا۔جہاں پر ایک ممبر ہے وہاں پر دو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ خصوصی طور پر اگر اس میں ایک خاتون ممبر کو شامل کر لیا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔آپ اس میں دو مرد اور ایک خاتون ممبر کو شامل کر لیں اس طرح gender equalityآجائے گی، حزب اختلاف، حزب اقتدار اور خواتین کی نمائندگی بھی ہو جائے گی۔

وزیر آبکاری و محصولات / خزانہ / قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! Clauseہذا کے علاوہ Clause-3,section(3)(m)کے تحت معزز ممبران اسمبلی جن میں خواتین ممبران بھی شامل ہیں کی صورت میں پہلے ہی مؤثر عوامی نمائندگی دی جا چکی ہے لہٰذا مزید عوامی نمائندگان کی شمولیت کی تجویز غیر ضروری ہے۔ترمیم ہذا بلا جواز ہے مسترد فرمائی جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That in Clause 8 of the Bill, in sub-Clause (4), for the words "one member of the Provincial Assembly of the Punjab", the words "two members of the Provincial Assembly of the Punjab, one of whom shall be a woman member" be substituted."

(The motion was lost.)

Now, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan

Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed. Sardar Shahab-ud-Din Khan, Khawaja Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

SARDAR VICKAS HASAN MOKAL: Mr Speaker! I move:

> That in Clause 9 of the Bill, in sub-Clause (1), the following sentence be added at the end:
>
> "The persons to be appointed as Chief Executive Officer and Deputy Chief Executive Officer shall, in each case, have at least a Master's degree in social sciences, and shall have an experience of at least 20 years and 15 years respectively in the field of social sector and shall not be below the age of 55 years."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 9 of the Bill, in sub-Clause (1), the following sentence be added at the end:
>
> "The persons to be appointed as Chief Executive Officer and Deputy Chief Executive Officer shall, in each case, have at least a Master's degree in social sciences, and shall have an experience of at least 20 years and 15 years respectively in the field of social sector and shall not be below the age of 55 years.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS/ FINANCE(Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I oppose.

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہا کہ ہم نے اس میں کون سی unreasonable بات کی ہے؟ آپ اتنی بڑی اتھارٹی بنانے جا رہے ہیں اگر اُس کا 15 یا 20 سال کا experience ہو گا تو وہ بندہ آئے گا جس نے سب کچھ دیکھا ہو گا، جس کے تجربے سے یہ اتھارٹی اور اُس کی وجہ سے پنجاب کے لوگوں کا فائدہ ہو گا۔ اگر اُس کی minimum requirement Master Degree ہے تو اسی لئے کہہ رہے ہیں اور نعرہ بھی تو میرٹ کا ہی ہے۔ اگر وہاں پر Master Degree کی بجائے Bachelor آ جائے، وہاں پر کوئی سفارشی لگ جائے تو یہ اتھارٹی کیا کرے گی؟ اور ہم اگلے پانچ سال بعد یہاں پر بیٹھے اُن کی کرپشن کی داستانوں پر رو رہے ہوں گے۔ ابھی اسی اجلاس کے اندر آپ کی وساطت سے ایک اتھارٹی کی پوری کی پوری رپورٹ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کو بھجوائی ہے اُدھر بھی exactly یہی مسئلہ تھا کہ ایک اکاؤنٹس آفیسر چیف آپریٹنگ آفیسر بن چکا ہوا ہے جبکہ اُس کی organization structure میں چیف آپریٹنگ آفیسر کی position ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! بات کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ اگر ہم ایک کام کرنے جا رہے ہیں تو آج ہم اُس کو بہتر کریں بجائے اس کے کہ ہم اس پر پانچ سال بعد دوبارہ بحث کر رہے ہوں۔ اس کے اندر اگر کوئی unreasonable request ہے یعنی یہ کہا ہو کہ opposition کا چیف ایگزیکٹو آفیسر لگے یا ڈپٹی چیف لگے تو پھر یہ بات سمجھ میں آتی ہے۔ ہم صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کے parameters کو بہتر ہونا چاہئے۔ Relevant sister sciences کا بندہ ہونا چاہئے۔ وہاں پر اگر کوئی ڈاکٹر یا انجینئر آ کر بیٹھ جائے تو اُس کو Social Sciences کا کوئی پتا نہیں ہوتا۔ اسی طرح Social Sciences کے expert کو medical کا نہیں پتا ہو گا۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ اس سے یہ اتھارٹی بہتر ہو گی۔

وزیر آبکاری و محصولات / خزانہ / قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! کلاز ہذا کے تحت اتھارٹی کے چیف ایگزیکٹو آفیسر اور ڈپٹی چیف ایگزیکٹو آفیسر کی تعیناتی کا اختیار حکومت کے پاس ہے۔ یقیناً مذکورہ افسران کی تعیناتی کے وقت حکومت ایسے قابل افراد کا انتخاب کرے گی جو تمام مطلوبہ فرائض کو بخوبی انجام دے سکیں اور کلاز ہذا میں دیئے گئے اختیارات کے تحت اتھارٹی کے مطلوبہ اہداف کو حاصل کرنے کے لئے اپنا کردار ادا کر سکیں۔ ترمیم ہذا بلا جواز ہے مسترد فرمائی جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 9 of the Bill, in sub-Clause (1), the following sentence be added at the end:

"The persons to be appointed as Chief Executive Officer and Deputy Chief Executive Officer shall, in each case, have at least a Master's degree in social sciences, and shall have an experience of at least 20 years and 15 years respectively in the field of social sector and shall not be below the age of 55 years."

(The motion was lost.)

Now the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it the question is:

"That Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it the question is:

"That Clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it the question is:

"That Clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it the question is:

"That Clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it the question is:

"That Clause 17 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it the question is:

"That Clause 18 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it the question is:

"That Clause 19 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it the question is:

"That Clause 20 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it the question is:

"That Clause 21 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 22

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it the question is:

"That Clause 22 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed. Sardar Shahab-ud-Din Khan, Khawaja Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali

Akbar Mehmood, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

SARDAR VICKAS HASAN MOKAL: Mr Speaker! I move:

> That after Clause 22 of the Bill, the following new Clause, be added as Clause 23 and the subsequent Clauses be renumbered accordingly:
>
> **"23. Scrutiny of the rules and regulations.** The rules and regulations made under Clauses 21 and 22 shall be submitted to the Standing Committee of the Provincial Assembly of the Punjab on Planning and Development for scrutiny within thirty days of notification of such rules and regulations."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> That after Clause 22 of the Bill, the following new Clause, be added as Clause 23 and the subsequent Clauses be renumbered accordingly:
>
> **"23. Scrutiny of the rules and regulations.** The rules and regulations made under Clauses 21 and 22 shall be submitted to the Standing Committee of the Provincial Assembly of the Punjab on Planning and Development for scrutiny within thirty days of notification of such rules and regulations."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS/ FINANCE(Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I oppose.

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! یہ ترمیم check and balance کے اوپر pertain کرتی ہے۔ اس میں یہی request کی گئی ہے کہ rules کے اندر جو بھی ترمیم ہو یا proceeding or notification کے اندر جو بھی تبدیلی آئے وہ صوبائی اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹی کو بھی بتایا جائے کہ اس کے اندر جو جو changes آرہی ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ یہ بات پورے ایوان کو بتائی جائے گی۔ یہ

صرف اور صرف check and balance کے point of view سے ہے تاکہ اس کے اندر جو کچھ بھی تبدیلی آ رہی ہے اُس کی over all working and overall functions کے اندر پنجاب اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹی بھی اُس کا حصہ ہو۔

وزیر آبکاری و محصولات / خزانہ / قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! بل ہذا میں رولز بنانے کا اختیار حکومت کے پاس ہے۔ Punjab Government Rules of Business 2011 کے تحت صوبائی حکومت رولز بنانے کا عمل سرانجام دیتی ہے۔ مذکورہ کلاز کے تحت متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی رولز بنانے کے عمل کا حصہ نہیں ہے۔ ترمیم ہذا بلا جواز ہے مسترد فرمائی جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That after Clause 22 of the Bill, the following new Clause, be added as Clause 23 and the subsequent Clauses be renumbered accordingly:
>
> **"23. Scrutiny of the rules and regulations.** The rules and regulations made under Clauses 21 and 22 shall be submitted to the Standing Committee of the Provincial Assembly of the Punjab on Planning and Development for scrutiny within thirty days of notification of such rules and regulations."

(The motion was lost.)

Now, the question is:

"That Clause 23 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 24

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it the question is:

"That Clause 24 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it the question is:

"That Clause 25 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 26

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it the question is:

"That Clause 26 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Long title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS/ FINANCE(Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Social Protection Authority Bill 2015 be passed."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Social Protection Authority Bill 2015 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Social Protection Authority Bill 2015 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ! آپ کوئی بات کرنا چاہتی تھیں؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! شکریہ۔ صبح میں نے point of order پر mid wives کا اسمبلی کے باہر جو احتجاج ہے وہ آپ کے سامنے بیان فرمایا تھا۔ اُس مسئلہ پر ابھی ہمارے ایک فاضل ممبر نے policy statement دی کہ حکومت کی اُن سے بات چیت ہو گئی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر بات چیت ہو گئی ہے تو حکومت کے اس رویے کی مذمت کرنے کے لئے مجھے یہاں آنا پڑا کہ بات چیت کرنے کے بعد اُن کے ساتھ جو پانچ مرد آئے ہوئے تھے اُن کو پولیس گرفتار کر کے لے گئی ہے۔ اگر حکومت کسی احتجاج کرنے والے سے بات چیت کرتی ہے تو پھر اُن کی گرفتاری عمل میں کیوں لاتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! مجھے تو اس چیز کا نہیں پتا۔ بہر حال ایک چیز تو ضرور ہے کہ مال روڈ کے اوپر ہر دوسرے دن احتجاج ہوتا ہے۔ پچھلے دنوں احتجاج ہوا اور وہاں پر دو ایمبولینس پھنسی رہیں اور مریض اُسی ایمبولینس میں تڑپتے رہے۔ لاء منسٹر صاحب موجود ہیں یہ اس معاملہ کو جا کر دیکھ لیں گے۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہوا اب اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(58)/2015/1215. Dated: 6th April, 2015. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Rana Muhammad Iqbal Khan,** Governor of the Punjab, hereby prorogue Provincial Assembly of the Punjab on Monday 6th April 2015 after the conclusion of the proceedings of the Assembly on that day.

Dated Lahore, the 4th April, 2015

RANA MUHAMMAD IQBAL KHAN
GOVERNOR OF THE PUNJAB"